اذکروا موتاکم بالخیر (الحدیث)

ماتم اکرام

مصنّفہ

حسّان الہند حضرت مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ

بسعی و اہتمام

شیخ شمس الحق مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ

۳۹ - شارع علامہ اقبالؒ - لاہور

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

بمناسبتِ جشن دوهزار و پانصد سالۂ

شاهنشاهی اِیران

۱۹۷۱م

137108

مآثر الکرام

تصحیح وحواشی

شیخ الحدیث مولانا محمدؐ عبدہٗ صاحب لائلپوری

Marfat.com

جملہ حقوق اشاعت و حواشی محفوظ

ناشر:۔ ـــــــــــــ مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ ۳۹ شارع علامہ اقبال لاہور

سائز:۔ ـــــــــــــ ۲۰ × ۲۶ ۸

قسم کاغذ:۔ ـــــــــــــ کرنا فلی وائٹ پرنٹنگ

طرزِ طباعت:۔ ـــــــــــــ لتھو اور ونڈ اٹیک آفسٹ

طباعت:۔ ـــــــــــــ لتھو اشرف پریس و ونڈ اٹیک عوامی پریس

قیمت:۔ ـــــــــــــ مجلد:۔ ۱۶/۵۰ روپے، غیر مجلد: ۱۵ روپے

تاریخ اشاعت

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء

Marfat.com

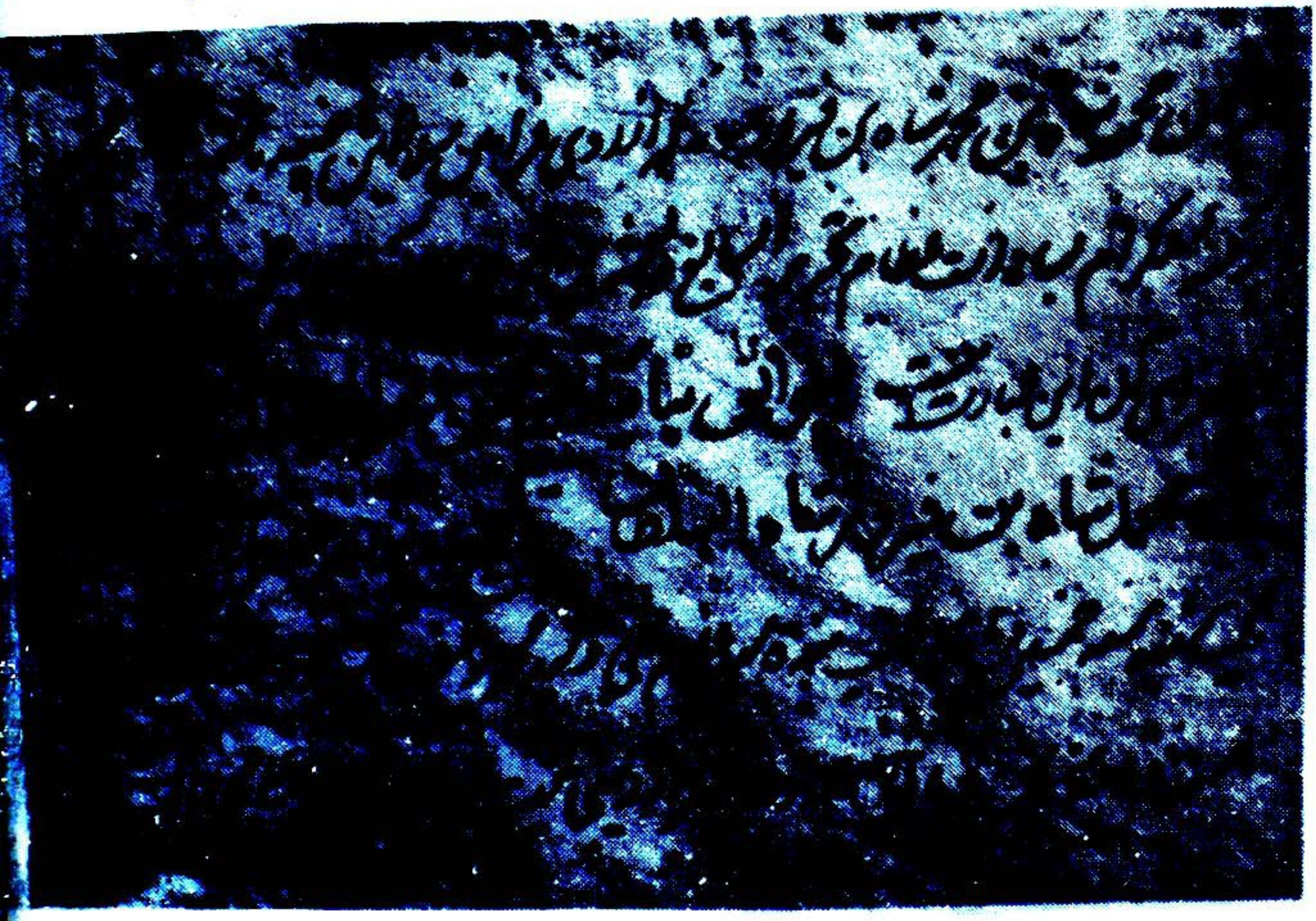

عکس تحریر علامہ آزاد بلگرامی متوفی ۱۲۰۰ ھجری

Marfat.com

عرضِ ناشر

دو ہزار پانچسو لہ جشنِ شاہنشاہیِ ایران کی مناسبت سے علّامہ غلام علی آزاد بلگرامی کی یہ نادر کتاب شائع کی جارہی ہے۔ علّامہ مرحوم پاک و ہند کے ان عظیم علماء میں سے تھے جنکی علمیت کی داد بیرونی ممالک سے بھی ملتی رہی ہے مآثر الکرام دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ حصّہ اوّل جو اس وقت پیشِ خدمت ہے۔ بظاہر بلگرام کے تراجم پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصّہ دراصل ایک جُداگانہ کتاب ہے۔ اور عام طور پر سرو آزاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علّامہ شبلی نے درست فرمایا ہے۔ کہ علماء مشاہیر کے حالات کو تاریخ اور تذکرہ کی کتب سے الگ کر کے مستقل حیثیت دینے میں علّامہ غلام علی آزاد کو اوّلیت حاصل ہے۔ رجال کے کارناموں کے سلسلے کی یہ اہم کتاب (مآثر الکرام) اس سے قبل سنہ ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ اب اسے نئے انداز میں، حواشی اور اضافوں کے ساتھ مولانا محمد عبدہٗ نے ترتیب دیا ہے۔ مولانا محمد عبدہٗ اس سے قبل مفرداتُ القرآن کے اُردو ترجمے کی وجہ سے علمی حلقوں میں ایک خاص مقام کے مالک ہیں۔

مآثر الکرام کی ترتیب و تحشیہ میں انہوں نے جو محنت اُٹھائی ہے اس کا ثبوت اہلِ نظر کو کتاب کے صفحات میں قدم قدم پر ملے گا۔ میرا یہ فرض ہے کہ انکا خصوصی شکریہ ادا کروں۔ کتاب کے مختلف مراحل میں جن دوستوں نے تشریکِ کار فرمائی میں اُن کے لیے تہِ دل سے سپاسگزار ہوں خصوصاً مولانا عطاء اللہ حنیف کا، جو اس کتاب کی اشاعت و طباعت کے محرّک ہوئے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنا بیش بہا نسخہ بھی عطا فرمایا۔ جناب ڈاکٹر وحید قریشی کی کرمفرمائی اور نوازشات جہاں مسلسل میرے شاملِ حال رہیں وہاں باوجود بیحد مصروفیت کے اُنہوں نے ایک مفید دیباچہ بھی تحریر فرمانے کی زحمت گوارا کی۔ جناب اقبال صلاح الدّین نے طباعت کے آخری مراحل میں بعض مقامات پر ضروری متنی تصحیح کا کام انجام دیا۔ جناب محمد اقبال مجددی اور افضل حق قرشی نے "معارف" کے مطلوبہ شمارے فراہم فرمائے۔ جناب سعدی سنگرودی نے پروف ریڈنگ کا کام بڑی محنت سے کیا۔

جناب حافظ محمد یوسف نے کتاب کے اندرونی اور بیرونی سرورق کی کتابت اور تزئین اپنے اعلیٰ ذوق اور مہارت سے کی۔ سید انور حسین نفیس رقم نے اندرونی سرورق پر کتاب کے نام کی کتابت بڑی نفاست سے فرمائی۔ جناب اکرام الحق خوشنویس نے فنڈائیک کی کتابت کا اہتمام کیا اور جناب افتخار بھاری (آرٹسٹ) نے کتاب کے لیے ڈیزائن تیار کیا۔

میں ایک بار پھر ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شیخ شمس الحق۔ لاہور
پاکستان

Marfat.com

اے صبا رو بمزار پسر عمّ نبی
خاکِ آن روضہ کم از عنبر تر نشاسی
کردہ ام خوب تماشا چمن طائف را
نرسید ہیچ گلِ او بہ گلِ عبّاسی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

مآثرالکرام

○

حسان الہند[1] مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اُن علمائے ہند میں سے ہیں جن کا نام اس ملک میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ وہ صرف مُلّا ہی نہ تھے بلکہ ادیب و شاعر مورخ و محقق بھی تھے اور اُن کی تالیفات و تصنیفات خود اس امر کی شاہد ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کے عہد اسلامی میں ایسی ایسی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ جن کی نظیر فارسی زبان میں نہیں ملتی، لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کے ساتھ صحیح فن تاریخ نویسی میں انحطاط شروع ہو گیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لاج رکھ لی اور آخر وقت میں اسی ذوق صحیح کی داد دی۔ اُن کی تصانیف زیادہ تر تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہیں جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہیں اور آزاد نے اس بات[2] پر فخر ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں پہلے وہی ہیں جنہوں نے اس فن پر قلم اٹھایا ہے۔

---

[1] حسان الہند میر غلام علی آزاد بن سید نور بلگرامی یک شنبہ ۱۱۱۶ھ ہجری میں (۲۵) ماہ صفر میں قصبۂ بلگرام میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰۰ھ ہجری میں بمقام روضہ جو نواح اورنگ آباد دکن میں ایک مشہور مقام ہے؛ چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

[2] و پیش از من احدی آستین سعی باین در جو نشکستہ و کمر خدمت بزرگانِ سلف و خلف با این جد و جہد نہ بستہ (دیکھو دیباچۂ کتاب)

Marfat.com

اگرچہ اُن سے پہلے صاحب تاریخ نظامی، ملا عبدالقادر بدایونی اور علامہ ابوالفضل اپنی اپنی تاریخوں میں اپنے اپنے عہد کے امراء و علماء کملاً کے حالات لکھ چکے ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس میں خاص اہتمام کیا ہے اور اس فن کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخوں کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تھے آزاد نے اسے الگ فن قرار دے کر مختلف رسالے لکھے[1]۔

مآثرالکرام جواب پہلی بار مولوی عبداللہ خاں کی سعی سے طبع ہوئی ہے۔ اس فن کے متعلق ہے۔ یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقراء و علمائے بلگرام کے حالات میں ہے۔ آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق ادا کیا بلکہ فن رجال میں ایک قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔ بلگرام ایک مردم خیز بستی ہے اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے بہا لعل نکلے ہیں جن کے نام اس سرزمین میں ہمیشہ روشن رہیں گے، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

---

[1] سرو آزاد، شعراء کا تذکرہ، یدبیضا شعراء کا تذکرہ، خزانۂ عامرہ ان شعراء کے حالات ہیں جن کو دربار شاہی سے صلے ملے ہیں، روضۃ الاولیاء، صوفیہ کے حالات ہیں سبحۃ المرجان۔ علماء کے تذکرے ہیں۔ مآثرالکرام۔ علماء صوفیہ کے حالات ہیں نیز نواب صمصام الدولہ شاہنواز خاں کی بے نظیر تالیف مآثرالکرام کی تکمیل و تہذیب میں جو سعی آزاد نے کی وہ بھی بہت قابلِ قدر ہے۔ دیکھو دیباچۂ مآثرالامراء۔ اور نیز آزاد کے ان خطوط سے جو مولوی سید احمد صاحب زیر بلگرامی مرحوم کے پاس تھے۔ یہ امر ظاہر ہے ——

Marfat.com

تک حاصل ہے۔یوں بھی قصبات اور شہروں کی حالت میں بہت تفاوت ہے۔آب وہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی و بے ریائی تکلفات اور تصنّع سے بری مسابقہ اور مناقشہ کی کشمکش سے محفوظ مسلک کی پختگی' یہ اور بعض اور وجوہ ایسے ہیں کہ جن کے سبب اہلِ قصبات کے چشم ودماغ اہل شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہیں اگرچہ شہر کے ترقیات ان میں سے اکثر کو اوسی منڈے میں کھینچ لے جاتے ہیں' جہاں چند نسلوں کے بعد ان میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔اکثر علماء وفضلاء و دیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ اہلِ قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے۔کاش مولانا آزاد کی طرح دوسرے اہلِ قصبات بھی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے علماء وفضلاء وصوفیاء و دیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کرتے' تو ہندوستان کی تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان میں بکثرت ایسے قصبات ہیں کہ اگر وہاں کے حالات یا تاریخ لکھی جائے تو ایسے مفید معلومات اس سے حاصل ہو سکتے ہیں جس کا بڑی مبسوط تاریخوں میں پتہ نہیں۔اس کتاب کے لکھنے میں مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ تک "تلاش وجستجو کو محدود نہیں رکھا بلکہ "اہالی وموالی شہر" سے یہی حالات دریافت کئے اور نیز "سجلات شرعیہ" سے جو بزرگوں کی یادگار سے باقی تھے استفادہ کیا۔

یہ کتاب اوّل بلگرام میں لکھنی شروع کی تھی لیکن درمیان میں یعنی ۱۱۵۱ھ میں حج کے قصد سے مکہ چلے گئے۔زیارت حرمین شریفین سے واپس ہو کر دکن میں قیام کیا۔ اور وہیں نامکمل مسودہ منگوا کر اختتام کو پہنچایا۔تاریخ اختتام کتاب "خاتمہ مسک" سے نکلتی ہے۔

لہ مثلاً پانی پت، بدایون، خیرآباد، ایٹہ موہان، سرہند سہانی وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب میں کسی قدر اختصار کو مدِ نظر رکھا ہے۔ اگر وہ اس زمانے کی صحبتوں اور معاشرت اور طریقہ تعلیم و تعلّم پر ذرا اور وسیع نظر ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ و مفید ہو جاتی۔ لیکن تاہم جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابلِ تقلید ہے۔ زمانۂ حال و گذشتہ کے حالات اور خصوصاً ان لوگوں کے تذکرے جو اس کارزارِ حیات میں جہاں قدم قدم پر ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہے؛ اپنی ہمت اور ریاضت سعی اور مشقّت سے پایۂ کمال کو پہنچے ہیں؛ انسان کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق میں بے زاد راہ شہر بشہر پھرتے ہیں۔ کھانے کی پرواہ ہے؛ نہ کپڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دھن میں ہفتخوان طے کر کے عین سر چشمہ پر پہنچتے اور سیراب ہو کر واپس آتے ہیں اور اس کے بعد جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے دوسروں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہیں تو بھی فرصت کے وقت سلسلۂ درس و تدریس جاری ہے اور اس کے ساتھ ہی تالیف و تصنیف بھی ہوتی رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں جب کہ علم کا چرچا گھر گھر ہے تو ہمیں ایک عجیب فرق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اب بھی غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے؛ لیکن تحصیل علم کی وہ چٹک اور وہ دھن جو پہلے لوگوں میں تھی۔ آج کل اس کے مقابلے میں کم ہے۔

اس کی زیادہ تر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے حصول علم میں آزادی تھی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیوں نے ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر شوق ہوتا بھی ہے تو وہ دب دیا جاتا ہے ——— دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ تر حصول ملازمت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ علم کو علم کی خاطر شاذ و نادر ہی کوئی پڑھتا ہے

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آج کل طلبہ کی کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے بھی تو اس کی چنداں قدر نہیں۔ کون ہے جس کے دل میں قاضی عضدالحی کے ذکر کے پڑھنے سے جو اس کتاب میں ہے، جوش اور ولولہ پیدا نہ ہوگا ——— لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس میں قاضی عضدالحی کے پاس بھیجا۔ اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلیں اور تن مواقف کو سلطان محمد کے نام سے معنون فرمائیں۔ سلطان ابو اسحٰق والی شیراز کو جب یہ معلوم ہوا تو دوڑا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ فرمائیں اس کے بجا لانے کو میں حاضر ہوں۔ مگر للہ آپ یہاں سے نہ جائیں ایسی قدردانی کی نظیر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت میں ممکن بھی ہے۔ غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کھڑے ہوں گے لیکن اصل یہ ہے کہ حکومت کی کوئی صورت بری نہیں بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے۔ لیکن اگر صحیح اصول پر نظر نہیں، تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور پر کیسی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو مذموم ہے۔

حصول علم کے شوق میں ایک بات بھی مضمر ہے جو سب سے زیادہ قابلِ قدر ہے۔ انسان کو انسان بنانے والی یعنی اس کے کیرکٹر کو سنوارنے والی جو شے ہے وہ شوق وسعی اور ریاضت و محنت ہے۔ خصوصاً جب کہ مدعا حصول اغراض نفسانی نہ ہو۔ ان لوگوں کے کیرکٹر میں ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے اور یہ صرف انہیں لوگوں میں پائی جاتی ہے جن کے دلوں میں کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی لو لگی ہوتی ہے: اور جو اس دھن میں دن کو دن سمجھتے ہیں اور نہ رات کو رات ——— مصیبت کو مصیبت خیال کرتے ہیں نہ راحت کو راحت ——— مگر راہِ طلب

Marfat.com

میں برابر قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہیں اور گو آخر میں گوہر مقصود ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اس سے کہیں بیش بہا ہے۔ یعنی انسانیت یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیئے صفائی باطن کون ہے جس کے دل پر شاہ رحمت اللہ بگرامی قدس سرہ، کے تذکرے کے پڑھنے سے جو اس کتاب میں درج ہے ایک خاص اثر، یا ایک خاص کیفیت طاری نہ ہو گی۔ اس کے دوسرے حالات کے ضمن میں مولانا آزاد یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ میں اور شاہ رحمت اللہ صاحب قدس سرہٗ قصبہ سانڈی سے بگرام جا رہے تھے، دیکھتے کیا ہیں کہ سانڈی کے باغستان میں کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھہرو اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤں چوم لئے۔ میں نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایۂ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی میں اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگوں کے تذکرے جنہوں نے اپنے تن دھن من کو تحصیل علم تزکیۂ نفس یا رضا جوئی باری تعالےٰ میں وقف کر دیا تھا ——— اس زمانے کے لئے جب کہ ہر طرف سے مادیت کا شور دنیا دنیا کی پکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے، بہت کار آمد اور مفید ثابت ہوں گے۔ پند و نصائح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہیں ہوتیں جس قدر ان لوگوں کے تذکرے جو پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے ——— وہ صرف باتیں ہیں اور یہ کام ——— وہ صرف مردہ الفاظ ہیں اور یہ زندہ اعمال، لہٰذا اس کے اندر اس کے اثر میں بڑا فرق ہے۔

Marfat.com

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور اس کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدن علم و علماء رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہاں جاری ہیں۔ ترویج علم کے لئے سلاطین و حکام کی طرف سے وظائف و زمین و مدد معاش مقرر تھیں اور اس غرض کے لئے مساجد و مدارس اور خانقاہیں بنوائی جاتی تھیں۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب توفیق ان کی خاطر تواضع اور خدمت کو سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ "پورب شیراز مملکت ماست" لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہوں پر اوس پڑ گئی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا اور وہ جوش دھیمے پڑ گئے۔ ہندوستان میں پہلے عام طور پر تعلیم کا بھی طریقہ تھا جس کے نشان اب بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے۔ اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے اور مشرق کی ہر چیز میں مغرب کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔

لیکن جہاں ہمیں اس زمانہ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھ کر مسرت ہوتی ہے وہاں ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے نصاب تعلیم پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھ عرصہ پہلے علماء نے کھینچ دیا تھا، اس سے باہر قدم رکھنا انہیں قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر، منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا۔ ساری طباعی اور ذہانت اس پر ختم تھی۔ یہاں تک کہ کتابیں بھی زمانہ دراز سے ایک ہی چلی آتی تھیں اور انہیں پر حاشیہ پر حاشیہ اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تھی۔ علوم طبیعیات وغیرہ کا تو کیا ذکر

Marfat.com

ہے ۔ تاریخ و جغرافیہ بھی جس میں مسلمانوں نے خاص امتیاز حاصل کیا تھا ۔ خارج از بحث تھا۔ غرض صدہا سال سے ہمارے ہاں کی تعلیم حالت جمود میں تھی ۔ سالہا سال کی بربادی اور تباہی کے بعد اب کہیں جا کے ہمارے علماء کی آنکھیں کھلی ہیں اور آنکھیں کیا کھلی ہیں ۔

دعا دینی چاہیئے اس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس زمانے میں مسلمانوں کے سر سے بہت سی بلاؤں کو ٹالا اور مسلمانوں کو ان کی نازک اور پُرخطر حالت سے آگاہ و خبردار کیا۔ یہ اس کا طفیل نہیں تو اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی کے دارالعلوم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ عالم نے قدیم سلسلۂ تعلیم میں انقلاب پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے چنانچہ اس کے لئے سامان مہیّا ہوتے جاتے ہیں ۔ خدا اس کی ہمت میں برکت اور اس کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے ۔ اس کام میں کامیابی یقینی ہے ۔ کیونکہ یورپین السنہ و علوم سے جو نفرت مسلمانوں کے دل میں تھی وہ مرحوم ریفارمر بڑی جانکاہی سے رفع کر گیا ہے ۔ اور وہ طوفان بے تمیزی جو اس وقت برپا ہو گیا تھا اب فرو ہو گیا ہے اور راستہ خس و خاشاک اور جھاڑ جھنکار سے صاف ہے ۔ اور لوگ اس میں تغیر کے لیئے آمادہ ہیں ۔ عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اس کی امداد باعث ثواب سمجھتے ہیں اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی ضروریات سے واقف ہو چلے ہیں اس کی ہمت کو مان کر اس کے ساتھ ہیں کیا تعجب ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ و مغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس تیار کیا جائے جو ہماری ضروریات اور جہالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد ہو البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علمائے واجب التعظیم نے محض

Marfat.com

کے ہاتھ بٹانے میں بہت کم مدد دی ہے بلکہ جنہیں اندرونی حالات سے واقفیت ہے، وہ جانتے ہیں کہ بہ نسبت علماء کے غریب دنیاداروں سے زیادہ امداد ملی ہے اور انہیں کے سہارے اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ اُن علماء و فضلائے بلگرام سے جن کا اس میں ذکر ہے، ایک بھی اہل تشیع میں سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانہ میں رواج پایا۔ اور اگر ان علماء میں سے بعض کی اولاد اب بھی وہاں باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ پر ہے یا ان کے نسب ناموں میں ان علماء کے نام نکلیں تو ہمارا یہ خیال اور بھی قوی ہو جائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اُردو کی سلطنت نے خاص کر آس پاس کے اضلاع، قصبات پر اور بعض اوقات دُور دراز کے مقامات پر بھی مذہبی لحاظ سے خاص اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ جونپور و دگیر مضافات لکھنؤ وغیرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر پایۂ تیقّن کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی پشتی پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشہ ناک ہو جاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سلطنت اودھ نے مذہب کے معاملہ میں کبھی جبر و تعدّی سے کام لیا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگوں کی نیّت کو جو اعتقاد کے کچّے ہوتے ہیں ڈانواں ڈول کر دیتی ہے۔ ایسا ہر جگہ ہُوا ہے۔ اور یہی اردو کے اکثر مقامات میں ہُوا اور قصبۂ بلگرام بھی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے زمانہ میں اہلِ تشیع وہاں نہ تھے اور اگر تھے تو خال خال ——— لیکن بعد کے زمانہ میں حکومت کے اثر

Marfat.com

سے اس کا قدم پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر محمد الترمذی کے تذکرہ میں شیخ محب اللہ الہ آبادی کی کتاب تسویہ کا اُچٹتا ہُوا سا ذکر کر دیا ہے، لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ اور اس لئے ہم اُسے یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہو گا کہ بادشاہ اورنگ زیب انار اللہ برہانہ، کو جزئیات پر بھی ایسی ہی نظر تھی جیسی کلیات پر ——— دوسرے یہ معلوم ہو گا کہ بعض با خدا لوگ ایسے بھی موجود تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پُر جلال شہنشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکۃ الآرا مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصنیف سے ہے، جو ایک درویش اور صوفی تھے۔ اس میں علاوہ اور امور کے جبریل اور وحی کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"جبریل محمد در ذاتِ محمدؐ بود صلی اللہ علیہ وسلم و ہمچنین جبریل با ہر پیغمبرے در ذات وے بود و آن قوتِ باطنی ایشان بود کہ در غلبۂ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید لہٰذا جبریل با ہر پیغمبرے بزبان وے سخن گفتہ"۔

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان میں ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو انکار عظیم کیا۔ شیخ اس زمانے میں رحلت کر گئے تھے لیکن ان کے مریدوں میں سے وہ شخص پایۂ تخت میں موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امرائے دربار میں سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو

Marfat.com

لباس درویشی و زہد میں تھے۔اوّل بادشاہ نے میر سیّد محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی۔سید نے شیخ کی مریدی سے انکار کر دیا بعدازاں شیخ محمدی کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تمہیں شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کر کے بتاؤ اور اگر مطابق نہیں کر سکتے تو اس کی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ میں ڈال دو۔شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ مجھے ان کی مریدی سے انکار ہے، نہ استغفار کی ضرورت، لیکن جس مقام سے شیخ نے گفتگو کی ہے مجھے وہاں تک رسائی حاصل نہیں ہے۔جس وقت میں اس رتبہ کو پہنچ جاؤں گا تو آپ کی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکھ بھیجوں گا۔اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلانا ٹھان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گھر سے کہیں زیادہ شاہی مطبخ میں آگ موجود ہے۔حکم دیا جائے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلیں دستیاب ہوں آگ میں جھونک دی جائیں۔بادشاہ اس جواب کو سُن کر ساکت رہ گئے۔[1]

اس کے پڑھنے کے بعد ہمیں خیال ہوتا ہے کہ اگر سرسیّد خاں مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی ——— ایک ابلہ فریب عالم نما مولوی اپنی تفسیر قرآن میں جس میں اس نے عوام اور جہال کے خوش کرنے کا بہت کچھ سامان جمع کر دیا ہے، لکھتا ہے کہ سرسیّد نے یہ خیالات برہمو سماج سے لئے اور اپنی نیک نیتی

---

[1] مراۃ الخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن صفحہ ۱۰۰ پر ملاحظہ ہو
مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۹۰۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی۔بنگال کلکتہ۔

Marfat.com

سے ضمناً اس عامیانہ خیال کو بھی تحریر میں لایا ہے کہ سرسید نے انگریزوں کو اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کو نہ صرف مطیع سرکار بناتا ہوں بلکہ اُن کے مذہب کی بیخ و بنیاد بھی کھوکھلی کئے دیتا ہوں۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ سلف صالحین میں سے بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اسی قسم کے خیالات صاف و صریح الفاظ میں بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولانا بحرالعلوم فرماتے ہیں:

"جبریل کہ مشہور رسل علیہم السّلام است وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبرئیلیہ است کہ قوّتے از قوائے رسل بود متصوّر شدہ عالم مثال بہ صورتے کہ ممکن بود و رسل مشہود و مرسل می گردد و پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اند نہ از دیگرے"[1]

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ میں جس میں علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قصّہ مسلمانوں کے ہاتھ سے، ایران کے کتب خانوں کے جلانے کا بھی لکھ دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہاں فلسفہ کی بے شمار کتابیں ہاتھ لگیں تو انہوں نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ انہیں کیا کیا جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ان میں ہدایت ہے تو خدا نے ہمیں بھی اس سے بڑھ کر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے

---

[1] سوانح مولانا روم مؤلفہ شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی صفحہ ۱۲۶

Marfat.com

لئے کافی ہے انہیں پانی یا آگ میں ڈال دو

اوّل تو اس میں ایک صریح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران کو فتح نہیں کیا اور یہی غلطی مشہور مورّخ ابنِ خلدون نے کی ہے[1] غالباً مولانا آزاد کا مأخذ بھی ابنِ خلدون ہے کیونکہ بعینہٖ یہی الفاظ اس میں ہیں——

دوسرے مسلمانوں نے جب ایران کو فتح کیا تو وہاں اس قدر کتب خانے کہاں تھے۔ علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اُٹھ چکا تھا۔ یہاں تک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اس وقت بھی کتب خانوں کا نام و نشان نہ تھا۔

البتہ یہ قصّہ اسکندریہ کے متعلق متعدّد تاریخوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ابن خلدون نے اور بعد میں آزاد نے غلطی سے اسی قصّہ کو ایران سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شمس العلماء مولانا شبلی اس کی تردید نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہیں۔ اور اب اس کے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے۔ تاہم ایک دو باتیں اس کے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ مولانا نے بڑے شدّ و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصّہ کا مأخذ ابوالفرج ہے۔ سب سے اوّل اس نے اپنی تاریخ میں لکھا اور اس سے دوسروں نے نقل کیا[2] لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابوالفرج[3]

---

[1] مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر صـ۴۰۰

[2] رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صـ۱۳۱-۱۳۲

[3] یوحنا ابوالفرج سنہ پیدائش ۶۲۳ ہجری وفات ۶۸۷ ہجری۔ موافق الدین عبداللطیف بن یوسف بغدادی سنہ پیدائش ۵۵۵ سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ ہجری۔

Marfat.com

سے قبل عبداللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ الاعتبار میں ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے اور ثابت کیا ہے کہ عبداللطیف بغدادی نے اس کا ذکر امور خانہ کی حیثیت سے نہیں کیا بلکہ ضمناً اور تذکرہ کیا ہے۔ اور جن یورپین مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ سب سے اوّل عبداللطیف نے اس کو اپنی کتاب میں لکھا ہے ان کا بڑی حقارت سے ذکر کیا ہے۔ اور ان پر فریب دہی اور تدلیس کا الزام لگایا ہے۔

میں یہ مانتا ہوں کہ عبداللطیف نے مؤرخانہ حیثیت سے اس کا ذکر نہیں کیا اور یہ بھی تسلیم کرتا ہوں، کہ "یذکر" کے تحت میں اس کو کہا ہے۔ اس کا بھی اعتراف ہے کہ اس کے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہیں وہ سب بازاری گپّے[1] ہیں، لیکن اس کا علاج کیا کہ یہ واقعہ عبداللطیف کی کتاب ابوالفرج سے مذکور ہے۔ اور کم سے کم "یذکر" کے لفظ سے یہ واقعہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللطیف کے زمانہ میں لوگوں کی زبان زد ضرور تھا اور بلاشبہ ابوالفرج سے قبل مشہور تھا۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ جس شان سے اور نمک مرچ لگا کر اس نے بیان کیا ہے اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا اور اس سے بعد کے مؤرخین نے بے سوچے سمجھے نقل کر کے سب جگہ پھیلا دیا ہے اس کا پتہ لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابوالفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً

---

[1] رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ -

Marfat.com

باہمی عناد اور تعصّب اس قصّہ کی ایجاد کا باعث ہُوا ہے۔ مفتوح قوم فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام بعد میں قائم کر دیا کرتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے جس کی کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے۔ علاوہ اس کے مولینا شبلی نے اس رسالہ میں دعویٰ کیا ہے کہ سوائے عبداللّطیف ابوالفرج مقریزی ارجاجی خلف کے کسی اور کتاب میں اس کا ذکر نہیں اور اسی کے ساتھ کتابیں جو مصر و اسکندریہ کے حالات میں لکھی گئی ہیں، نام بنام گنوائی ہیں کہ ان میں سے ہیں اس کا حوالہ نہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے انہیں کتابوں میں سے ایک تاریخ الحکماؔ المقنعطی ہے، جس میں یہ قصّہ منقول ہے۔ غالبًا یہ کتاب حال میں چھپی ہے اور اس لئے مولانا کی نظر سے نہیں گذری تھی۔ اس کے علاوہ دوسری کتاب مفتاح السعادۃ[2] ہے جو ایک ترکی عالم و فاضل طاش کبریٰ زادہ پیدائش سنہ ۹۰۱ ہجری کی تصنیف سے ہے افسوس کہ یہ بیش بہا کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔ لیکن ان کتابوں میں اس قصّہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کیونکہ ان دونوں صاحبوں نے بغیر کسی تحقیق کے ابوالفرج سے لفظ بہ لفظ نقل کر لیا ہے۔ یا ممکن ہے کہ طاشکبریٰ زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت سب کی ایک ہے۔

خاک بگرام میں ایک اور ایسا جیّد فاضل ہو گزرا ہے جسے فخرِ

---

[1] تاریخ الحکماء الجمال الدین ابوالحسن ابن یوسف القفطی مطبوعہ لیپ سگ سنہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۳۵۵ و ۳۵۶

[2] قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ صفحہ ۸۳

Marfat.com

علمائے ہند کہنا بجا ہوگا۔ علمائے ہند کے حالات میں کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں سید مرتضیٰ صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بلگرامی کے ہمعصر تھے۔ ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علمائے ہند اور خصوصاً علمائے بلگرام کا تذکرہ ہے۔ اس فاضل بے عدیل کے حالات سے خالی رہے۔ لہٰذا یہ تذکرہ آخر کتاب میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے اس شخص کے تبحّر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہوگا۔

عبدالحق حیدر آباد دکن

Marfat.com

پیش لفظ

ازجناب پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی ایم۔ اے (فارسی وتاریخ) پی ایچ ڈی (فارسی) ڈی لٹ (اردو)، یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔ پاکستان،

دو ہزار پانصد سالہ جشن شاہنشاہی ایران کی مناسبت سے ماثر الکرام کا یہ خاص ایڈیشن پیش کیا جارہا ہے۔ ایران کی اڑھائی ہزار سال کی تاریخ پاک وہند کی سیاسی تمدنی اور ادبی زندگی کچھ اس طرح مربوط رہی ہے کہ ہمارے لیے جشن کی یہ تقریبات الگ معنویت رکھتی ہیں۔ دورِ قدیم میں اس سرزمین پر سکائی لیکس کی آمد سے لے کر فرماں روایان تیموری کے دورِ زوال تک ایران اور پاکستان ایک گہرے ثقافتی رشتے میں منسلک رہے۔ ایران اور برصغیر پاک وہند کے تجارتی تعلقات کی داستان بہت پرانی ہے دورِ اسلامی میں ایران اور برصغیر کے درمیان تجارتی روابط سے کہیں زیادہ ثقافتی روابط کا دور دورہ رہا ہے سلاطین دہلی کے زیر سایہ ابتدائی آباد کاری مدت تک فارسی بول چال کے گرویدہ وشیدا رہے۔ فارسی یہاں کی سرکاری اور دفتری زبان بھی تھی۔ فارسی کے علمی سرمایے میں ہندی مسلمانوں نے بیش قیمت اضافہ کیا۔ بلکہ اگر شمس العلماء عبدالغنی کے بیان پر بھروسہ کیا جائے تو مسلمانوں کے دورِ عروج میں ہند (برصغیر) کی سرزمین کم از کم تین بار فارسی ادب کے مرکز کی حیثیت سے اہمیت حاصل کرتی ہے بابر کی آمد کے بعد روابط کی نوعیت ایسی مؤثر وخوشگوار ہو جاتی ہے کہ ایرانی علماء فضلاء اور شعراء فن کی قدر ومنزلت کے حصول کے لیے ہندوستان کا رُخ کرتے ہیں اور انہیں یہاں قدردانی اور عزت افزائی کے مواقع میسر آتے ہیں علی قلی سلیم نے تو یہاں تک کہا تھا ؎

نیست درایران زمین سامان تحصیل کمال
تانیا مد سوئے ہندستان خیار نگین نہ شد

مسعود سعد سلمان سے لے کر امیر خسرو تک اور خسرو سے لے کر قتیل وغالب تک مقامی

Marfat.com

شعراء کا ایک عظیم سلسلہ برصغیر میں فارسی ادب کی آبیاری کرتا نظر آتا ہے۔ صرف شاعری ہی نہیں فارسی نثر پر بھی سرزمین پاک و ہند کے ادبا اپنے کمال کا سِکّہ بٹھاتے ہیں، ایرانی اور ترک شعراء ہندی شاعروں کے اسالیب کو اپنے ہاں مقبول و محمود پاتے ہیں۔ وہاں نثر میں بھی پاک و ہند کے اثر و نفوذ کے نشانات طاہر وحید اور بعض دوسرے ایرانی نثر نگاروں کے ہاں جھلکنے لگتے ہیں۔ ظہوری کی نثر کے دوش بدوش ادبیات فارسی میں فیضی کے مکاتیب جہانگیر کی تزک، عالمگیر کے رقعات ابوالفضل کی انشاء اور دورِ قدیم میں خسرو کی اعجاز خسروی ضیاء الدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی، سہرندی کی تاریخ مبارک شاہی اور حکیم بہوہ خاں اور جمالی کنبوہ ملتانی کے نثری کارنامے ایران سے قبول کی سند پاتے ہیں۔ عالمگیر کے انتقال (۱۱۱۸ھ) کے بعد اگرچہ ایران سے تعلقات کا وہ معیار تو قائم نہیں رہتا۔ لیکن آمد و رفت کے ذرائع کسی نہ کسی طرح بحال و برقرار رہے۔ اس گئے گزرے زمانے بھی شیخ علی حزیں اور بعض دوسرے شعراء و ادبا یہاں آتے رہے۔ اودھ کی سلطنت کے قیام کے بعد ایرانی فضلاء کی آمد و شد خاص بڑھ گئی بظاہر ہماری سیاسی تاریخ کا یہ دورِ زوال ہے لیکن زوال و انقراض کے طوفانوں کے باوجود جہاں یہ دور عظیم سیاسی شخصیتوں اور فوجی سرداروں سے محروم نہ رہا اسی طرح فارسی ادب کے بعض اہم شعراء اور نثر نگار بھی اس دھرتی میں پیدا ہوئے جنہوں نے ادبیات فارسی میں گذرے وقتوں کی یاد تازہ کر دی، بیدلؔ، خان آرزو، مظہر جانِ جاں غلام علی آزاد برصغیر کے وہ قد آور ادیب ہیں جنہیں کسی بھی ملک اور ثقافت کے لیے قابل فخر قرار دیا جا سکتا ہے اور ادب کے اہم ترین شاعر بھی اسی دور زوال کی پیداوار ہیں، میر اور سوداؔ، یقینؔ اور تاباںؔ، اسی دور پر آشوب میں آسمان ادب پر مہر و ماہ بن کر روشن ہوئے اہم حقیقت یہ ہے کہ شمالی ہند کے یہی شعراء خان آرزو اور مظہر جانِ جاں کے تربیت یافتہ تھے جنوبی ہند میں بھی ادبی سرگرمی ماند نہیں پڑی تھی وہاں غلام علی آزاد کے سلسلۂ تلمذ میں لچھمی نرائن شفیق اور عبدالوہاب افتخار جیسے نادرۂ روزگار ادیب تربیت پا رہے تھے۔ علم و ادب کی جو خدمت

Marfat.com

شمال میں مظہر اور آزاد نے کی جنوب میں وہی معیارِ ادب مولانا غلام علی آزاد نے قائم رکھا۔ بلکہ عربی اور فارسی ادب کے علمی سرمایے میں ایک اہم باب کا اضافہ کیا۔ وہ بلگرام کے رہنے والے تھے اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے دو برس قبل پیدا ہوئے۔ زندگی کے ابتدائی ایام نواح لکھنؤ اور دہلی میں بسر کر کے کچھ عرصہ سندھ میں فروکش رہے۔ طویل سفر کی آخری حد مقامِ دکن ہے جہاں علم و ادب کی یہ برگزیدہ ہستی اپنے نورِ علم سے جنوبی ہند کو منوّر کرتی رہی۔

علامہ غلام علی آزاد اپنی علمی فضیلت کی وجہ سے اپنے معاصرین میں ہی خالی شہرت رکھتے تھے خود ان کی زندگی میں انہیں حسان الھند کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس لیے کہ حسانؓ بن ثابت کی طرح انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی مدح میں عربی زبان میں قصاید لکھے چنانچہ ان کے شاگرد قاضی عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی نے انہیں اس لقب سے یاد کیا ہے (سٹوری: جلد دوم ص۸۵۵ حاشیہ) علم و فضل میں ان کی شہرت ان کی زندگی ہی میں دُور دُور تک پہنچ چکی تھی۔ وفات (ذیقعد ۱۲۰۰ھ، ۱۵ ستمبر ۱۷۸۶ء کے بعد وہ دکن میں روضہ یا خلد آباد میں جو دولت آباد سے سات میل کے فاصلے پر ہے دفن ہوئے۔ ٹی۔ ڈبلیو بیگ نے ان کے مزار کا حال لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ کس طرح ان کا مزار بھی مرجع خلائق ہے۔

The fame of the poets' learning is such that parents take their children to his Shrine in order that they may by picking up with their lips a piece of Sugar from his tomb, obtain both a taste for knowledge and the ability to acquire it.

جہاں معاصرین کے ہاں علامہ کو یہ قدر و منزلت حاصل ہوئی۔ وہاں بعض مخالفین نے ان سے اختلاف رائے بھی کیا۔ چنانچہ ان کی کتب کے جواب میں اور اعتراض کے طور پر بعض تحریریں بھی ملتی ہیں، سٹوری نے (پرشین لٹریچر) میں ان پر محل روشنی ڈالی ہے مجلہ علوم

Historic Land Marks of Deccan, Allahabad 1907, p 58 quoted by storey Vol. II, p. 856.

Marfat.com

اسلامیہ علی گڑھ دسمبر ۱۹۶۱ء میں اس اجمال کی تفصیل درج ہے ذیل میں چار کتابوں کا ذکر بے موقع نہ ہوگا۔

شرائف عثمانی

یہ شیخ غلام حسن ثمین کی تصنیف ہے جو مآثر الکرام اور سرو آزاد کی تردید میں لکھی گئی، غلام حسن ثمین شرائف عثمانی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"جب آزاد نے اپنی دو کتابیں مآثر الکرام اور سرو آزاد، دکن سے بلگرام بھیجیں اور وہ فضلاء ورؤسائے بلگرام کی نظر سے گذریں تو وہ حیران و ششدر رہ گئے کیونکہ مآثر الکرام کے اکثر بیانات تاریخ و اسناد و حقائق و فرامین" کے خلاف تھے۔ اس کتاب کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ "ساقط از اعتبار" ہے۔ آزاد کے ماموں اور استاد سیّد محمد بلگرامی سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس سلسلے میں آزاد سے دریافت کیا اور وہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

"شرائف عثمانی" میں بلگرام کے صدیقی فرشوری علماء و فضلاء کے حالات اہتمام سے قلمبند کئے ہیں اس سلسلے میں دیگر علماء کا ذکر بھی آگیا ہے۔

خاص طور پر مصنف نے آزاد کی تردید و تغلیط کو اپنا شیوہ بنایا ہے۔

"شرائف عثمانی" کے قلمی نسخے رائل ایشیاٹک کلکتہ۔ انڈیا آفس اور کتاب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔

تحقیق السداد فی مزلات الازاد

تالیف محمد صدیق سخنور عثمانی بلگرامی۔ یہ بھی "مآثر الکرام" اور سرو آزاد کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس میں تاریخی غلطیاں نہیں بتائی گئیں بلکہ آزاد کے اسلوب بیان اور شاعری پر تنقید ہے چونکہ یہ کتاب ذاتی مخاصمت کی بنا پر لکھی گئی ہے اس لیے اس کا لہجہ بہت درشت ہے۔

درج بالا کتاب کے جواب میں آزاد کے شاگرد عبدالقادر سمرقندی دہلوی نے قلم اٹھایا اور "تادیب الزندیق فی تکذیب الصدیق" تصنیف کی۔ اس میں سخنور کی خوب خوب خبر لی گئی ہے

Marfat.com

تذکرۃ الشعراء وارستہ یا جنگ رنگا رنگ

وارستہ سیالکوٹی نے بھی آزاد کی شعروشاعری پر اعتراضات وارد کیے اوران کی بعض تصانیف سے غلطیاں نکالیں [1]

چہار صد ایراد بر کلام آزاد

تصنیف ملا باقر آگاہ، اس میں آگاہ نے آزاد کی تصانیف اور شاعری سے چار سو غلطیاں نکالی ہیں۔

مصنف نے اس کا دوسرا تاریخی نام "عثرات آزادیہ" تجویز کیا ہے۔ ابجد کے اعداد وشمار سے سال تصنیف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء نکلتا ہے۔ جو آزاد کی وفات سے ایک برس پہلے کا زمانہ ہے۔

اس کے صرف دو نسخے دریافت ہوئے۔

۱: کتاب خانۂ جامعہ علی گڑھ (ذخیرۂ شروانی ۳۸۳/۵۰)

۲: کتاب خانہ آصفیہ حیدرآباد۔

ذخیرۂ شروانی کا نسخہ نہایت قیمتی ہے اندرونی شواہد اور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مصنف کا خود نوشت نسخہ ہے۔

آزاد کے تذکرہ نویسوں نے اس کتاب کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے۔ حالانکہ آزاد کے دیگر معترضین کا ذکر خیر کہیں کہیں بڑی شرح وبسط کے ساتھ ملتا ہے "تذکرۂ گلزار اعظم" میں بسلسلۂ گاہ جملہ معترضہ کے طور پر اتنا ضرور لکھا گیا ہے کہ جس سے آزاد اور آگاہ کے مابین اختلافات اور براداتی کی تعداد کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

محمد باقر آگاہ (۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ء - ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء) جنوبی ہند کے علماء میں نہایت ممتاز درجہ کے عالم تھے اور فضل وکمال کے لحاظ سے بلند مقام پر فائز۔ آگاہ صرف آزاد بلگرامی

Marfat.com

سے نبرد آزما نہیں ہوئے بلکہ اپنے ایک ہم عصر جلیل القدر عالم بحر العلوم مولانا عبد العلی المتوفی ۱۲۲۵ھ سنہ ۱۸۱۰ء سے بھی کارزارِ مناظرہ و مباحثہ گرم رہا تھا۔

چہار صد ایراد بر کلام آزاد کی تصنیف کس طرح ہوئی ایک دلچسپ کہانی ہے کہ ایک مرتبہ آزاد نے آگاہ کو "خاں صاحب" لکھ کر خطاب کیا۔ بس کیا تھا آگاہ برہم ہو گئے چونکہ اپنے لیے یہ خطاب ننگ و آر سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ وہ "مرزا بیگ" وغیرہ لکھ بھیجیں۔ تاکہ ترکی بہ ترکی جواب ہو جائے

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتراضات کی ابتدا آگاہ کی طرف ہوئی تھی۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

"ہفت استدراک این جانب کہ بر بعض عبارات ایشان کردہ بود و پاس جانب و حفظ مراتب را در آن بکار برد۔"

آزاد نے استدراکات کے جواب میں آگاہ کے اشعار کی چند فنی اور ادبی غلطیاں بھی نشان زد کر کے بھیجی تھیں جن کو آگاہ "داد سفاحت و مجادلہ" کہتے ہیں۔ اور تال ٹھوک کر میدان میں اتر آئے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں "الحدید یلین بالحدید" بس یہ تھی بات جس کے جواب میں پوری کتاب لکھ ڈالی،

فضلائے حاضرین علامہ غلام علی آزاد کو علامہ شبلی نعمانی نے بھی خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ الندوہ جلد دوم شمارہ ۲، اپریل ۱۹۰۵ء میں مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کے عنوان سے انہوں نے ایک مدلل مقالہ لکھا جو مقالاتِ شبلی جلد پنجم میں شامل ہے اس میں ان کے تحقیقی کارناموں کا تعارف بدیں الفاظ کرایا ہے :

"ان کی تصنیفات ہندوستان میں اپنی قسم کی پہلی تصنیف ہیں، فن رجال اور تاریخ اگرچہ مسلمانوں کا گویا خاص فن ہے لیکن ہندوستان کی علمی حالت کی کچھ ایسی افتاد پڑی تھی کہ ابتدا سے اس زمانے تک کسی نے ایک کتاب بھی اس فن میں نہ لکھی۔ نتیجہ یہ ہوا

137108

Marfat.com

کہ ہندوستان کے سینکڑوں ہزاروں علماء و فضلا کے حالات پر آج گمنامی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ آزاد سب سے پہلے شخص ہیں جس نے ہندوستان کے علماء اور اربابِ عمائم کے حالات قلمبند کئے۔ آزاد نے اس اولیّت پر خود جا بجا فخر کا اظہار کیا ہے اور بجا کہا ہے۔" (مقالات شبلی جلد پنجم صہ ۱۱۸)

اردو دان پبلک میں علامہ آزاد بلگرامی کا پہلا تعارف یہی ہے جو علامہ شبلی کے ہاتھوں ہوا۔ ۱۹۱۰ء میں مآثرالکرام دفتر اول مشتمل بر دو فصل عبداللہ خاں کی سعی و اہتمام سے حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ تو اس کا مفصل دیباچہ مولوی عبدالحق صاحب نے لکھا۔ جس میں علامہ شبلی کے بیانات کی تائید کے علاوہ خود مآثرالکرام کے اندر بیان شدہ عبارتوں کی مدد سے معاشرتی زندگی کے بارے میں آزاد بلگرامی کے سماجی شعور کا جائزہ لیا گیا تھا۔ شبلی نے تاریخ کے میدان میں علامہ کی مساعی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ان کی مورخانہ احتیاط اور معاصر واقعات کی ترسیل کی داد کے علاوہ عربی زبان و ادب میں ان کے بعض کارناموں کی طرف اشارے کئے تھے، مثلاً یہ کہ عربی زبان میں بھاشا کے خیالات اور شاعرانہ صنائع کا بیان اور عربی بحور و قوافی سے ہندی نظام عروض کا تقابلی مطالعہ وغیرہ مولانا کے عربی کلام میں مقامی لب و لہجے کی گونج سے علامہ شبلی خوش نظر نہیں آتے لیکن ان کے دیگر علمی سرمایے کی انہوں نے کھل کر تعریف و توصیف کی ہے۔ اس کے مقابلے میں مولوی عبدالحق آزاد کے تاریخی کارناموں کی تائید کرتے ہوئے اپنی توجہ ان جھلکیوں کی طرف زیادہ کرتے ہیں جن سے عہد آزاد کی معاشرتی فضا عبارت تھی۔ اس میں کلام نہیں کہ معاصر تاریخی واقعات کے بیان میں آزاد نے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ واقعات سنین میں حزم و احتیاط کی وجہ سے مآثرالکرام اور سرو آزاد کو دیگر کتابوں میں ایک امتیاز حاصل ہے۔ اکثر محققین و مورخین نے آزاد کے بیانات کی صحت کو سراہا ہے۔

Marfat.com

اور ان کے حین حیات ہیں ہی بعض اقتباسات کے انگریزی تراجم انگریز مورخوں کی توجہ کا مرکز رہ چکے ہیں۔

آزاد سہ زبان ادیب و مورخ تھے۔ عربی اور فارسی میں صاحب دیوان ہوئے۔ اردو میں ان کی شاعری کا اقرار تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ بلکہ اگر ان کے شاگرد کے بیان کو تسلیم کیا جائے تو وہ اردو میں بھی صاحبِ دیوان تھے۔ ان کا اپنا بیان ہے:

"من اگرچہ دو دیوان دارم عربی و فارسی لکن شعر ہندی را خوب می فہمم واز چاشنی آن حظِ مستوفی دارم" (خزانۂ عامرہ بذیل مسعود سعدِ سلمان)

نثری کتابوں میں اُردو کی ایک تالیف "گربہ نامہ" بھی ان سے منسوب ہے۔ لیکن فی الحقیقت اس کتاب کے مصنف آزاد امروہوی ہیں (ملاحظہ ہو ڈاکٹر نجم الاسلام کے دو مقالے بعنوان "گربہ نامہ" درسہ ماہی صحیفہ، لاہور) تاہم اس میں شبہ نہیں کہ عربی اور فارسی کے علاوہ اردو سے بھی علامہ کو ایک گونہ تعلق رہا ہے۔ اور ان کے شاگردوں نے ادب اردو کی آب یاری میں بڑی اہم خدمات انجام دی ہیں

مآثر الکرام، جلد اول بلگرام کے صوفیاء و اکابر کے حالات پر مشتمل ہے جلد دوم، جو عام طور پر سروِ آزاد کے نام سے یاد کی جاتی ہے، شعراء کا تذکرہ ہے شعراء کے تذکرے اور بھی ان کے قلم سے نکلے ہیں، بیاض ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا

خزانہ عامرہ میں ہند و ایران کے شاعر ہیں، جو دربارِ شاہی سے فیض یاب ہوئے۔ تذکرہ نگاری میں تاریخی واقعات کی طرف کا جو التزام علامہ آزاد نے کیا ہے۔ اس سے یہ تذکرے تاریخی معلومات کا گنجینہ بن گئے ہیں۔ خصوصاً مآثر الکرام کے ہر دو حصے معاصر تاریخی حالات کا نادر و نایاب ذخیرہ ہے۔ بظاہر حصہ اول صرف

Marfat.com

بلگرام کے مشاہیر کا تذکرہ ہے، لیکن ضمناً بعض اشخاص کے حال میں ہند اور بیرون ہند کے واقعات بھی رقم ہوئے ہیں، مولوی عبداللہ صاحب کے حیدرآبادی ایڈیشن میں متن کی صحت کا اہتمام تھا، لیکن ایک کمی یہ رہ گئی تھی کہ حواشی نہ تھے، جن میں معاصر اور متاخر کتب سے علامہ کے بیانات یا اضافے ہو سکتے. زیر نظر ایڈیشن میں مولانا محمد عبدہٗ صاحب نے اسی کمی کو پورا کیا ہے۔ جا بجا دیگر کتب حوالہ سے زائد معلومات مہیا کی گئی ہیں. بیشتر متاخر کتابوں کے صفحات کی نشان دہی کر کے وہ بجا طور پر اہل علم سے داد کے طالب ہیں۔ کتاب عرصے سے کم یاب بلکہ نایاب تھی، عزیزی شمس الحق جو عربی فارسی کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں اور ایسے علمی منصوبوں کے محرک و موید رہے ہیں۔ اب اسی کتاب کو علمی حلقوں تک پہنچانے کا سبب ہوئے ہیں. کتاب کے صوری حسن کے علاوہ معنوی حسن بھی ان کے ذوق نظر کا کرشمہ ہے۔ آغاز کتاب میں مولانا عبدالحق کے دیباچے کے علاوہ انہوں نے عبدالرزاق قریشی کا مقالہ بھی شامل کر دیا ہے۔ جس میں علامہ آزاد کے حالات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ اردو دائرۃ المعارف کے مقالہ نگاروں کے مقابلے میں قارئین کو اس مقالے میں کئی نئی باتیں ملیں گی۔

وحید قریشی

Marfat.com

آزاد بلگرامی

از جناب عبدالرزاق صاحب قریشی انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی

آزاد بلگرامی کا سلسلۂ نسب عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین پر منتہی ہوتا ہے چنانچہ خود آزاد کہتے ہیں۔

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسیٰ جدِ من　　عیسیٰ جان بخش شیرانم بامداد نفس

چونکہ عیسیٰ اکثر شیر کا شکار کیا کرتے تھے اس لئے موتم الاشبال کے لقب سے مشہور ہوئے ایک اور شعر میں اپنے سلسلۂ نسب کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے۔

مرا بہ تیغ ستم کشت و گفت از سر ناز　　چراغ دودۂ زید شہید روشن شد[1]

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ اکابر طریقت میں خواجہ عمادالدین اور سید محمد صغریٰ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے بلگرام کو اپنا وطن بنایا[2] ایک دوسری جگہ وہ لکھتے ہیں کہ اس وقت وہ بلگرام میں سادات حسینی واسطی کے خاندان آباد ہیں ان کے جدِ اعلا یہی محمد صغریٰ ہیں ان کا لقب "صاحب الدعوت الصغریٰ" تھا کثرت استعمال سے صغریٰ ہوگیا۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے

سید محمد صغریٰ بن سید علی بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید بن سید علی بن سید حسین بن سید علی العراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن الامام زین العابدین بن الامام حسین الشہید بن انہما اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب زوج فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3]

---

[1] آزاد بلگرامی: خزانۂ عامرہ (کانپور ۱۸۷۱ء) ص ۱۲۳

[2] ایضاً: مآثر الکرام (آگرہ سنہ ۱۹۱۰ء) ص ۸

[3] ایضاً: ص ۱۱،

Marfat.com

سید محمد صغریٰ خراسان سے ہندوستان آئے[1] وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید تھے سلطان شمس الدین التمش کو ان کی ذات سے عقیدت تھی اس زمانہ میں بلگرام پرسری نام کا ایک ہندو راجہ راج کرتا تھا وہ بہت متعصب اور مغرور تھا۔ سلطان نے اس کی تنبیہہ کے لئے سید محمد صغریٰ سے درخواست کی کہ راجہ مع اپنے اعیان واقارب کے قتل ہوا اور بلگرام پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا لفظ "خداداد" سے اس فتح کی تاریخ (۶۱۴ھ / ۱۲۱۷ء) نکلتی ہے

سید محمد صغریٰ نے بلگرام ہی میں سکونت اختیار کرلی، شیوخ فرشوری[2] اور ترکمان بھی جو ان کے ساتھ آئے تھے یہیں رہ پڑے اس عہد کے دستور کے مطابق غلہ کی پیداوار کا دسواں حصہ انہیں ملتا تھا اور یہ سلسلہ سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر کے عہد تک جاری رہا۔

سید محمد صغریٰ نے (۶۲۰ھ / ۱۲۲۹ء) میں سلطان شمس الدین التمش کے حکم سے ایک بلند ٹیکرے پر جو وسط شہر میں تھا۔ ایک قلعہ بھی تعمیر کرایا تھا امتداد زمانہ سے جب قلعہ کی دیواریں ٹوٹ گئیں تو اس کے کتبہ کے پتھر کو محلہ سید واڑہ کی مسجد میں نصب کر دیا گیا، کتبہ کی عبارت یہ ہے:

" حامی البلاد راعی العباد ذی الامان لاھل الایمان وارث ملک سلیمان صاحب الخاتم فی ملک العالم ظل اللہ فی الخافقین ابوالمظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین ادام اللہ تمکینہ فی شہور سبع وعشرین وستمائتہ "

سید محمد صغریٰ فتح بلگرام کے بعد ۳۱ سال زندہ رہے انہوں نے ۱۴ شعبان (۱۶ نومبر) ۶۴۵ھ / ۱۲۴۷ء کو وفات پائی[3]

آزاد بلگرامی نے فتح بلگرام سے متعلق جو کچھ لکھا ہے ان کے اس بیان اور بعض دوسرے بیانات پر خود ان کے زمانہ میں اعتراضات ہوئے تھے چنانچہ شیخ غلام حسن ثمین نے جو اپنے عہد کے بلگرامی شیوخ فرشوری کے نمائندہ ہیں۔ آزاد کے آزادانہ اور غیر محتاط بیانات سے متاثر ہوکر شرائف عثمانی تصنیف کی

---

[1] آزاد بلگرامی: مآثر الکرام ص ۱۵ [2] آزاد نے قاضی عبدالمنتخب بلگرامی کے حالات میں ضمناً لکھا ہے کہ بلگرام فتح ہوجانے کے بعد مناصب شرعیہ مثلاً افتا، قضا وغیرہ شیوخ فرشوری سے متعلق تھے اور زمینداری سادات کے حصے میں آئی مآثر الکرام ص ۱۵ [3] ایضاً ص ۱۱ تا ۱۳۔

Marfat.com

دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں کہ جب آزاد نے اپنی دو کتابیں مآثر الکرام اور سرو آزاد، دکن سے بلگرام بھیجیں اور وہ فضلاء اور روٴسائے بلگرام کی نظر سے گزریں تو وہ حیران و ششدر رہ گئے۔ کیونکہ مآثر الکرام کے اکثر بیانات "تاریخ و اسناد و تائق و فرامین" کے خلاف تھے، اس کتاب کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ "ساقط از اعتبار" ہے، آزاد کے ماموں اور استاد سید محمد بلگرامی سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ خود آزاد سے اس سلسلہ میں دریافت کیا اور وہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں[1]

شیوخ بلگرام کا دعویٰ ہے کہ ان کے آباء و اجداد سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جب اس نے قنوج پر چڑھائی کی، آئے تھے اور ۴۰۵ھ / ۱۰۱۴ء میں راٹکواڑوں کو شکست دی اور سری نگر کو فتح کر کے اس کا نام بلگرام رکھا وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں مندرجہ ذیل اشعار پیش کرتے ہیں۔

مسلمان رسیدہ بہ ہندوستان — ز قنوماں ہمیں بود صدیقیان
جنود و حلس بود انصاریان — ترکمان و اعوان و انصاریان
زچار و صد و خمس ہجری تمام — سری نگر را نام شد بلگرام

یوپی کے ڈسٹرکٹ گزیٹر (ضلع ہردوئی) کا مرتب اس سلسلہ میں لکھتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ محمود غزنوی کی فوجیں سری نگر سے گزری ہوں اور غارت گری ہوئی ہو اور چند شیوخ وہاں رہ گئے ہوں لیکن گمان غالب یہ ہے کہ مسلمان سید سالار[4] کے ساتھ آئے اور بلگرام کو صحیح معنوں میں شیخ محمد فقیہ عراقی نے التمش کے زمانہ میں فتح کیا، انہی شیخ صاحب کے ساتھ سید محمد صغریٰ بھی جو بلگرام کے تعلقہ داروں کے جدِ اعلیٰ کہلاتے ہیں آئے تھے[3]

---

[1] شیخ غلام حسن ثمین: شرائف عثمانی، قلمی ایشیاٹک لائبریری کلکتہ [2] مقبول احمد صوفی: حیات خلیل (الہ آباد ۱۹۲۹ء) حصہ اول ص ۴۳ [3] نیول ایچ آر: ڈسٹرکٹ گزیٹر یوپی، جلد ۴۱ (ضلع ہردوئی) (لینی تال ۱۹۰۴ء) ص ۱۷۵
[4] سید مسعود سالار غازیؒ شہید ۴۰۵ھ از خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور طبع لکھنؤ ۱۸۷۳ء ص ۲۱۲ جلد دوم

Marfat.com

یہ موضوع جس قدر دلچسپ ہے اس سے زیادہ تحقیق طلب ہے، اس لئے اس وقت ہم اسے نظرانداز کر کے آزاد بلگرامی کے سوانح وحالات زندگی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

آزاد کے سوانح وحالات لکھنے سے پہلے چند لفظ ان کی وطنیت کے متعلق لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مشہور انگریز مورخ ولیم اروِن شیخ غلام حسن ثمین کی روایت پر آزاد کے دعوائے بلگرامیت کو صحیح نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ ثمین آزاد کے دعوائے بلگرامیت کا مذاق اڑاتے اور ان پر طنز کرتے ہیں، ثمین کا بیان ہے کہ اگرچہ آزاد بلگرامی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقتہً وہ سمدن (ضلع فرخ آباد) کے رہنے والے تھے، ان کی والدہ بلگرام کی تھیں نہ کہ ان کے والد[1]

سید مقبول احمد صمدنی (سمدنی) مصنف حیات جلیل بھی ولیم اروِن کے ہمنوا ہیں وہ ثبوت میں ثمین کا مندرجہ ذیل بیان پیش کرتے ہیں۔

"بزرگ حضرات آزاد مذکور از قصبہ سمدن در عہد ملک بہلول لودی در بلگرام برائے تحصیل علم برآمدہ، بعد چندی بوجہ اخلاق اہالیان بلگرام طرح توطن انداختہ، این معنی برجمہور قدمائے بلگرام پیدا و ہویدا است"[2]

شرائف عثمانی ہمارے سامنے نہیں ہے صرف اس کے دیباچہ کا ایک اقتباس ایک عزیز کی وساطت سے ہم کو مل گیا تھا۔ جب تک پوری کتاب سامنے نہ ہو یقین و تفصیل سے گفتگو نہیں ہو سکتی اس لئے اس موضوع پر بھی ہم آئندہ کبھی لکھیں گے، لیکن اس وقت اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اگر ثمین کے مندرجہ بالا بیان کو صحیح مان لیا جائے تب بھی آزاد کے بلگرامی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں، بہلول لودی کا عہد حکومت ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء سے ۸۹۴ھ/۱۴۸۸ء تک ہے اور

---

[1] ولیم اروِن INDIAN CULURE جلد ۳۶ (جنوری ۱۹۰۶ء) ص ۱۰

[2] سید مقبول احمد: حیات خلیل، حصہ دوم ص ۳

Marfat.com

آزاد کا سال پیدائش ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء ہے، یعنی آزاد کی پیدائش کے وقت ان کے خاندان کو بلگرام میں آباد ہوئے (بقول ثمین) تقریباً ڈھائی سو سال ہو چکے تھے، ڈھائی سو سال کسی کی وطنیت کو معین کرنے کے لئے کافی ہیں اس لئے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آزاد بلگرامی تھے،

غلام علی آزاد بن سید محمد نوح ۲۵ صفر ۱۱۱۶ھ (۹ جون ۱۷۰۴ء کو انوار کے دن محلہ میدان پورہ[1] (بلگرام) میں پیدا ہوئے، بلگرام ہمیشہ سے تعلیم و تربیت کا ایک بڑا اور اہم مرکز رہا ہے اس کے علاوہ آزاد ایک نہایت مہذب و تعلیم یافتہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے ان کی تعلیم و تربیت کا بہت باقاعدہ انتظام ہوا۔ خود آزاد کا بیان ہے کہ درسی کتابیں ابتدا سے انتہا تک انہوں نے "اسناد المحققین"، میر طفیل محمد بلگرامی[2] سے پڑھیں[3]، وہ اس شاگردی پر اس طرح فخر کا اظہار کرتے ہیں۔

شاگرد خاص میر طفیل محمدم — اور علوم عقلی و نقلیست رہبرم[4]

عروض و قافیہ اور بعض فنون ادب اپنے ماموں سید محمد[5] سے حاصل کئے[6]، ۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء میں ان کے نانا فاضل اجل میر عبدالجلیل، بلگرامی[7] ۱۶ سال کے بعد بلگرام آئے، اس وقت آزاد کی عمر ۱۲ برس کی تھی آزاد اور ان کے حقیقی خالہ زاد بھائی میر محمد یوسف[8] نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور "سند حدیث مسلسل بالاولیہ و حدیث الاسود بن و اجازت اکثر کتب احادیث، ان سے حاصل کیں۔ ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۱ء میں جب میر عبدالجلیل شاہ جہان آباد جانے لگے تو یہ دونوں بھائی بھی ان کے ساتھ گئے

---

[1] اس محلہ کا نام میدان پورہ اس لئے پڑا کہ یہ ایک وسیع اور ہموار قطعہ زمین پر آباد ہے جو دریائے گنگ کے بازگشت و گردنیے سے پیدا ہو گیا تھا (ڈسٹرکٹ گزیٹر ہردوئی ص ۱۷۷) [2] ان کے حالات کیلئے ملاحظہ ہو مآثر الکرام ص ۴۹ تا ۵۸، سرو آزاد ص ۲۵۱ تا ۲۵۲، تذکرہ علمائے ہند ص ۹۸، [3] آزاد بلگرامی (سرو آزاد لاہور ۱۹۱۳ء) ص ۲۹۳، [4] لچھمی نرائن شفیق: گل رعنا قلمی اورینٹیل پبلک لائبریری پٹنہ، [5] ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو مآثر الکرام ص ۲۹۳ تا ۲۹۶، سرو آزاد ص ۲۸۹ تا ۲۹۱، چمنستان شعرا ص ۵۲۵ تا ۵۲۸، [6] سرو آزاد ص ۲۹۳، [7] ان کے حالات میں سید مقبول احمد سمدنی نے ایک مستقل کتاب حیات جلیل کے نام سے لکھی ہے [8] ان کے حالات کیلئے دیکھئے مآثر الکرام ص ۲۹۶ تا ۲۹۸ سرو آزاد ص ۳۱۳ تا

Marfat.com

اور تین سال وہاں رہ کر "بعض کتب حدیث، برخی از کتاب قاموس و فنون دیگر" ان سے حاصل کئے[1] آزاد اپنے اکتساب فیض کا اس شاعرانہ انداز میں اعتراف کرتے ہیں۔

آزاد ما کہ فضل و کمال رساند　　خدمت نمود حضرت عبدالجلیل را[2]

آزاد کو تحصیل علم اور کسب کمال کا کس قدر شوق بلکہ لگن تھی، اس کا اندازہ لچھمی نرائن شفیق کے اس بیان سے ہوسکتا ہے۔

"(آزاد) می فرمودند در ایام جوانی از بسکہ ہمت مصروف کسب کمال بود التزام داشتم کہ ہر روز فائدہ نوی معلوم کنم، اگر روزی خالی می گزشت می گفتم این روز را از عمر نتوان شمرد[3]"

اسی ذوق و شوق اور جد و جہد کا نتیجہ تھا کہ آزاد نے بقول صاحب تذکرہ بے نظیر۔

"در تحصیل علوم عقلی و نقلی کسب و کار را بکرسی تکمیل نشاندہ واز صحبت اکثری بالانشینان مجالس فضل پایۂ خود بمعراج رساندہ[4]"

آزاد چونکہ طبعاً درویش مزاج تھے۔ اس لئے عین جوانی ہی کے زمانہ میں (۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۴ء) میر سید لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی[5] سے بیعت ہوئے[6] متوفی (۱۱۸۶ھ ص ۴۹۸ خزینۃ اصفیاء)

آزاد کے ماموں سید محمد سیوستان (سندھ) میں پیشگاہ بادشاہ دہلی کی طرف سے میر بخشی اور وقائع نگار تھے[7] (۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۹ء میں (غالباً ماموں کے بلاوے پر) آزاد نے سیوستان کا سفر کیا وہ ذی الحجہ ۱۱۴۲ھ میں بلگرام سے روانہ ہوتے اور شاہ جہاں آباد، لاہور، ملتان ہوتے ہوئے ربیع الاول ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء

---

[1] آزاد، مآثر الکرام ص ۲۶۴ [2] شفیق گل رعنا [3] ایضاً [4] عبدالوہاب افتخار دولت آبادی: تذکرہ بے نظیر (قلمی)، ملوکہ سکتا۔ بخت محمد عمر آردی [5] ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو مآثر الکرام ص ۱۰۸ تا ص ۱۱۳ سفینہ خوشگو ص ۱۷۵، ۱۷۶ [6] آزاد مآثر الکرام ص ۱۶۲ [7] میر سید محمد سے پہلے آزاد کے والد سید محمد نوح بھکر و سیوستان کی بخشی گری و وقائع نگار پر میر عبدالجلیل کی جگہ، سال نیابت کر چکے تھے (مآثر الکرام ص ۲۹۶)

Marfat.com

کے پہلے عشرہ میں وہاں پہنچے، میر سید محمد انہیں اپنا قائم مقام کر کے خود بلگرام چلے آتے اور چار سال کے بعد واپس ہوتے، ان کے واپس آنے کے بعد آزاد نے وطن کا رخ کیا ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۴ء میں وہ سیوستان سے شاہ جہاں آباد آتے یہاں انہیں خبر ملی کہ ان کے والد اور خاندان کے دوسرے افراد الہ آباد میں ہیں وہ آگرہ ہوتے ہوئے الہ آباد پہنچے اور شہر میں ٹھیک اس وقت داخل ہوئے جب لوگ ہلال رمضان دیکھنے میں مشغول تھے۔ انہوں نے یہاں تین سال قیام کیا۔ یہاں کے قیام کے دوران میں دو دفعہ بلگرام کا سفر کیا۔[1]

سیوستان کے دوران قیام میں آزاد کی پہلی تصنیف وجود میں آئی، انہوں نے فارسی شعراء کا ایک تذکرہ ید بیضا کے نام سے لکھنا شروع کیا جو ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء میں مکمل ہوا۔ اہل سیوستان نے اس کی متعدد نقلیں لیں، ایک شخص اس کا ایک نسخہ دہلی لے گیا۔ آزاد جب سیوستان سے وطن لوٹ رہے تھے تو لاہور میں محمد فقیر اللہ آفریں لاہوری سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑی خواہش سے اس کتاب کا ایک نسخہ آزاد سے لیا، مختصر یہ کہ تذکرہ ید بیضاء بہت جلد پھیل گیا اور مقبول ہوا لیکن الہ آباد کے دوران قیام میں آزاد کو "مواد تازہ" ملا اور انہوں نے پہلے نسخے کو منسوخ کر کے ایک نیا نسخہ تیار کیا۔ یہ نسخہ ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء میں تکمیل کو پہنچا "طبع کلیم ید بیضا نمود" خود آزاد نے اس کی تاریخ کہی تھی۔[2]

۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء میں آزاد نے حرمین شریفین کی زیارت کا قصد کیا۔ یہ سفر ان کی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے اور اسی لئے انہوں نے لطف لے کر اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے سفر کی تفصیل جاننے سے پہلے سفر کے محرکات خود آزاد کی زبانی سن لیجئے۔

"من فدائے جلوۂ احمدی وصید بستۂ فتراک محمدی در صفر سن خوابی دیدم کہ در مسجد

---

[1] آزاد خزانۂ عامرہ ص ۱۲۴، شفیق: گل رعنا ۲ آزاد بلگرامی: ید بیضا (قلمی) اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ۔

Marfat.com

مکۂ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً حاضرم و جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجد قائم اند۔ فقیر شرف ملازمت اقدس دریافتم، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات فراوان نمودند و لب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہا پرسیدند، ہنوز جمال باکمال خصوص لمعان تبسم مبارک در نظر من است، ازاں وقت ہرگاہ ایں رویا بیاد می آمد سلسلۂ شوق می صناند۔ آخر جذبہ عنایت محمدیہ مرا از خود در ربود و شراء ناتوانی را ہمت برق آسماں سیر کرامت نمود[1]۔

اس شوق پر مندرجہ ذیل واقعہ نے تاریانہ کا کام کیا۔ شفیق لکھتے ہیں کہ میں نے خود آزاد کی زبان سے یہ واقعہ سنا کہ۔

اس زمانہ میں (آزاد کے الہ آباد کے دوران قیام میں) نواب مبارز الملک سربلند خاں توفی صوبہ الہ آباد کے ناظم تھے۔ وہ اپنے لڑکے میر محمود مخاطب بہ شاہنواز خاں کو اپنا نائب بنا کر محمد شاہ کے پاس دہلی گئے۔ میرے والد محمد نوح نواب شاہنواز خاں کی سرکار میں میر سامان تھے۔ ایک دن وہ مجھے اور میرے چھوٹے بھائی میر غلام حسین کو نواب کی خدمت میں لے گئے، نواب بنگلہ میں بیٹھے تھے۔ اور میرے والدان کے قریب کھڑے کاغذات ان کے دستخط کے لئے ان کے سامنے پیش کرتے تھے ہم دونوں بھائی کچھ فاصلہ پر "سلام گاہ" میں کھڑے ہوتے انتظار کرنے لگے کہ نواب اس طرف نگاہ کریں تو ہم انہیں ادب بجا لائیں۔ نواب دستخط کرنے میں اس قدر منہمک تھے کہ دیر تک اس کا موقع نہ آیا، چوبداروں کا قاعدہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر اپنے آقا کو اشارہ کرتے ہیں مثلاً مجرائی کے لئے بلند آواز سے کہتے ہیں، باادب باقاعدہ چوبدار نے دو تین مرتبہ صدا لگائی، لیکن نواب متوجہ نہ ہوئے، میری غیرت جوش میں آئی کہ مخلوق کے دروازہ پر اس قدر سماجت و لجاجت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ میں وہاں سے واپس چلا آیا، والد صاحب گھر پر آئے تو مجھ سے پوچھا کہ تم نواب کو آداب بجا لائے

---

[1] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۳

Marfat.com

بعیر کیوں چلے آئے ؟ آخر تمہارا ارادہ کیا ہے ؟ میں نے جواب دیا، جو آپ سمجھیں اسی دن میں نے عہد کر لیا کہ فوراً مخلوق کے دروازہ سے کنارہ کشی کر کے خالق کے دروازہ پر چلنا چاہیئے[1]

آخر وہ ساعتِ سعید آگئی، جب آزاد نے درِ مخلوق سے منہ موڑ کر درِ خالق کا رخ کیا۔ رجب ۱۱۵۰ھ (اکتوبر ۱۷۳۷ء) کی تیسری تاریخ تھی اور دوشنبہ کا دن کہ وہ اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے "سفر خیر" مادۂ تاریخ ہے جو خود آزاد نے نکالا تھا، چونکہ انہیں خدشہ تھا کہ اگر ان کے اعزہ واحباب کو ان کے ارادہ کی خبر ہو جائے گی تو وہ مانع ہوں گے، اس لئے انہوں نے کسی کو اپنے ارادہ سے آگاہ نہیں کیا اور تن تنہا بلگرام سے پیادہ پا روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنے سفرِ حج کے تقریباً سارے واقعات ایک مثنوی کی شکل میں لکھے ہیں اور اس کا تاریخی نام "طلسم اعظم" رکھا ہے، اس کی تمہیدیں لکھتے ہیں۔

دم صبحی کہ مہر عالم تاب — سمر بر آورد از نشیمن خواب
جلوہ گر شد بکرسیٔ مینا — بادلِ گرم و دیدۂ بینا ،
دا ورنگ صفا بہ چہرۂ زرد — کہ وضوئی زآب شبنم کرد
بسکہ در سجدۂ سود پیشانی — کرد سیمائی خویش نورانی
گرم شد دورہ خدا طلبی — بست احرام جانبِ عزبی
شد جلو ریز سوئی بیت اللہ — بہ سرو دیدہ زو قدم در راہ
طرفہ بانگی بگوشِ ما آمد — از پسِ پردہ ایں ندا آمد
کای بیاں بستہ در مقام ادب — آتش تازۂ نسیم طلب
گوہرت شبنمی ست قابلِ دید — خیز از جا کہ خواندت خورشید

---

[1] شفیق :۔ گل رعنا

Marfat.com

با دل برہم زن از طپیدنِ دل　　رشتہ برپا اگر بود بگسل
این صدا شورِ عشق در جان ریخت　　صد گل داغ در گریبان ریخت
دامن ہمتی دوم بہ کمر　　جستم از قید سنگ ہمچو شرر[1]

آزاد کے گھر سے نکلنے کے تیسرے دن ان کے اقرباء و اعزہ کو علم ہوا تو وہ سخت حیران و پریشان ہوئے ان کے بڑے بھائی غلام حسن نے تین منزل تک ان کا تعاقب کیا، لیکن چونکہ انہوں نے اسی خیال کے پیش نظر عام راستہ چھوڑ کر غیر متعارف راہ اختیار کی تھی اس لئے ان کے بھائی انہیں نہ پا سکے[2] اثنائے راہ سے انہوں نے اپنے عزیزوں کو ایک خط لکھا، جس میں یہ شعر بھی درج تھا۔

رفتہ ام از خود چہ می پرسی دگر از حالِ ما　　کعبہ می آید در این وادی باستقبال ما[3]

آزاد سرونج تک جو حدود مالوا میں واقع ہے پیدل گئے۔ چونکہ پیدل چلنے کی عادت نہ تھی، پاؤں میں آبلے پڑ گئے[4] لیکن ایک شوق تھا جو انہیں کھینچے لئے جا رہا تھا۔ خود فرماتے ہیں۔

می بریدم رہی بہ بی پائی　　بار فسیقی کہ بود تنہائی
صبح تا شام راہ می رفتم　　خون چکان ترز آہ می رفتم
ہمہ کہسار و دشت و ناہموار　　قدم مور و ایں رہ دشوار
ہر قدم رد و ہا و جیحو نہا　　چون دم تیغ تشنہ خود نہا
موج خون ناب و جوش آبلہ پا　　ریخت در راہ رنگ سلسلہا[5]

اتفاق سے انہی دنوں میں نواب آصف جاہ لشکر لئے مالوا میں موجود تھے، لشکریوں میں سے ایک نیک دل نے آزاد کو اپنے مہمان خانے میں ٹھہرایا خاطر مدارت کی اور نواب

---

[1] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۳، ۳۰۴ [2] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۵ [3] آزاد: بدیہہ [4] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۵ [5] ایضاً۔

Marfat.com

آصف جاہ کی خدمت میں تقریب کا موقع بہم پہنچایا، ۲۲ شعبان ۱۱۵۰ھ (۶ نومبر ۱۷۳۷ء) کو انہیں نواب آصف جاہ کی خدمت میں حاضر کا شرف حاصل ہوا، اس موقع پر انہوں نے نواب کو مخاطب کر کے مندرجہ ذیل رُباعی پڑھی۔

ای حامیٔ دین محیط جود و احسان　　حق داد ترا خطاب آصف شاہان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد　　تو آلِ نبی را بہ در کعبہ رسان

آزاد کہتے ہیں کہ یہ رباعی بیت اللہ کی زیارت کے شوق نے مجھ سے کہلوائی ورنہ شاعر ہونے کے باوجود میں نے کسی کی مدح میں شعر نہیں کہے[1] خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

"در حقیقت نظم این رباعی برای تحقیق مضمون آیۂ کریمہ (
) است نہ برای جلب حطام دنیوی[2]"

نواب آصف جاہ پورے رمضان بھر مرہٹوں سے نبرد آزمائی میں مصروف رہے اور سواد بھوپال جنگ و قتال کا مرکز بنا ہوا تھا۔ آزاد نے بھی اس معرکہ آرائی میں حصہ لیا تھا، چنانچہ مثنوی طلسم اعظم میں لکھتے ہیں۔

من ہم آن روز در صفِ اسلام　　با یکی ذوالفقار خون آشام
قدم پُر دلانہ افشردم　　حملہ ہا بر مخالفان بردم
تشنگیہای روزۂ رمضان　　کردہ از کام تا جگر بریان
سفر کعبہ و صیام و جہاد　　این سہ دولت بہم مرا روداد

چونکہ انہی دنوں میں نادر شاہ کی آمد کی خبر مشہور ہوئی اس لئے نظام الملک نے مرہٹوں سے صلح کرنے میں مصلحت سمجھی، چنانچہ آخر رمضان میں صلح ہو گئی اور نظام الملک نے دکن کا رخ کیا۔

---

[1] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۶، ۳۰۷　[2] ایضاً ص ۳۰۷

[3] آزاد: خزانہ عامرہ ص ۱۲۹

Marfat.com

روانگی سے پہلے انہوں نے آزاد کے سفر کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔ اور وہ اوائل شوال میں بھوپال سے نکل کر برہان پور آئے، ۱۰ ذیقعد کو وہ سورت پہنچے، جہاں سے ۲۴ ذیقعد کو جہاز پر سوار ہوئے ۱۸ محرم ۱۱۵۱ھ (۲۸ مارچ ۱۷۳۸ء) کو ان کے جہاز نے جدہ میں لنگر کیا، یہاں ان کی ملاقات شیخ محمد فاخر الہ آبادی سے ہوئی جو پہلے سے جدہ میں موجود تھے اور ان کے آنے کی اطلاع پاکر ان کے منتظر تھے۔

۲۳ محرم کو انہوں نے ارض پاک پر قدم رکھا اور ان کی جبین نیاز نے آستانہ خداوندی کے سجدہ سے تسکین حاصل کی، حرم محترم میں ان کی زبان نیاز نے یہ ترانہ چھیڑا۔

الٰہی نالہ گرمی دل دیوانہ مارا　　کرامت کن نہاں آتشینی رانہ مارا
مدہ در دست زنگار ہوس آئینہ دل را　　ز حسن خویش کن آباد حیرت خانہ مارا
کریمان را نظر بر زشتی مہمان نمی باشد　　مبر از باغ بیرون سبزۂ بیگانہ مارا
درین نرم کہن از دست مردم آبرو مشکن　　تو گردش دہ بہ رنگ آسمان پیمانہ مارا
دل ما در چراغان تجلی رنگ می بازد　　سمندر ساز و در آتش نشاں پروانہ مارا
تہی مگذار یک دم سینہ را از جنبش آہی　　باین سنبل سراسر سبز کن ویرانہ مارا

صریر خامۂ آزاد را شور دو عالم کن
نمک دہ از قبول خویشتن افسانہ مارا

اس کے بعد کے مراحل کا ذکر خود آزاد کی زبان سے سننا زیادہ مناسب ہوگا تاکہ حالات کے علم کے ساتھ ساتھ ان کے جذبۂ بے اختیار شوق کا بھی اندازہ ہو جائے وہ لکھتے ہیں کہ۔

"از آنجا کہ شوق مدینۂ سکینہ جلوہ ریز بود، طاقت صبر در خود نیافتہ بست و ششم منہ روز جمعہ

---

۱ صاحب شریف عثمانی کا بیان ہے کہ پانچ سو روپے دیئے تھے ۲ ان کے حالات کے لئے دیکھئے سرو آزاد ۲۱۰ تا ۲۱۸ بدر بیضا، سفینہ خوشگو ص ۲۹۵ تذکرۂ بینظیر وغیرہ ۳ آزاد: مآثر الکرام ص ۲۰۸ ۴ آزاد: بدر بیضا۔

Marfat.com

رو براہ مدینہ مقدسہ آوردم، بست و پنج ماہ صفر کہ درین تاریخ از کتم عدم بہ شہرستان ہستی وارسیدہ ام ..... وقت سحر از سواد مدینہ منورہ سرمۂ سوادت در چشم کشیدم و دیدۂ آرزومندرا بر قبۂ روضۂ اقدس مالیدم۔[1]"

چونکہ یہ حکایت لذیذ ہے اس لئے آزاد کی تکرار سے لطف حاصل کرتے ہیں، خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں۔

"چون موسم حج دور بود سہ روز در مکہ معظمہ ماندہ رو بمدینۂ منورہ آوردم و غبارِ آستانِ رسالت را کحل الجواہر چشم نیاز ساختم و عید الفطر در حضور اقدس کردہ بام القریٰ صرف عنان نمودم ..... سالم کشمیری حسب حال خود و فقیر گوید"۔

عید فطر است بر درِ پیغمبر　　شبیا اللہ گفتم بس یاور

این عید و مدینہ بخت من طالع من　　انشا اللہ مکہ و عید دگر[2]

اگرچہ آزاد نے باکمال اساتذہ سے تحصیل علم کرلی تھی اور درجۂ استادی کمال پر پہنچ چکے تھے۔ لیکن ان کی تشنگی علم ہنوز باقی تھی، چنانچہ مدینہ منورہ کے دوران قیام میں انہوں نے شیخ محمد حیات سندھی سے صحیح بخاری کا درس لیا اور "صحاح ستہ اور سائر مفردات" کی اجازت لی ان کی مشغولیت و بے تابی کا حال خود انہی کی زبان سے سننا زیادہ مناسب ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"درِ شہور اقامت این بلدۂ طیبہ صحیح بخاری را خدمت مولائی و استادی شیخ محمد حیات السندی المدنی نور اللہ ضریحہ سند کردم و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا برگرفتم شبہا در مسجد نبوی مابین بیت و منبر والا می نشستم و بمطالعۂ صحیح بخاری می پرداختم و این غزل در مدح اقدس بزبان نیاز ادا شد"۔

---

[1] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۸، [2] خزانۂ عامرہ ص ۲۲۵ [3] ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو مآثر الکرام ص ۱۶۴ تا ۱۶۶، مسجۃ المرجان ص ۹۵ تا ۹۷، الخاف العنبلا المتقین (مصنفہ نواب صدیق حسن خاں) ص ۴۰۳، تذکرہ علمائے ہند (مصنفہ رحمان علی) ص ۸۶ تا ۸۷ وغیرہ۔

Marfat.com

آزاد کی تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا، یہاں انہوں نے شیخ عبدالوہاب طنطاوی مصری سے فن حدیث میں کسب فیض کیا[1]، آزاد کہتے ہیں کہ جب شیخ کو میرے تخلص کا علم ہوا اور مجھ سے اس کے معنی پوچھے تو فرمایا "یاسیدی انت من عتقاء اللہ"[2]

اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے بعد ربیع الاول میں آزاد طائف کی سیر کے لئے گئے، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کے مرقدِ مبارک پر پہنچے تو اپنے جذبہ اخلاص و عقیدت کا اس طرح اظہار کیا۔

اے صبا رو بمزار پسر عم نبیؐ — خاک آن روضہ کم از عنبر نشناسی
کردہ ام خوب تماشا چمن طائف را — نرسد ہیچ گل او بہ گل عباسی

آخر ماہ ربیع الثانی میں آزاد مکہ واپس آئے اور طوائف وداع بجالانے کے بعد جدہ کو روانہ ہوئے جدہ میں وہ ۳، جمادی الاول کو جہاز پر سوار ہوئے جو آٹھ روز بعد مخا پہنچے جو یمن کی ایک مشہور بندرگاہ ہے یہاں جہاز نے چار دن لنگر کیا۔ اس لئے انہوں نے شہر کی خوب سیر کی اور حضرت شیخ شاذلیؒ[3] کے مزار مبارک پر حاضری دی، ۲۹، جمادی الاول کو ان کا جہاز سورت پہنچا، ۲، جمادی الآخر کو وہ شہر سورت میں داخل ہوئے، اس طرح آزاد کا یہ سفر (یا بقول آزاد سفر حجاز فیض طراز) انجام کو پہنچا، خود انہوں نے "سفر بخیر" سے تاریخ معاودت نکالی تھی، سورت پہنچ کر "ایام ام القری اور تذکرہ عمود حمیٰ" کی یاد میں ان کے زبان قلم پر یہ ترانہ آیا،

من از بوس حجر در کعبہ دل را شاد میکردم — مسی مالیدہ یا قوت کسی را یاد می کردم
زیارت می نمودم کعبہ را از گردش رنگی — بحکم شوق طوف تازہ ایجاد می کردم
درین دارالامان مشتاق تیغ قاتلی بودم — زبیتابی طواف خانۂ صیاد می کردم
چو آواز جرس از کاروان ہم پیش می رفتم — بیاد لیلی محمل نشین فریاد می کردم

---

[1] آزاد: مآثر الکرام ص ۲۰۹ [2] آزاد: سرو آزاد ص ۲۹۴ [3] آزاد مآثر الکرام ص ۲۱۰ ان کا نام علی بن عبداللہ ہے، اسکندریہ کے رہنے والے تھے ان کا شمار اولیائے کبار میں ہوتا ہے ۶۵۶ھ میں وفات پائی (نفحات الانس کانپور ۱۸۹۳ء ص ۳۷۰)

Marfat.com

بصحراہا غزالاں را سلام از دور می گفتم — بہ گلشن ہا زمین بوس گل و شمشاد می کردم
ز عکسِ غیر صافی داشتم آئینۂ دل را — بصاحبخانۂ این خانہ را آباد می کردم

اگر آزاد پای سعی من از کار وا ماندی
بپائے ہمت والای خود امداد می کردم[1]

اس کے علاوہ ایک اور غزل کہی تھی جس کا مطلع یہ تھا:

از حرم آوردم سوی دیر ہندوستان مرا — گردش چشم سیاہت کرد سرگردان مرا[2]

آزاد کہتے ہیں کہ میرے ہندوستان لوٹنے کا سبب یہ تھا کہ اہل و عیال اور خصوصاً والدین کی محبت مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ دوسرے میں نے یہ خیال کیا کہ چل کر ان کی خدمت کروں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کروں[3]، لیکن سورت پہنچ کر انہوں نے اولاً پانچ مہینے وہیں قیام کیا، اور پھر جب وہاں سے نکلے بھی تو دکن کا رخ کیا، شیخ غلام حسن ثمین نے شرائف عثمانی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نظام الملک نے آزاد کو حج کے لئے رخصت کرتے وقت ان سے استدعا کی تھی کہ واپسی پر وہ اسی راستہ سے آئیں، ممکن ہے کہ سورت پہنچ کر انہیں نظام الملک کی "استدعا" یاد آئی ہو اور جذبۂ احسان مندی نے انہیں دکن کا رخ کرنے پر مجبور کیا ہو۔

---

[1] آثار الکرام ص ۳۱۰، ۳۱۱ [2] آزاد: ید بیضا [3] آزاد: سبحۃ المرجان ص ۱۲۱۔

Marfat.com

نمود جلوۂ اعجاز شمع مطلبی — نماند شوخی چشم شرار بولہبی
فدای خاصیت وادی عقیق شدم — کہ گرد ریگ روانش علاج تشنہ لبی
زیارت تو کند آفتاب ہر شب نذر — رود صباح جلو ریز جانب غربی
زبسکہ ذوق شکست تو داشت سلغر ماہ — گرفت رنگ نزاکت ز شیشۂ حلبی
خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم — نصیب فائقہ ام کن حلاوت رطبی
بآفتاب نبوت رسانده ایم نسب — توان ز ذرۂ ما دید نور خوش نسبی

بملک ہند چو من نیست طوطی آزاد
کہ کرد تربیت من شکر لب عربی[1]

۱۴ شوال کو آزاد مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے ہیں، روانگی کے وقت ان کے دل کی جو کیفیت تھی اسے خود انہی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہوگا۔

ثم جاء موسم الحجیج ودنا ان یتعطوا المشام بالاریج فاخذت الرخصۃ من الجناب الرحیب وطلبت الاجازۃ من المرعی الخصیب وعینی تهمل هملان العارض وفؤادی یخفق خفقان الواهن وبت کمن فقد سراجا فی لیلۃ لیلاء اورجع صادیا عن سلسال الصداء واتفق الوداع فی الرابع عشر من شوال وفی هذا الملیت علی لسان الحال :

علیک سلام اللہ یا اشرف الوریٰ — لقد سال ومعنی وداعک فانیا
وما انا الا کالذی جاء منهلا — فذاق ولکن عاد ظمآن باکیا[2]

۲۶ شوال کو آزاد مکہ معظمہ پہنچتے اور حج مناسک ادا کرتے ہیں، خود انہوں نے اپنے حج کی تاریخ "عمل اعظم" سے نکالی تھی[3]، مکہ میں ان کا قیام شیخ عبداللطیف[4] کے مکان پر تھا[5]، یہاں بھی

---

[1] آزاد: مآثر الکرام ص ۳۰۸ تا ۳۰۹ [2] آزاد بلگرامی، سبحۃ المرجان (بمبئی ۱۳۰۳ھ) ص ۱۲۰، [3] آزاد مآثر الکرام ص ۳۰۹ [4] ان کے حالات کے لئے دیکھئے مآثر الکرام ص ۱۶۶ تا ۱۰۷ [5] آزاد: مآثر الکرام ص ۱۶۲،

Marfat.com

۱۱ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ (۳۰ نومبر ۱۷۳۹ء) کو آزاد دکن کے لئے روانہ ہوئے اور ۲۷ ذیقعد کو اورنگ آباد پہنچے اور نگ آباد میں انہوں نے بابا شاہ مسافر نقشبندی[1] کے تکیہ میں قیام فرمایا۔ اس خانقاہ میں انہوں نے مختلف اوقات میں سات سال گذارے۔ پہلی بار تقریباً دو سال قیام کرنے کے بعد ۲ رمضان المبارک ۱۱۵۴ھ (۲ اکتوبر ۱۷۴۱ء) کو اورنگ آباد سے نکلے اور قلعہ، محمد آباد، بیدر، بنگالہ (؟) خاندیش، برار وغیرہ کی سیاحت کے بعد اس شہر میں پہنچے جو سلاطین بہمنیہ کا دارالسلطنت رہ چکا ہے۔ اس شہر کے متعلق آزاد لکھتے ہیں کہ آجکل خستہ حالت میں ہے۔ اور شاہی عمارتوں کے کھنڈر آنکھ رکھنے والوں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کرتے اور دنیا کی ناپائیداری کا مرثیہ پڑھتے ہیں۔ ۴ محرم الحرام ۱۱۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۷۴۲ء کو وہ حیدر آباد پہنچے۔ حیدر آباد کے متعلق انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ عمارتوں کی کثرت، سڑکوں کی کشادگی، پانی کی فراوانی اور درختوں اور کھیتوں کی شادابی کے لحاظ سے کم شہر ایسے دیکھنے میں آئے۔ ۱۹ صفر تک وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۵ جمادی الاول کو وہ اورنگ آباد لوٹے[2]

۱۱۵۸ھ ۱۷۴۵ء میں نواب آصف جاہ نظام الملک نے اپنے صاحبزادہ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کو اورنگ آباد کی صوبہ داری پر مامور کیا[1] ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۶ء میں آزاد کی ان سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کی تقریب کے سلسلہ میں شفیق لکھتے ہیں کہ آزاد نے ایک دن انہیں بتایا کہ حجاز سے لوٹنے کے بعد میں سورت ہوتا ہوا اورنگ آباد پہنچا۔ یہاں میں نے دس سال توکل میں گذار دیئے۔ اب میری عمر چالیس سے متجاوز ہو چکی تھی۔ قوائے جسمانی میں انحطاط آچکا تھا اور میں لازمی ضرورتوں کے لئے اپنے آپ کو دوسروں کا محتاج پانے لگا۔ میں نے کہ اب توکل سے کام نہیں چل سکتا۔ انہی دنوں میں نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے مجھ سے خواہش رفاقت ظاہر کی۔ میں نے اسے قبول کر لیا[2]، شفیق کہتے ہیں کہ اس کے بعد آزاد نے فرمایا کہ نواب موصوف کی رفاقت اختیار کرنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ کسی ایک شخص کی ملازمت میں رہنا توکل اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ ایک ہی شخص پر نظر رکھنا

---

[1] ان حالات کے لئے ملاحظہ ہو مآثر الکرام ص ۱۷۴، ۱۷۵ [2] آزاد سرو آزاد ص ۲۹۴ یدبیضا [1] آزاد سبحۃ المرجان ص ۱۲۲

Marfat.com

بہ نسبت ہزار لوگوں پر نظر رکھنے کے بہتر ہے۔ جب نظر ہر طرف سے ہٹ کر ایک ہی شخص پر جم جاتی ہے تو جمعیت دل اور سکون خاطر نصیب ہوتا ہے۔ اور ہر کام خواہ دینی ہو یا دنیوی بلا تشویش خاطر انجام پاتا ہے۔ انہی خیالات کا اظہار آزاد نے مندرجہ ذیل اشعار میں بھی کیا ہے۔

توکل را نظر ہر روز بر تو خدمتی باشد — ہمان بہتر کہ این کس یار صاحب دولتی باشد
اگر بستی میان را در کشاد کار مخنا جان — تقرب با خداوندانِ دولت طاعتی باشد
سواد فقر را از پرتو دولت چراغان کن — ترا زین جامعیت با سلیمان نسبتے باشد[۲]

توکل کے متعلق آزاد کی یہ تاویل کہ ایک ہی شخص پر نظر رکھنا بہ نسبت ہزار لوگوں پر نظر رکھنے کے بہتر ہے۔ ممکن ہے قابل قبول ہو درحالانکہ توکل تو حقیقت میں خدا کے سوا کسی پر نظر نہ رکھنے کا نام ہے، لیکن سواد فقر کو پرتو دولت سے روشن رکھ کر سلیمان سے نسبت پیدا کرنے کی صورت میں قابل قبول قرار نہیں پا سکتی۔

نواب نظام الدولہ کو آزاد سے ربط خاص پیدا ہو گیا تھا۔ اگلے سال نواب آصف جاہ نے نواب نظام الدولہ کو حیدر آباد طلب کیا تو نواب نظام الدولہ نے آزاد کو مجبور کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ حیدر آباد چلیں۔ آزاد نواب کے حسن اخلاق اور اصرار سے مجبور ہو کر ۲۷ ذیقعدہ ۱۱۵۹ھ (یکم اکتوبر ۱۷۴۶ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور سری رنگ پٹن تک کی جو مہاراجہ میسور کی عملداری میں تھا، سیاحت کی۔ صفر ۱۱۶۱ھ (جنوری ۱۷۴۸ء) میں وہ اورنگ آباد واپس آئے۔ اسی سال کے دوران انہوں نے روضۃ الاولیاء تصنیف کی[۱]۔ یہ کتاب خلد آباد کے اولیائے کرام کے حالات پر مشتمل ہے اسی سال وہ برہان پور کی سیر کو گئے۔

اسی سال رمضان کے مہینہ میں آزاد کو دوبارہ دیار عرب جانے کا خیال ہوا، وہ لکھتے ہیں:

"در عشرۂ اخیر رمضان ۱۱۶۱ھ (اگست ۱۷۴۸ء) مزاج بندہ را وحشتی بہم رسید۔ بخاطر افتاد کہ

---

۲ شفیق: گل رعنا ۳ ایضاً ـــــ ۱ آزاد بلگرامی: روضۃ الاولیاء اورنگ آباد ۱۳۱۰ھ ص ۱۷

Marfat.com

از ہمہ قطع نظر باید کرد و بار دیگر سری بدیار عرب باید کشید[۲]"

لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔

"ناگاہ شب بیست و ہفتم ماہ مذکور طرف سحر در عالم رویا اندیشہ ام متوجۂ شعر گردید، بیتی موزون ساختم و معاً از خواب بیدار شدم، بیت بیاد ماند و آن اینست":

چہ خوش گفت گوینده نامدار — مکش دست از دامنِ روزگار

لختی بتامل رفتم۔ دانستم کہ گوینده سروش غیبی است و مخاطب بندہ، امتثال امر غیب واجب دیدم و ارادۂ کہ تعمیم یافتہ بود فسخ نمودم و میسر الہام آنست کہ حجی کہ فرض بود پیش ازین بتقدیم رسید۔ اگر دست از دامن علائق ظاہری می کشیدم و بہ تحصیل نافلہ شتافتم چندین حقوق واجب الادا فوت می شد۔

ترک واجب نتوان کرد چی نافلہا[۳]

۱۱۶۲ھ/۱۷۴۸-۴۹ء میں آزاد دوبارہ برہان پور گئے۔ اسی سال ۱۴ شوال کو اورنگ آباد کے لئے روانہ ہوئے اور ایک سال اور چند مہینے اس دیار میں گذارے۔ شمامۃ العنبر فی ما ورد فی الہند من سید البشر انہوں نے یہیں تالیف کی، تفسیر و حدیث کی کتابوں میں ہند کا جو ذکر آیا ہے۔ اس کو اس رسالہ میں جمع کیا ہے۔ ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء میں نواب نظام الدولہ کی شہادت کے بعد وہ اورنگ آباد چلے آئے۔ اگلے سال "فلک ہمیشہ خرام" نے پھر سامان سفر پیدا کر دیا۔ نواب نظام الدولہ کی شہادت کے بعد "شاہ نواز خاں بہادر بقرب و جوار خویش مکانی جہت بود و باش این درویش صفا کیش مقرر ساختہ[۱]

۱۱۶۵ھ/۱۷۵۱ء میں نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خاں حیدر آباد گئے تو انہیں بھی ساتھ لے گئے۔ ۹ رجب کو وہ اورنگ آباد سے نکل کر، شعبان کو حیدر آباد پہنچے ۱۶ ذلقعد کو وہاں سے چلکر ۵ ذی الحجہ کو اورنگ آباد واپس آئے[۲]

بیت اللہ جانے سے پہلے آزاد نے اپنے (وطن) بلگرام کے علماء و فضلاء اور فقراء و شعراء کے حالات میں ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا تھا۔ اور اس کا کچھ حصہ لکھ بھی چکے تھے لیکن ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء

---

۲ آزاد: سرو آزاد ص ۲۹۳ ۳ ایضاً ۱ تحفۃ الشعراء، قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد

Marfat.com

حرمین شریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ اس لئے یہ کام ادھورا رہ گیا۔ حرمین سے لوٹنے کے
جب دکن میں مستقل قیام کیا تو نامکمل مسودہ کو وطن سے منگوا کر اس کی تکمیل میں لگ گئے اور
مسودہ کو انہوں نے دو جلدوں (مآثر الکرام اور سرو آزاد) ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۲ء میں مکمل کیا۔[۳] "ختامۂ مسک" سے
ثر الکرام کی اور "نشانہ آزاد سرو سبز تازہ" سے سرو آزاد کی تاریخ نکالی تھی۔[۴] مآثر الکرام دو حصوں میں
ہے۔ پہلے حصّہ میں ۸۰ فقرا کے اور دوسرے حصّہ میں ۳، علماء کے حالات ہیں۔ سرو آزاد بھی دو حصوں
ت ہے۔ پہلے حصّہ میں ۱۴۳ فارسی شعرا اور دوسرے حصہ میں ۸ ہندی شعرا کا تذکرہ ہے۔ یہ دونوں
ابیں حیدر آباد سے شائع ہو چکی ہیں۔

ان تذکروں کے جواب میں آزاد کے ایک ہموطن شیخ غلام حسن تمین صدیقی نے شرائف عثمانی
ی جس میں آزاد کی تاریخی غلطیوں کی طرف اشارے اور شیوخ بلگرام کا تذکرہ ہے۔ اس کا مختصر سا
لرہم ابتدائے مضمون میں کر آئے ہیں۔ ایک دوسری کتاب جو مآثر الکرام اور سرو آزاد کی تنقید میں لکھی
ئی "تحقیق السداد فی نذلۃ الآزاد" (۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء) ہے۔ یہ بلگرام کے ایک غیر معروف شاعر محمد صادق
ن محمد احسن اللہ متخلص بہ سخنور کی تالیف ہے۔ اس میں تاریخی غلطیاں نہیں بتائی گئی ہیں۔ بلکہ آزاد
کے اسلوب بیان اور شاعری پر تنقید کی گئی ہے۔ چونکہ یہ کتاب ذاتی مخاصمت کی بنا پر لکھی گئی ہے
س لئے اس کا لہجہ بہت درشت ہے۔ اس کے جواب میں آزاد کے ایک شاگرد عبدالقادر سمرقندی
لہوی نے تادیب الزندیق فی تکذیب الصدیق لکھی۔ اس کے لہجہ میں متانت و معقولیت پائی جاتی ہے[۱]

۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء میں نواب امیر الممالک سید محمد خاں خلف نواب آصف جاہ نے نواب صمصام الدولہ
شاہ نواز خان کو جو اورنگ آباد میں تھے اپنا وکیل متعین کیا۔ جب وہ نواب امیر الممالک سے
ملنے حیدر آباد گئے تو انہوں نے بڑے اشتیاق سے آزاد کو بھی حیدر آباد بلوایا۔ وہاں سے آزاد
۱۱۶۸ھ/۱۷۵۴ء میں اورنگ آباد لوٹے[۲] اسی سال بلگرام میں ان کے اکلوتے صاحبزادہ نور الحسن

---

[۲] آزاد، سرو آزاد ص ۲۹۴، ۲۹۵ [۳] آزاد، مآثر الکرام ص ۳ [۴] ایضاً ۶۱۱ و سرو آزاد ص ۴

[۱] ریو: فہرست مخطوطات فارسی: ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ ۱۹۲۴ء) ص ۱۷۲

Marfat.com

ایک تالاب میں غسل کرتے وقت عین شباب میں غرق ہوگئے۔ آزاد نے ان کا نہایت درد انگیز مرثیہ لکھا ہے۔

قیامت برسرایں بوستان رفت　　کہ یک گل داشت آن ہم نوجواں رفت[۲]

اس کے بعد کے حالات کی تفصیل ہمارے پاس نہیں۔ ممکن ہو کہ کہولت سن کی وجہ سے آزاد نے سیر و سیاحت کا سلسلہ ختم کر دیا ہو۔ شفیق ان کے مذکورہ بالا آخری سفر حیدر آباد کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

تا حالت تحریر (۱۱۸۱ھ، ۱۷۶۷ء، ۱۱۸۲ھ، ۱۷۶۸ء) در ہمین گل زمین (اورنگ آباد) دسادہ آرائی افادہ اند[۱]

خود آزاد کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے:

"چند بار بتماشائے اطراف ملک دکن برخاستم، اکنون در دارالامن اورنگ آباد گوشہ گیرم[۲]"

ولیم چیمبرز آزاد کے ایک ہم عصر تھے، انہوں نے خزانۂ عامرہ کے بعض حصوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ترجمہ کے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں کہ

"(آزاد) اس وقت تک اورنگ آباد دکن میں بقید حیات ہیں اور سالہا سال تک علمی و ادبی مشاغل اور سیر و سیاحت میں مصروف رہنے کے بعد اب عزت و احترام اور کسی قدر شان کے ساتھ زندگی گذار رہے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۸۵ برس ہے۔ موجودہ نظام دو بار ان سے ملنے اورنگ آباد آچکے ہیں۔ مترجم (ولیم چیمبرز) کے پاس اس خط کی جو غازی الدین نے انہیں ۱۷۷۵ء میں لکھا تھا۔ ایک نقل موجود ہے۔ اس خط میں غازی الدین خاں نے آزاد کی بڑی مدح و ستائش کی ہے[۳]۔"

اپنے سیر و سفر پر آزاد نے یہ مختصر مگر بلیغ تبصرہ کیا ہے۔

"حق سبحانہ علیم است کہ ہلال وار مقصود ازین سیر و سفر نہ تن پروری باشد حاشا و کلا بلکہ مانند

---

۲ شفیق: گل رعنا ۳ سید مقبول احمد: حیات جلیل، حصہ دوم ص ۱۷۴

۱ شفیق، گل رعنا ۲ آزاد: خزانۂ عامرہ ص ۱۲۵

Marfat.com

بدر شکست بود۔"

اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ آزاد نے شعرائے فارسی کے دو تذکرے (ید بیضا اور سرو آزاد) لکھے۔ لیکن یہ تذکرے کسی مخصوص نقطۂ نگاہ سے نہیں لکھے گئے تھے۔ آزاد کے بھتیجے میر اولاد محمد نے ان سے خواہش کی کہ اب وہ ایک ایسا تذکرہ ترتیب دیں جس میں صرف ان شعرا کے حالات ہوں جنہوں نے ارباب کرم کی مدح گستری کی ہو اور اپنے ممدوحین سے صلہ پایا ہو۔ آزاد بھتیجے کو بہت عزیز رکھتے تھے، اس لئے آمادہ ہو گئے۔ اس طرح خزانۂ عامرہ ۱۱۶۷ھ/۱۷۶۳ء میں وجود میں آیا۔ خود آزاد نے قطعۂ تاریخ کہا تھا:

آزاد رقم نمود نو تذکرہ — در جیب ورق ریخت نقود سرہ
گنجور خرد گوہر تاریخ فشاند — حق داده عجب خزانۂ عامرہ[1]

اس تذکرہ میں ایران و ہندوستان کے ۱۳۵ شعرا کے ذکر کے علاوہ نظام الملک آصف جاہ، نظام الدولہ ناصر جنگ، امیر الممالک سید محمد خاں اور بعض دوسرے معاصر امراء کے حالات اور مرہٹوں اور ابدالی کی جنگ کی روداد بھی عمدگی سے لکھی گئی ہے۔ یورپین مؤرخین اس کے مستند تاریخی مواد کی وجہ سے اس کی قدر کرتے ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۸۷۱ء میں مطبع نول کشور کانپور میں طبع ہوا تھا۔

۱۱۷۶ھ/۱۷۶۳ء میں آزاد نے سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان (عربی) تصنیف کی۔ یہ کتاب چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل احادیث و تفاسیر میں ہندوستان کے ذکر سے متعلق ہے۔ حقیقت میں شمامۃ العنبر کو جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ پہلی فصل کے طور پر شامل کر لیا ہے۔ دوسری فصل علمائے ہند کے حالات میں ہے۔ یہ فصل بڑی حد تک ان کی ایک اور تصنیف تسلیۃ الفواد سے ماخوذ ہے[2]۔ تیسری فصل محسنات کلام (صنائع و بدائع) سے متعلق ہے۔ چوتھی فصل عاشق و

---

[1] سی، اے اسٹوری: پرشین لٹریچر (لندن) ۱۹۵۳ء جلد اول حصہ دوم ص ۸۵۷، ۸۵۸

[2] آزاد: سرو آزاد ص ۲۹۵ [1] خزانۂ عامرہ ص ۳

Marfat.com

معشوق کی خصوصیات سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں آزاد نے ہندوستان کی موسیقی اور نائکہ بھید پر تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء میں بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ مصر سے بھی شائع ہوئی تھی[1]

سبحۃ المرجان کے تیسرے اور چوتھے باب کا ترجمہ خود آزاد نے غزلان الہند کے نام سے ۱۱۷۸ھ/۶۵-۱۷۶۴ء میں فارسی میں کیا تھا۔ اسٹوری کا بیان ہے کہ آزاد نے یہ ترجمہ اپنے دوست (شاگرد) عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی اور لچھمی نرائن شفیق کی فرمائش سے کیا تھا۔ لیکن خود شفیق اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ عبدالقادر مہربان کی خواہش پر کیا تھا[2]

سبحۃ المرجان کے پہلے اور دوسرے باب کا فارسی ترجمہ سید شمس الدین بن شاہ وارث علی حسنی الحسینی بنارسی نے بنارس کے راجہ مہاراج الیسری پرشاد کی فرمائش پر کیا تھا۔ سید شمس الدین مہاراجہ الیسری پرشاد کی ملازمت میں تھے[3]

نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خاں کو فن سیرت سے بڑی دلچسپی تھی۔ سلاطین تیموریہ اور تیموری عہد کے امرا کے حالات ان کے نوک زبان تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس عہد کے امراء کے حالات لکھنے شروع کئے اور بڑی حد تک اس کام کو مکمل کر لیا تھا۔ لیکن ۱۱۷۱ھ/۱۷۵۸ء میں وہ ایک معرکہ میں کام آئے۔ ان کا گھر لٹ گیا۔ کتاب خانہ برباد ہو گیا۔ مسودہ کے اجزاء منتشر ہو گئے۔ آزاد نے بڑی جدوجہد کے بعد انہیں ڈھونڈ نکالا اور ترتیب دینا شروع کیا۔ بعض مشاہیر کے حالات تلف ہو گئے تھے۔ انہیں لکھا۔ بعض امراء کے حالات نامکمل تھے۔ انہیں مکمل کیا خود مصنف کے حالات لکھے، اس طرح یہ یادگار زمانہ کتاب مآثر الامراء کے نام سے ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں تکمیل کو پہنچی۔ "زہے ادیب مآثر الامراء" سے اس کی تاریخ نکلتی ہے[4]۔ یہ ۱۱۸۱ھ میں کلکتہ سے شائع

---

[1] سبحۃ المرجان ص ۱۲۲ [2] لالہ سری رام: خمخانۂ جاوید لاہور ۱۹۰۸ء جلد اوّل ص ۲۶
[2] شفیق: گل رعنا [3] عبدالمقتدر فہرست مخطوطات اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۴۵ء، جلد ۸ ص ۷۷۸

Marfat.com

ہوئی تھی۔

آزاد کی کئی تصانیف کا ذکر اوپر ان کے حالات میں آچکا ہے۔ ان کے علاوہ بعض اور تصانیف ہیں جن کا ذکر ان کا زمانۂ تصنیف معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مناسب موقع پر نہ ہو سکا۔ ان کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۔ عربی: ضوء الدراری۔ آزاد کو ادب و تاریخ کے علاوہ حدیث سے بھی دلچسپی تھی۔ اس لئے صحیح بخاری کا مطالعہ ان کے لئے ناگزیر تھا، اس مطالعہ کا نتیجہ یہ کتاب تھی، جو صحیح بخاری کی کتاب اوّل سے لے کر کتاب الزکواۃ تک کی شرح ہے[1] سید مقبول احمد صمدنی لکھتے ہیں کہ یہ شیخ شہاب الدین کی ارشاد الساری کا بزیادت بعض فوائد ملخص ہے[2]۔

۲۔ دو دیوان۔ ان کا ذکر خود آزاد نے سبحۃ المرجان میں کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی ہندوستانی کا عربی دیوان مرتب نہیں ہوا اور نہ کسی ہندوستانی نے اس اسلوب کے عربی اشعار کہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے یہ دونوں دیوان مدینہ کے بعض فضلا کو بھیجے۔ انہوں نے ان کو گنبد خضرا کے سامنے رکھا بلکہ مزار اقدس کی جالیوں کے اندر ڈال دیا۔ مجھے امید ہے کہ میرے ان دواوین کو قبول عام حاصل ہوگا[3]۔ یہ دیوان حیدرآباد سے شائع ہو چکے ہیں۔

۳۔ السبعۃ السیارہ۔ یہ سات دواوین کا مجموعہ ہے۔ اس میں ۱۱۷۹ھ/۱۷۶۵ء سے ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء تک کا کلام ہے[4]۔ سید مقبول احمد صمدنی کا بیان ہے کہ اس کا انتخاب "مختار دیوان آزاد" کے نام سے مطبع آسی لکھنؤ سے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں شائع ہوا تھا[5]۔

۴۔ تسلیۃ الفواد فی قصائد آزاد: قصائد کا مجموعہ ہے۔ جس میں زیادہ تر نعتیہ قصیدے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ آزاد نے تراجم علماء کے عنوان سے سبحۃ المرجان میں شریک کر لیا ہے[1]۔

---

[1] شاہ نواز خاں: مآثر الامراء (کلکتہ ۱۸۸۸ء)، جلد ۱ ص ۲، ۳، ۱۱۰ [1] آزاد: سبحۃ المرجان ص ۱۲۲ [2] سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ دوم ص ۵، ۱ (حاشیہ) [3] آزاد: سبحۃ المرجان ص ۱۲۲، ۱۲۳۔ [4] اسٹوری: پرشین لٹریچر، جلد اول، حصہ دوم ص ۸۶۱

Marfat.com

۵۔ مظہر البرکات۔ ایک صوفیانہ مثنوی سات دفتروں میں ہے۔ پہلا دفتر ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں اور دوسرا، تیسرا اور چوتھا ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء میں پورا ہوا۔ دوسرے دفتروں کے آخر میں تاریخ نہیں ہے۔

۶۔ شفاء العلیل فی اصطلاحات کلام ابی الطیب متنبی۔ اس میں متنبی کے کلام کی مخصوص اصطلاحات کی شرح ہے[۴]

۷۔ کشکول۔ کتب خانۂ آصفیہ کے کٹیلاگ میں اسے عربی کتابوں میں رکھا گیا ہے، اور شمس اللہ قادری صاحب قاموس العالم فارسی کتاب بتاتے ہیں۔ اسٹوری کا خیال ہے کہ اس میں دونوں زبانوں کے اشعار کا انتخاب ہوگا۔[۴]

۸۔ مکاتیب حضرت مجدد۔ سید مقبول احمد صمدنی کا بیان ہے کہ آزاد نے حضرت شیخ مجدد سرہندی کے مکاتیب میں سے بعض کا عربی ترجمہ کیا تھا[۵]

فارسی: ۱۔ شجرۂ طیبہ۔ اس کتاب میں آزاد نے ساداتِ بلگرام کے احوال و انساب لکھے ہیں[۶]

۲۔ مرأۃ الجمال۔ اس میں ۱۰۵ اشعار ہیں۔ جن میں معشوق کا سراپا کھینچا گیا ہے[۷] مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانہ میں (سبحان اللہ سیکشن) ایک مخطوطہ "مثنوی سراپائے معشوق" ہے۔ اسٹوری کا خیال ہے کہ یہ مثنوی اور مرأۃ الجمال ایک ہی چیز ہے[۸]

۳۔ دیوان فارسی۔ حیدرآباد میں ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں طبع ہو چکا ہے۔

---

۵ سید مقبول احمد حیات جلیل حصہ دوم ص ۱۷۵ (حاشیہ)، ۱ آزاد سبحۃ المرجان ص ۱۲۲ ۲ اسٹوری پرشین لٹریچر جلد اوّل حصہ دوم ص ۸۶۱ ۳ نواب صدیق حسن خاں: اتحاف النبلاء والمتقین دکانپور ۱۲۸۸ھ، ص ۲۳۱ ۴ اسٹوری: پرشین لٹریچر جلد اوّل حصہ دوم ص ۸۶۲ ۵ سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ دوم ص ۵، ۱۷۶ ایضاً حصہ اوّل ص ۶۱ ۷ نواب صدیق حسن خان: اتحاف النبلاء ص ۱۳۳ ۸ اسٹوری: پرشین لٹریچر، ج اول حصہ دوم ص ۸۶۲

Marfat.com

۴۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات۔ یہ ۳۲ صفحے کا رسالہ ہے جس میں آزاد نے سادات کے فضائل و مکارم بتائے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سادات کا خاتمہ لازمی طور پر اچھا ہوتا ہے۔ یہ رسالہ بمبئی میں ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں چھپ چکا ہے۔

۵۔ مثنوی بجواب مثنوی میر عبدالجلیل بلگرامی[1] میر عبدالجلیل کی مثنوی فرخ سیر کی کتخدائی ۱۱۲۷ھ / ۱۷۱۵ء سے متعلق ہے۔

۶۔ چند منظومات اور رسائل[2]۔ ان رسائل کا ذکر خود آزاد نے سبحۃ المرجان میں (ص ۱۲۳) کیا ہے۔ منظومات میں بہت ممکن ہے کہ مثنوی بجواب مثنوی میر عبدالجلیل بلگرامی بھی شامل ہو۔

(اردو) ۱۔ دیوان اردو۔ آزاد کی کسی تحریر سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ انہوں نے اردو میں بھی اشعار کہے تھے۔ تذکرہ نگار بھی بالعموم اس بارہ میں خاموش ہیں۔ سید مقبول احمد صمدنی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اردو میں شعر کہنا آزاد "اپنے مرتبۂ عالی سے پست و دوں سمجھتے تھے"۔ لیکن اسد علی خاں تمنا اور نگ آبادی نے اپنے تذکرہ میں ان کے اردو دیوان کا ذکر کیا ہے اور ان کے دو شعر بھی نمونہ کے طور پر نقل کئے ہیں[3] چونکہ تمنا آزاد کے شاگرد تھے اس لئے ان کے بیان پر اعتماد نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔ گربہ نامہ۔ سید مقبول احمد صمدنی لکھتے ہیں کہ بازاروں میں ایک چند ورقہ رسالہ گربہ نام کا ملتا ہے، اس میں آزاد نے، چوہے، بلی کا قصہ عوام یا نوعمروں کی تفریح خاطر کے لئے اردو میں قلم بند کر دیا ہے[4] لیکن سید وجاہت حسین کا خیال ہے کہ یہ نظم پند و نصیحت کا کام کرتی ہے۔ یہ لوگوں کو ریاکاروں سے جو فطرۃً بُرے ہیں، بچنے کی ہدایت کرتی ہے۔

---

[1] اسٹوری: پرشین لٹریچر ج ۱ حصہ ۲ ص ۸۶۲ [2] سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ ۲ ص ۱۷۶ [3] ایضاً ص ۱۷۵ [4] اسد علی خاں تمنا اورنگ آبادی، گل عجائب راورنگ آباد ۱۹۳۳ء، ص ۳۔ [1] سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ دوم ص ۱۷۶

Marfat.com

ان کی رائے میں پچھلے ڈیڑھ سو برس میں اردو زبان نے جو ادب پارے پیدا کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ نظم بھی ہے، وہ اس کا نام بلی نامہ بتاتے ہیں[۲]

آزاد کی زندگی کے تقریباً ۴۸ سال دکن میں گزرے۔ اس طویل مدت میں بیسیوں حادثات پیش آئے مثلاً ان کے والدین اللہ کو پیارے ہوئے، ان کے ماموں اور استاد سید محمد نے وفات پائی۔ نوجوان اکلوتا بیٹا ڈوب کر مر گیا۔ خالہ زاد بھائی اور خواجہ تاش محمد سید محمد یوسف کا انتقال ہوا۔ اور بھی بہت سے عزیز دنیا سے اٹھ گئے۔ لیکن دکن کی مٹی نے ان کا کچھ ایسا دامن پکڑا کہ یہ وہاں سے نہ ٹل سکے۔ اپنے بھتیجے میر اولاد محمد ذکا[۳] اور اپنے پوتے امیر حیدر[۴] کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کی تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد بلگرام واپس بھیج دیا[۵]

شاہ نواز خاں نے آزاد کے نام وقتاً فوقتاً خطوط لکھے تھے۔ ان میں سے دو خط اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ (آخر عمر میں) آزاد مختلف عوارض کا شکار رہا کرتے تھے۔ ایک خط کے ذریعہ شاہ نواز خاں انہیں تسلی دیتے ہیں۔

"حدیث تپ قولنج و رفع آن و بقیۂ نقاہت و پرہیز از نوشتۂ ایشان معلوم شد دنیا محل مکارہ است، عاقبت بخیر باد[۶]"

دوسرے مکتوب میں وہ آزاد کی گوناگوں شکایتوں اور عوارض پر اپنے غم و ملال کا اظہار کرتے ہیں

"از نوشتہ رائے سدھاری لال معلوم شد کہ از پیچش و خون و بلغم مزاج دشمناں مہربان کسل دارد و اگرچہ خون کم شدہ تقاضا و خلش قولنج و فتق و اضطرار از ہمان قسم است باستماع این معنی موجب تردد و تفکر شد، حکیم علی الاطلاق از فضل خود زود شفائے کامل عطا فرماید[۱]"

---

۲ سید وجاہت حسین: جرنل رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (کلکتہ ۱۹۳۶ء ص ۱۳۱ ۳ ان کے حالات کے لئے دیکھئے گل عجائب ص ۵۲ تا ۵۶ سفینۂ ہندی ص ۸۰ وغیرہ ۴ ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو محبوب الزمن ج ۱ ص ۲۱۸، ۲۱۹

۵ سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ ۲ ص ۱۶۸ ۶ شاہ نواز خان: منشآت شاہنواز خاں (قلمی)، بمبئی یونیورسٹی لائبریری۔ ۱ منشآت شاہ نواز خاں (قلمی)، بمبئی یونیورسٹی

Marfat.com

صاحب محبوب الزمن تتبع الشاکین فی جلائل حضرت محبوب سبحانیؒ مؤلفہ غلام علی آزادؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"آپ (آزاد) نے ۱۱۸۵ھ میں عزم حج کیا۔ اس مسافرخانہ کو زیارت سے واپسی پر سرور نے تعمیر کرایا۔ جس زمانہ میں آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ اس زمانہ میں بھی آپ خیر و افعال پسندیدہ کئے جاتے تھے۔ اور مکان اس وقت بھی آپ کی تصرف ہونے کے لئے متعلق رہتے تھے۔ آپ نے جسم خاکی کے دفن کے لئے ایک قطعہ زمین روضہ متبرکہ بار میں قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین غریب خرید کیا اور وہاں قبر بنوائی۔ تقریباً سات قالب سے دن کے برآمد ہونے کے بعد آپ نے جسم خاکی کو اس میں دفن کیا اور آپ نے اس کا نام عاقبت خانہ رکھا۔ عاقبت خانہ کی آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ و عرس عظیم الشان منعقد فرمایا۔ جشن میں شعراء و امراء و مشائخ کو دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوائے اور فرح فرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی خاطر و مدارت و تواضع میں ایک دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے یہ جشن دو عید ہے: غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع۔ آپ ہر ایک سے فرماتے تھے۔ مذاق فراق بینی و بنگ۔ آپ کے اس فقرہ سے ہر ایک کے دل پر حسرت و رقت موثر ہوتی تھی آپ ہشاش بشاش تھے، فرماتے تھے۔ یہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبیٰ میں باہم ملیں گے۔ یکے بعد دیگرے اسی مقام اصلی میں پہنچ جائیں گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچھے پہنچے گا۔ طعام سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے معافی چاہی۔ شعراء نے آپ کے عاقبت خانہ کی تعمیر کی تاریخیں کہیں اور آپ کی مدح سرائی میں قطعات مدحیہ و دعائیہ لکھے [1]"

---

[1] صاحب محبوب الزمن لکھتے ہیں کہ یہ کتاب رود موسیٰ کی طغیانی میں تلف ہوگئی (محبوب الزمن ج ۱ ص ۲۸۶) [2] انکے حالات چمنستان شعراء شفیق، گل عجائب (تمنا)، وغیرہ میں ملتے ہیں لیکن بہت مختصر [3] عبدالجبار خاں ملکاپوری: محبوب الزمن جلد اول ص ۲۸۵، ۲۸۶

Marfat.com

اس جشن کے بعد آزاد پانچ سال اور زندہ رہے انہوں نے ۸۶ سال کی عمر میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۰۰ھ ۱۵ ستمبر ۱۷۸۵ء وفات پائی اور اپنی وصیت اور خواہش کے مطابق روضۂ شریفۂ خلد آباد میں جو اورنگ آباد بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ابدی نیند سو رہے ہیں۔ لوح مزار پر مندرجہ کتبہ ہے۔

ھوالحی القیوم

حسان الہند میر غلام علی آزاد حسینی واسطی بلگرامی

ولادت : ۲۵ صفر المظفر ۱۱۱۶ھ آہ غلام علی آزاد

وفات : ۲۴ ذیقعدہ الحرام ۱۲۰۰ھ

بیگ کا بیان ہے کہ والدین اپنے بچوں کو ان کے مزار پر اس غرض سے لے جاتے ہیں کہ وہ ان کی قبر پر سے شکر کی ایک ڈلی اپنے منہ سے اٹھا کر کھالیں تاکہ انہیں علم اور علم کے حاصل کرنے کی صلاحیت نصیب ہو[1]

صاحب نشتر عشق نے آزاد کا سال وفات ۱۱۹۴ھ ۱۷۸۰ء لکھا ہے اور ان کے ایک ہموطن غلام رسول بلگرامی کا مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وفات بھی دیا ہے۔

شاعری نکتہ سنج معنی یاب — یعنی آزاد بی عدیل و مثال

سال تاریخ ہم صفیرش گفت — بلبل ہند طوطی خوش ملال[2]

شیر علی افسوس نے آرائش محل میں اور نیول نے یو۔ پی کے ڈسٹرکٹ گزیٹیر ہردوئی میں ان کا سال وفات ۱۲۰۲ھ ۱۷۸۷ء دیا ہے۔ یہ دونوں تاریخیں صحیح نہیں۔ بحر غار تذکرہ علمائے ہند محبوب الزمن

---

[1] ٹی۔ ڈبلیو ہیگ : ہزٹارک لینڈ مارکز آف دی ڈکن (HISTORIC LAND MARKS OF THE DECCON) (الہ آباد ۱۹۰۷ء ص ۸۵) [2] حسین قلی خاں: نشتر عشق جلد اول (قلمی) اورنٹیل پبلک لائبریری، پٹنہ۔

Marfat.com

بایوگرفیکل ڈکشنری وغیرہ میں ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء سال وفات دیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد تاریخیں جو ان کی وفات پر کہی گئی ہیں، وہ بھی اسی تاریخ کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل دو تاریخیں:۔

(۱) امام اہلِ سخن فخرِ اتقیا آزاد — کہ بود سید والا نژاد نیک نہاد

چو رخت سفر بست ز دنیا بہ عالمِ عقبیٰ — "بیا برو ضۂ قدسی فلک ندادرداد

۱۲۰۰ھ

(۲) آہ غلام علی آزاد

۱۲۰۰ھ

آزاد کے حالات زندگی کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انہیں سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا اور ان کی عمر کا کافی حصہ سیر و سفر میں گذرا لیکن ارضِ پاک سے لوٹنے اور دکن میں قیام کرنے کے بعد ان کی سیاحت دکن کے علاقہ تک محدود رہی

دوسری خاص بات جو ان زندگی میں نظر آتی ہے وہ ان کی بے نیازی ہے اگرچہ ان کی عمر کا بڑا حصہ نظام الدولہ ناصر جنگ کی رفاقت میں گزرا لیکن انھوں نے اس رفاقت سے نہ کوئی اعزاز حاصل کیا اور نہ جاگیر، نواب کے ساتھ ان کی رفاقت حقیقت میں خود نواب کی ان سے عقیدت کی بنا پر تھی وہ خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

ہر چند با امرا ارتباط دارم و بارؤسا اختلاط، اما سررشتۂ استغناء نگسیختہ ام و آبروی فقر بر در غنا نریختہ، بلے عندلیب را از مصاحبت گل زری و ماہی را از مجالست صدف گوہری مطلبے نظر نمی باشد و درین معنی زمزمہ می سنجم

حبابم مشت من از گوہری منت تہی آمد — نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم[1]

اس سلسلہ میں ان کا ایک بیان جو شفیق نے اپنے تذکرہ میں دیا ہے نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا وہ کہتے ہیں کہ "بیت اللہ کی زیارت سے لوٹنے کے بعد میں نے اپنے دل میں سوچا

---

[1] آزاد، خزانۂ عامرہ ص ۳

Marfat.com

کہ فقیری کئی قسم کی ہوتی ہے مجھے کون سی اختیار کرنی چاہیئے۔ بہت کچھ غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ مشیخت کے بندھن سے تو بہر حال آزاد رہنا چاہیئے۔ البتہ جادۂ صدق پر چلنا اور معاملات کو صاف رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ معاملات دنیوی میں دروغ کو فروغ نہیں ہوتا اور معاملات دینی میں تو اور بدتر حال ہوتا ہے چنانچہ کرامات گوئی خواب اور سلسلۂ پیری و مریدی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ناقابل اصلاح ہو گیا ہے سچائی اور خوش معاملگی عنقا ہو رہی ہے اور عرس بدعتوں کا مجموعہ ہو کر رہ گیا ہے[1]"

شفیق لکھتے ہیں کہ آزاد کہا کرتے تھے کہ عرس کو بے کمالوں نے اپنی شہرت اور عوام کو بیوقوف بنانے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے[2]۔

آزاد لکھتے ہیں کہ نفع دو طرح کا ہوتا ہے ایک اخروی اور دوسرا دنیوی، صلۂ دنیوی دنیا داروں کی مداحی سے ملتا ہے اور صلہ اخروی مدحت نبوتؐ و اکابر دین سے نصیب ہوتا میں نے مدحت رسولؐ میں اشعار کہے ہیں اور اس طرح اپنی شفاعت کے لئے ایک وسیلۂ قوی پیدا کر لیا ہے۔

چون مدح رسول کام من شد　　حسان الہند نام من شد[3]

جہاں تک امراء و اغنیاء کی مدح کا تعلق ہے۔ آزاد کا یہ دعوے ہے کہ

"این دریوزہ گر فیض الٰہی در تمام عمر خود لب بمدح امیری نکشود و نامۂ خود بستایش دولت مندی سیاہ نہ نمودہ و درین باب ہوی می کشم۔

ہر بر لب کرد آزاد از ثنای اغنیاء　　نیست ارباب دول را باب در دیوان ما[4]

اپنی بے نیازی اور استغناء سے متعلق لکھتے ہیں کہ

"از آن روزی کہ ناصیۂ اخلاص با آستان بیت اللہ آشنا شد بیگانگی از رسوم ابنای روزگار بہم رسیدہ و معنی تخلص آزاد بقدر استطاعت جلوہ افروز گردید[5]"

---

[1] شفق: گل رعنا [2] ایضاً [3] آزاد: خزانۂ عامرہ ص ۴ [4] ایضاً ص ۳ [5] آزاد آثار الکرام ص ۱۶۳

Marfat.com

آزاد کا یہ بیان دلچسپی سے پڑھا جائے گا کہ لسان الغیب نے ساڑھے تین سو برس پہلے میرے نام اور تخلص کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا تھا۔

فاش می گویم واز گفتۂ خود دلشادم　　بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

اس کی تاویل وہ یوں کرتے ہیں کہ اصطلاح صوفیہ میں عشق عبادت ہے ذات حق سے اور امیر المومنین حضرت علیؓ مظہر کامل ذاتِ الٰہی و نسخہ شامل صفات نامتناہی ہیں اس لیے عشق کا اطلاق ان پر (حضرت علیؓ پر) بھی ہوتا ہے اور اس طرح غلام علی اور بندۂ عشق ایک ہی ہے[۲]

ایک مقطع میں فرماتے ہیں

گرچہ غلام علی از ہمہ آزاد شد　　فہم کن از نام او بندۂ حیدر بود

نواب نظام الدولہ ناصر جنگ سے آزاد کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ خود آزاد کے الفاظ ہیں" فقیر را با نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید..... ربط عجبی اتفاق افتاد و موافقتی کہ بالاتر از ان متصور نباشد دست بہم دادند[۳]"

خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

با فقیر و نواب نظام الدولہ محبت و اخلاص فوق البیان بود و از ابتدای ملاقات تا انتہای ایام حیات مثل من آزاد را در دام حسن خلق خود مقید داشت ہر چند خواستم کنارہ گیرم نگذاشت غفرلہ[۴]

نواب ان کا بڑا احترام کرتے تھے ان کی سفارشوں کو اکثر و بیشتر قبول کر لیا کرتے تھے۔ لیکن ان تعلقات کے باوجود انھوں نے نواب کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں کہا ایک موقع پر ایک قطعہ ان کی تعریف میں لکھا تھا جو حقیقت میں اظہار اخلاص تھا اس کی شان نزول خود آزاد کے بیان کے مطابق ہے کہ ایک دن میں اور نواب ہاتھی پر سوار جا رہے تھے ہم دونوں کے

---

[۲] آزاد دیدبیضا [۳] آزاد آبِ حیوان کرام ص ۱۶۳ [۴] آزاد خزانۂ عامرہ ص ۵۵

Marfat.com

ہاتھی برابر برابر چل رہے تھے اور آپس میں باتیں کرتے جارہے تھے دوران گفتگو میں جبل احد کی حدیث کا ذکر آگیا۔ میں نے حدیث کے الفاظ کو نظم کر دیا اور اس طرح نواب کو مجھ سے جو اخلاص ہے اسے الفاظ حدیث کے ذریعے ظاہر کیا[1] وہ قطعہ یہ ہے:

ھو ناصر الاسلام سلطان الوری	ابقاہ فی العیش المخلد ربہ ،
حاز المناقب و المآثر کلھا	جبل الوقار یحبنا و نحبہ

اس طرح آزاد نے ساری عمر میں ایک رباعی اور ایک قطعہ کہا جسے عام زبان میں مدح گستری کہا جا سکتا ہے لیکن خود ان کی تاویل کے مطابق رباعی زیارت بیت اللہ کے شوق کی بے تابی کا نتیجہ تھی۔ اور قطعہ سے اظہار خلوص و محبت مقصود تھا۔ دنیاوی منفعت نہ پہلے سے مقصود اور نہ دوسرے سے۔

اگر آزاد چاہتے تو اپنے رسوخ و اثر سے بڑے سے بڑا منصب حاصل کر کے دولت کا انبار لگا سکتے تھے کیونکہ فرمانروایان دکن ان کے بڑے معتقد تھے اور ان کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے[2] لیکن ان کی طبیعت میں ایسا استغنا، تھا کہ انھوں نے جاہ و حشمت اور دولت و ثروت کا کبھی خیال ہی نہیں کیا، نواب آصف جاہ کے انتقال کے بعد جب نواب نظام الدولہ دکن کے فرمانروا ہوئے تو ان کے دوستوں نے کہا اب جو منصب تم چاہو تمہیں مل سکتا ہے اور اس موقع سے تمہیں فائدہ اٹھانا چاہیئے آزاد نے جواب دیا "آزاد شدہ ام بندۂ مخلوق نمی توانم شد" اور یہ شعر پڑھا:۔

دریں دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند	غنیمت ست کہ ما را ہمین بما بخشند

صاحب تذکرۂ بے نظیر لکھتے ہیں کہ وارستہ لاہوری نے آزاد کو نوکر پادشاہی" لکھا ہے جو غلط ہے آزاد نے کبھی کسی بادشاہ یا امیر کی ملازمت نہیں کی[3] صاحب تذکرۂ بے نظیر کی وارستہ پر خفگی بے جا ہے آزاد اپنی بے نیازی و استغنا کے باوجود بہر حال نواب نظام الدولہ، نواب صمصام الدولہ

---

[1] سراجدین علی خان ارزو: مجمع النفائس [2] آزاد: مآثر الکرام ص ۱۶۳ [3] افتخار دولت آبادی تذکرۂ بے نظیر

Marfat.com

وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے اور اکثر و بیشتر ان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ ان کی کفالت کرتے تھے اس لئے وارستہ کے بیان کو کلیتہً غلط نہیں کہا جا سکتا۔

آزاد نے جس طرح ارباب اقتدار و ثروت سے جلب منفعت کا خیال نہیں کیا اور انکی دولت سے بے نیاز رہے، اسی طرح اپنے اثر و رسوخ پر نازاں نہ ہوئے، صاحب مردم دیدہ کے قول کے مطابق ان کی زندگی فقیرانہ شان سے گذری، ان میں غرور بالکل نہ تھا۔ لوگوں سے خلق و تواضع اور خندہ پیشانی سے پیش آتے اور غریبوں اور فقیروں کو اپنے فیض و کرم اور اخلاق عمیم سے ممنون اور خوش رکھتے[۲] ان کا یہ قول تھا کہ جو اس عالم میں سب سے کم درجہ کا ہے اس عالم میں سب سے اونچا درجہ رکھے گا اور حسن تعلیل کے طور پر فرماتے کہ کتاب (قلمی) کا آخری لفظ اگر ایک صفحہ پر سب سے مؤخر ہوتا ہے تو دوسرے صفحہ پر سب سے مقدم، اسی خیال کا اظہار انھوں نے ایک شعر میں بھی کیا ہے:

سرفراز آں جہان باشد دلیل این جہان　　حرفِ ختمِ صفحہ تاج صفحۂ آیندہ است[۳]

اگرچہ آزاد نے امرا و ارباب اختیار سے تعلقات کا فائدہ اپنی ذات کے لئے نہیں اٹھایا لیکن اپنے اثر و رسوخ سے دوسروں کو فیض پہنچانے سے دریغ نہیں شفیق نے ان کی ہمدردی و فیض رسانی کا ذکر ان مبالغہ آمیز الفاظ میں کیا ہے:۔

انجاح حوائج عالم و فیض رسانی و دلسوزیٔ خلق و کلمۃ الخیر و دستگیری غرباء و حفظ الغیب ہر کدام کہ در مزاج اقدس یافتہ می شود از سلف و خلف دیدہ و شنیدہ نشد[۴]

آزار کے ایک شاگرد ضیا برہانپوری نے ان کی مدح میں ایک مثنوی لکھی تھی اس میں ان کی فیض رسانی اور خاص و عام کے ساتھ عملی ہمدردی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

بہر حصول غرض خاص و عام　　ہشت زبانش متحرک دوام

---

[۲] حاکم لاہوری، مردم دیدہ (لاہور) ۱۹۱۶ء ص ۳۵ [۳] شفیق [۴] اسد علی خان تمنا اورنگ آبادی۔ گل عجائب اورنگ آباد ۱۹۳۶ء ص ۶۹

Marfat.com

ہمت عالیش سحاب است و بس　　رشحہ فشان بر گل و بر خار و خس

فیض رسانی عمل خاص او　　جملہ جہان بندۂ اخلاص او

بس کہ مامداد کمر بستہ است　　خانۂ امامن ہر خستہ است[1]

خود آزاد نے اپنے جذبۂ خلق اور عملی ہمدردی کی توفیق پر جو خدا نے انہیں دی تھی حیرت اور طمانیت کا اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

"مدار نیست این خادم الخلائق بر آنست کہ اگر دست کوتاہ را قدرت رسائی نیست باری قدم طریق اعانت محتاجان پیماید و اگر انگشت ناتوان را طاقت گرہ کشائی نیست بہر حال قلم بسفارش مستمندان زبان کشاید"[2]

شفیق کا بیان ہے کہ آزاد کے سفارشی خطوط اکسیر کا حکم رکھتے تھے[3] اور خود آزاد کی زبان سے سنا ہوا مندرجۂ ذیل واقعہ اپنے تذکرہ میں نقل کیا ہے:

جب نظام الدولہ ارکاٹ تشریف لے گئے اور مفضر جنگ پر فتح پائی تو وہاں کے عمال کو حضور میں طلب کیا گیا نواب صمصام الدولہ کے دروازہ پر خیمہ نصب کیا گیا اور اس میں ان لوگوں کو ٹھہرایا گیا، ایک دن میں نواب صمصام الدولہ کے خیمہ سے باہر نکلا تو ایک شخص دوڑتا ہوا میرے آیا اور کہنے لگا کہ حاجی عبدالشکور عامل معزول کہتے ہیں کہ میں نہراولوں کے اختیار میں ہوں اور اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا آپ تکلیف کر کے یہاں تشریف لے آئیں۔ اگرچہ میں عامل مذکور سے واقف نہ تھا لیکن ان کے پاس نہ جانا شیوۂ مروت کے خلاف سمجھا چنانچہ میں ان کے پاس گیا، انھوں نے مجھ سے محاسبہ اور قید کی شکایت کی، میں نے اسی وقت نواب صمصام الدولہ کے پاس دوبارہ گیا اور ان سے کہا کہ حاجی عبدالشکور نام کے ایک عامل آپ کے دروازہ پر ہیں، انھیں حاضر ہونے کا موقع دیجئے۔ نواب نے کہا کہ عامل محاسبہ دار کو روبرو آنے کی اجازت نہیں دی جاتی، میں نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ انہیں محاسبہ سے درگذر کیا جائے، میں

---

[1] آزاد: خزانۂ عامرہ ص ۴ [2] شفیق، گل رعنا:

Marfat.com

صرف یہ چاہتا ہوں کہ انھیں ایک بار آپ کے روبرو آنے کی اجازت مل جائے،
نواب کی طرف سے انکار تھا اور میری طرف سے اصرار، آخر نواب نے انہیں روبرو
آنے کی اجازت دی، جب ان پر نگاہ پڑی تو ان سے بڑی شفقت سے پیش آئے
اور کہا کہ کل نواب نظام الدولہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہو جائیں، اور ایک چوبدار کو تاکید
کی کہ فلاں شخص جب آئے تو فوراً ہم کو اطلاع دی جائے دوسرے دن حاجی عبدالشکور
ڈیوڑھی پر حاضر ہوئے اور چوبدار نے اطلاع دی، نواب صمصام الدولہ نے نواب
نظام الدولہ سے عرض کی کہ حاجی عبدالشکور نام کے ایک عامل محاسبہ دار عمال میں شامل
ہیں، میر غلام علی نے مجھ سے سفارش کی کہ ایک بار انھیں، آپ کے روبرو پیش ہونے
کا موقع دیا جائے، میں نے بہت انکار کیا لیکن انکا اصرار جاری رہا، مجبوراً میں نے انھیں
روبرو بلا لیا، اب وہی غرض آپ سے میری ہے، ایک ان کو اپنے روبرو حاضر ہونیکا
موقع دیجئے، نواب نظام الدولہ نے حاضر ہونے کی اجازت دی، وہ اندر داخل ہوئے
اور نواب کی نگاہ ان پر پڑی تو انھوں نے دیکھا کہ نوے سال کا ایک پیر مرد منحنی، کرتہ
پہنے، پگڑی باندھے، ہاتھ میں عصا اور تسبیح لئے "صورت ولایت"، اور "عمل رحم" کھڑا ہے
نواب نظام الدولہ نے انھیں اپنے قریب بلایا اور بٹھا لیا، ان سے باتیں کیں اور ان کی
فرد محاسبہ پر (قریب بیس ہزار رچی) معافی نامہ لکھ دیا، ان کا یومیہ مقرر کیا اور اپنی سرکار
سے انھیں سواری دے کر رخصت کیا۔[1]"

شیفتہ لکھتے ہیں کہ ایک دن آزاد مولوی قمر الدین اورنگ آبادی کے پاس بیٹھے تھے ایک شخص
مولوی صاحب کے لئے ایک کتاب ہدیۃً لایا، اس شخص کی حقیقت میں ایک غرض تھی وہ ناظم شہر
کے نام مولوی صاحب سے ایک سفارشی خط چاہتا تھا، مولوی صاحب نے کتاب کو "وجہ شوت" قرار
دے کر لینے سے انکار کر دیا، آزاد نے اس شخص سے کہا کہ تم یہ کتاب ہدیۃً مجھے دے دو، اس نے دیدی
آزاد نے وہ کتاب مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کی اور کہا کہ اب یہ کتاب میری ہے اور اسے

---

[1] شیفتہ: گل رعنا

Marfat.com

مَیں آپ کو دے رہا ہوں، اب شائبۂ رشوت باقی نہیں رہا، مولوی صاحب مسکرائے اور کتاب لے لی، حاضرین مجلس بھی بہت شگفتہ ہوئے[1]

اس فیض رسانی اور دلسوزی کے ساتھ ساتھ ان میں یہ خوبی بھی تھی کہ نہایت صلح کل اور مرنجاں مرنج انسان تھے، طبیعت میں ضبط و تحمل تھا اگر کوئی ناگوار بات سنتے تو اسے پی جاتے ان کا عمل واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً پر تھا فرمایا کرتے تھے کہ اندمال زخم مسرہم اور انقطاع بے ہنری، دانشمند کو چاہیئے کہ عمارت کو گرنے سے بچائے، ڈھانے کا کام تو ایک بچہ بھی کر سکتا ہے، اسی افتاد طبیعت کا نتیجہ تھا کہ وہ کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے اور بدی کے بدلے میں بھلائی کرتے تھے، ان کا قول تھا کہ سب سے بڑا انتقام یہ ہے کہ مخالف تم سے التجا کرنے پر مجبور ہو جائے، ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

آزاد من بدشمن خود بدنمی کنم　　نامنصف ست ہر کہ دغامی دہد مرا[2]

ان کی اسی صلح پسند اور انسان دوست طبیعت کا نتیجہ تھا کہ جب کبھی دو آمیوں میں تلخ کلامی یا کشیدگی پیدا ہو جاتی تو وہ اپنے حسن تدبیر سے ان کی کشیدگی کو دور کرتے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان آزاد کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

بر رشتۂ دوستی ما گرہی عجب افتادہ بود، بناخن تدبیر شما واشد[3]

شفیق نے اپنے تذکرہ میں دو واقعے ذکر کیے ہیں، جن سے آزاد کی صلح جوئی اور حسن معاملہ کا اندازہ ہوتا ہے، ایک واقعہ یہ ہے کہ

"ایک دن سید غلام حسن اور مولوی فخر الدین میں نغمہ و سرور کے مسئلہ پر بحث چھڑ گئی، سید صاحب جائز کہتے تھے، اور مولوی صاحب مخالف تھے، حاجی حسام الدین نام کے ایک شخص جو صرف عالم ہی نہ تھے بلکہ بڑے سیاح بھی تھے اس مجلس میں موجود تھے وہ سید صاحب کے طرفدار ہو گئے، مباحثہ نے طول کھینچا، آخر آزاد نے ایک تدبیر سوچی انھوں نے حاجی صاحب سے کہا کہ آپ نے تو سیاحت بہت کی ہے یہ بتایئے کہ حضرت ہودؑ کی قبر کہاں ہے؟ انھوں نے

---

[1] ایضاً [2] ایضاً [3] شاہ نواز خان: نشاط شاہ نواز خاں

Marfat.com

جواب دیا یمن میں آزاد نے کہا جی نہیں، شام میں ہے، حاجی صاحب نے پھر کہا یمن میں ہے، میں نے اس قبر کی زیارت کی ہے، آزاد نے کہا میں نے ایک نہایت معتبر کتاب میں پڑھا ہے کہ شام میں ہے، کچھ دیر تک دونوں میں بحث ہوتی رہی سید غلام حسن اور مولوی فخر الدین اپنی بحث کو بھول کر اس بحث کی طرف متوجہ ہو گئے جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ، نغمہ تمام ہو چکا ہے تو حاجی صاحب سے کہا کہ آپ صحیح فرما رہے ہیں، حضرت ہود کی قبر یمن میں ہے[1]۔"

آزاد نے اس حکمت عملی سے دو مولویوں کے جھگڑے کو ختم کر دیا دوسرا واقعہ یہ ہے ایک رات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عرس کی تقریب کے سلسلہ میں سید غلام حسن کے مکان پر عیان شہر جمع تھے، شاہ محمود تشریف لائے تو سید غلام حسن کشیدگی کی وجہ سے ان کی تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے، شاہ محمود کو یہ بات ناگوار گذری اور وہ کبیدہ خاطر ہوئے سید صاحب نے بھی خاموشی اختیار کی، بڑی دیر تک مجلس میں سناٹا چھایا رہا، آزاد اس خیال سے کہ دونوں بزرگوں میں مصالحت کرا دیں ان کے قریب آکر بیٹھے، اس دن سید صاحب نے ہزارہ پہن رکھا تھا، ہزارہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کا ہر بوٹا مختلف انداز کا ہوتا ہے آزاد نے دونوں حضرات کو مخاطب کر کے کہا کہ اس کپڑے سے سلوک کے ایک مسئلہ کا مشاہدہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ تجلی حق کی تکرار نہیں ہوتی، یہ بات سن کر دونوں بزرگ مسکرا پڑے، انکا انقباض انبساط میں تبدیل ہو گیا اور دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے،[2]

آزاد نے اپنے بعض اشعار میں بھی اپنی اس افتاد طبع کی طرف اشارہ کیا ہے، مثلاً"

ہمچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیدہ ایم — تار و پود شعلہ و آب است در دامان ما
در وسعت مشرب نتوان یافت بجز صلح — آئین تنازع روش سنی و شیعی است

---

[1] شفیق گل رعنا [2] شفیق گل رعنا

Marfat.com

آزاد کی اسی صلح جو و امن پسند فطرت کا نتیجہ تھا کہ ان کے مزاج میں شگفتگی اور طبیعت میں لطافت و بذلہ سنجی تھی، اور بقول شفیق ان کے وجود سے مجلس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے، وہ خود فرماتے ہیں

ساقیا آزاد ما را ہر کجا باشد بخوان
بی حضور او سروری نیست در میخانہ ما[1]

شفیق نے اپنے تذکرہ میں ان کے بہت سے لطیفے لکھے ہیں، ان میں سے دو ایک کا یہاں نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، لطیفوں کے نقل کرنے کے پہلے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے اکثر و بیشتر لطیفوں سے محض خوش طبعی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ان سے اعلیٰ درجہ کی ظرافت اور نکتہ آفرینی پائی جاتی ہے، مثلاً"

"جس زمانے میں آزاد تکیہ شاہ محمود میں قیام فرما تھے، ایک مغل نجارا سے آیا، اسے آزاد کے پہلو والے کمرے میں ٹھہرایا گیا، صبح کو وہ آزاد کے کمرے میں آیا اور نہایت بے تکلفانہ انداز سے کہنے لگا کہ میں تازہ وارد مہمان ہوں، آپ نے میری دعوت نہیں کی آزاد نے برجستہ جواب دیا اتنی قدیم آشنائی کے باوجود آپ میرے لیے کوئی تحفہ نہیں لائے"[2]

"ایک دن آزاد نواب آصف جاہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک ہندو مسلمان ہونے کے ارادہ سے آیا اور مشرف باسلام ہوا، عرض بیگی نے عرض کی کہ وہ نام کا امیدوار ہے، نواب نے آزاد سے کہا کوئی ایسا نام تجویز کرو جو مشعر دین اسلام ہو آزاد نے کہا دین محمد، نواب نے کہا کہ ابھی کل ہی ایک ہندو مسلمان ہوا اور اس کا نام دین محمدؐ رکھا گیا، آزاد نے برجستہ کہا کہ دین محمدؐ جس قدر زیادہ پھیلے بہتر ہے،
نواب بہت خوش ہوئے اور یہی نام رکھا گیا"[3]

"فرماتے تھے کہ سفر میسور میں ایک دن میں اور نواب نظام الدولہ ہاتھی پر سوار جا رہے تھے، ہمارا گذر ایک ہموار صحرا سے ہوا، جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی سوار اور پیادے ہی نظر

---

[1] ایضاً [2] شفیق: گل رعنا

Marfat.com

سید صاحب نے خالی الذہن ہوکر کہا کہ القہوۃ محسّمۃ عند بعض العلماء۔
نواب نے آزاد کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ کا اس مسئلہ کے متعلق کیا خیال ہے؟ آزاد نے کہا کہ مولانا کا مفہوم ہے کہ قہوہ بعض علماء کے نزدیک مغلظ ہے، کیونکہ محترم کا مادہ احترام ہے، نواب چپ ہو گئے اور سید صاحب بھی بات کو پا گئے، جب مجلس برخاست ہوئی تو انھوں نے آزاد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے میرے قول کی نہایت عمدہ توجیہ کی۔[1]"

ایک رات آزاد کو ایک مجلس میں ساری رات بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے کہا کہ اگر بیٹھے بیٹھے انسان کو تھوڑی دیر کے لیے غنودگی آجائے تو نیند کا خمار رہا کرتا ہے اور راحت محسوس ہوتی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ روح ہمیشہ مبدأ فیاض کی مشتاق رہتی ہے، بیداری اسے عالم ارواح سے دور رکھتی ہے اور نیند نزدیک پہنچاتی ہے، کیونکہ نیند کی حالت میں اس عالم سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور اور وہ روحانی دنیا میں پہنچ جاتی ہے، حالت بیداری میں اسے عالم ارواح سے مفارقت رہتی ہے اس لئے اس پر ملال طاری رہتا ہے اور نیند کی حالت میں اسے تھوڑی سی قربت حاصل ہوتی ہے اس لیے تسلی ملتی یا انبساطی کیفیت طاری ہوتی ہے اور وہ کلفت سے راحت کو بدل دیتی ہے۔[2]"

ان لطائف سے آزاد کی شگفتگی طبع، بذلہ سنجی، حاضر دماغی اور نکتہ آفرینی کا اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے، لیکن شفیق ہی کا بیان ہے کہ ان کی بزم میں ہزل کا گذر نہ تھا، ان کے قلم یا زبان سے کبھی تلخ اور مبتذل لفظ سننے میں نہیں آیا، خود فرماتے ہیں:

زحرف تلخ میراست خامۂ آزاد — کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید[3]

اسی طرح آزاد خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

"از خواص من است کہ با وصف گرم اختلاطی تکریم من بجاست و با وجود سیر امتزاجی

---

[1] آزاد: سرو آزاد ص ۱۹۱ [2] شفیق گل رعنا ص ۳ ایضاً

Marfat.com

تعظیم من دو بالا گوہر غلطانم از ابتذال مصئون و ہلال ناتوانم قدر من روز افزون
امید وارم کہ در نشاۃ آخری ہم بقرب بساط عزت مسرور شوم[1]"

شفیق نے اپنے تذکرہ میں مندرجۂ ذیل واقعہ لکھا ہے جس سے آزاد کے رکھ رکھاؤ اور تمکنت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایک بار اورنگ آباد میں آزاد کی ایک شال چوری ہوگئی، چند دنوں کے بعد ان کے ایک دوست نے بازار میں دیکھا کہ ایک آدمی اسے بیچ رہا ہے انھوں نے وہ شال خریدنے کے بہانے سے اس سے لے لی اور لاکر آزاد کو دکھائی، اور کہا کہ اس آدمی سے مواخذہ ہونا چاہیئے کہ یہ شال اسے کہاں سے ملی، آزاد نے کہا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ ایک چھوٹے آدمی کے سامنے عدالت میں کھڑا ہوں شال لوٹا دی گئی[2]

اگرچہ آزاد میں استغناء اور بے نیازی تھی اور ان کی زندگی ایک حد تک درویشانہ تھی لیکن رسم و رہِ خانقہی کے ساتھ ساتھ وہ راہ و رسم دنیا سے بھی خوب واقف تھے، ان کے شاگرد و مداح شفیق کا بیان ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ آدمی خواہ دنیا دار ہو یا فقیر، جس شہر میں رہے اس کے حاکم سے راہ و رسم رکھے، کیونکہ کاموں میں اکثر حاکم کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے، بلکہ بعض اوقات کوئی ایسی بلائے ناگہانی نازل ہو جاتی ہے جو حاکم کی مدد کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی[3]

آزاد کے حالاتِ زندگی ہمیں بتاتے ہیں کہ ان کا یہ قول محض نظریہ کی حد تک نہ تھا بلکہ اس پر ان کا عمل بھی تھا، نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان کے خطوط جو انھوں نے آزاد کے نام لکھے ہیں، اس کے شاہد ہیں کہ آزاد کو دکن کے سیاسی حالات سے بھی عملی دلچسپی تھی اور نواب نظام الدولہ نواب صمصام الدولہ وغیرہ معاملات ملکی میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے، ۱۱۷۰ھ/۱۷۵۷ء میں جب صمصام الدولہ شاہ نواز خاں کو ان کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا تو آزاد ہی تھے جنھوں نے شاہنواز خاں کی وکالت کی اور آخر کار وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوئے[4]

---

[1] آزاد: خزانہ عامرہ ص ۴ [2] شفیق گل رعنا ص ۳ [3] ایضاً ص ۴ شاہ نواز خان: مآثر الکرام جلد اول ص ۲۸، ۲۹

Marfat.com

مندرجۂ ذیل واقعہ سے آزاد کی عاقبت بینی اور دور اندیشی کا پورا اندازہ ہوتا ہے :

اوپر ان کے سفر ارکاٹ کا ذکر آچکا ہے، ایک دن وہ خیمہ میں چند احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک درویش شاہ جمیل ان کے پاس آئے، آزاد ان کی تعظیم میں سرو قد کھڑے ہو گئے اور ان سے خوش اخلاقی سے باتیں کیں، جب وہ چلے گئے تو حاضرین مجلس نے کہا کہ آپ نے بھی کس کی تعظیم کی، یہ تو فلاں شخص کا باورچی ہے، آزاد نے جواب دیا، میں نے لباس فقیر کی تعظیم کی، شاہ جمیل کی آمد و رفت کا سلسلہ جب تک جاری رہا، آزاد نے اسی طرح ان کی تعظیم کی جیسے پہلے دن کی تھی اتفاق سے نواب نظام الدولہ، ہمت خاں کے ہاتھوں قتل ہوئے اس کے بعد شاہ جمیل آزاد سے ملنے آئے اور اپنے ساتھ ہمت خاں کے مدار المہام امانت اللہ خاں کو بھی ساتھ لائے، امانت اللہ خان نے پچاس ہون طلائی مسکوک دکنی ان کی خدمت میں پیش کئے اور کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمت خاں کی ذات سے آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا [1]

شفیق کا بیان ہے کہ جن دنوں نواب نظام الدولہ، مظفر جنگ سے جسے فرانسیسیوں نے کمک دی تھی، نبرد آزما تھے، ایک روز آزاد نے نماز مغرب میں سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تلاوت کی، شرکائے نماز بہت خوش ہوئے اور آزاد سے کہا کہ آپ نے یہ سورہ بہت موقع سے پڑھی، انشاء اللہ ہماری فتح ہوگی اور فوج نصاری یدخلون فی دین اللہ کے قول کے مطابق میطع ہو جائے گی، آزاد نے کہا کہ میں نے یہ سورہ بالقصد فال لینے کے ارادہ سے پڑھی ہے، دوسرے روز نواب نظام الدولہ کی فتح کا اعلان ہوا اور آزاد کی فال نے حقیقت کی شکل اختیار کر لی [2]

شفیق ہی کا بیان ہے کہ اگرچہ احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۰ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں پر فتح پائی، لیکن آزاد کی دور بین نگاہ چھ ماہ پیشتر اس فتح کا منظر دیکھ رہی تھی، اس فتح کا ان کو اتنا یقین تھا کہ انھوں نے ایک قطعہ احمد شاہ کی آمد اور مرہٹوں کی ہزیمت مندرجۂ ذیل ہے :

شاہی رسید و ہندسیہ خام را گرفت　　ماہی طلوع کرد و سر شام را گرفت

---

[1] شفیق : گل رعنا ص ۲ ایضاً"

Marfat.com

آ رہے تھے، نواب نے مجھ سے کہا کہ لشکر کا یہ منظر دیکھنے کے لائق ہے، میں نے کہا کہ مسئلۂ جبر و اختیار جو مشکل ترین مسئلہ ہے یہاں حل ہوتا ہے، ان تمام سپاہیوں کے حرکات ایک شخص کے تابع ہیں اور وہ اس کے ارادہ (حکم) سے حرکت کرتے ہیں۔[1]"

"ارکاٹ کے دوران قیام کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک ہرن نواب نظام الدولہ کے خیمہ کے پاس لاکر بٹھایا گیا، نواب نے حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا: کیا رائے ہے اسے ذبح کیا جائے یا آزاد کر دیا جائے؟ چونکہ نواب کو ہرن کے شکار کا بہت شوق تھا، حاضرین مجلس نے کہا کہ ذبح کرنا چاہیئے، نواب نے آزاد سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ مجھے ایک قصہ یاد آگیا، اگر حکم ہو تو سناؤں نواب نے کہا سنایئے، آزاد نے کہا کہ ایک بار بادشاہ نے ایک قیدی کے قتل کا حکم دیا، ضابطہ کے مطابق قتل کرنے سے پہلے اس شخص سے پوچھا گیا کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ قتل ہونے سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے بادشاہ کی مجلس میں مجھے باریابی نصیب ہو، بادشاہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ اسے دربار میں لے آیا جائے، لانے کے بعد اس سے پوچھا گیا کچھ کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کچھ نہیں، جب بادشاہ اٹھنے لگا تو قیدی نے کہا، بادشاہ سلامت میں قصوروار اور قتل کا مستحق ہوں لیکن چند لمحے میں نے آپ کی صحبت میں گزارے ہیں، اس طرح آپ پر میرا حق صحبت ثابت ہوتا ہے، بادشاہ اس حسن ادا سے بہت خوش ہوا اور اسے معاف کر دیا، یہ قصہ سنانے کے بعد آزاد نے کہا یہ ہرن بھی آپکی صحبت میں بیٹھ چکا ہے، آگے آپکی مرضی، نواب مسکرائے اور ہرن کو آزاد نام دے کر آزاد کر دیا۔[2]"

"ایک رات کو نواب نظام الدولہ نے سادات عرب کی دعوت کی کھانے کے بعد قہوہ کا دور چل رہا تھا، نواب کو قہوہ بہت پسند تھا، مدینہ منورہ کے ایک

---

[1] ایضاً [2] شفیق: گل رعنا۔

Marfat.com

چوں ریش خویش شد علف خام را گرفت — آں برہمن کہ سلطنتِ عام را گرفت
خسکر خدا یلہ تصحیح حک نمود — نقش غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت
آخر ز تیغ خسرو غازی بریدہ شد — زلف ایاز گر دل خود کام را گرفت
انجام کار غیر ندامت چہ حرفہ بود — فیلی کہ راہ خانۂ احرام را گرفت
نازم باقیدار سلیمان کا مگار — از دست دیو کشور اسلام را گرفت
آمد خبر ز دہلی محروس در دکن — آزاد مابمی کدہ گل جام را گرفت[1]

اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ آزاد شاہ لدھا بلگرامی رح کے مرید تھے، شاہ لدھا[2] کا تعلق سلسلۂ چشتیہ سے تھا، اس لئے آزاد طریقہ چشتی اور وحدت وجود کے قائل تھے، شفیق کا بیان ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ حق تعالےٰ اس دنیا سے نہیں لیکن اس کے جزو میں موجود ہیں اور اس کی مثال یہ دیتے تھے کہ علمائے حساب کی رائے میں واحد کا شمار اعداد میں نہیں مگر وہ ہر عدد میں موجود ہے اس مضمون کو انھوں نے مندرجۂ ذیل رباعی میں بھی ادا کیا ہے۔

اللہ برون ز عالم ایجاد است — لابد آن جملۂ افراد است
شک نیست کہ واحد نبود از اعداد — لیکن موجود در ہمہ اعداد است[3]

عبدالوہاب افتخار دولت آبادی جو آزاد کے شاگرد تھے کہتے ہیں کہ آزاد درویشی و سخن طرازی میں امیر حسن کے مانند تھے اور طرفہ یہ کہ امیر حسن بھی دکن گئے تھے، چنانچہ آزاد کہتے ہیں ؛

ز ہند آمدہ با فقر و شاعری بدکن — عجب تشابہ آزاد با حسن باشد[4]

"صاحب گل عجائب بھی آزاد کے شاگرد تھے"، وہ اپنے استاد کی مدح میں کہتے ہیں کہ خامۂ ثنا گذار در تحریر فضایلش الکن و نامۂ اوصاف آثار در احصاے حسن خصائل خاقان الفضا ہما الکن[5]"

---

[1] لفظ پڑھا نہیں گیا [2] شفیق : گل رعنا [3] شاہ لطف اللہ عرف لدھا کے حالات کے لئے دیکھو "خزینۃ الاصفیاء" غلام سرور ۱۹۸ جلد اول طبع ۱۸۷۳ء [4] شفیق : گل رعنا [5] افتخار دولت آبادی تذکرۂ بے نظیر [6] تمنا اورنگ آبادی : گل عجائب [7] اس مقالہ پر مولانا غلام رسول صاحب مہری تنقید معارف مئی ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی ص ۳۹۵"

معارف اعظم گڑھ

Marfat.com

بلگرامیؒ

از فرقہ طالبانِ مولیٰ رنگینیِ بزم وصفِ اولیٰ
وحدت نگہان کثرتِ آثار از بادۂ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیدہ یک رنگ حیرت بنگاہِ کردہ ہم سنگ
میناشِ سکنانِ بزمِ ہستی مدہوشِ شرابِ حق پرستی
دل کردہ زبہرِ یارِ خود فرش الرحمٰن استویٰ علی العرش

طے ساختہ وادیِ شریعت جا کردہ بہ منزلِ حقیقت
وا کردہ نظر بہ حسنِ جاوید از دیدہ سُرمہ سائے توحید
سرگرمِ طوافِ کعبۂ دل قربانیِ نفس کردہ سمبل
تا یافتہ گنجِ کُنتُ کنزاً دادہ دل و دین زکوٰۃ ازکیٰ

Marfat.com

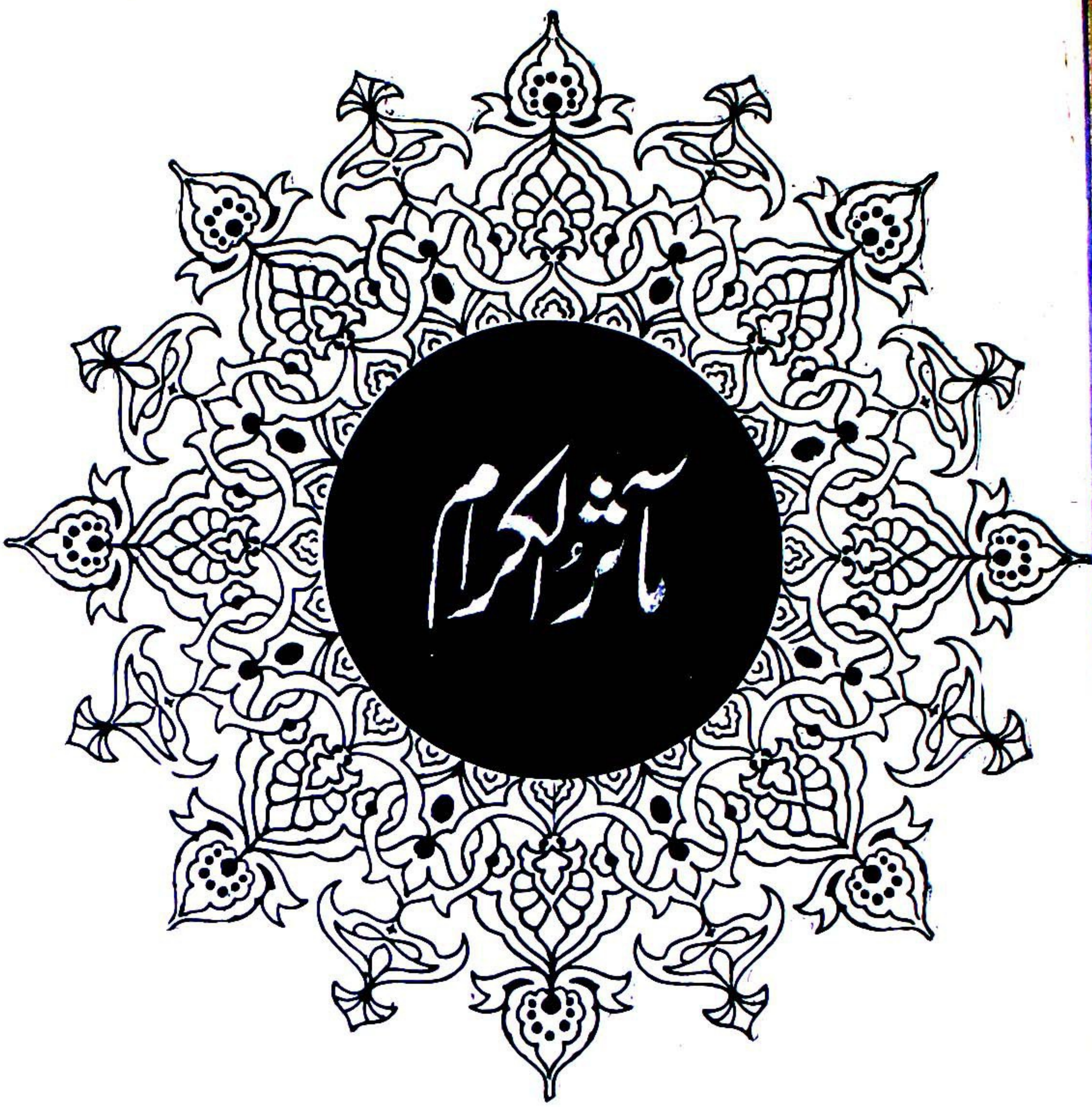

تصحیح وحواشی

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ صاحب لائلپوری

Marfat.com

Marfat.com

فہرست فصل اوّل فقرہ

نمبر شمار		رقم نمبر
	ا	
۱	سیّد آل محمد	۵۶
۲	سیّد ابراہیم المعروف بہ سیّد میاں	۲۹
۳	سیّد احمد بلگرامی	۸
۴	میر سیّد احمد بن میر سید محمد کالپوی	۴۰
۵	شیخ فخر الدین احمد مانکپوری	۶۹
۶	شیخ اڈھن شیخ الاسلام بلگرامی	۳۰
۷	میر سیّد اسماعیل بلگرامی	۷۰
	ب	
۸	سیّد بڈھن بلگرامی	۱۰
۹	سیّد برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات	۵۵
۱۰	بی بی خرد	۸۰
	ت	
۱۱	سیّد تاج الدین حجرہ نشین	۳۲
	پ	
۱۲	مولانا پایندہ حسینی	۷۶
	ح	
۱۳	شیخ حسین ساکن سکندرہ	۱۴
۱۴	میر سیّد حسین دہلی وال بلگرامی	۲۸
	خ	
۱۵	مولانا میر خرد غزیزان بلخی	۷۵

نمبر شمار		رقم نمبر
	د	
۱۶	سیّد درگاہی بلگرامی	۴۲
۱۷	شیخ درویش عزیزاں	۷۷
۱۸	سیّد دین محمد	۴۶
	ر	
۱۹	شاہ رحمت اللہ	۶۳
۲۰	شاہ رکن الدین المعروف بہ شاہ آتاولی	۳۲
	س	
۲۱	سید سعد اللہ	۴۸
۲۲	باباشاہ سعید پلنگ پوش	۷۸
	ش	
۲۳	سیّد شریف صاحب مرأۃ المبتدین	۳۶
	ص	
۲۴	سیّد صبغۃ اللہ بھروچی	۱۶
	ط	
۲۵	سیّد طاہر بلگرامی	۱۱
۲۶	میر طفیل محمد بلگرامی	۶۸
۲۷	میر سیّد ظفر	۲۲
۲۸	شاہ طیب	۲۵
	ع	
۲۹	میر سیّد عبد الجلیل	۱۹

Marfat.com

نمبر شمار	ع	رقم نمبر
۳۰	شیخ عبدالحفیظ الفرشوری بلگرامی	۴۱
۳۱	شیخ عبدالرحیم بلگرامی	۷
۳۲	شیخ عبدالصمد صفی الدین	۱۳
۳۳	سیّد عبدالفتاح العسکری بلگرامی	۴۶
۳۴	شیخ عبدالقادر بدایونی صاحب المنتخب	۱۵
۳۵	خواجہ عمادالدین بلگرامی	۱
۳۶	پیر عبداللہ بلگرامی	۴
۳۷	خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ خرد	۴۵
۳۸	سیّد عبدالنبی	۳۸
۳۹	قاضی عبدالمنتخب بلگرامی	۶
۴۰	میر عبدالواحد	۱۲
۴۱	میر عبدالواحد اصغر	۲۳
۴۲	سیّد عمر بلگرامی	۳۵
۴۳	خواجہ علیم اللہ المعروف بہ خواجہ کلاں	۴۴
۴۴	میر عظمت اللہ	۵۰
۴۵	شاہ عبدالرزاق	۷۱
۴۶	شیخ عبداللطیف	۷۴
۴۷	سیّد عین الدین	۵۸
	غ	
۴۸	سیّد غلام مصطفیٰ	۶۵
۴۹	سیّد غلام علی بلگرامی	۷۲

نمبر شمار	ف	رقم نمبر
۵۰	سیّد فریدالدین	۶۶
۵۱	شیخ فخرالدین احمد مانکپوری	۶۹
۵۲	میر سیّد فیروز شاہ	۲۰
	ق	
۵۳	سیّد قاسم اسرار	۳۴
۵۴	سیّد قادری بلگرامی	۶۷
	ک	
۵۵	غازی کمال بلگرامی	۵
۵۶	سیّد کرم اللہ	۳۷
۵۷	شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی	۱۷
	ل	
۵۸	سیّد لطف اللہ بلگرامی	۴۹
۵۹	میر لطف اللہ خرد میر	۶۰
	م	
۶۰	میر سیّد مبارک محدّث بلگرامی	۴۳
۶۱	سیّد محب اللہ بلگرامی	۵۹
۶۲	میر سیّد محمد ترمذی الکالپوی	۳۹
۶۳	شیخ محمد حافظ	۶۲
۶۴	شیخ محمد حیات سندھی	۷۳
۶۵	مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی	۳۱
۶۶	شیخ محمد سلیم	۶۱
۶۷	سیّد محمد صغریٰ بلگرامی	۲

Marfat.com

نمبر شمار	م	رقم نمبر
۶۸	سیّد محمدی	۵۴
۶۹	سیّد محمد بلگرامی	۶۴
۷۰	حافظ محمود بلگرامی	۳
۷۱	سیّد محمود اصغر	۲۷
۷۲	سیّد محمود اکبر	۹
۷۳	سیّد مربی	۴۷
۷۴	بابا شاہ مسافر	۷۹
۷۵	ملا موہن بہاری	۱۸

نمبر شمار	ن	رقم نمبر
۷۶	سیّد نجات اللہ المعروف بہ شاہ میاں	۵۷
۷۷	میر سیّد نعمت اللہ	۲۴
۷۸	میر سیّد نور الحق	۵۲
۷۹	سیّد نور اللہ	۵۳
۸۰	میر نوازش علی	۵۱
	ی	
۸۱	میر سیّد یحییٰ	۲۱

Marfat.com

فہرست فصل ثانی ذکر فضلاء ۱۲

نمبر شمار		رقم نمبر
	ا	
۱	شیخ ابو الفیض فیضی	۱۷
۲	مولانا احمد تھانیسری	۷
۳	شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون	۳۰
۴	میر احمد بن عبد اللطیف بلگرامی	۵۷
۵	میر سید اسماعیل بلگرامی	۴۳
۶	شیخ الہداد جونپوری	۱۲
۷	قاضی البداد بلگرامی	۳۷
۸	حافظ امان اللہ بہاری	۲۸
	ب	
۹	ملک بہاء الدین فاضلی	۴۷
	ج	
۱۰	شیخ جمال اللہ فرشوری	۵۶
	ح	
۱۱	مولانا حسن صغانی	۱
۱۲	سید حسن	۳۶
۱۳	سید حسین بن نوح	۳۵
۱۴	شیخ حمید الدین دہلوی	۲
	خ	
۱۵	مولانا خواجگی دہلوی	۶
۱۶	میر سید خیر اللہ بلگرامی	۵۰

نمبر شمار		رقم نمبر
	ر	
۱۷	راقم ابن سواد بندہ آزاد	۷۳
۱۸	سید رفیع الدین بلگرامی	۳۴
۱۹	روح الامین خان	۶۲
	س	
۲۰	شیخ سعد الدین خیر آبادی	۱۰
۲۱	سید سعد اللہ سلونی	۲۹
۲۲	سید سعد الدین بلگرامی	۶۷
	ش	
۲۳	مولانا شمس الدین یحیی الاودھی	۳
۲۴	قاضی شہاب الدین دولت آباد	۸
	ص	
۲۵	حاجی صفت اللہ خیر آبادی	۷۱
	ض	
۲۶	سید ضیاء الدین بلگرامی	۴۸
	ع	
۲۷	قاضی عبد المقتدر	۴۰
۲۸	مولانا عبد اللہ تلنبی	۱۱
۲۹	شیخ عبد الحق دہلوی	۱۸
۳۰	شیخ عبد الرشید جونپوری ملقب بہ شمس الحق	۲۱

Marfat.com

نمبر شمار	ع	رقم نمبر
۳۱	ملا عبدالحکیم سیالکوٹی	۴۲
۳۲	شیخ عبدالکریم بلگرامی	۴۰
۳۳	مولوی عبدالغفور	۴۱
۳۴	ملا عبدالسلام دیوی	۴۴
۳۵	ملا عبدالسلام لاہوری	۴۵
۳۶	سید عبداللہ بلگرامی	۵۳
۳۷	میر عبدالہادی	۵۵
۳۸	میر عبدالجلیل بلگرامی	۵۸
۳۹	سید عبدالواحد بلگرامی	۶۳
۴۰	شیخ عثمان احمد بلگرامی	۶۸
۴۱	ملا عصمت اللہ سہارنپوری	۲۳
۴۲	شیخ علی بن احمد مہائمی	۹
۴۳	شیخ علی متقی	۱۳
۴۴	قاضی علیم اللہ کچندوی	۵۴
۴۵	قاضی عنایت اللہ بلگرامی	۳۸
۴۶	سید عنایت اللہ بلگرامی	۴۹
	غ	
۴۷	شیخ غلام نقشبندی لکھنوی	۲۹
	ف	
۴۸	امیر فتح اللہ شیرازی	۴۶
	ق	
۴۹	ملا قطب الدین سہالوی	۲۵

نمبر شمار	ق	رقم نمبر
۵۰	سید قطب الدین شمس آبادی	۲۶
۵۱	مولوی قطب الدین گوپاموی	۷۰
	ک	
۵۲	سید کرم اللہ بلگرامی	۶۰
۵۴	شیخ کمال بن مکرم	۳۹
۵۴	شیخ کمال الدین محمد سہالوی	۷۲
	ل	
۵۵	مخدوم لعل شہباز بن حسن مزندی	۶۱
	م	
۵۶	قاضی محب اللہ بہاری	۲۷
۵۷	میر سید محمد بلگرامی	۶۵
۵۸	میر محمد اشرف المعروف بہ سیدو گاہی	۶۴
۵۹	سید محمد باقر بلگرامی	۵۲
۶۰	میر محمد جان بلگرامی	۵۹
۶۱	میر محمد زاہد الہروی	۲۴
۶۲	سید محمد فیض بلگرامی	۵۱
۶۳	میر محمد یوسف بلگرامی	۶۶
۶۴	ملا محمود جونپوری	۲۰
۶۵	شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری	۱۶
۶۶	شیخ محمد بن طاہر الفتنی	۱۴

Marfat.com

نمبر شمار	م	صفحہ
٦٧	مولانا معین الدین عمرانی دہلوی	٥
	ن	
٦٨	ملا نظام الدین سہالوی	٣٣

نمبر شمار	ن	صفحہ
٦٩	شیخ نور الحق دہلوی	١٩
٧٠	مولانا نور الدین احمد آبادی	٣٢
	و	
٧١	شیخ وجیہ الدین گجراتی	١٥

Marfat.com

فصل اول فقراء

ا ۵۷	ا سیّد آل محمد سنہ ۱۱۶۴ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۱۔ تقصار للنواب ۲۱۶ و ضمن تذکرہ سیّد برکت اللہ پدر او۔
۲ ۶۹	سیّد ابراہیم المعروف بہ سیّد میاں سنہ ۱۱۱۴ھ	
۳ ۸	سیّد اجمل بلگرامی حوالی سنہ ۹۷۵ھ سنہ ۹۷۵ھ	تقصار للنواب ۱۹۵ - ۱۹۶
۴ ۴۰	میر سیّد احمد بن میر سیّد محمد کالپوی سنہ ۱۰۸۴ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۸۳ تقصار للنواب ۲۰۶
۵ ۶۹	شیخ فخر الدین احمد مانکپوری بعد سنہ ۱۱۴۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۰۹
۶ ۳۰	شیخ اوحد حسن شیخ الاسلام بلگرامی	نزھتہ الخواطر ج ۴ رقم ۶۰ تقصار للنواب ۲۰۳
۷ ۶۳	میر سیّد اسماعیل بلگرامی سنہ ۱۱۶۴ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۶۳
ب ۱	ب سیّد بڈھ بلگرامی سنہ ۹۹۵ھ	تقصار للنواب ۱۹۷
۹ ۵۵	سیّد برکت اللہ ملقب بہ صاحب البرکات وفات سنہ ۱۱۴۲ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۶ مفتاح التواریخ ۳۱۲ تقصار للنواب ۲۱۶ صفحہ آزاد ۲۴۸ - ۲۵۰

Marfat.com

۱۰/۱۰	بی بی خورد	تقصار للنواب ۲۲۵
	ت	
۱۱/۱۳	سید تاج الدین حجرہ نشین	
	پ	
۱۲/۷۴	مولانا پایندہ اخسیکتی سنہ ۱۰۲۰ھ	
	ح	
۱۳/۱۴	شیخ حسین ساکن سکندرہ	تقصار للنواب ۱۹۹ - اذکار ابرار ۳۱۰
۱۴/۲۸	میر سید حسین دہلی وال بلگرامی	تقصار للنواب ۲۰۲
	خ	
۱۵/۷۵	مولانا میر خرد عزیزاں بلخی	
	د	
۱۶/۴۲	سید درگاہی بلگرامی بعد سنہ ۱۱۱۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۱۵۸ - تقصار للنواب ۲۰۷
۱۷/۷۷	شیخ درویش عزیزاں عجدوانی حوالی سنہ ۱۱۰۰ھ	
۱۸/۲۶	سید دین محمد بن شاہ طیب بن سید نعمت اللہ	
	س	
۱۹/۶۳	شاہ رحمت اللہ سنہ ۱۱۰۳ھ	تقصار للنواب ۲۲۲۰

Marfat.com

۲۰/۳۲	شاہ رکن الدین الملقب بہ شاہ اتاولی	
	س	
۲۱/۴۸	سید سعد اللہ بن سید مرتضیٰ سنہ ۱۱۱۹ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۹۰ تذکرہ رحمان علی ۷۳
۲۲/۷۸	باباشاہ سعید پلنگ پوش سنہ ۱۱۱۰ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۹۵ البحر الزخار
	ش	
۲۳/۳۶	سید شریف حسام المبتدین	تقصار للنواب ۲۰۵
	ص	
۲۴/۱۶	سید صبغۃ اللہ بہروچی سنہ ۱۰۱۵ھ ۱۶۰۶ء	رُدد کوثر ۳۳۹-۳۴۱-۳۴۱ - ابجد للنواب ۸۹۸ حدائق الحنفیہ ۱۰۱ سبحۃ المرجان ۴۶ یاد ایام ۶۷-۶۱ نزھۃ الخواطر ج ۵ رقم ۲۸۳ تذکرہ رحمان علی ۹۱-۹۲ تقصار للنواب ۲۰۰ -
	ط	
۲۵/۱۱	سید طاہر بلگرامی سنہ ۹۵۰ھ	تقصار للنواب ۱۹۷
۲۶/۶۸	میر طفیل محمد بلگرامی سنہ ۱۱۵۱ھ	مفتاح التواریخ ۲۰۱ - نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۳۶ - ابجد للنواب ۹۱۰ سبحۃ المرجان ۹۰-۹۴-۹۰ تذکرہ رحمان علی ۹۸-۹۹ حدائق الحنفیہ ۴۴۲ - گلشن ابرار - تقصار ۲۲۲ ۲۲۳ سرو آزاد ۲۵۱ - ۲۵۲ -

Marfat.com

Marfat.com

میر عبداللہ بلگرامی	
خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ خرد سنہ ۱۰۷۴ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۰۷ ۔ تقصار ۲۰۹ ۔ الاسراریہ ۔
سیّد عبدالنبی بن میر سیّد طیب سنہ ۱۰۹۴ھ	
قاضی عبدالمنتخب بلگرامی	
میر عبدالواحد بلگرامی سنہ ۱۰۱۷ھ	تقصار للنواب ۱۹۷ ۔ ۱۹۸ ۔ نفائس المآثر ۔ گلزار ابرار ۔ مفتاح التواریخ ۲۱۹ ۔ سرو آزاد ۲۴۷ ۔ ۲۴۸ ۔ نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۲۷
میر عبدالواحد اصغر بن سیّد طیب بن میر عبدالواحد بعد سنہ ۱۱۰۰ھ	
سیّد عمر بلگرامی بن سیّد بدرالدین المعروف بہ سیّد بدلی	
خواجہ عبیداللہ المشہور بہ خواجہ کلاں سنہ ۱۰۷۳ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۴۲ ۔ تقصار ۲۰۹ ۔ اسراریہ
میر عظمت اللہ (بیخبر) سنہ ۱۱۴۲ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۵۳ ۔ تقصار للنواب ۲۱۴ ۔ ۲۱۵ ۔ سرو آزاد ۳۱۵ ۔ ۳۲۵ ۔ شمع انجمن ۸۸ ۔ ۹۲ ۔

Marfat.com

۴۵/۷۱	شاہ عبدالرزاق بانسوی ع سنہ ۱۱۳۶ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۶۹
۴۶/۷۴	شیخ عبداللطیف امروہوی سنہ ۱۱۵۰ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۳۰۸ ۔ تقصار للنواب ۲۲۵ ۔
۴۷/۵۹	سید عین الدین درحوالی سنہ ۱۱۷۰ھ	تقصار للنواب ۲۱۸ - ۲۱۹ ۔
۴۸/۶۵	سید غلام مصطفیٰ بن سید عبداللہ ع حوالی سنہ ۱۱۴۳ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۴۰۱ ۔ تقصار للنواب ۲۲۱ سرو آزاد ۳۲۸ ۔ ۳۳۲ ۔
۴۹/۷۲	سید غلام علی بلگرامی	تقصار للنواب ۲۲۳ - ۲۲۴ مقالات رقم ۴۴ ۔ نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۔ اتحاف النبلاء ۳۳۰ ۔ سبحۃ المرجان ۱۱۸ ۔ خزانۂ عامرہ ۱۲۳ ۔ حدائق حلبی ۴۵۴ تذکرہ رحمان علی ۔
	ف	
۵۰/۷۶	سید فرید الدین	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۴۱۵
۵۱/۷۹	شیخ فخرالدین احمد پانکپوری دھنی لوف	
۵۱/۲۰	میر سید فیروز شاہ بن میر عبدالواحد سنہ ۱۰۶۶ھ	نزھۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۱۱
	ق	
۵۲/۳۴	سید قاسم اسرار البلگرامی شمس آبادی	تقصار للنواب ۲۰۴ - ۲۰۵

Marfat.com

۵۴	ق سیّد قادری بلگرامی ابن سیّد ضیاء اللہ سنہ ۱۱۴۵ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۲۸ تفصار للنواب ۲۲۱ - ۲۲۲ -
۵۵	ک غازی کمال بلگرامی	
۵۵/۳۷	سید کرم اللہ البلگرامی وفات ۱۱۶۹	تفصار للنواب ۲۰۵ - سرو آزاد (۳۲۷ - ۳۲۸)
۵۶/۱۷	شاہ کلیم اللہ دہلوی چشتی سنہ ۱۱۴۳ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۴۸ حدائق الحنفیہ ۴۳۸ - ۴۳۹ - خزینۃ الاصفیاء ۲۹۴/۱ - ۲۹۵ تفصار للنواب ۲۰۰ مشایخ چشت ۳۶۶ ۲۹۵ تفصار للنواب ۲۰۰ -
۵۷/۴۹	ل سیّد العارفین میر سیّد لطف اللہ بلگرامی المعروف بہ شاہ لدھا سنہ ۱۱۴۳ھ	تفصار للنواب ۲۱۳ - ۲۱۴
۵۸/۵۰	میر سیّد لطف اللہ خرد میر سنہ ۱۱۳۲ھ	تفصار للنواب ۲۱۹
۵۹/۴۳	م میر سیّد مبارک محدث بلگرامی سنہ ۱۱۱۵ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۶۵ - تفصار للنواب ۲۰۷ - ۲۰۹ . تذکرہ رحمان علی ۱۷۴
۶۰/۴۹	سیّد محب اللہ بلگرامی	تفصار ۲۱۸

Marfat.com

۶۱/۳۹	میر سید محمد بن ابی سعید ترمذی الکالپوی سنہ ۱۰۰۱ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۴۷ ضیاء محمدی تقصار للنواب ۲۰۵-۲۰۶
۶۲/۶۲	شیخ محمد حافظ سنہ ۱۱۲۳ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۶۲ - تقصار للنواب ۲۱۹ - ۲۲۰
۶۳/۷۳	شیخ محمد حیات سندھی سنہ ۱۱۶۳ھ	اتحاف للنواب ۹۰۳-۴-۴۰ تاریخ سندھ جلد ششم حصہ دوئم ۱۰۰-۱-۲۰۰ ۵۹۷ حدیقہ ۵۹۷-۵۹۸ نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم سبحۃ المرجان ۹۵-۹۶ - ابجد للنواب ۸۴۹ تذکرہ رحمان علی ۱۸۶-۱۸۷ - الیانع الجنی ۳۳ تقصار للنواب ۲۲۴-۲۲۵ حواشی مقالات الشعراء ۳۵۶-۳۵۷ -
۶۴/۳۱	مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۲۴۰
۶۵/۶۱	شیخ محمد سلیم بلگرامی سنہ ۱۱۱۴ھ	تقصار للنواب ۲۱۹
۶۶/۲	سید محمد صغریٰ بلگرامی	نزھتہ الخواطر ج ۴ رقم ۱۱۱ (المطبعۃ السابعۃ) رجال السند والہند ۲۳۲ تقصار للنواب ۱۹۵
۶۷/۵۴	سید محمد بن سید بدیع الدین عرف سید سنہ ۱۱۲۳ھ	تقصار ۲۲۰ - ۲۲۱
۶۸/۶۴	سید محمد بلگرامی	
۶۹/۳	حافظ محمود بلگرامی	تقصار للنواب ۱۹۵ - اخبار الاصفیاء

Marfat.com

۷۰/۲۷	م سیّد محمود اصغر سنہ ۱۰۲۴ھ	تقصار للنواب ۲۰۱ - ۲۰۲
۷۱/۹	سیّد محمود اکبر سنہ ۹۳۳ھ	تقصار للنواب ۱۹۶-۱۹۷
۷۲/۷۲	سیّد مربی بن سید عبدالنبی سنہ ۱۱۱۷ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۶۹۸ - تقصار للنواب ۲۰۹-۲۱۰ -
۷۳/۷۹	باباشاہ مسافر النجدوائی سنہ ۱۱۲۶ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ - ۷۰۴
۷۴/۱۸	ملا مومن بہاری (محی الدین) سنہ ۱۰۶۸ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۷۹ گنج ارشدی
۷۵/۵۷	ن سیّد نجات اللہ المعروف بہ شاہ میاں بن برکت اللہ تولد سنہ ۱۱۱۷ھ	تقصار ۲۱۶ - ۲۱۸ -
۷۶/۲۴	میر سیّد نعمت اللہ سنہ ۱۱۴۵ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۷۳۴
۷۷/۵۲	میر سیّد نور الحق	
۷۸/۴۳	سیّد نور اللہ بلگرامی سنہ ۱۱۱۳ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۸۴۷ - تقصار للنواب ۲۱۵ - ۲۱۶
۷۹/۵۱	میر نوازش علی - سنہ ۱۱۶۷ھ	مفتاح التواریخ ۳۳۵ - ۳۳۶ - سرزآزاد ۳۲۵ ۳۲۶
۸۰/۱۱	ی میر سید یحییٰ بن میر عبدالواحد ولادت سنہ ۹۸۰ھ وفات حوالی سنہ ۱۰۹۵ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۷۰۰

Marfat.com

فصل ثانی

	اسماء فضلاء	مراجع
۱/۱۷	ابوالفیض فیضی ؒ سنہ ۱۰۰۴ھ	تذکرہ رحمن ص۴ المنتخب بدایونی۔ شمع انجمن ۳۶۱ ہدیۃ العارفین ۱: ۸۲۲۔ ابجد للنواب ۸۹۔ ۴۹۸ طبقات اکبری ۴۴۵۔ ۵۱۶۔ بزم تیموریہ ۳۷۔ ۷۷ سرو آزاد رقم ۲ روضہ کوثر ۱۴۸۔ ۱۶۰۔ نزھتہ ۵: رقم ۴۹ سبحۃ المرجان اخبار الشعراء شیخ عبدالحق۔ حدائق جہلمی ۳۹۴ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۲/۳۴۳۔ ۴۴۔ اذکار ابرار ۴۵۳۔ ۴۵۴۔
۲/۱۷	مولانا احمد تھانیسری م سنہ ۸۲۰ھ	اخبار الاخیار ۱۴۴۔ ۱۴۶ تذکرہ رحمن ۱۸ اذکار ۱۳۶۔ ۱۳۷ نزھتہ ۳ رقم خزینۃ ۳۷۹۔ ۳۸۰ حدائق جہلمی ۳۱۳ سبحۃ ۳۷۔ ۳۸ ابجد للنواب ۸۹۲۔ ۸۹۳ تقصار للنواب ۔۱۵۴۔
۳/۱۷	شیخ احمد المعروف بملا جیون امیٹھوی م سنہ ۱۱۳۰ھ	تذکرہ رحمن ۴۵۔ بزم تیموریہ ۲۲۴۔ ۲۲۵ حدائق جہلمی۔ ۴۳۶ نزھتہ ۶ رقم ۱۱ خزینۃ ۳۶۵۔ ۳۶۶ سبحۃ ۱۷۹ ابجد للنواب ۹۰ معجم المطبوعات العربیہ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵ تاریخ جونپور ۶۵۷۔ ۶۶۲ قصبہ امیٹھی مرتبہ شیخ خادم حسین۔

Marfat.com

۴/۵۷	میر احمد بن عبداللطیف بلگرامی سنہ ۱۰۹۶ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵/ ۷۲
۵/۴۳	میر سید اسماعیل بلگرامی سنہ ۱۰۸۸ھ	نزھتہ الخواطر/ رقم ۹۹، تبصرۃ الناظرین، مفتاح التواریخ - ۲۸ ماہ یازدہم
۶/۱۲	شیخ اللہ داد جونپوری سنہ ۹۲۳ھ	۱ نزھتہ الخواطر ۴/ رقم ۷۷، ۲ سبحۃ المرجان ۴۳، ۳ ابجد للنواب ۸۹۴، ۸۹۵، ۴ تجلی نور ۲/ ۳۹-۴۰، ۵ اخبار الاخیار ۱۹۷، ۶ حدائق حنفیہ ۳۶۴-۳۶۵- گنج ارشدی از شیخ غلام رشید، تذکرہ رحمان ۲۵، تجلی نور ۳۹-۴۰، بحوالہ تاریخ جونپور ۶۳۰-۶۳۱، خزینۃ اصفیاء ۴/ ۱۲ کشف الظنون۔
۷/۳۷	قاضی اللہ داد البلگرامی سنہ ۱۰ھ	نزھتہ الخواطر ۵/ رقم ۱۰۶
۸/۲۸	حافظ امان اللہ بنارسی سنہ ۱۱۳۳ھ	تذکرہ مشائخ بنارس ۲۹-۴۲، تذکرہ رحمان علی ۲۷، حدائق حنفی ۳۷۴-۳۷۳، سبحۃ المرجان ۸۷، ابجد للنواب ۹۰۶، نزھتہ الخواطر ۶/ ۸۰
۹/۴۷	ب ملک بہاء الدین فاضلی حوالی سنہ ۱۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۹۹
۱۰/۵۶	ج شیخ جمال الدین فرشوری سنہ ۱۱۳۶ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۱۱۹

Marfat.com

۱۱/۵۹	میر جان محمد بلگرامی خ	نزھتہ الخواطر، مقالات الشعراء رقم ۱۴۰
۱۲/۱	مولانا حسن صغانی آ متولد ۱۵ صفر ۵۷۷ھ - متوفی ۶۵۰ھ	تذکرہ رحمان، نزھتہ الخواطر ج ۱- الطبقۃ السابعہ رقم ۲۵- تاریخ اولیاء ۲/ ۱۱۷ تذکرۃ الواصلین ۹۶ - ۱۰۰- حدائق الحنفیہ ۲۵۴ - ۲۵۵ سبحۃ المرجان ۲۸ - ۲۹ - علامہ حسن صغانی کا وطن" از مولانا ضیاء احمد بدایونی - ذوالقرنین بدایوں نمبر اپریل ۱۹۵۶ء ابجد للنواب ۸۹۰ - ۸۹۱- معارف اعظم گڑھ جنوری تا ستمبر ۱۹۵۹ء بغیۃ الوعاۃ ۲/ ۲۲۷، ۲۲۸- الفوائد البہیہ ۶۳ - ۶۴ فوائد الفواد -
۱۳/۳۶	سید حسن بن نوح البلگرامی بعد ۸۰۰ھ	نزھتہ الخواط ج ۵/ - ۱۹۴
۱۴/۲	شیخ حمید الدین دہلوی ۷۶۴ھ ۶۳ - ۱۳۶۲	حدائق الحنفیہ ۲۹۱ تاریخ الاولیاء ۲/ ۱۷۲، ۱۷۳ تذکرہ رحمان - ۵۲ نزھتہ الخواطر ج ۲/ رقم ۵۹ برنی؟ کشف الظنون ضمن شرح بدایۃ - اذکار ابرار - ۳۷- ابجد للنواب ۸۹۱
۱۵/۶	مولانا خواجگی دہلوی خ ۹۰۹ھ	تذکرہ رحمان علی - ۵۸- اخبار الاخیار ۱۴۳، ۱۴۴ گلزار ابرار ۳۵۹ - ۳۶۰ تاریخ الاولیاء ۲/ ۲۱۰ - ۲۱۱ خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۳۷۸ - ۳۷۹ نزھتہ الخواطر رقم - ۷ تاریخ جونپور ۶۵۶ - ۶۵۸

Marfat.com

	خ	
۱۶/۶۳	میر سیّد خیر اللہ بلگرامی ۵ شوال سنہ ۱۱۱۴ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ - ۱۵۳
	س	
۱۷/۲۳	راقم ابن سواد بندہ آزاد ۲۵ صفر سنہ ۱۱۶۶ھ متوفی سنہ ۱۲۰۰ھ ۵-۶۱۷۰۴ ۶-۶۱۷۸۵	تذکرہ رحمان علی ۱۵۴ حدائق الحنفیہ ۴۵۴/ ۴۵۶- نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم خزانہ عامر ۱۲۳ - ۱۴۵ سبحۃ المرجان ۱۱۸ روضۃ الاولیاء ۴۵-۴۶ تذکرہ بے نظیر ۲-۱۵- اتحاف للنواب/ ۳۳۰-۳۳۵ مقالات شبلی ۵/ ۱۱۲ - ۱۲۸ -
۱۸/۳۴	سیّد رفیع الدین بلگرامی	نزھۃ الخواطر ج ۵ رقم ۲۳۶
۱۹/۶۲	روح الامین خان سنہ ۱۱۵۱ھ	نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۷۶ اشرآلف عثمانی مفتاح التواریخ ۳۲۱، ۲۸۹
	س	
۲۰/۱۰	شیخ سعد الدین خیر آبادی سنہ ۸۸۲ھ	تذکرہ رحمان ۷۵ - ۷۶ نزھۃ الخواطر ۳/ ۹۳ حدائق الحنفیہ ۳۳۶ اخبار الاخیار ۱۹۳ - ۱۹۴ خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۱۰۴ - ۱۰۲ ابجد العلوم ۸۹۴ سبحۃ المرجان ۲۴ انوار العارفین ۸ ۵۴ ۵۹ تقصار ۱۶۷ - ۱۶۸ ہدیۃ العارفین ۱: ۳۸۵ - ۳۸۶ -
۲۱/۱۱۱	سیّد سعد اللہ سلونی بن غلام محمد عبد الشکور ۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۸ھ ۶-۱۷۲۵ء	حدائق حنفیہ ۴۰۷ بزم تیموریہ ۲۵۲ - ۲۵۳ تذکرہ رحمان - نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۸۹ سبحۃ المرجان ۸۹ - ۹۰ ابجد للنواب ۲ - ۱۹ قضاء اودھ

Marfat.com

۲۲/۶۷	سیّد سعد الدین بلگرامی	۲۰۷/-۲۰۸ منتخب اللباب خافی خان۔ الحدیقہ الاحمدیہ۔ تحفۃ الکرام ج ۲ ص ۳۳۲، ۳۴۳ سرو آزاد ۲۳۶ گلستہ صلحائے سورت نزھتہ الخواطر ج ۶۔ رقم ۱۸۷
	ش	
۲۳/۳	مولانا شمس الدین یحییٰ الاودھی متوفی سنہ ۷۴۷ھ	تذکرہ ۸۶-۸۷ سیر الاولیاء ۲۲۳-۲۳۵۔ حدائق جہلمی ۲۸۴-۲۸۵۔ اخبار الاخیار ۹۷/-۹۸ سبحۃ المرجان ۲۹ ابجد للنواب ۸۹۱ گلزار ابرار ۱۰۸-۱۰۹ اذکار ابرار ۱۰۸-۱۰۹ نزھتہ الخواطر۔
۲۴/۸	قاضی شہاب الدین ملک العلماء" دولت آبادی ۲۵ رجب سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ء اسمہ (احمد بن عمر الدولت آبادی)	تذکرہ رحمان ۸۸-۸۹ اذکار ابرار ۱۴۴-۱۴۵ نزھتہ الخواطر ج ۳ رقم ۳۰ لطائف اشرفی مخزن غرائب۔ کشف الظنون۔ سبحۃ المرجان ۳۹ ابجد للنواب ۸۹۳ قضاء الارب/ ۱۹۵-۱۹۶ حدائق حنفیہ ۳۱۹ اخبار الاخیار ۱۸۰-۱۸۱۔ تجلّی نور ۲/ ۳۳-۳۷ خزینۃ الاصفیاء ج ۱/ ۳۹۰-۳۹۱۔
	ص	
۲۵/۱۰	حاجی صفت اللہ خیر آبادی سنہ ۱۱۵۷ھ ابن مدینۃ اللہ ؟	نزھتہ الخواطر ج ۶۔ رقم ۲۲۹ حال حاجی صفت اللہ صاحب محدّث از فخر الحسن انساب ابناء الشیخ نظام الدین (رسالہ) تراجم الفضلاء من سیر العلماء حکیم جی بہاؤ الدین عہد بنگش ۳۱۲-۳۱۳۔

Marfat.com

۲۶/۸	ض سید ضیاء اللہ بلگرامی ۱۱۰۴ھ ۱۵۹۵-۶ء	تذکرہ رحمان علی ۹۸ نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۲۴ مفتاح التواریخ ۲۸۷-۲۸۸ تذکرہ بے نظیر ۸۴ سرو آزاد ۲۵۰-۲۵۱-
۲۷/۴	ع قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین لشریحی اللندی ۲۶ محرم ۷۹۱ھ ۱۳۸۸ء	تذکرہ ۱۳۳ تقصار للنواب ۱۵۵-۱ ابجد للنواب ۸۹۲ نزہتہ الخواطر ۲ رقم ۱۳۷ اخبار الاخیار ۱۶۰ حدائق الحنفیہ ۲۹۹-۳۰۰ سبحۃ المرجان ۲۹-۳۶ قضاء الارب ۱۹۵
۲۸/۱۱	مولانا عبداللہ تلنبی (ابن الہ داد) ۹۲۲ھ ۱۵۱۶ء	تذکرہ ۱۰۱ نزھتہ الخواطر ج ۴ - رقم ۳۳۱ (شرح میزان المنطق)، حدائق للبھلسی ۳۶۲- ۳۶۳ ابجد للنواب ۸۹۴ سبحۃ المرجان ۴۲ -
۲۹/۱۸	شیخ عبدالحق دہلوی۔ ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء	تذکرہ رحمان علی ۱۰۹-۱۱۰ مفتاح التواریخ ۲۶۴ اذکار ابرار ۵۹۸-۶۰۰ تذکرہ شیخ عبدالحق از سید احمد قادری۔ مرأۃ الحقائق از برکت علی مطبع عزیزی رام پور ۱۳۲۲ھ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی خلیق احمد نظامی۔ شاہ جہاں نامہ ۳/۳۷۷-۳۷۸ حدائق حنفیہ ۴۰۹-۴۱۲ منتخب التواریخ ۴۴۸ - ۴۴۹ رود کوثر ۲۹-۳۱ آثار الصنادید سرسید ۷۵ سبحۃ المرجان ۵۲-۵۳ نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۱۹ اخبار الاخیار ۳۱۰-۳۱۸ خزینۃ الاصفیا ج ۱/۱۶۴-۱۶۵ اتحاف النبلاء ۳۰۳، ۳۰۵-

Marfat.com

	ع	
۳۰/۲۱	شیخ عبدالرشید جونپوری الملقب به شمس الحق قدس سره سنہ ۱۰۸۳ھ	تذکرہ ۱۱۹ ۔ نزھتہ الخواطر ج ۵ ۔ رقم ۶۱۱ حدائق للجہلمی ۴۵۶ ۔ ۴۵۷ خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۷۳ ۔ ۴۷۴ سبحۃ المرجان ۶۶ ۔ ابجد للنواب ۳۱ ۔
۳۱/۲۲	ملا عبدالحکیم سیالکوٹی المعروف بہ فاضل لاہوری سنہ ۱۰۶۷ھ	ابجد للنواب ۲ ۔ ۹۰۲ ۔ ۹۰۳ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ۲۵۱ ۔ دوحہ کوثر ۳۲۴ ۔ ۳۲۶، حدائق جہلمی ۴۱۴ ۔ ۴۱۵ سبحۃ المرجان ۶۶ نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۲۰ تذکرہ رحمان علی ۱۱۰ ۔ ۱۱۱ ۔ طرب الامائل تراجم افاضل ۲۲۳ ۔ ۲۲۴ ۔ تواریخ سیالکوٹ از عبدالصمد غلام محمد سنہ ۱۳۰۴ھ ۸۳ ۔ ۸۹ شاہجہان نامہ ۳: ۳۷۶ ۔ ۳۷۷ ۔
۳۲/۴۰	شیخ عبدالکریم بلگرامی فی اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۰۴
۳۳/۴۱	مولوی شیخ عبدالغفور صاحب بعد سنہ ۱۲۰۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۸۸
۳۴/۴۲	ملا عبدالسلام دیوہی بعد سنہ ۱۰۴۷ھ	شاہجہان نامہ ۳۸۲ ۔ ۳۸۳ ج ۳ مرآۃ الاعلام فی مآثر الکرام المعروف بتذکرہ کاکوری ۲۵۲ ۔ ۲۵۵ بادشاہ نامہ الرسالۃ القطبیہ از عبدالاعلی بن عبدالعلی الکھنوی ۔
۳۵/۴۵	ملا عبدالسلام لاہوری سنہ ۱۰۳۷ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۵۰ تذکرہ رحمان علی ۱۲۰ ۔ حدائق حنفیہ ۴۰۶ تذکرہ علماء والمشائخ ۶ ۔ ۷

Marfat.com

۳۶/۵۳	ع سیّد عبداللہ البلگرامی سنہ ۱۱۳۲ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۲۰
۳۷/۵۵	میر عبدالہادی بن میر عبدالواحد اصغر ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۳۳ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۳۵
۳۸/۵۸	میر عبدالجلیل بلگرامی ولادت سنہ ۱۰۴۸ھ وفات سنہ ۱۱۳۸ھ / ۱۷۲۵ء	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۵۴ تذکرہ رحمان علی ۱۰۸-۱۰۹ مفتاح التواریخ ۳۱۰-۳۱۱ حدائق حنفیہ ۴۳۷ خزانۂ عامرہ ۳۵۲-۳۶۱ سبحۃ المرجان ۷۹-۸۴-۱۰۸ بجد للنواب ۹۰۷-۹۰۸ قضاء الاریب ۲۰۵-۲۰۶ حیات جلیل از مقبول حمدانی (سنہ ۱۹۲۹ء الہ آباد) سرو آزاد ۲۵۳-۲۸۶ مقالات الشعراء رقم ۴۴۳ و حواشی آں از سید راشدی
۳۹/۶۳	سیّد عبدالواحد بلگرامی تولد سنہ ۱۰۹۵ھ وفات سنہ ۱۱۶۱ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۳۰
۴۰/۶۸	شیخ عثمان احمد بلگرامی حوالی سنہ ۱۱۰۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۴۱ شرائف عثمانی
۴۱/۲۳	مُلّا عصمت اللہ سہارنپوری سنہ ۱۰۰۷ھ سنہ ۱۱۳۳ھ سنہ ۱۷۲۰-۲۱ء	حدائق حنفیہ ۴۰۷ تذکرہ رحمان علی ۱۴۰ نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۴۸ سبحۃ المرجان ۱۵۲ بجد للنواب ۹۰۰ تبصرۃ الناظرین قضاء الاریب علماء النحو ۱۹۷ الادب ۱۹۷ -
۴۲/۹	شیخ علی بن احمد مہائمی قدس سرہٗ سنہ ۸۳۵ھ	ابجد للنواب ۸۹۳-۸۹۴ سبحۃ المرجان ۳۹-۴۱ حدائق حنفیہ ۳۱۷ - نزھتہ الخواطر ج ۳ رقم ۱۴۰ تذکرہ رحمان علی ۱۴۷ خزینۃ الاصفیاء

Marfat.com

	ع	۲/۳۰۹ معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ ۱۷۱۷ مضامین فوقی ۱۲۹ - ۱۳۷
۴۳/۱۳	شیخ علی متقی قدس سرہٗ برہانپوری ثم الجونپوری متولد ۸۸۵ھ متوفی ۹۷۵ھ سنہ ۱۵۶۷ء	حدائق الحنفیہ ۳۸۲-۳۸۳ مفتاح التواریخ ۱۷۷ خزینۃ الاصفیاء ج ۱/ ۴۲۹ - ۴۳۱ تاریخ برہان پور ۱۱۶ - ۱۱۹ - اخبار الاخیار ۲۵۷ - ۲۶۹ رود کوثر ۳۰۵ - ۳۳۱ سبحۃ المرجان ۴۳ ابجد للنواب - ۸۹۵ تذکرہ رحمان علی ۱۴۶-۱۴۷ حدیقۃ الاسرار رقم ۱۷۱ ص ۱۱۱ تاریخ جونپور ۷۳۵ - ۷۳۶ اتحاف النقی فی فضل الشیخ علی المتقی از شیخ عبدالوہاب المتقی ذکرہ النواب فی الابجد سفینۃ الاولیاء ۱۹۱ - ۱۹۲ -
۴۴/۵۴	قاضی علیم اللہ کچندوی سنہ ۱۱۱۵ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ - رقم ۳۶۶ تفصار ۱۰۹
۴۵/۳۹	قاضی عنایت اللہ بن قاضی الہداد الصدیقی البلگرامی بعد سنہ ۱۰۲۸ھ	نزھتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۷۹
۴۶/۴۲	شیخ عنایت اللہ خلف الصدق شیخ عبدالکریم فی حوالی سنہ ۱۱۲۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۷۲
۴۷/۴۹	شیخ عنایت بلگرامی سنہ ۱۱۲۰ھ	نزھتہ الخواطر ج ۶ - رقم ۳۷۱
	ع	
۴۸/۲۹	شیخ غلام نقشبند لکھنوی سنہ ۱۱۲۶ھ	حدائق جملی ۴۳۵ تذکرہ ۱۵۸-۱۵۹ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۰۴ سبحۃ المرجان ۸۷ ابجد للنواب ۹۰۶

Marfat.com

		مراجع
۴۹/۶۹	**غ** **شیخ غلام نبی بلگرامی** متولد ۱۱۱۱ھ بعد ۱۱۶۳ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲-۴ سرو آزاد ۳۱۲، ۳۱۴۔
۵۰/۴۶	**ف** **امیر فتح اللہ شیرازی**	تذکرہ ۱۶۰ مفتاح التواریخ ۱۹۳، ۱۹۴، نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۳۹۲ بزم تیموریہ ۹۱، ۹۲ منتخب التواریخ بدایونی ۴۶۷، ۴۶۸ دربار اکبری ۸۰۴، ۸۱۶
۵۱/۲۵	**ق** **ملا قطب الدین شہید سہالوی** نور اللہ مرقدہٗ ۱۱۰۳ھ	تذکرہ ۱۶۷-۱۶۹ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۳۲۔ احوال علمائے فرنگی محل ۱-۱۱ مقالات شبلی ۳/۱۰۲-۱۱۴ حدائق الحنفیہ ۴۲۹-۴۳۰ سبحۃ المرجان ۷۶۔ ابجد للنواب ۹۰۴-۹۰۵ تذکرہ علمائے فرنگی محل (۱۰-۱۹)
۵۲/۲۴	**سید قطب الدین شمس آبادی** ۱۱۲۱ھ	تذکرہ ۱۶۹ سبحۃ المرجان ۲۳۱، ۲۳۲ حدائق الحنفیہ ۴۳۴۔ ابجد العلوم ۵-۹ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۳۳
۵۳/۲۴	**مولوی قطب الدین گوپاموی** ۱۱۶۰ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۳۱ تذکرۂ نساب (قاضی مصطفےٰ علی خاں گوپاموی)
۵۴/۴۰	**سید کرم اللہ بلگرامی** ۱۱۳۴ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۴۶

Marfat.com

	ك	مراجع
۵۵/۳۹	شیخ کمال بن مکرم بعد ۹۹۴ھ	نزہتہ الخواطر ۴ رقم ۴۳۳
۵۶/۴۰	شیخ کمال الدین محمد سہالوی ۱۱۷۵ھ ۱۷۶۱-۲ء	تذکرہ ۱۷۲-۱۷۳ تذکرہ علمائے فرنگی محل نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم
	ل	
۵۷/۶۱	مخدوم لعل المعروف بہ شہباز بن الحسن المرندی ۶۷۳ھ (عثمان بن الحسن المرندی)	نزہتہ الخواطر ج ۱/۱۳۶ تحفۃ الکرام ۳/۱۳۶ خزینۃ الاصفیاء ۲/۴۶۔ ۴۷ تعلیقات مظہر شاہجہانی سید حسام الدین راشدی ۲۵۹-۲۷۴ در احوال شیخ مرندی احاطہ جمیع آخذ کردہ است۔
	م	
۵۸/۴۷	قاضی محبُ اللہ بہاری ۱۱۱۹ھ	حدائق جہلمی ۴۳۱ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم تذکرہ ۱۷۵-۱۷۶ سبحۃ المرجان ۷۶ ابجد للنواب ۹۰۵ بزم تیموریہ ۲۵۲ ... ہدیۃ العارفین ۲: ۵
۵۹/۶۵	میر سید محمد بلگرامی ۱۱۸۵ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۸۸ سبحۃ المرجان ۸۷-۹ سرو آزاد ۲۸۹-۲۹۱ مقامات الشعراء رقم/ ۳۴۲۔ تذکرہ ۵۔ ۸۳۔
۶۰/۶۴	میر محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی ۱۱۶۵ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۱۴
۶۱/۵۲	سید محمد باقر بلگرامی ۱۱۳۱ھ (عمر ۶۰ سال)	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۴۶

Marfat.com

		مراجع
۶۲ ۵۹	**میر محمد جان بلگرامی** تولد سنہ ۱۰۸۳ھ سنہ ۱۱۴۹ھ	مقامات الشعراء رقم ۱۴۰ حدائق الحنفیہ ۴۴۱ تذکرہ ۳۹۰-۴۰ ابجد للنواب ۹۲۲
۶۳ ۲۴	**میر محمد زاہد الہروی** سنہ ۱۱۰۱ھ سنہ ۹۰-۱۶۸۹ء	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۸۲ سبحۃ المرجان ۶۷ تذکرہ علمائے ہند ۱۸۷-۱۸۸ ابجد للنواب ۹۰۳-۹۰۴
۶۴ ۵۱	**سید محمد فیض بلگرامی** سنہ ۱۱۳۰ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۶۴۹
۶۵ ۶۶	**میر محمد یوسف بلگرامی** تولد سنہ ۱۱۰۶ھ ۲ جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۲ھ	مفتاح التواریخ ۳۳۹-۳۴۰ سبحۃ المرجان ۹۹-۱۰۰ تذکرہ رحمان علی ۲۱۹-۲۲۰ ابجد للنواب ۹۱۸ سرو آزاد ۳۰۷-۳۱۲
۶۶ ۲۰	**ملا محمود جونپوری** ۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۲ھ	نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۷۶ رود کوثر ۳۳۶ عمل صالح ۳۸۳-۳۸۴ وفیات الاعلام سبحۃ المرجان ۵۲-۶۵ اخبار الاخیار تذکرہ علمائے ہند ۲۲۱ ابجد للنواب ۹۰۱-۹۰۲ شاہجہان نامہ ۳۸۳-۳۸۴ تجلی نور ۲/۵۸ ۵۱ بحر ذخار، توزک جہانگیری گنج ارشدی بحوالہ تاریخ جونپور ۶۸۸-۶۹۰
۶۷ ۱۶	**شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری** ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۱ھ	نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۳۸ - المنتخب للبدایونی ۴۳۰-۴۳۱ تذکرہ علمائے ہند ۱۷۴ بزم تیموریہ ۸۰ دربار اکبری ۴۰۷-۴۴۵ حدائق الحنفیہ ۳۹۴ بوستان اخیار ہدیۃ العارفین ۳۰۲

Marfat.com

		مراجع
۶۸/۱۴	م شیخ محمد بن طاہر الفتنی سنہ ۹۸۶	"وللنواب صدیق حسن رسالۃ مستقلہ فی ترجمتہ ملحقۃ فی اوائل مجمع البحار" حضرت النواب ذکر آن رسالہ در تقصار (۱۸۰) کردہ ذیل الفوائد البہیہ ۱۶۴-۱۶۵ حدائق للبھلمی ۳۸۵-۳۸۷ اخبار الاخیار ۲۸۰ سبحۃ المرجان ۴۳-۴۵ - ابجد للنواب ۸۹۵ ۸۹۶ - اتحاف النبلاء ۳۹۷-۴۰۰ رود کوثر ۳۳۶-۳۳۸ - تزہتہ الخواطر ۴ رقم تقصار ۱۷۹ ۱۸۰ تذکرہ علمائے ہند ۱۹۵ - انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲/۶۹۶ وقد اطال المقریزی فی الخطط شرح احوال بوہرہ" وایضاً "انظر فی حالات الحرمین للحاج رفیع الدین خان مراد آبادی"
۶۹/۵۰	مولانا معین الدین عمرانی دہلوی	گلزار ابرار ۶۹-۷۰ نزہتہ الخواطر ۲/۱۶۵ حدائق الحنفیہ ۴-۳-۵-۳ - اخبار الاخیار ۱۴۴ تذکرہ علمائے ہند ۲۲۸-۲۲۹ - ابجد للنواب ۸۹۲ سبحۃ المرجان ۳۷ - تقصار
۵۰/۳۲	ن ملا نظام الدین سہالوی ۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ء	احوال علمائے فرنگی محل ۹-۱۰-۷۷، سبحۃ المرجان ۹۴-۹۵ مقالات شبلی ۳/۹۱-۱۰۱ ۱۱۴-۱۱۶ حدائق الحنفیہ ۴۴۵ - ابجد للنواب ۹۱۱ تذکرہ ۲۴۱-۲۴۲

Marfat.com

۷۱/۱۹	ن شیخ نورالحق دہلوی سنہ ۱۰۷۳ھ سنہ ۱۶۶۲-۳ء	مراجع تذکرہ اخبار الاخیار ۲۱۱ - ۲۱۳ حدائق الحنفیہ ۴۱۸ - سبحۃ المرجان ۵۳ ، ابجد للنواب ۹۰۱ - اتحاف للنواب ۴۲۶ ۴۲۷ - تذکرہ رحمان علی ۲۴۶
۷۲/۳۲	مولانا نورالدین احمد آبادی سنہ ۱۱۵۵ھ سنہ ۱۷۴۲ء تولد ۱۰ جمادی الاوّل سنہ ۱۰۶۳ھ وفات ۹ شعبان سنہ ۱۱۵۵ھ	ابجد للنواب ۹۱۱ - اتحاف للنواب ۴۲۷ ، ۴۲۸ سبحۃ المرجان ۹۴ حدائق الحنفیہ ۴۴۴ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم تذکرہ علمائے ہند ۲۴۷ ۲۴۸"
۷۳/۱۵	و شیخ وجیہہ الدین گجراتی سنہ ۹۱۱ھ سنہ ۱۵۰۵ء سنہ ۹۷۸ھ سنہ ۱۵۷۰ء	حدائق الحنفیہ ۱۸۸ - ۳۸۹ رود کوثر ۳۸ ۳ - ۳۳۹ - مفتاح التواریخ ۱۹۴ نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۵۶۸ سفینۃ الاولیاء ۲۳۰ (اردو) ابجد العلوم ۸۹۶ - ۸۹۷ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ۲۶ تقصار ۱۵۸ -

Marfat.com

فہرس المراجع

۱	نزہۃ الخواطر	۱۹	منتخب التواریخ
۲	تذکرہ علمائے ہند	۲۰	الفوائد البہیہ
۳	کشف الظنون	۲۱	الدرر الکامنہ
۴	خزینۃ الاولیا	۲۲	معجم المطبوعات
۵	مقالات الشعراء	۲۳	دائرۃ المعارف
۶	حواشی مقالات . سیّد حسام الدین راشدی	۲۴	مفتاح السعادۃ
۷	تکملہ مقالات	۲۵	الضوء اللامع
۸	روضۃ الصفا	۲۶	مآثر الامراء
۹	ہدیۃ العارفین	۲۷	بغیۃ الوعاۃ
۱۰	البدر الطالع	۲۸	آداب اللغۃ
۱۱	بزم تیموریہ	۲۹	التیموریہ
۱۲	حدائق الحنفیہ	۳۰	عنوان البدرایہ
۱۳	ابجد العلوم	۳۱	الروضۃ الغناء
۱۴	مفتاح التواریخ	۳۲	اسرار النجبتی
۱۵	تقصار جنود الاحرار	۳۳	الرد المتین
۱۶	ثقافۃ الہند	۳۴	الفتح الربانی للشوکانی
۱۷	تاریخ علمائے جونپور	۳۵	التاج للنواب
۱۸	شمع انجمن	۳۶	لسان المیزان

Marfat.com

۳۷ نفح الطیب
۳۸ شذرات الذہب
۳۹ مرآۃ الجنان یافعی
۴۰ اعلام زرکلی
۴۱ فوات الوفیات
۴۲ میزان الاعتدال ذہبی
۴۳ تاریخ فرشتہ
۴۴ آئین اکبری
۴۵ حیات عبدالحق نظامی
۴۶ فہرست کتب خانہ آصفیہ
۴۷ المناوی
۴۸ سرو آزاد
۴۹ ہدیہ مہدویہ
۵۰ سلسلہ کوثریہ شیخ محمد اکرم
۵۱ فہرست کتابہائے چاپی فارسی
۵۲ النور السافر
۵۳ خلاصۃ الاثر محبی
۵۴ روضات الجنات
۵۵ اتحاف النبلاء
۵۶ ذیل الفوائد البہیہ
۵۷ اخبار الاخیار

۵۸ رسالہ جامع جہاں نما (خطی) شمس الدین تاجر کتب لاہور
۵۹ قوم بوہرہ از نواب
۶۰ ریحانۃ الالبار خفاجی
۶۱ گلزار ابرار اردو
۶۲ فوائد الفواد
۶۳ تاریخ ہند سید ہاشمی فرید آبادی
۶۴ بزم مملوکیہ سید صباح الدین
۶۵ معجم البلدان حموی
۶۶ المنجد الاعلام
۶۷ وفیات
۶۸ تاریخ علمائے اسلام
۶۹ قضاۃ اندلس
۷۰ التکملۃ لابن ابار
۷۱ طبقات الاطباء
۷۲ ابن رشد محمود عقاد
۷۳ طبقات الشافعیہ
۷۴ المرزبانی
۷۵ تاریخ بغداد
۷۶ ارشاد الاریب
۷۷ النجوم الزاہرۃ
۷۸ آثار الصنادید

Marfat.com

۷۹ فہرست کتب عربی، بروکلمن،
۸۰ لواقح الانوار
۸۱ فوائد سعدیہ
۸۲ عمل صالح
۸۳ تذکرۃ الحفاظ
۸۴ طبقات المدلیین
۸۵ تہذیب التہذیب
۸۶ الکامل لابن الاثیر
۸۷ الرسالۃ المستطرفہ
۸۸ تاریخ الخمیس
۸۹ مقدمہ ابن خلدون
۹۰ مقالات شبلی
۹۱ المسعودی
۹۲ معجم الاعلام
۹۳ صحیح مسلم
۹۴ مرعاۃ المصابیح از رحمانی
۹۵ دول الاسلام ذہبی
۹۶ حلیۃ الاولیاء
۹۷ الشعرانی
۹۸ الدیباج المذہب
۹۹ تاریخ قصبہ امیٹھی

۱۰۰ تاریخ خطہ بلگرام
۱۰۱ شرائف عثمانی
۱۰۲ سلک الدرر
۱۰۳ التاج العروس
۱۰۴ الجواہر المضیہ
۱۰۵ سندھی اولیاء
۱۰۶ سبحۃ المرجان
۱۰۷ الیانع الجنی
۱۰۸ تزک جہانگیری
۱۰۹ آمد نامہ خیر آبادی برہان دہلی ۱۳۲۹ھ
۱۱۰ اعلام الانام
۱۱۱ شاہ جہان نامہ
۱۱۲ مآثر عالمگیری
۱۱۳ عہد بنگش
۱۱۴ فہرس الفہارس
۱۱۵ خزانۃ الادب لبغدادیہ
۱۱۶ بلوغ الادب آلوسی
۱۱۷ الاصابہ
۱۱۸ تہذیب ابن عساکر
۱۱۹ شرح المقالات للشریسی
۱۲۰ معاہد التنصیص

۱۲۱ صفۃ الصفوۃ
۱۲۲ یعقوبی
۱۲۳ تحفۃ الکرام
۱۲۴ تاریخ فیروز شاہی
۱۲۵ مآثر رحیمی
۱۲۶ تاریخ سیالکوٹ
۱۲۷ ابن سعد
۱۲۸ المنہاج لابن تیمیہ
۱۲۹ بادشاہ نامہ
۱۳۰ مولانا محب علی سندھی از راشدی
۱۳۱ برہان پور کے سندھی اولیاء
۱۳۲ تاریخ آئینہ آدوہ
۱۳۳ نفحات الانس
۱۳۴ تنقیح الکلام
۱۳۵ صید الخاطر
۱۳۶ طبقات حنابلہ
۱۳۷ فہرست ابن الندیم
۱۳۸ تذکرۃ الاولیاء
۱۳۹ اشعۃ اللمعات
۱۴۰ نفائس المآثر
۱۴۱ انسان العین فی مشائخ الحرمین

۱۴۲ لطف السمر و قطف الثمر
۱۴۳ دربار اکبری
۱۴۴ بوستان اخیار
۱۴۵ رسالہ قشیریہ

Marfat.com

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نسائم المحامد سارية الى الحمى السرمدى وازهار التصلية والتسليم باسمهٔ على العرش الاحمدى وقوافل التحية واصلهٔ الى مواطن آله النجباء وسحائب الرضوان منهمرة على مساكن صحبه الرحماء برضمائر ارباب بصائر هویداست که جهان آفرین جل شانه وعظم برهانه هیئت عالم را باسلوبی بدیع وترتیبی انیق آفرید وهیاکلی را که محتاج تحیزند به امکنهٔ مناسب تعلق بخشید وطبائع جمیع اشیاء را على حسب ما اقتضت حکمته الباهرة در دل سائر علویات وسفلیات انداخت، آسمانها هرچند چرخ می زنند جا گردانیدن امر محال، و سیارها، هرچند لسیر می خلطند، بیرون از دائرهٔ خود رفتن چه مجال. آتشیکه محصور حارست چون راه نجات می یابد بال پرواز بسمت علوی می زند، ونفسی که در ضبط غواص است، چون به قعر دریا فرو می رود کمند شوق بر بام هوا می افگند، آبی که از چشمهٔ ترا در قطره زنان جانب محیط شتابد وخاکی که در دست هوا افتد. آخر عنان به مرکز سفلی تابد، مرغ قفس دریا در آشیان گرم بیتابی، وماهی صید در خاک ساحل کشته بی آبی. انسان که مجموعهٔ عوالم متفرقه است محبت او جامع محبت افتاده. ومالوفاتش از همه بیشتر است لاجرم الفت او از جمله فرامانِ دست داده،

Marfat.com

روایت کردہ اند[1] کہ ابان رضی اللہ عنہ از مکۂ معظمہ بہ مدینہ منورہ شتافت و شرفِ ملازمت سید البطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود یا ابان کیف ترکت مکۃ قال ترکت الاذخر قد اعذق والغمام قد طاص قد رفت عیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اے ابان چگونہ گذاشتی مکہ را؟ گفت گذاشتم در حالیکہ شاخ و برگ برآوردہ و نمام را در حالیکہ بکمال نشود نما رسیدہ۔ پس روان شد آب چشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

و عبد اللہ بن عباس[2] رضی اللہ عنہما روایت می کنند قال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لمکۃ ما اطیبک من بلدۃ واحبک الیّ لولا ان قومک اخرجونی ماسکنت غیرک خطاب کرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ را و فرمود چہ خوبی اے شہرے و دوست تری سوی من اگر قوم تو بر نمی آوردند مرا ساکن نمی شدم غیر ترا۔

و بخاری روایت میکند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم حبّب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد حبّا خداوندا دوست گردان سوی ما مدینہ را مثل دوستی ما مکہ را یا زیادہ ازان۔

و بلال رضی اللہ عنہ[3] چون از مکہ ہجرت کردہ بہ مدینہ رسید تپِ محرق عارض گردید دراں حالت ہر گاہ دماغ ہوشی میرساند این دو بیت بآواز بلند می خواند ؎

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ ۔۔۔ بواد وحولی اذخر وجلیل

وھل اَرِدَنْ یوما میاہ مجنۃ ۔۔۔ وھل یبدُوَنْ لی شامۃ وطفیلُ

جلیل بفتح جیم گیاہیست خوشبو مرادف تمام و مجنۃ بفتح میم و جیم و تشدید نون موضعی از بطحاء

---

[1] ابان بن سعید بن العاص الذی اجار عثمان زمن الحدیبیۃ فبلغ رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام خیبر وشہد صامع النبی صلی اللہ علیہ وسلم واختلف فی وفاتہ قیل قتل یوم اجنادین سنۃ ثلاثۃ عشر وفی قول ابن اسحاق یوم الیرموک والحدیث فی مکۃ رواہ ۔ [2] عبد اللہ بن عباس حبر الامۃ من اصحاب الفتوی (المتوفی سنۃ ۶۸ھ) والحدیث رواہ البخاری فی باب فضل المدینۃ وفی مواضع اخر من حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالے عنہا ۔ [3] بلال بن ابی رباح المؤذن مولی ابی بکر الصدیق مات بدمشق سنۃ عشرین والحدیث ایضاً رواہ البخاری ج ۱ ص ۲۵۳ من حدیث عائشۃ طویل

Marfat.com

وشامہ وطفیل دو کوہی است بہ مکہ ولیت شعری عبارتی است مستعمل در مقام تمنّی یعنی آیا خواہم گذرانید شبی در وادی مکہ و گردِ من باشد اذخر و جلیل و آیا وارد می شوم روزی آبہای مجنہ راد آیا نمایان خواہد شد مرا شامہ و طفیل۔ حاصل ہر دو بیت اشتیاق مکۂ مقدسہ و یاد اماکن و نباتات آنجاست و ازینجا برخی از مالوفات انسانی ہویدا می شود۔

بناء اًعلی ہذا من آوارۂ دشت گمنامی آزاد بلگرامی راحب الوطن سلسلہ جنبان شد کہ تذکرۂ در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانہ اللہ عن طوارق الایام بپردازم، و پرتوی کہ از چراغان این انجمن در آئینہ علم فقیری تجلی نمودہ، ساحت افروز قرطاس سازم۔ شاید کہ تذکرۂ وطن جسمانی رفتہ رفتہ بہ تذکرۂ وطن روحانی کشد و این کس را از تنگنائی مکان بہ وسعت کدۂ لامکان برد لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ للہ الحمد و المنۃ کہ بعد از سعی بلیغ و جہد وافر پریزاد تمنا را بہ افسون قلم تسخیر کردم، و تصوری کہ وحشیانہ پیرامن خاطر می گردید، بہ گردید، بہ کلدام تصویر و تحریر در آوردم، و برائے دریافت ازمنۂ قدما، تدبیر عجیبے بخاطر فرا رسید، و جادۂ مستقیمی بہ دلالت دلے صائب طے گردید، یعنی با اہالی و موالی شہر بر خوردم، و سجلات شرعیہ کہ از اسلاف وا ماندہ، حاصل کردم، و مستحظ بعضے از مشائخ و علما جلوہ نمود، و از منۂ این طائفہ از روئے تواریخ سجلات چہرہ کشود۔ چنانچہ در طی کتاب جا بجا بہ اشعار آن پرداختہ ام؛ و عہد نامۂ ہر کدام را بہ مہر اذعان مزین ساختہ و پیش از من احدی آستین سعی بایں در جہ نہ شکستہ، و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف بایں جد و جہد نہ بستہ، نخوردم تا گل بہ حقیقتے در دامن ورق نریختم، زر ہا در بوتۂ گداختم تا ہیکل تفصیلی در گلوی قلم آویختم۔ جز من از یاران کیست کہ این قدر ہمت در احیاء اسم و رسم وطن صرف کردہ، و این ہمہ انفجار دیرسال و نورس را یک لخت بہ آب بقا پروردہ امید دارم کہ حسن قبول بزرگان نیازمند را بہ خطاب دَعْ ذَا سَعْيَكَ مَشْكُورٌ[1] نوازد و حق شناسی عزیزان خادم را بہ لوید هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ مسرور سازد۔ قضارا وقتیکہ صور اندیشۂ تصویر این کتاب نقش می بست۔ و صیاد تامل در کمین

---

[1] حدیث حب الوطن من الایمان قال السخاوی فی المقاصد ۱۸۳۔ لم اقف علیہ و معناہ صحیح۔

Marfat.com

مغزالان مطالب می نشست، سفر حرمین محترمین شرفہما اللہ تعالےٰ اتفاق افتاد۔ دوست سرگرم کار را از سرعتِ قدم حالتِ تعطل روداد۔ قائد ازل عزشانہٗ مشت خاکِ مرا بہ اماکن قدسیہ رسانید۔ ولعدا فاضۂ این دولت سرمدی بہ گلگشتِ ممالک وکن مامور گردانید۔ درین ایام مسودہ را از وطن طلبیدم، و در میزانِ تعدیل بہ قدر توانائی سنجیدم، و اشخاصی کہ بذکرِ اینہا باید پرداخت، و در آیاتِ مآثرِ ایشان توان افراخت، پنج طائفہ اند۔ مشایخ و فضلاء و شعراء عربی و شعراء فارسی و شعراء ہندی۔ این صحیفہ مخصوص مشایخ و فضلاء ہست۔ و مرآت عکوس این ہر دو طائفہ والا۔ و برائے شعراء السنۂ ثلاثہ رنگ سواد علیحدہ ریختم، و از بعض وجوہ فصلین را بافصول شعرا انیا میختیم، و نام این نسخہ مآثر الکرام تاریخ بلگرام است۔ و مطالب این کتاب مستطاب، در دو فصل تمام **فصل اول** در ذکر فقراء قدس اللہ اسرارہم **فصل ثانی** در ذکر فضلاء نور اللہ مضاجعہم۔ توقع از ساقیان بادۂ الطاف، و سرخوشان نشاۂ انصاف، آنکہ اگر سرے بسیر این میکدہ کشند۔ خاکسار را بہ جرعۂ دعائے یاد آرند ؎

وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَأْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ

و اگر لغزشی بنظر در آید بہ مقتضائے نشاۂ بشریت و انسنہ معاف دارند ؎

وَالْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ

فصل اوّل

در ذکر فقراء قدس اللہ اسرارہم

بر طباع کواکب شعاع ہویداست کہ وجود اولیاء امت در ہر اقلیم بر دفق فتح بلاد و جلوہ افروزی شعار اسلام است۔ و فتح ہندوستان در عہد ولید بن عبد الملک[1] از

[1] ولید بن عبد الملک۔ بعد از وفات والد خود در ۸۶ھ بر سریر خلافت جلوس نمود و در عہد خلافت خود بسیار ملک تسخیر نمود و در ۹۶ھ در گذشت و مدت حکومت او نہ سال و نہ ماہ نوشتہ شد و در عہد او محمد بن قاسم (۹۴ھ / ۷۱۳ء) بہ ہندوستان حملہ کرد و تسخیر سندھ نمود ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

دست محمد قاسم ثقفی صورت نسبت۔ وا اواسط سنہ ۹۲ھ اثنین وتسعین ہجری تا آغاز سنہ ۹۵ھ خمس وتسعین ہجری رایاتِ محمدی از حدود ولایت سند تا اقصائے قنوج فراش نمود۔ وسرکشاں ملک را مطیع ومنقاد ساخت۔ ازان عہد تا عہد مایۂ خامسہ گماشتگان خلفاء مروانیہ وعباسیہ از محیط سند تا حدود دیبالپور بہ حکومت می پرداختند وممالک مشرقی را بدستور بایان ہند قابض بودند وچون سلطان محمود غازی[1] انار اللہ برہانہ بر تخت غزنین برآمد در اواخر مأیۂ رابعہ جہاد ہند پیش نہاد ہمت ساخت۔ بارہا با فوج ظفر موج در آمدہ آتش کارزار برافروخت[2]۔ ورایان بلند اقتدار را مغلوب ومنکوب ساخت وغنایمی کہ در وسعت آباد خیال نہ گنجد بدست آورد۔ وملک سندھ را در سنہ سبعۃ عشر واربعہ مایۂ از دست حکام القادر باللہ بن المقتدر باللہ عباسی[3] انتزاع نمود۔ اما سلطان محمود در کشور ہند قدم اقامت نیفشرد اولاد او تا لاہور دست تصرف داشتند تا آنکہ نوبت وارثے غزنین بہ سلاطین غوریہ رسید وسلطان معز الدین سام مشہور بہ سلطان شہاب الدین غوری[4] ہمت بہ تسخیر ہند گماشت وبر سر لاہور آمدہ خسرو ملک را کہ آخر ملوک غزنویہ بود

---

[1] پسر سلطان ناصر الدین سبکتگین (سنہ ۳۸۷ھ) بعد از وفات پدر خود در غزنین سریر سلطنت و ایالت را رونق بخشید وبعد از سلطنت سی وچہار قمری در سنہ ۴۲۱ھ مطابق سنہ ۱۰۳۰ء ازین جہان فانی رحلت نمود۔ [2] آوردہ اند کہ سلطان محمود غزنوی دوازدہ مرتبہ در ہند آمدہ وفتوحات عظیمہ نمودہ غنیمت بے کراں بدست آورد۔ ودر سنہ ۴۱۶ھ بقصد تسخیر متوجہ گردیار بعد جنگ قلعہ را مفتوح ساخت بت خانہ را از بیخ وبنیاد برکند وبت سومنات را بغزنی بردہ بر در مسجد جامع انداخت ودریں مسجد جامع گفتہ شد ع کہ کج محراب قبلہ راست۔ [3] القادر باللہ بن اسحاق بن المقتدر باللہ العباسی بست ہفتم خلیفہ از خلفاء عباسیہ بود بعد از معزول الطائع باللہ بن مطیع اللہ در سنہ ۳۸۱ھ امراء او را بر سریر سلطنت نشانیدند ودر سنہ ۴۲۲ھ بعد خلافت چہل ویک سال وسہ ماہ رحلت نمود رحمہ اللہ۔ [4] او برادر غیاث الدین محمد بادشاہ غور وغزنی است در سنہ ۵۶۹ھ غیاث الدین برادر خود را حکومت غزنی داد ودر سنہ ۵۸۸ھ در ہندوستان سلطنت ہند از خانوادہ سبکتگین سلب کرد وبعد از وفات محمد غوری برادرش شہاب الدین غوری بادشاہ غور وغزنی وہند گردید ودر سنہ ۶۰۲ھ وفات یافت

Marfat.com

در ۵۸۲ھ اثنین وثمانین وخمسمائة بدست آورد واکثر ممالک ہندرا بضرب شمشیر ضبط کرد و در ۵۸۹ھ تسع وثمانین وخمس مائة دہلی را دار الملک ساخت انسان تاریخ تا زمان حال ممالک ہند در قبضۂ فرمانروایان ملّت اسلام است ورایان ہنود مطیع و باجگذار می باشند و پیدا است کہ از ابتدائے طلوع آفتاب جہان تاب اسلام در بین آفاق ہیچ عصر خالی از وجود اولیاء امّت واصفیاء ملّت نباشد احوال این طائفہ از مبادی مائۂ سابعہ مضبوط است۔ وآثار اکابر ماتقدم بوجوہ شتّی در نقاب خفا ماند، وحکم هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا (سورۃ الدھر ۱) بہم رساند مگر حال بعضے در لباس قال بر سبیل ندرت یافت میشود مثل[1] ابو حفص ربیع بن صبیح السعدی البصری[2] کہ از اتباع تابعین وثقات محدثین است صدوق بود وعابد ومجاہد واول کسی کہ در اسلام بہ تصنیف پرداخت؟، شنیدہ حدیث را از حسن بصری[3] وعطا روایت کردہ انداز وسفیان

---

[1] وہو اول من صنف بالبصرۃ وفی روایتہ للحدیث ضعف در رجوع کن: تہذیب التہذیب ۳: ۲۷۴ وحلیۃ الاولیاء ۶: ۳۰۴ والاعلام للزرکلی ۳: ۲۹ ۔ [2] الحسن للبصری بن ابو الحسن مولیٰ زید بن ثابت والمتوفی سنہ [illegible] وربیع ام المؤمنین ام سلمۃ امام سیوطی سماع او از حضرت علی اثبات کرد ائمہ سلوک لبس خرقہ از حضرت علی نیز روایت می کنند حافظ ابن حجر روایت لبس خرقہ را بے اصل قرار دادہ ابطال کرد ۔ گفت گو جمہور صوفیہ قائل اند بخرقہ مگر درین باب اعتماد بر خواص محدثین است نہ بر قول صوفیہ ولبس خرقہ بصورۃ معتادہ بدعت است برعکس آن شیخ احمد فشاشی در کتاب "العقد الفرید فی سلاسل اہل التوحید" صوفیہ را انتصار کرد ورسم خرقہ پوشی بوجوہ شتّی ثابت کرد ومحمد یحییٰ الہ آبادی (——) المعروف بہ شاہ خوب اللہ نیز در رسالہ خود کہ برائے شیخ عبد الکریم بصری نوشتہ نقلاً عن السیوطی نیز صوفیہ را حمایت کرد مگر نزد عارف ایں جملہ وجوہ مخدوش اند (ماخوذ از تقصار للنواب ۲۴ - ۲۶) (۲) رک: تہذیب التہذیب ووفیات الاعیان وميزان الاعتدال ۱: ۳۵۴ وحلیۃ الاولیاء ۲: ۱۳۱ ذیل المذیل ۹۳ وامالی المرتضیٰ ۱: ۹۰ ۔ [3] احسان عباسی را کتاب است ("الحسن البصری" ط) وحضرت شاہ فخر الدین دہلوی (م ۱۱۹۵ھ) در مناقب وی رسالہ تالیف کرد بنام "فخر الحسن" ومولانا احسن الزمان حیدر آبادی برایں رسالہ شرح است "القول المستحسن فی شرح فخر الحسن" وقصہ این تالیف طویل است (رک مشائخ چشت ۵۲۹ - ۵۴۰) ۔ [4] عطاء بن ابی رباح (م ۱۱۴ھ، ۶۷ - ۷۳۲) تابعی است من اجلۃ الفقہاء محدث مکہ ومفتی آنہا (رک: تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۱: ۹۲ تہذیب للحافظ ۷: ۱۹۹ صفۃ الصفوۃ ۲: ۱۱۹ فلک الحیان ۱۹۹ میزان الاعتدال ۲: ۱۹۷ ودر سنہ وفات آن اختلاف است (الوفیات ۱: ۳۱۸) ۔

Marfat.com

ثوری[1] و وکیع[2] و ابن مہدی[3] صاحب مغنی گوید[4] مات بارض السند سنة ستین ومائة و
صاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الہجویری المتوفی فی خمس وستین واربعمائة ۴۶۵ھ و شیخ فخرالدین
[5] ریجانی پیر ارشاد شیخ سعدالدین حموی کہ ہر دو بزرگوار در لاہور آسودہ اند و شاہ یوسف گردیزی[6] کہ در

---

[1] سفیان ثوری (۹۷ - ۱۶۱ھ) کوفی امام فقہ و اجتہاد و از تالیفات او کتاب الجامع الکبیر و الصغیر فی الحدیث و کتاب فی "الفرائض" مشہور اند ابن جوزی در مناقب وی تصنیفے دارد (رک: دول الاسلام ۱: ۸۴ ابن الندیم ۱: ۲۲۵ ابن خلکان ۱: ۲۱۰ الجواہر المضیئة ۱: ۲۵۰ و طبقات ابن سعد ۶: ۲۵۷ و المعارف ۲۱۷ و حلیة ۶: ۳۵۶ تہذیب التہذیب ۴: ۱۱۱ - ۱۱۵ ذیل المذیل ۱۰۵ اصید الخاطر ۱۷ بغدادی ۹/ ۱۵۰ [2] وکیع بن الجراح (۱۲۹ - ۱۹۷ھ) الرؤاسی (نسبة الی رؤاس بطن من قیس عیلان) (رک: تذکرہ ۱: ۲۸۲ حلیة الاولیاء ۸: ۳۶۸ و مفتاح السعادة ۲: ۱۱۷ و الجواہر المضیئة ۲: ۲۰۸ و طبقات حنابلة ۱: ۴۹۱ میزان الاعتدال ۳: ۶۰۲ تاریخ بغداد ۱۳: ۴۶۶ ہدیة العارفین ۲: ۵۰۰ قال فی الاعلام وکان یلحن ولہ بنات ؛ [3] عبدالرحمان بن مہدی بن حسان اللؤلؤی البصری (۱۳۵ - ۱۹۸ھ) من کبار حفاظ حدیث بود و دربارہ فن تصانیف دارد قال الشافعی لا اعرف لہ نظیرا (رک: تہذیب ۶: ۲۷۹ حلیة ۹: ۳۰۰ بغدادی ۱۰: ۴۰۲ و الشعرانی ۱: ۶۳ و اللباب ۳: ۲۷۲) ؛
[4] صاحب مغنی - محمد طاہر الفتنی الصدیقی (۹۱۰ - ۹۸۶ھ) الہندی من کتبہ "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار" ط فی اربعة اجزاء و تذکرہ الموضوعات ط و المغنی فی اسماء رجال الحدیث قال فی لقفتاء ۱۷۹ - ۱۸۰ - المغنی رسالة البیت مختصر و آن تصحیح اسماء رجال کردہ بے تعرض ببیان احوال، بغایت مفید (رک: ابجد العلوم ۸۹۵ - ۸۹۶ و شذرات ۸: ۴۱۰ و النور السافر ۳۶۱ و الخزانة التیموریة ۳: ۲۲۵ و معجم المطبوعات ۱۶۷۰) ؛ [5] المتوفی سنہ ۶۰۰ھ در لاہور دا تلمیذ وی شیخ سعدالدین حموی؛ نام وی محمد بن المؤید بن ابوبکر بن ابی الحسن بن محمد بن حمویہ است من اصحاب الشیخ نجم الدین کبری (رحمہ) و شیخ حموی مصنفات بسیار دارد چوں کتاب محبوب و سبحبل الارواح و غیر آن و در مصنفات وی سخنان مرموز کلمات مشکل و ارقام و اشکال و دوائر کہ نظر عقل و فکر از کشف و حل آں عاجز است، بسیار اند. شیخ صدرالدین قونوی (رحمہ) بصحبت وی رسیدہ است و در روز عیدالاضحی سنة خمسین وستمائة از دنیا رفتہ است و قبر وی در آباد است (رک: مفتاح التواریخ ۶۱ ؛ ؛ ؛
[6] شاہ یوسف گردیزی - از گردیز در ملتان تشریف آوردہ تو طن نمود وی معاصر مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریا (۶۶۶ھ) بود (رک: اخبار الاخیار ۶۱) تذکرة الاولیاء شیخ
معین الدین بیجاپوری

Marfat.com

سنہ ۵۵۰ خمسین وخمس مائہ از گرویر کابل بہ ملتان آمدہ طرح اقامت ریخت وغیرہم اول کسی از اولیاء اللہ کہ در اقلیم ہند سلسلۂ ولایت برپا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری[1] است قدس سرہ ولاشک بزرگان چشت عنبر سرشت حقی است قدیم بر رقبۂ ولایت ہند چہ سلطان محمود غازی غزنوی دست توسل بہ دامانِ حضرات چشتیہ زود بہ استمداد ہمم قدسیہ کمر بہ غزاء ہند بربست و در غزائے سومنات خواجہ محمد چشتی قدس سرہ[2] بذات مبارک خود با سلطان متوجہ ہند گردید و این سرزمین را بہ قدوم میمنت لزوم شرف اندوز جاوید ساخت شرح این واقعہ آنکہ چون سلطان محمود عازم غزائے سومنات شد خواجہ را در واقعہ نمودند کہ بہ اعانت سلطان سفر ہند اختیار باید کرد۔ خواجہ در سن ہفتاد سالگی با درویشی چند قدم در راہِ جہاد گذاشت و در میدانِ حرب بہ نفس نفیس مباشر قتال کفرہ فجرہ شد۔ در بیشہ صعبی پناہ گرفتہ جنگ انداختند و آثار غلبہ بظہور رسانیدند و قریب بود کہ چشم زخمی بہ لشکر اسلام رسد حضرت خواجہ را مریدی بود در چشت کاکو نام آسیا بآن خواجہ آواز داد و کاکو دریاب" فی الحال کاکو را دیدند کہ اضطراب می کرد و قتال می نمود۔ تا نسیم فتح بر پرچم رایات دین متین وزید و شکست بر گروہ باطل پژوہ افتاد۔ ہمان روز کاکو را در چشت مشاہدہ کردند کہ بکلکہ آسیا را برداشتہ بہ در و دیوار می زد چون از کاکو استفسار کردند ہمین کیفیت را باز نمود۔

وظفر یافتن سلطان شہاب الدین غوری بر پتورا والی دہلی بیمن انفاس خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکہ چون حضرت خواجہ از جانب غزنین بہ اجمیر تشریف ارزانی فرمود و درین مقام با را قامت کشاد وقتی مسلمانی را از طرف پتورا اذیتی رسیدہ خواجہ پیغام شفاعت کرد۔ پتورائے

---

[1] خواجہ معین الدین اجمیری۔ محمد حسن سجزی المتوفی ۶۳۳ھ المعروف بہ خواجہ چشتی مرید شیخ عثمان ہارونی است و بسیاری از بزرگان وقت مثل شیخ نجم الدین کبری (م ۶۱۸ھ) دریافت برخصت پیر خود در ہندوستان آمد خواجہ قطب الدین اوشی از خلفائے اوست ؛ [2] خواجہ محمد چشتی بن ابو احمد چشتی (م ۳۵۵ھ) بعد از وفات پدر قائم مقام وی بود بموجب فرمودۂ پدر۔ زہد و ورع تمام داشت (رک ۲۹۷-۲۹۸ نفحات جامی) ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ /

Marfat.com

ناسعادت مند توفیق قبول نیافت و گفت این مرد دیر بنجا آمده است و سخنها از غیب می گوید. خواجه برآشفت و بر زبان مبارک آورد "پتورا زنده گرفتیم و دادیم" همدران ایام سلطان شهاب الدین غوری از غزنین در رسید پتورا به غرور موفور در مقابل صف آرائی کرد و طعن و ضرب شدید در میان آمد سلطان ظفر یافت و پتورا زنده گرفته به قتل رسانید۔ ازان وقت اساس اسلام درین دیار استحکام گرفت و بنیاد کفر روز بروز رو به انهدام آورد و لهذا حضرت خواجه را قدس سرہٗ مجدّد مائۂ سابعه گویند۔

واول کسی از اکابر طریقت که به مقدم گرامی بلگرام را شائستهٔ اکرام ساخت خواجه عماد الدین و سید محمد صغری هر دو مرید خواجه قطب الدین دہلوی و جناب خواجه معین الدین چشتی اجمیری قدس الله اسرارہم۔

الحال عنان سخن می گردانم و زلف مقصود بر عارض ورق می افشانم علامهٔ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہٗ السامی در مثنوی امواج الخیال در مدح فقراء دار السلام بلگرام می طراز د سه

از فرقهٔ طالبانِ مولےٰ — رنگینی بزم وصف اولےٰ
وحدت نگهان کثرت آثار — از بادهٔ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیده یک رنگ — حیرت بنگاه کرده هم سنگ
مینا شکنان بزم هستی — مدهوش شراب حق پرستی
دل کرده ز بهر یار خود فرش — الرحمٰن استوی علی العرش
طے ساخته وادی شریعت — جا کرده به منزل حقیقت
وا کرده نظر به حسنِ جاوید — از دیده سرمه سائے توحید
سرگرم طوافِ کعبهٔ دل — قربانی نفس کرده بسمل
تا یافته گنج کنت کنزا — داده دل و دین زکوة از کی

Marfat.com

(۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ

از مریدان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ[1] واز قدماء اولیاء بلگرام وصاحب ولایت این مقام است امام عالیشان صاحب مقامات علیہ وحالات سنیہ مدۃ العمر بہ اقتضاء نشاۃ تنزیہ وامن از جلوہ ظہور برچید وخود را در نقاب "اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری" پنہان ساخت. سید شریف بن سید عمر الحسینی الواسطی البلگرامی در کتاب مراۃ المبتدین می نویسد کہ :-

"خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت وصاحب ولایت بود. ہیچ کس را مرید وخلیفہ نہ گرفت وخود را پنہاں می داشت واز متقدمین است. چون مابین بلگرام وقنوج دریائے گنگ است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج وقت سحر کہ کسے خبردار نہ شود بر روئے آب می رفت وسبق می خواند وشام می آمد وہیچ کدام ازان اطلاعی نہ داشت. در وقت جان دادن وصیت فرمود در فلان بلندی کہ جائے دیوان وپریان است مارا مدفون سازند تا آسیب دیوان وپریان از شہر بلگرام برطرف شود" انتہیٰ -

واورا باخضر علیہ السلام ملاقات دست داد ودر آخر ایام زندگانی خارق عادتی ازو سرزد وسرش فاش گردید وسلطان شمس الدین التمش[2] بر حقیقت اطلاع یافت ودر مقام اعتقاد وانقیاد در آمد. ولبعد ازان خواجہ بہ کمتر فرصت دوم شوال ۶۳۲ھ اثنین وثلثین وستمائہ از عالم جسمانی بہ عالم روحانی پیوست. مزار فائض الانوار زیارت گاہِ صغار وکبار است.

مخفی نماند کہ طول البلد بلگرام یکصد وشانزدہ درجہ وپانزدہ دقیقہ است و

---

[1] صاحب تنقیح الکلام فی تاریخ بلگرام نوشتہ :- خواجہ عماد الدین مرید وخلیفہ خواجہ ابو محمد چشتی است (شرائف عثمانی ص - بحوالہ مرءۃ الاسرار وکشف المحجوب وروضۃ الصفا) خواجہ ابو محمد مصاحب محمود غزنوی بود ودر معرکہ سومنات وبفیضہ العمیم قاضی محمد یوسف ملک مگاز روئی (——) بلگرام را فتح نمود پس بیان میر غلام علی دور از قیاس است نیز از احوال وقرائن مترشح میشود کہ وفات خواجہ عماد الدین در حدود مائہ خامسہ است پس تولی ایشاں در ۶۳۲ھ قرار دادن نیز صحیح نیست ؛ [2] رجوع رقم ۳۶ ذکر فقراء [3] المتوفی ۶۳۳ھ ؛

Marfat.com

عرض البلد بیست و شش درجه و پنجاه و پنج دقیقه سمت القبله پنجاه و پنج دقیقه از مغرب بجانب شمال مسافت میان مکه و بلدسی و پنج درجه و پنجاه و سه دقیقه و مسافت میان مکه و بلده به اعتبار فراسخ هفتصد و هشتاد و نه فرسخ. میر سید محمد[۱] متخلص به شاعر خلف الصدق علامه مرحوم میر عبد الجلیل گوید ؎

سحر باید کرد یاران نوبهار بلگرام — برزمرد ناز دارد سبزه زار بلگرام
هر نفس عطر گلستان یمن بو می کنند — خوش دماغان از نسیم مشکبار بلگرام
عطف از فردوس می سازد عنان دیده را — چشم بینائی که می گردد دچار بلگرام
اهل معنی کسب انوار سعادت می کنند — از سواد اعظم دولت مدار بلگرام
شش جهت تنگ است بر جولانش همت چیست — برفراز عرش ناز د شهسوار بلگرام
خواجه کامل عماد الدین قطب الاولیاء — حلقه باب حریم او حصار بلگرام
از ورود موکب این خسرو عالی جناب — سرمه چشم ملک باشد غبار بلگرام
آستان اشرف او بوسه گاه آسمان — بارگاه اقدس او افتخار بلگرام
یاد هندوستان کجا از خاطر طوطی رود — میکند شاعر بجا وصف دیار بلگرام

درین مقام اختتام به این شعر آبدار ابراهیم غزنی[۲] شاعر مشهور عرب مناسب افتاد ؎

سقی ثراك عماد الدین کلّ ضحیً — صَوبُ الغمام مُلِثُ القطر منهمر

(۲) سید محمد صغری بلگرامی قدس سرہٗ

جد اعلای مجموع سادات حسینی واسطی بلگرام است نسبش برین نهج سید محمد صغری بن سید علی بن سید حسین بن سید ابو الفرح ثانی بن سید ابو الفراس بن سید ابو الفرح واسطی قدس سرہٗ بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحیی بن سید زید بن سید علی بن سید حسن بن سید علی العراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن عیسیٰ مؤتم الاشبال بن زید شهید بن الامام زین العابدین

---

[۱] برای احوال او رجوع کنید رقم ۶۵ ذکر تعلقه ره

[۲] ابراهیم بن عثمان بن محمد الکلبی الاشهبی الغزی ابو اسحاق (۴۱۴ - ۴۸۲ھ) شاعر مجید من اهل غزة فلسطین له "دیوان شعر" ملک و ابن الوردی ۲: ۳۳۷ نزهة الالباء ۴۲۲ و ابن خلکان ۱: ۱۴ آداب اللغة ۳: ۲۸ ؛

Marfat.com

بن الامام حسین الشہید السبط بن الامام الہمام اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب زوج فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سید محمد صغری مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی[1] قدس سرہٗ ومرج البحرین فضائل صوری ومعنوی و در اعلای کلمۂ دین واحیاء سنت اماتت بدعت قدمی راسخ داشت و باسلطان شمس الدین ایلتمش[2] بسر می برد۔ وحال باکمال خود را در لباس نوکری از نظر خلق متواری می داشت و بہ امر آلہی در سنہ ۶۱۴ھ اربعہ عشر وستمائہ با فوجی از غازیانِ اسلام بر سر بلگرام آمد و با راجۂ آنجا سری نام کہ کافر متعصب بود و بہ وفورِ خزائن وکثرتِ اعوان وسپاہ بیفدہ غرور در سر داشت معرکۂ قتال آراستہ راجہ را با اقارب واعیان سپاہ بہ قتل رسانید وآن عرصہ را با آب شمشیر از لوث مشرکان شست وشو دادہ نزہتکدۂ شعار اسلام ساخت۔ تاریخ این فتح از لفظ "خداداد" (سنہ ۶۱۴ھ) یافتہ اند۔ وبعد از فتح خود با شیوخ فرشوری وترکمانان دران مقام طرح اقامت ریخت۔ وفرمان عشر از سلطان شمس الدین حاصل کرد۔ وازان عہد تا زمان سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی[3] محصول دہ یکے در پرگنہ بلگرام معمول بود۔ واز عہد بابر بادشاہ سررشتۂ قدیم برہم خورد و فرمان محمود شاہ[4] بن محمد شاہ بن سلطان فیروز فرمانروائے دہلی بابت عشر بلگرام راقم الحروف بچشم خود مشاہدہ کرد۔ این عبارت ازان فرمان ایست کہ :-

"چنانچہ در عہد سلاطین ماضیہ عشر عین غلہ داده اند ہم برآن جملہ بدہند" ودر آخر فرمان تاریخ تحریر چنین درج است :-

---

[1] المتوفی سنہ ۶۳۲ھ ابن خواجہ کمال الدین موسی (مفتاح التواریخ ۵۸ خزینۃ الاولیاء ۱/۲۵۷ اخبار الاخیار ۲۵ - ۲۶) ؛ [2] شمس الدین ایلتمش المتوفی سنہ ۶۳۳ھ دور حکومت ۲۶ سال (مفتاح التواریخ ۵۶ ؛ [3] سلطان ابراہیم حسن لودھی در اواخر نہصد پانزدہ ہجری در آگرہ بتخت سلطنت نشست تا آنکہ بابر شاہ بتاریخ ہفتم او ہشتم رجب او را کشتہ بادشاہ ہندوستان گشت (مفتاح التواریخ ۱۴۴ - ۱۴۶ - بزم جملہ کہ تاریخ بدایونی ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

[4] ناصر الدین سلطان محمود پسر محمد شاہ لودھی، نام اصل او خواجہ جہاں است در عنفوان سالہ بادشاہ دہلی شد چنانچہ یکے از شعراء عصر در باب بادشاہی او گفتہ ؎

ملکی گرفت کودکی دہ سالہ این عجیب — محمود بن محمد فیروز بن رجب

در سنہ ۸۰۰ھ از نصرت خان منہزم گشتہ بجانب گجرات فرار نمود و بعد ازاں در قنوج آمدہ آں ملک را بتصرف خود داشت و تا تاریخ سنہ ۸۰۳ھ بار دیگر بر تخت دہلی نشانیدند تا آنکہ در سنہ ۸۱۵ھ در گذشت مفتاح التواریخ ۱۱۳ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

"فی السابع والعشرین من ربیع الآخر ۸۰۵ خمس وثمانمائہ"

لقب سید محمد صغری دراصل صاحب الدعوۃ الصغری است در کثرت استعمال جزو آخر برالسنہ باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبریٰ[1] در نفحات الانس می آرد کہ "وے را کبری از ان لقب کردند کہ در اوائل جوانی بہ تحصیل مشغول بود باہر کہ مناظرہ کردی غالب آمدی فلقبوہ بھذا السبب الطامۃ الکبری ثم غلب علیہ ذلک اللقب فحذفوا الطامہ فلقبوہ بالکبری"

واو در ۶۲۷ھ سبع وعشرین وستمائہ بحکم سلطان شمس الدین قلعچہ حاکم نشین بلگرام بر تلّ بلندی کہ در وسط شہر واقع شدہ بنا نہاد۔ ولبعد از مرور دہور عمارت قلعچہ رو بہ شکست آورد وسنگ کتابہ آن کہ بنام سلطان شمس الدین است از انجا نقل کردہ در دیوار مسجد مشہور سید میان واقع محلہ سیدوارہ تعبیہ کردہ اند۔ عبارت کتابہ این است :-

"حامی البلاد راعی العباد ذی الامان لاہل الایمان وارث ملک سلیمان صاحب الخاتم فی ملل العالم ظل اللہ فی الخافقین ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المؤمنین ادام اللہ تمکینہ فی شہور سنۃ ۶۲۷ سبع وعشرین وستمائہ"

سید محمد صغری بعد ازان کہ بلگرام را فتح کرد و درین محل قدم اقامت افشرد سی ویکسال ایام زندگانی بسر آورد۔ و در تاریخ چہاردہم شعبان المعظم ۷۴۵ھ خمس واربعین وستمائہ لمعالم قدس خرامید۔ مرقدش در بلگرام جانب شمالی شہر در باغیکہ الحال تعلق بہ اولاد سید مبارک کلان دستار وارد از قدیم بر آن قبر لوحی بود از سنگ کہ بران آیۃ الکرسی وتاریخ وفات آن جناب نقش کردہ بودند بنابر تقادم ایام سنگ ریختہ شد۔ و در اوائل سنۃ ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائہ والف سید محسن بن سید محمد سعید بہ تجدید مزار فائض الانوار توفیق

---

[1] شیخ نجم الدین کبریٰ : نام وی احمد بن عمر الخیوقی وکنیت وی ابو الجناب است وایں کنیت در خواب از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا شد بریں اشارتے از دنیا تجرد اختیار کرد در ۶۱۸ھ در فتنہ چنگیز خاں تاتاری شہید شد۔ شیخ از تلامذہ محی السنۃ وازمریدان شیخ عمار بن یاسر بود و مجد الدین بغدادی خلیفہ او بود واو نیز قبل ۶۱۷ھ شہادت یافت رجوع کن تلقصار للنواب ۹۰-۹۱ مفتاح التواریخ ۵۳ نفحات الانس ۳۷۵-۳۷۹ و در خذرات عماد حنبلی ج ۵ ص ۷۹ احوال ایشان مفصل مزبور اند۔

Marfat.com

یافت - وقبر مطہر را باچبوترہ از خشت وگچ درست ساخت - واین سید محمد محسن پسرزادہ سید خیراللہ است کہ ذکرش در فضل فضلای آید[1] ودختر زادۂ سید احمد بن سید بدہ کہ درین فصل درضمن ترجمہ سید مرتبی قدس سرہٗ مذکور می گردد - سید محمد محسن از رفقاء بااعتبار نواب برہان الملک سعادت خان[2] نیشاپوری ناظم صوبۂ اودھ بود - در ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومایۂ و الف چون نادرشاہ ازان ایران بہ دیار ہند رسید و با پادشاہ این ولایت محاربہ درمیان آمد مشارالیہ در معرکۂ قتال مروانہ شربت شہادت چشید[3]۔

(۳) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگانِ قدیم وقافلہ سالاران صراط المستقیم بودہ ودر سواد شمالی درزمین موضع قتلغ پور آسودہ است شیخ عبدالصمد خواہرزادۂ شیخ فیضی وشیخ ابوالفضل در کتاب اخبارالاصفیاء می نویسد۔

"حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت وسرآمد عصر بود۔ گویند ازان روز کہ او بہ روحانیاں پیوستہ ہر شب جمعہ نکتہ نیوشانِ خداشناس ازمرقدِ منورِ او آواز قرآن خواندن می شنوند ومن بہ زبان آن حق گویان کہ خود بہ گوش ہوش شنودہ اند نوشتہ ام آرام گاہ بلگرامی ہم"۔ انتہیٰ

(۴) پیر عبداللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگان ماتقدم ومقتبسان انوار قدم است مرقد منورش درسواد جنوبی شہر طرف

---

[1] رجوع کن رقم ۵۰ ذکر فضلاء [2] ای درعہد شاہ عالم بہادر ابن خلد مکان ودر ۱۱۵۱ھ پیش از قتل نادر شاہی زہر خوردہ میرد ودرشاہجہان آباد مدفون شد تاریخ وفاتش بزیادت یکصد چنیں یافتہ اند "بے سعادت نمک حرام بمرد" [3] آمدن نادرشاہ برائے فتح ہند در ۱۱۵۱ھ ومحاربہ کرنال بہ شاہ عالم بہادر شاہ در ۱۱۵۱ھ واقع شد ودریں سال قتل عام ونہب دہلی واقع شد آخر الامر ۱۱۵۲ھ نادرشاہ بوطن خود مراجعت نمودہ ودر ۱۱۶۰ھ مقتول شد [4] شہادت ایشاں درمعرکہ بہ راجہ سری ۹۰۰ھ واقع شد ودر آں معرکہ حضرت سالار ہفت حجی وحضرت غازی کمال نیز جام شہادت نوشیدند محل وقوع قبور ایشاں در تنقیح الکلام ص ۵۶ باید دید

Marfat.com

میدان بیل واقع شده هر سال نهم ماهِ محرم آخر روز مردم در شهر به زیارت اشرف می روند و فیوض و برکات از خاک پاک برمی گیرند۔ احوال مقدس در کتابی بنظر این محقر نرسیده ناگزیر بر نام نامی اکتفا رفته۔ و مصنفین سلف هم از بزرگی که احوال نیافته اند نام فقط اثبات نموده اند۔ عارف جامی قدس سرہٗ السامی در نفحات الانس[1] احوال خواجه عارف ریوگری و خواجه محمود الخیری فغنوی[2] که از اکابر سلسلهٔ علیهٔ نقشبندیه اند اصلاً ذکر نه کرده و بر اسمین شریفین اکتفا نموده ؎

مرا از زلف او موئی پسند است فضولی می کنم بوئی پسند است

---

[1] کتاب نفحات الانس عارف جامی مشتمل است بر شرح احوال پانصد و هشتاد و دو تن از رجال بزرگ از صوفیه عظام و سی و چهار تن از نساء عارفات که مجموعاً پانصد و شانزده ترجمه احوال را شامل است و قبل از شروع بترجمهٔ احوال بزرگان تمهید و مقدمه مفصل وارد، و در شرح اصطلاحات آن طائفه و بیان معرفت عارف و صوفی حقیقی و معجزات و کلمات و خوارق عادات آنان و پس ازین مقدمه شروع میکند بذکر ابو هاشم صوفی و منتهی می شود بذکر خواجه شمس الدین محمد حافظ شیرازی و پس بیان زنان عارفه است۔ و بر کتاب نفحات یکے از شاگردان مقرب جامی (موسوم به رضی الدین عبد الغفور لاری ۹۱۲ھ) که از اجلهٔ تلامذه و اعاظم خلفائے جامی بود، حاشیه مشروحی نگاشته و آن را مخصوصاً برائے فرزند جای ضیاء الدین تالیف کرده که در موقع مطالعه کتاب نفحات مشکلات آن را فهم کند و این حاشیه منتهی می شود بشرح احوال مبسوطی از جامی و ازین حاشیه نسخه در موزهٔ بریطانیا موجود است۔

مؤلف در ۸۸۳ھ باستدعای امیر نظام الدین علی شیر المتخلص به نوائی (۸۴۴ - ۹۰۶) بامضای آن نیت آغاز کرد و در سال ۸۸۳ آن را بانجام رسانید چنانچه در این رباعی فرموده است۔

این نسخه مقتبس ز انفاس کرام کز وی نفحات اُنست آید بمشام
از هجوت خیر بشر و فخر انام در هشت صد و هشتاد و سوم گشت تمام

باید دانست که مشهور آنست که مدار کار حضرت جامی در ترتیب نفحات الانس و امالی بر طبقات الصوفیه "شیخ الاسلام خواجه عبد الله انصاری هیر هرات (۳۹۶ - ۴۸۱ھ) بود و جامی نیز در دیباچه نفحات خود همین تصریح نموده است لیکن پس از مطالعه لطائف اشرفی (که تصنیف سید اشرف سمنانی (۷۹۸ھ) است و آنرا سید عبد الرزاق یکے از مصاحبین ایشان ترتیب داده) این امر رائج گردد که در اصل مبنی جامی در نفحات بین کتاب است بدلیل آنکه این کتاب بر نفحات بیک صدی تقدم دارد و عبارات و مضامین نفحات را اکثر مواضع بآن توافق دارد ؛ [2] این امر متحقق است که خواجه عارف دیوگری (۷۱۵ھ) مرید و خلیفه خواجه عبد الخالق غجدوانی (۵۷۵) است و سلسلهٔ نسب ارادت خواجه بهاء الحق و الدین نقشبند ازین جماعت بخواجه عارف می رسد و خواجه محمود (۷۱۷ھ) از خلفائے خواجه عارف است (نفحات ۴۸۳) و خواجه عبد الخالق را پیر صحبت و خرقه خواجه یوسف همدانی (۴۴۰ - ۵۳۵) بود و او را تفوا انتساب بشیخ ابو علی فارمدی و او را بشیخ ابو عبد الله جوینی و شیخ حسن سمنانی نیز صحبت و اخذ است (نفحات ۴۳۳ - ۴۵۲)

Marfat.com

(۵) غازی کمال بلگرامیؒ قدس سرہٗ

از جملہ اصحاب حال وارباب کمال بودہ است اصلش از قصبۂ بانگرموسن توابع لکھنؤ کہ از بلگرام برمسافت نہ کردہ است۔ صاحب مرأۃ المبتدین می نویسد کہ:۔

"غازی کمال بانگرموے بس صالح وبہ اخلاق ظاہری وباطنی آراستہ بجہت طلب علم فرزندان را در بانگرموگذاشتہ خود در بلگرام آمد۔ روزے کافران برمردم مسلمانان بلگرام حملہ کردند وجمیع مسلمانان برائے جنگ برآمدند غازی کمال نیز دران بود وشمشیری از دست کافر برگردنش رسید کہ سرش از تن جدا گشت۔ بیک دست نیزہ وبدستِ دیگر سر خود را گرفتہ متوجہ شہر گردید۔ ضعفائے کہ بجہت تماشائے جنگ برآمدہ بودند یکے ازان میان گفت" اینک این مرد سر را در دست گرفتہ می آید" در ہمانجا نیزہ را بر زمین محکم کرد۔ وخود از اسپ فرود آمد وجان بہ جانان داد۔ واز جوشش درختے عظیم بہ وجود آمد۔ و مزارش ہمانجا شد کہ بر پشتِ عیدگاہ واقع است۔ یزاد ویتبرک بہ"

(۶) قاضی عبدالمتقتب بلگرامی قدس سرہٗ

از قبیلہ شیوخ فرشوری است کہ از نجباء بلگرام واعیان این مقام اند نسب ایشان بہ قاسم بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم منتہی می شود۔ سید محمد صغری جد سادات واسطی وجد اعلائے شیوخ فرشوری بہ اتفاق از جانب خراسان بہ دیار ہند آمدند وبعد ازان کہ بلگرام مفتوح گشت درین محل توطن اختیار کردند۔ مناصب شرعیۂ بلگرام مثل قضاء وافتاء وعدالت وتولیت از قدیم الایام بہ شیوخ فرشوری تعلق دارد۔ وزمینداری تعلق بہ سادات۔ صاحب مرأۃ المبتدین می آرد۔

لہ غازی کمال بن سید اعزالدین المعروف بہ لال پیر نسب ایشاں بہ امام زین العابدین می رسد، والد ایشان سید اعزالدین از قریہ سالوس بمعیت سلطان محمود غزنوی ہند وارد شدند وبحکم سید الشہداء سالار مسعود غازی (۱۴ رجب ۴۲۴ھ) در نواح گوپامئو بر فقاد خود شہادت یافت قبرش در قصبہ گوپامئو است (مرأۃ مسعودی) ولپسرش غازی کمال در معرکہ بہ راجہ سرہی ۴۰۵ھ شہید شد مزارش در بلگرام است (تنقیح الکلام ۵۶-۵۸)

Marfat.com

"قاضی عبدالمنتخب مقتدائے وقت بودہ وحاکم شرع شہر خود روزی درس می گفت شیخ قاسم در مدرسۂ او آمدہ بنشست و بہ جانبش گرم گرم نگاہ کرد و فرمود سبحان اللہ چراغ روغن وفتیلہ دارد "کسے نیست کہ حرکت دہد تا روشنی زیادہ شود این سخن کہ بہ گوش او رسید کتابہائے خود را در چاہ انداخت۔ و مسند قضا را ترک دادہ عقب شیخ قاسم افتادہ و بہ درجۂ کمال رسید" انتہی۔

مرقدِ قاضی عبدالمنتخب بالائے تل جائے معروف است۔ حریمی و مسجدی دارد بر پشتِ مسجد جامع و قبورِ دیگر ہم از اقربا و فرزندانِ قاضی عبدالمنتخب دران حریم واقع شدہ۔

مخفی نماند کہ چون قاضی عبدالمنتخب علیہ الرحمۃ مسندِ قضا را ترک داد قاضی یوسف عثمانی بہ امر قضا پرداخت و ازان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد۔ قبر قاضی یوسف متصل درگاہ پیر عبداللہ است۔

امّا شیخ قاسم

پیر قاضی عبدالمنتخب قدس اللہ اسرارہما از اولیاء وقت بود صاحب مراۃ المبتدین گوید :-

"شیخ قاسم قدس سرہٗ مردی بزرگ بود و از عشق چاشنی تمام داشت" ملفوظات اولیاء نازک و بلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعہ آن می باید و عمل بر آن باید کرد۔ و حجرہ اش در قصبۂ باول است۔ کہ از بلگرام بر مسافت دہ کروہ واقع شدہ و مزارش در قنوج۔ روزی شیخ قاسم در حجرۂ خود نشستہ بود گرد بادی کلان ظاہر گشت خادم را فرمود برود و علفِ ما برسان و بگو حصۂ ما دادہ بروید۔ چون گرد باد بیشتر رفت و ظرفِ رنگین سرپوشیدہ ازان غبار پدید آمد۔ پیش شیخ آورد شیخ بکشاد طعامی شیرین نفیس برآمد۔ باہمہ یاران بخورد و بعد از چند روزے گرد بادے بآن طرف گزشت ہمان خادم بے اذن مخدوم رفتہ گفت حصۂ ما را بدہید۔ ازان گرد باد مجروح و خراب برآمد۔ چون بہ شیخ رسید فرمود اے بے عقل "آن روز از طوطی پسر می رفتند امروز از جنگ ہزیمت خوردہ می رفتند" انتہی کلام مرآۃ المبتدین۔

Marfat.com

(۷) شیخ عبدالرحیم بلگرامی قدس سرہٗ

نبیرۂ قاضی عبدالمنتخب است واز خلفائے شیخ صفی الدین سائی پوری و شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ اسرارہم صاحب مراۃ المبتدین نقل می کند کہ:-

"بعد از ارتحال قاضی عبدالمنتخب، فرزندانش ہمہ مرید و خلیفہ شیخ سعد و شیخ صفی شدند۔ چون وقت شیخ عبدالرحیم در رسید۔ شیخ صفی فرمود خلافتی در ماندہ است بشیخ عبدالرحیم بدہیم۔ او عرض کرد کہ مادرِ من زندہ است از و اجازت بیارم، وقتیکہ نزد مادر رسید مادر او را از جر کرد کہ چنین دولتے رو دادہ بود قدر ان ندانستی۔ زود برو شاید دریابی۔ تا آن وقت پیر از عالم رفتہ بود۔ وقت جان دادن زیر لب فرمود، اگر عبدالرحیم بیاید بگوئید کہ نصیب تو نزد شیخ الہدیہ است۔ بدین سبب شیخ عبدالرحیم نزد شیخ الہدیہ رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتدائے وقت بودہ۔ بعد از و پسرش شیخ سعداللہ برادر زادہ اش شیخ بہیکن ہم مقتدائے وقت شدند"

محرر رسالہ دستخط شیخ سعداللہ بریکی از قبالات شرعیہ مشاہدہ کرد تاریخ تحریر قبالہ ۱۰۲۵ھ خمس وعشرین والف۔

(۸) سید اجمل بلگرامی قدس سرہٗ

از سادات قبیلہ پیچ بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صغری می رسد۔ بریں نہج سید اجمل بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ

سید اجمل اجمل زمان واکمل دوران بود۔ عالمِ عامل و درویش کامل بزرگی و کمالات او متفق علیہ است و بر افواہ والسنہ متواتر۔ بعد از تکمیل فنونِ علم بزیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیماً و تکریماً شتافت۔ و ہفت نوبت مناسک حج بجا آورد و در مدینۃ

Marfat.com

الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ وتزوج وتاہل اختیار کرد واولادی بہم رسانید۔ والحال نسلِ او ہم در مدینۂ منورہ موجودہ است وہم در بلگرام۔ زمانۂ او سنہ ۹۷۵ خمس و سبعین وتسعمائۃ از بعضے سجلات قدیمہ معلوم می شود رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) سیّد محمود اکبر قدس سرہٗ

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ واز احفاد سید محمد صغری است نسبش بہ ین طریق سید محمود اکبر بن سید خداداد عرف سید دادن بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔

سید محمود مقتدائے اعیان عصر بود ودر علم وعمل وتصفیہ ظاہر وباطن عدیل ونظیر نہ داشت ودر ریعانِ شباب بہ قصدِ طلبِ علم از وطنِ مالوف رحلت اختیار کرد ودر حلقۂ درس بعضی علماءِ دار الخلافہ دہلی اکتسابِ علوم نمود۔ وبعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز شد وبہ ادائے مناسک حج وعمرہ وزیارت مدینہ سکینہ علی قاطنہا الصلوٰۃ والتحیۃ ذخیرۂ سعادت اندوخت۔ بعد چندی عنان مراجعت ہند معطوف داشت واز راہِ احمد آباد بہ مندو رسید وشرفِ خدمت شیخ بہاؤ الدین بن ابراہیم القادری الشطاری[1] دریافت ومرید گردید۔ مجموع سہ روز در خدمتِ شیخ اقامت داشت بہ حضرت شیخ درین سہ روز اورا در خلوت نشاندہ روز سیوم فرمود کارت تمام شد وبہ خرقۂ خلافت واجازت ممتاز ساختہ بجانب وطنِ اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید بہ بلگرام تشریف آوردہ بہ درسِ علم ونشر افادہ اشتغال داشت۔ وبہ تکلیف بعضی امراء معتقدین چندی در قنوج واطرافِ آن اقامت ورزید آخر بہ بلگرام خود نمودہ انزوا وکلی اختیار کرد۔ وابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ وعمری دراز یافت۔ در بعضے سجلات قدیمہ گواہی بخط شریف مشاہدہ افتاد۔ تاریخ تحریر سجل سنہ ۹۲۵ خمس وعشرین و

---

[1] مرید شیخ احمد الجیلی القادری الشافعی تونی سنہ ۹۲۱ھ واو سا رسالہ شطاریہ است در تصوف شیخ عبد الحق دہلوی صاحب اخبار الاخیار خلاصہ ایں رسالہ نقل کردہ (رک ۱۹۸ - ۲۰۰)

Marfat.com

تسعمائہ والحال آن کاغذ بخانہ قاضی محمد کافی بن قاضی عبدالرسول فرشوری موجود است۔

حضرت سید شب چہار شنبہ پنجم رجب المرجب سنہ ۹۳۳ اثنین وثلثین وتسعمائہ داعی حق را لبیک اجابت گفت۔ و در ہمین سال ہفتم رجب بہ تفاوت دو روز از ارتحال آن جناب بابر بادشاہ بر سلطان ابراہیم لودھی ظفر یافت وسلطنت ہندوستان را متصرف گردید۔

آوردہ اند کہ حاکم شہر در موسم انبہ مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبان ہر چند عجز والحاح کرد کہ این باغ از فلان سید است حکام سابق در آنجا سر رشتہ رعایت وادب نگاہ داشتہ اند۔ مردم حاکم بہ خاطر نیاوردہ قصد شوخی ودست اندازی کردند۔ بحکم قادر مطلق سنگ بارانی از آسمان پیدا شد ومضمون تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ (سورۃ الفیل) بتازگی عبرت افزا گردید۔ تعدی پیشگان دست وپا گم کردہ کَعَصْفٍ مَأْكُولٍ باکمال خستگی راہ گریز پیش گرفتند ونزد حاکم رفتہ سرگزشت خود را نمودند حاکم از ظہور این کرامت ثمرۂ اعتقاد بہ دامن دل برچید وشرف حضور دریافتہ عذر خواہیہا بتقدیم رسانید۔ وچون این خارق سرزد دعا کرد الٰہی از زندگانی دنیا سیر آمدہ ام مرا زود از غوغائے خلق یک سو کن۔ حق سبحانہٗ اجابت کرد وعنقریب از وحشتگاہ امکان بخلوت کدۂ قدس اُنس خزید قبر حضرت سید در ہمان باغ است کہ جانب گوشۂ مشرق وشمال محلہ سیدوارہ واقع شدہ۔ بخط شریف او در وصیت بعضے فرزندان نوشتہ یافتم:۔

"یا بنیّ علیك بتعمیر القلوب فتنفیس الکروب فان اللہ سبحانہ عند المنکسرۃ قلوبھم و علیك بحفظ النسبۃ مع المحافظۃ علی الکتاب والسنۃ واعبد ربّك کانك تراہ و

۱ے فرزند لازم است بر تو آباد کردن دلہا و درساختن غمہا پس بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نزد دل شکستگان می باشد وعنایت خاص بہ حال اینہا دارد۔ ولازم است بر تو حفظ نسبت معنوی با محافظت ظاہر شریعت و

۱؎ سلطان ابراہیم لودی پسر سکندر شاہ لودھی در اواخر سال نہصد و پانزدہ ہجری در دار السلطنت آگرہ بر تخت نشست وبر اکثر ممالک ہندوستان فرمانروائی کرد تا آنکہ ظہیر الدین محمد بابر شاہ بادشاہ غازی (متولد ۸۸۸ھ متوفی ۹۳۷ھ) از اولاد تیمور صاحبقران از ولایت آمدہ در سنہ ۹۳۲ نہصد وسی و دو ہجری در میدان پانی پت با او محاربہ نمودہ او را کشتہ، بادشاہ ہندوستان گشت پس از آن سلطنت ہند از طبقہ افغانان بر دودمان تیموریہ انتقال یافت ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

Marfat.com

لاتقصد فی الاولیٰ وَالاخرۃ الا ایّاہ
حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ
ونعم النصیر"

عبادت کن پروردگارِ خودرا بہ حیثیتی کہ گویا حضرت
او تعالےٰ حاضری واورا بہ چشم سری بینی۔ ومخواہ
ورد وجہان مگر ذات حق را تعالیٰ شانہٗ۔

وآن جناب در علمِ اسماء وتکسیر بے نظیر بود وجانور را نمی آزرد۔ واین مذہب ابدال است چہ ابدال حیوانات را نہ کشند تا بہ حدی کہ موذیات را نہ رنجانند۔ عارف جامی قدس سرہٗ السامی در نفحات الانس می فرماید[1] کہ "امیر چہ سفال فروش کشردم از دکان برداشتی وبہ بارہ قلعہ ودیوار آن بردی وآنجا بگذاشتی"۔ وشیخ الاسلام گفت[2] کہ "پدر من ہیچ جانور را نہ کشتی۔ این مذہب ابدال بود[3] وایشان از ابدال بودند۔

مردی را وقت خوش کشت فرشتہ خود را دید۔ وے را گفت چہ باید کرد تا کسے شمارا بہ بیند گفت ہیچ جانور را نباید آزرد۔ آن مرد ہیچ جانور نمی آزرد فرشتہ می دید۔ روزے مورچہ وے را بگزید چیزے بروے زد مورچہ بیفتاد۔ پس ازان ہرگز فرشتہ را ندید" انتہیٰ کلام النفحات۔

ودر ملفوظ خواجہ عثمان ہرونی مسطور است کہ "ہر کہ دو مادہ گاؤ ذبح کند یک خون کردہ باشد وہر کہ چہار مادہ گاؤ ذبح کند دو خون کردہ باشد۔ وہر کہ دہ گوسفند ذبح کند یک خون کردہ باشد" انتہیٰ۔ شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ[4] انکار کردہ است کہ این ملفوظ خواجہ عثمان نیست۔ اما بر تقدیر تسلیم می توان گفت کہ این قول بر مذہب ابدال واقع شدہ۔

ودر کتاب مشکوٰۃ شریف در باب الامارۃ والقضا از ابن عباس رضؓ روایت میکند کہ "من اتبع الصید غفل[5]"، وشیخ عبد الحق دہلوی در بیان این حدیث می فرماید:۔

---

[1] رجوع کن نفحات الانس ۲۵۸ [2] مراد از شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہیر سرۃ صاحب امالی بر طبقات الصوفیہ سلمی است [3] ہمچناں در مطبوعہ است اما در نفحات بعد لفظ ابدال لفظ واہل کرامات است [4] شیخ نصیر الدین محمود المعروف بہ چراغ دہلی (۷۵۷) از اعظم خلفائے شیخ نظام الدین اولیاء است واین قول را شیخ عبد الحق دہلوی نیز در اخبار الاخیار ۸۱ بحوالہ خیر المجالس نقل کردہ رایضاً رک خیر المجالس صـــ [5] رک مشکوٰۃ ۳۲۲ رواہ احمد والترمذی والنسائی باختلاف الفاظہ ولفظہ من سکن البادیۃ جفا ومن اتبع الصید غفل ومن اتی السلطان افتتن

Marfat.com

"یعنی کسیکه همیشه در پے صید رود و شکار کند از جهت لهو و طرب - غافل می گردد از طاعات ولزوم جماعت و از جهت التزام بادیه و دور افتادن از مقام رقت و رافت و این تنبیه است کسی را که عادت کرده بدان و منهمک است دران بے نیت تحصیل قوت حلال و اِلّا "بعضے صحابه صید کرده اند و بے شک و شبهه مباح و حلال است. ولیکن شاعری گفت است ؎

به شرع گرچه حلال از مردت نیست هلاکِ صید که او نیز چون تو جانور است

و گفته اند که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم به نفسِ نفیس خود صید کرده[۱] و کسے را منع هم ازان نه کرده" انتهی کلام الشیخ -

و در حدیث آمده "اتقوا هذه المجازر فان لها ضراوة کضراوة الخمر" مجزر جائے ذبح حیوانات را گویند مجازر جمع و ضراوة بضاد معجمه معنی عادت. حضرت صلی الله علیه وآله وسلم می فرماید که به پرهیزید از ذبح حیوانات را پس بدرستی این را عادتی است مثل عادت خمر که بعد از خوش دل ترک متعذر می شود" و مراد آن است که مشاهده ذبح حیوانات قساوت قلب می آرد - و رحمت را از دل می برد - کذا فی نهایة ابن الاثیر[۲] -

و در دبستانِ تصنیف میرزا ذوالفقار متخلص به موید مسطور است[۳] که :-

"شخصے را که از جانور آزردن اجتناب داشت سوال کرده اند که سبب این معنی چیست؟ جواب داد. خدا طلبان را اهلِ دل خوانند و دل را کعبهٔ حقیقی گویند پس آنچه بر محرم کعبه آب و گل حرام است بر محرمِ کعبه حقیقی بطریق اولیٰ روا نیست ؎

شنیده ام که به قصاب گوسفندی گفت. دران زمان که سرش را به تیغ تیز برید

ستمای هر خس و خاریکه خورده ام این ست کسیکه پهلوی چربم خورده خواهد دید"

---

[۱] و فی المطبوع صید کرده والتصویب من اشعة اللمعات (۳/۳۱۲) ÷ [۲] و فی النهایة فموقوف علی عمرؓ ÷ [۳] در مآثر الامراء نیز این کتاب را به میرزا ذوالفقار خان نسبت داده لیکن بعضے این کتاب را به محسن فانی (م ۱۰۸۱ھ) نسبت داده اند (ر.ک کوثر بحوالهٔ مقالات شبلی ۳۸۷ و ۳۹۲-۳۹۴) و برائے احوال شیخ فانی رجوع کن به مفتاح التواریخ ۲۷۵ ÷

Marfat.com

(۱۰) سیّد بُدھ بلگرامی قدس سرہٗ

نسب او بہ دو واسطہ با نسب سید محمود اکبر مذکورہ قدس سرہٗ متحد است بریں نہج سید بُدھ بن سید کمال الدین بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر الیٰ آخرہ۔

سید بُدھ قدس سرہ از اکابر دین و ہداۃ راہ یقین است قدم در مقام عزلت افشرد و بسیاری از سالکان طریقت را بہ منزل مقصود رسانید پسرش سید ماہر در جد میر عبد الواحد اکبر است قدس سرہٗ او در رکاب پدر بزرگوار بہ قصبۂ باڑی رفت۔ و پسر دیگرش سید فتح محمد جد سید نظام الدین بدہنا یک مشہور است و او در بلگرام ماند۔

شیخ محمد متخلص بہ غوثی بن حسن المندوی[1] المتوفی ۱۰۲۷ھ سبع و عشرین و الف رحمۃ اللہ تعالیٰ مولف کتاب گلزار ابرار در ترجمۂ شیخ عبد الرحمٰن صوفی سرہندی نام سید بُدھ ضمناً مذکور ساختہ درین جا کلام گلزار ابرار بعینہ نقل می کنم:۔

"شیخ عبد الرحمٰن صوفی سرہندی از گروہ ترین است۔ عاشق منش، مبتلا سرشت، سوختہ دل، حسن پرست، فراخ مشرب، ہمدرد جوی، بلند ہمت ستودہ خوی، گوشہ نشین گذشتگی پرور، نیاز گداز آزرو دشمن، قناعت دوست، کشف خدیو بود۔ ارادت بخدمت سیّد بُدھ بلگرامی داشت۔ چون از زاد بوم خود بہ دار السلطنت آگرہ در آمد بہ خانقاہ مخدومی ضیاء اللہ پورغوث

---

[1] الگجراتی ولادت او در ۹۶۳ھ است مبادی کتب بر شیخ کمال الدین القرشی (د ۹۷۳ھ) گزرانید و علم نحو و دیگر علوم عربیہ از برہان الدین کالپوی (د ۹۷۰ھ) اخذ کرد و اصول فقہ از سید محمد شاہ و اکثر کتب درسیہ در مدرسہ شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ الگجراتی (۹۱۱-۹۹۸ھ) قرات کرد و فنون ریاضیہ بر حکیم عثمان بن عیسیٰ سندھی تلمذ کرد و طریق شطاریہ از شیخ صدر الدین محمد البرودی (د ۹۹۰ھ) و محمود بن جلال گجراتی حاصل نمود بہ ایما را ابو الخیر بن مبارک ناگوری در تصنیف گلزار ابرار شروع کرد و از سنہ ۱۰۱۴ تا ۱۰۲۲ھ در تصنیف این کتاب مشغول ماند (رجوع کن نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۶۳)

Marfat.com

الاولیاء شیخ محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم کلبہ برگزید۔ و بہ چند فصل ضیائے صحبت گلشن زندگانی بہار آگین ساخت۔ بناگاہ فریفتۂ عائشہ نام زیبا چہرۂ رعنا مظہری گردید نشگفت تر آنکہ او نیز دل بر درویش، و درویشی بہ گرد داد۔ القصہ بہ دستوری و خوشنودی ہر دو سوئے رسم عقد بجا آمد۔ فراوان سال ہمراز بودند۔ سید احمد قادری کہ یکے از ہمرازان اوست پیوستہ برگزار: کہ شیخ بدو مراقبہ شب بہ صبح آوردی و از زین الناس حب الشہوات مستثنیٰ بودی زیرا کہ ہیچ گاہ نظر او برنگ آمیزی لباط روزگار از جان رفتی۔ و دل بر سیمائے ہنگامہ دہر فریب نخوردی بلکہ بہ زبون ترین خورش و پوشش و داع گرسنگی و ولاسائے برہنگی بگشادہ پیشانی فرمودی و رسال نہصد و نود و پنج اخشیجی پیکر بخاک سپرد بہ اصلی موطن باز گشت۔" انتہیٰ۔

(۱۱) سید محمد طاہر بلگرامی رح

المعروف بہ سید طاہا ابن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید بدھ مسطور قدس اللہ اسرارہم سیّد عالی نسب والا حسب در کمال طہارتِ طینت و مقدس گوہر است پاس شریعت بدرجۂ اتم داشت۔ بعد از کسبِ علوم رسمی بخدمت شیخ صفی الدین سائی پوری مرید شد۔ و مدارجِ سلوک طے کردہ بہ پایۂ رفیع ولایت برآمد و در سنہ ۹۵۰ھ خمسین تسعمائہ روبہ دار البقا آوردہ۔ و در ہمین سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت در گذشت۔ آیہ کریمہ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا مُبِينٌ این سال ست اگرچہ این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتواند شد۔ اما چون در بارۂ

لہ شیخ محمد غوث گوالیاری۔ ابو المجید محمد بن خطیر الدین بن عبد اللطیف الملقب بالغوث الگوالیری (م ۹۷۰ھ) از اعاظم مشائخ متأخرین ہند است و سلسلہ نسب وی بہ پنج واسطہ بہ شیخ فرید الدین العطار متصل می شود۔ جد مرحوم وی از سادات عظام نیشاپور بود و سلسلہ ارادت بخدمت حاجی حمید (الشیخ حمید الدین الگوالیری م ۸۳۵ھ) درست کرد و حاجی حمید از اعظم خلفائے شاہ قادن (الشیخ قاضی خان الگجراتی سنہ ۹۲۰ھ) بود احوال وی در تذکرہ مزبور اند (خزینۃ الاصفیاء ۲/۳۳۲-۳۴۳ اخبار الاخیار ۲۵۲-۲۵۳ گلزار ابرار (اردو ترجمہ ۲۹۰-۳۰۲) نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۴۵۷ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

نوح علیہ السلام نازل گشتہ برائے سید نوح لطفے دیگر دارد۔ میر عبدالواحد در کتاب سنابل در سنبلۂ اولیٰ می آرد ۔

"در عہد بابر پادشاہ چند مغل بملاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہٗ آمدہ بودند سخن در صحت سیادت افتاد آنہا منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ سیدی نیست ہر چند مخدوم ایشان را معقول می ساخت اصلا قبول نمی کردند۔ گفتند در ولایت ما ساداتی اند۔ صحیح الاصل متقی۔ متدین زاہد۔ عابد۔ علامت سیادت ایشان آنست کہ اگر موی ایشاں را در آتش سوزان بنہند نسوزد۔ مخدوم فرمودند در ہندوستان نیز این چنین سادات ہستند۔ آنہا پنداشتند کہ شیخ سخن بہ گزاف میگوید گفتند یکے را حاضر باید کرد۔ حضرت مخدوم عم فقیر را کہ ظاہر نام بود و سید طاہا گفتندی طلبیدند۔ چون سراپائے وجود ایشان مثل نام ایشان طاہر بود۔ یک جعد ایشان بریدہ در آتش سوزان تاویری گذاشتند ذرہ سوختہ نشد۔ چون از آتش کشیدند ہم چنان خنک بود و گرم ہم نشدہ منکران شرمندہ و پشیمان شدہ گاہے پائے مخدوم میگرفتند و گاہے در پائے عم من افتادند و معذرتہا بسیار کردند رحمۃ اللہ علیہ"

(۱۲) میر عبدالواحد

بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید شاہ بدھن مذکور قدس اللہ اسرارہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرۂ ہدایت بود۔ صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ از اجداد ایشان سید ماہرو بعلاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفت و در آنجا حل اقامت افگند و سرہ مع بست و چہار موضع از پادشاہ وقت در انعام او مقرر شدہ بعد زمانی باز میندارانِ آنجا مخالفت روئے داد و مقاتلہ در میان آمد۔ سید با بعضے اولاد شربت شہادت چشید۔ مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہرو کہیڑہ متصل سرہ مشہور و آثار قلعچہ بنا کردۂ سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد با دیگر متعلقان از قصبۂ سرہ در مکان گودگہاٹ آمدہ سکونت گرفتند۔ و آنجا ہم پائے اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آن جا برآمدہ

Marfat.com

درقصبۂ ساندی کہ از بلگرام برچہار کروہ است بار اقامت کشادند یکے از احفاد سید ماہرو بہ تحصیل علم پرداخت و بعد فراغ تحصیل سند منصب قضا درقصبہ باڑی از بادشاہ وقت حاصل کرد۔ سید ماہرو سہ پسر عقب گذاشت از آن جملہ اولاد و پسر بتقریب منصب قضا درقصبہ باڑی رفتہ لنگر اقامت انداختند۔ و در عہد اکبر بادشاہ قصبہ باڑی در انعام ایشان شد۔

میر عبدالواحد قدس سرہٗ از اولاد پسر سیوم است کہ در قصبہ ساندی ماند و کد خدائی ضیعۂ ایشان با سید محمود اصغر جد اعلای ما اتفاق افتاد و بنا برالفتی کہ با فرزند خود داشت فرمود "فلان مرا بہ بلگرام طلبید" و در موطن آبا کرام تشریف آوردہ اول در محلۂ میدان پور قریب خانۂ سید محمود ساکن شد۔ بعد چندی بر کنار آبگیر سلہدہ رفتہ قدم اقامت افشرد حق تعالیٰ در ذریت او خیر و برکت پدید آورد۔ و از اولاد او در ان محل بکمتر فرصت محلہ عظمی معمور شد۔ و در اوائل بیعت بخدمت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری[1] بجا آوردہ مورد التفات خاص گردید۔ و او ہژدہ سالہ بود کہ شیخ صفی از ین عالم رحلت فرمود۔ بعد از واقعہ شیخ بخدمت شیخ حسین سکندرہ[2] پیوست و تربیت ہائے فراوان یافت چنانچہ خود در سنابل می گوید :-

"این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است و خلافت مخدوم شیخ حسین دارد۔ مخدوم شیخ حسین را با پدر این فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کلی داشتند۔ و پدر فقیر نیز خلیفہ مخدوم شیخ صفی بود بدین سبب این فقیر رجوع بہ مخدوم شیخ حسین نیز عنایتہا و نوازشہائے فراوان ارزانی داشتند کہ یار زادۂ ماست و جامۂ خلافت نیز پوشانیدند اگرچہ فقیر را لیاقت این جامہ نبود۔ اما شکرانۂ درگاہ باری تعالیٰ می گزرانم کہ پیوند بیعت با ایشان دارم ؎

عہد من با لب شیرین دہنان بست خدا ما ہمہ بندہ و این قوم خداوندانند"

انتہی

شیخ عبدالقادر بداؤنی در منتخب التواریخ[3] می نویسد :-

---

[1] رجوع کن رقم ۱۳ ذکر فقرا [2] رجوع کن رقم ۱۴ ذکر فقرا [3] منتخب التواریخ بداؤنی ص ۳۰۰ طبع لکھنؤ ۱۸۶۸ء

Marfat.com

"شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل وکمالات وریاضت وعبادات است و اخلاق سنیه وصفات رضیه وارد ومشرب اوعالی است۔ پیشتر ازین بچند سال نقش و صورت به هندی می بست ومی گفت وحال می ورزید۔ درین ایام خود را از همه گذرانیده وشرحی برنزهة الارواح نوشته محققانه وهمچنین در اصطلاحات صوفیه خیلی رسائل نوشته ازان جمله سنابل نام وغیرآن تصانیف لائقه نیز دارد اگر مرید بجائے دیگر است امّا بهرهٔ تمام از صحبت شیخ حسین سکندره یافته وهر سالی از بلگرام بجهت عرس شیخ می آمد۔ اکنون که ضعف بصر پیدا کرده نمی تواند رفت وورقنوج توطن میداشت۔ در ۹۷۷ سال نهصد وهفتاد وهفت که فقیر از لکهنو به بلگرام رسیدم شبے به عیادت آمد۔ وآن ملاقات اول بار بود که حکم مرهم داشت وگفت این همه گلهائے عشق است۔ ومخدومی شیخ عبدالله بداونی نیز[1] اتفاقاً چون رجال الغیب از بداون همانجا تشریف آورد وندویقین شد که اگر شب قدر دریافته باشم آن شب خواهد بود۔ ومیر طبع نظم بلند دارد"

تا اینجا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است۔ واو میر عبدالواحد را شیخ عبدالواحد نوشت به اعتبار مشیخت وبزرگی۔ چنانچه شیخ عبدالقادر جیلانی گویند آخر خود می نویسد که میر طبع نظم بلند دارد۔ کلام شیخ که آن ملاقات اول بار بود۔ دلالت میکند که ملاقات او با میر عبدالواحد مکرر واقع شد وشیخ عبدالقادر در آغاز حال از رفقای حسین خان بود وحسین خان یکے از نوکران درگاه اکبری است چندی در لکهنو جاگیر داشت وشیخ عبدالقادر در لکهنو همراه بود واو ملاقات خود با میر عبدالواحد در سال نهصد وهفتاد وهفت نوشته ودر ضمن سنوات در وقایع سال مذکور می نگارد که درین سال پرگنه لکهنو از حسین خان تغیر شد وخان مذکور به تقریبی از رهِ ولایت آوده در حدود کوه سوالک در آمد وباکفار کوهستان جنگ کرد واکثر رفقاء او شهید ومجروح شدند وفقیر درین سفر برخصت حسین خان از لکهنو به بداون آمدم انتهی کلامه ملخصاً[2]۔

---

[1] شیخ عبدالله بداونی مرید شیخ عبدالباقی چشتی بداونی واز مشائخ وقت فیض حاصل کرده رجوع کن منتخب ۲۹۷

[2] رجوع کن بدایونی صـ۱۷۲ طبع لکهنو ۱۲۸۴ھ

Marfat.com

کسیکه از لکھنؤ قصد بداؤن کند بلگرام در عرض راه می افتد۔ ظاہرا در ہمین سفر در بلگرام با میر عبدالواحد ملاقات دست داد۔ و عبارت او که شبے به عیادت آمدی خواہد که بیمار باشد و نیز عبارت او که حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گلہائے عشق است میخواہد که زخمی باشد۔ اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین که با حسین خان بکوہستان نه رفت و از لکھنو برخصت حسین خان متوجه بداؤن شد و درین صورت از زخمیان جنگ کوہستان نمی تواند شد و در وقائع سنه ۹۷۹ تسع وسبعین وتسعمائة بیان می کند[۱] که فقیر از کانت کوله بتقریب زیارت مزار فائض الانوار بدیع الحق والدین شاه مدار قدس سره به ملن پوره رسید[۲]۔ و بدام عشق گرفتار گشت۔ عزت الٰہی چندی از قوم معشوق را مسلّط ساخت و نه زخم شمشیر پیاپے بر سر و دست و دوش خورد و ہمہ پوست مال رفت مگر زخم سر که استخوان را شکسته بمغز رسیده و تہی مغزی بار آورد و رگ بنصرانده که بریده شد و آن جہان را سیر کرده آمد و بخیر گذشت و جراحی حاذق در قصبهٔ بانگرمو پیدا شد و در عرض یک ہفته زخمها فراہم آمد انتہی کلامه ملخصاً عبارت سابق یعنی حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گلہائے عشق است با این واقعه مناسبت تمام دارد۔ اما اختلاف سال ابا میکند و شیخ عبدالله که از بداؤن آمده در شب بملاقات میر عبدالواحد شریک صحبت شد در نسخه بجائے شیخ عبدالله شیخ عبدالقادر بنظر در آمد غلط کاتب است صحیح شیخ عبدالله است۔

و میر علاء الدوله بن میر یحییٰ سیفی قزوینی در نفایس المآثر آورده[۳] که :-

---

[۱] رجوع کن بداؤنی ۱۷۷، ۱۸۰ [۲] بدیع الدین شاه مدار اخبار الاخیار ۱۶۴ [۳] نفائس المآثر۔ تالیف میر علاء الدوله متخلص به کامی است که از خانواده معروف علمی و ادبی قزوین بوده و صیت و شہرت این خاندان از ایران تا ہندوستان رسیده بود اسم پدرش میر یحییٰ بن عبداللطیف السیفی الحسینی قزوینی (۹۶۲ھ ۱۵۵۵م) است که از مورخین بزرگ آن عہد بود که ہمایون شاه (۹۳۶ - ۹۶۳) از تاریخ وفات او حیرت کشید و غیر از رسائل مختلف یحییٰ تاریخی بنام "لب التواریخ" برائے ابوالفتح بہرام مرزا بن شاه اسماعیل تالیف کرد و پسر او میر علاء الدوله از کودکی ذوق و شوق بشعر و علاقه بخطاطی داشت و درین فن رساله بنام "صحیفة الارقام" تالیف نموده بود تالیف نفائس المآثر در ۹۷۱ھ آغاز کرد و علت غائی این کتاب را سلطان جلال الدین اکبر بادشاه غازی قرار داده چنانچه در وصف اکبر این بیت را نوشته۔

پیش رخت حکایت خوباں فسانه ایست ٭ مقصود ذکر تست وگرنه بہانه ایست ٭ بقیه حاشیه صد ۲۹ پر ملاحظه ہو۔

Marfat.com

"میر عبدالوحد از اکابر سادات قنوج است و خالی از نشاء فقر و درویشی نیست و سلیقه شعر خوب دارد۔"

و شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار نوشته که :-

"سید عبدالواحد بن سید ابراهیم قنوجی خداوند مجاهده و مشاهده صاحب صحت حال و فصاحت مقال۔ بر نزهة الارواح[1] شرحی لائق متین بر نگاشته فراوان توجیه و تاویل بکار برده جمیع مقاصد عبارات را متوجه سمت حقیقت گردانیده است۔" انتهیٰ۔

پوشیده نماند که حضرت سید در قنوج کد خدا شده چندی در آن شهر اقامت داشت بنا بران درین هر دو کتاب او را از قنوج نوشته اند۔ و اقامت او در قنوج از کلام شیخ عبدالقادر بداونی هم مستفاد میشود۔ و از جمله تصانیف میر عبدالواحد حقائق هندی و شرح قصه چهار برادر و حل شبهات و شرح مصطلحات دیوان خواجه حافظ شیرازی است و اشهر تصانیف او کتاب سنابل است در سلوک و عقائد و قتے در شهر رمضان المبارک سنه ۱۱۳۵ خمس و ثلثین و مائه و الف مولف او راق در دارالخلافه شاهجهان آباد خدمت شاه کلیم الله چشتی قدس سره را زیارت کرد۔ ذکر میر عبدالواحد قدس سره درمیان آمد۔ شیخ

بقیه حاشیه صه ۲۸۔ کتاب نفائس المآثر بلحاظ عنوانات و مطالب بر سه حصه تقسیم ممکن است (۱) مطلع (۲) احوال شعرا (۳) مطالب۔ در حصه اول قدامت شاعری بر نثر و مختلف اصناف سخن بیان کرده و حصه دوم مشتمل است بر تراجم شعراء (۴۹۶) و مولف در اثنائے ذکر عهد اکبر این شعرا میر خسرو را نقل کرد۔ خوشا هندوستان و رونق دین ؛ شریعت را کمال عز و تمکین۔ و اکبر را قامع آثار الکفر و الضلال قرار داده و نسخهائے نفائس المآثر در رامپور و موزه بریطانیا و غیرها موجود اند لیکن نسخه مسلم یونیورسٹی علیگڑھ شاید از اقدم ترین نسخهائے است مشتمل بر ۲۷۴ اوراق سنه کتابت ۱۰۸۵ ؛

[1] نزهة الارواح للمیر حسین الحسینی الغزنوی (——) در علم تصوف است و بر دین کتاب چندے از مشائخ شروح نوشته اند (۱) شیخ تاج الدین بن زکریا دهلوی که از علمائے عهد اکبر شاهی بود و تلمیذ رشید شیخ امان الله پانی پتی کتاب را شرح کرده (تذکره علمائے هند ۳۵) ؛ (۲) ذکر شرح بلگرامی نیز در تذکره رحمان علی (۱۳۶) موجود است (۳) شرح حسن محمد چشتی الگجراتی (ثقافت الهند از سید عبدالحی الحسنی) ؛ (۴) الشیخ علی شیر الاحمد آبادی که از اکابر مشائخ عهد بود و بر متعدد کتب تصوف شروح نوشته ازان جمله بر لوائح جامی است ؛

[2] انظر رقم ۱، ذکر فقراء ؛

Marfat.com

مناقب و مآثر میر تا دیر بیان کرد۔ و فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گذاشتم و در واقعہ
می بینم کہ من رسید صبغۃ اللہ بر وجی معاً در مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باریاب
شدیم جمعی از صحابہ کرام و اولیا را امت حاضر اند در ینہا شخصے است کہ حضرت با او لب تبسم
شیرین کردہ حرفہای زنند و التفات تمام دارند۔ چون مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار
کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی
و باعث مزید احترام او این است کہ سنابل تصنیف او در جناب رسالت پناہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :۔

"روزی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را راہ رضای خداوند تعالیٰ تصدق کرد۔
حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام از و پرسید ماخلفت لعیالك فقال اللہ ورسولہ
جبرئیل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود ببرس از ابو بکر من تنہا پسند نبودم
کہ با نام من نام رسول را ہم ذکر کردی۔ سبحان اللہ وبحمدہ کثیرا این کدام منزلت و این چہ
رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ بر گرفتن نام رسول غیرت می برد۔ و الشہادۃ بینتہا
این جا پیچ گم کنند۔ بخاطر کیک این ضعیف می رسد کہ سر عتاب آنست کہ اے ابو بکر پایۂ
معرفت تو بجائے رسیدہ است کہ رسول را از ما جدا نمی بینی زیرا کہ او در ما محو است
و ما در و ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد
محمد کدام۔ و نیز بخاطر میرسد کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جواب بر قدر مقام عیال و اہل بیت خود گفتہ
است نہ بر وفق مقام خود چہ رسول علیہ السلام از و ماخلفت لعیالك پرسیدہ بود
و اگر ماخلفت لنفسك پرسیدی جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی اللہ وحدہٗ
گفتی"

و نیز در سنابل می گوید :۔

"یکے از یاران مولف شیخ نظام نام داشت دختر مغلی را تعلیم می کرد۔ دختر در غایت جمال
بود جوانی را نظر بر جمال او افتاد شیفتہ شد و حال نامرادی و دردمندی خود بشیخ نظام

لہ انظر رقم ۱۶ ذکر فقرار ؛

Marfat.com

باز نمود شیخ نظام گفت تو ہر روز ہمراہ من بیا - من او را تعلیم میکنم تو آنجا بنشین و می نگر
برین ماجرا مدتے گذشت - روزی آن جوان دردمند با شیخ نظام آہستہ گفت این دختر را بگوئید
قدمے آب بمن دہد - شیخ نظام دختر را گفت قدح آب خوردن بیار دختر قدح پُر آب آورد -
گفت بدست این جوان بدہ دختر قدح پیش جوان برد جوان قدح از دست او گرفت و جان
بہ جہان آفریں سپرد "

واز نوادر تصانیف او شرح کافیہ ابن حاجب است بطور حقائق تا مبحث غیر منصرف
درین مقام بندی از اوائل آن نسخہ بطریق اختصار ایراد میرود " الکلمۃ لفظ اى
ملفوظہ "على التناد وملحوظہ اقلوبنا ومحفوظہ بہ بواطننا
یعنی کلمہ توحید در مرتبہ اقرار بر زبانہائے ملفوظ است و در مرتبہ تصدیق دلہائے ما را ملحوظ
و در مرتبہ احوال باطنہائے ما از و محفوظ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اکتفا بذکر مرتبہ اقرار کرد
و در معطوف مخدوف فرو گذاشت بحکم آنکہ حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف
احکام منوط و مربوط بمرتبہ اقرار است و قرینہ حذف مفہوم از عبارت مصنف است
کہ می گوید " وضع لمعنى مفرد نہادہ شدہ است یعنی لازم گردانیدہ شدہ است
قبول آن کلمۂ توحید بر رقاب و نواصی بجہت تحصیل معنی کہ فرد و مجرد است از کفر و نفاق
و معاصی پس لفظ مفرد قرینہ حذف است زیرا کہ افراد سہ مرتبہ دارد افراد[1] از کفر و افراد[2] از
نفاق و افراد[3] از معاصی فالافراد من الکفر فی رتبۃ الاقرار والافراد من النفاق فی رتبۃ
التصدیق والافراد من المعاصی فی رتبۃ الاحوال لان من لقی ربہ تعالیٰ موحدا یبدل اللہ
سیئاتہ حسنات وہی رسم وآن کلمہ توحید بر سہ[3] نوع است یکے اسم چہ اقرار و تصدیق فقط
اسم توحید و صوت اوست و فعل دوم فعل توحید و عمل اوست و آن دریافت احوال است
و حرف سیوم حرف توحید است و این توحید عظمیٰ است کہ از استعداد انسانی بر طرف است
و از علامات آن ہر دو توحید مذکور بے نشان و بے کیف کہ علامۃ الحرف خلوہ عن علامات
الاسم والفعل "
مخفی نماند کہ دو شرح دیگر بعبارت عربی و فارسی تا مبحث غیر منصرف بطور حقائق در نظر

Marfat.com

فقیر رسیدہ نام شارح عربی میر ابوالبقا است ظاہرا معاصر میر باشد و نام شارح فارسی ملا موہن بہاری[1] کہ از میر متاخر است و چون صیت بزرگی میر عبدالواحد سامعہ افروز اکبر بادشاہ گردید معتمدی را نزد میر فرستاد و از کمال تمنا درخواست ملاقات نمود۔ میر قصد اردوی معلی کرد و چون بدرگاہ سلطانی رسید بادشاہ اعزاز و اکرام تمام بتقدیم رسانید و پانصد بیگہ زمین از بلگرام بطریق سیورغال[2] نیاز کرد۔

شبے وزدی بخانہ حضرت میر در آمد نابینا گشت۔ فریاد برآورد و حضرت میر او را توبہ داد و دعا کرد تا حق سبحانہ و تعالیٰ حاشہ بصر او را باز گردانید۔

ویکے از کفار جنیان بر دست حضرت میر بدولت اسلام شرف اندوز شد ہمیشہ حاضر می بود و خدمت بجا مے آورد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بودہ وصال ایشان در شب جمعہ سیوم ماہِ رمضان سنہ سبعۃ عشر والف اتفاق افتادہ۔ عزیزی در تاریخ گوید ؎

"چو رفت واحدِ صوری و معنوی گفتم ہزار و ہفدہ و شب جمعہ ماہ صوم سیوم"

مصراع ثانی تاریخ صوری و معنوی است امّا ربست عدد بحساب جمل زائد میشود آن را بتعمیہ لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزدہ است و واحد معنوی کہ یک است مجموع بست عدد برآمد مرقد منور در بلگرام زیارت گاہ خاص و عام است۔

میر عبدالواحد را چہار پسر والا گہر بوجود آمد۔ درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین سائی پوری و شیخ حسین سکندرہ و شیخ عبدالقادر بداونی و سید صبغۃ اللہ برہانپوری و شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس اللہ اسرارہم کہ اسامی این اکابر در ضمن ترجمہ میر عبدالواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد ازان تراجم فرزندان میر و اصحاب سجادہ تحریر می سازم۔

(۱۳) شیخ صفی الدین عبدالصمد

بن شیخ علم الدین سائی پوری قدس سرہٗ از کمل اولیاء و اکابر خلفاء شیخ سعد الدین خیر

---

[1] رجوع کن رقم ۱۸ ؛

آبادی است مرجع اقاصی وادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبانِ شانی عالی داشت
و بر طریقۂ پیر حصور و مجوز زیست - در سن دوازده سالگی از سانیٔ پور بخیر آباد آمد - در خانقاہ
شیخ سعد الدین جا گرفت و بتحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعد الدین بر شیخ صفی
افتاد پیش طلبید و احوال استفسار نمود - چون نام پدرش شیخ علم الدین گوش کرد شفقت
بسیار فرمود از جہت سبق معرفتی کہ با شیخ علم الدین داشت و از کمال عنایت بہ نفس
نفیس خود متکفل تربیت شد - شیخ صفی مدتہا نزد حضرت شیخ تلمذ کرد و بسعادت ارادت
مشرف گشت و خدمتہا بجا آورد -

شبے شیخ او را در غیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواہد شد شیخ
صفی عذری نہ کرد کہ نیم شب است و ہوائے ترب نیست - عرض کرد کہ میروم و تفحص
میکنم در مقام خیر آباد کوچہ بکوچہ می گشت و از محلہ بہ محلہ می دوید مردمان در ہائے خانہ
بستہ بخواب رفتہ در آن وقت خبر ترب از کہ استفسار نماید در حیرت فرو ماند و جائے
نشستہ می گریست - مردے در خانۂ خود بیدار شد گفت در دمندی گریہ میکند خبرے
باید گرفت - صاحبِ خانہ بیرون شتافت و پرسید کیستی و چرا گریہ میکنی ؟ گفت مرا ترب
درکار است - آن مرد گفت ہوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر شدند - زنی گفت من
در صحن خانہ فلان کس دیدہ ام کہ ترب رستہ است ہمہ باتفاق آنجا رفتند و مردم آن خانہ
را بیدار کردند و ترب درخواست نمودند - صاحب خانہ دو ترب بر آوردہ بہ آبی پاک
شست و شیخ صفی را حوالہ نمود - شیخ صفی ہر دو ترب را پیش شیخ آورد شیخ خوش وقت گردید
و دعا فرمود کہ از تو ہر کارے و شوارے مہمی صعب کہ کسے را رو دہد آسان خواہد شد انشاء اللہ
تعالیٰ شیخ او را در اربعین نشاند روز سیوم فتح باب شد و علویات و سفلیات ہمہ بکشوف گشت
و بہ جامۂ خلافت مخلع گردید و از جمیع خلفاء شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر مسند ارشاد
نشست و طالبان را بہ مطلوب رسانید - میر عبد الواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ :-

"در ابتداء حال بعضے مشکلات علم شریعت و طریقت از علماء کبار و مشائخ نامدار می پرسیدم
و جواب شافی نمی یافتم - بخاطر قرار دادم کہ اقصائے عالم را بہ گردم تا مگر با مردے ملاقات

Marfat.com

شود کہ حل این مشکلات نماید۔ چون روان شدم در منزل اول وقت قیولہ پیر دستگیر یعنی مخدوم شیخ صفی را بخواب دیدم و از عین عنایت التفاتہا یافتم بخاطر فقیر رسید کہ حالا حضرت مخدوم حاضر اند بہ مسافرت احتیاج نیست پس بہ نیت تجدید وضو از پیش مخدوم برخاستم قاضی الہداد قدوائی کہ یکے از مریدانِ مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت مخدوم می طلبند و می فرمایند خاطر ما نمی خواہد کہ فلان کس بجائے برود و فقیر شتاب برگشت و بہ ملازمت شریف رسید و پرسید۔ قاضی الہداد از زبان مبارک این سخن بہ من رسانید و فرمودند ہمچنین است۔ چون بیدار شدم در میان سفر و اقامت متردد گشتم۔ آخر با خود قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب بہ بینم از سفر باز گردم۔ بار دیگر ہمان خواب دیدم بالضرور باز گشتم و در خانقاہ پایان مرقد پاک چہل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ مشکلات را جوابی شافی یافتم و درین نسخہ آن اصول و اجوبہ ثبت نمودم"

و نیز عبدالواحد در سنابل گوید کہ :-

" در خانقاہ شیخ سعد قدس سرہٗ غلام بچہ بود صفیا نام ہر گاہ کسے او را ندا کردی شیخ صفی قدس سرہٗ جواب دادی و حاضر شدی و اصلا بخاطر شریعت ایشان نبود کہ مرا ہیچ کس صفیا نخواہد گفت۔

ہر کہ در خود دید در وے کس ندید مرد از خود رستہ را حق بر گزید"

شیخ صفی قدس سرہٗ فرمود راہِ درویشی راہ مرگ است یعنی مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا و خلق تدبیر زندگانی گرفتہ درین راہ قدم می نہند۔ و اکثر مردم خود سکہ درویشی را وسیلہ جلب رزق دانند و بہ رجوع و قبول خلق فریفتہ بمانند شیخ فاضل دانشمند بر یکے از ملوک رفتہ بود دربان رہا نہ کرد و این بیت بر خواند ؎

سر ورا سر ہنگ را فرمان بدہ دست و دربان بشکند یا پای من

شیخ صفی قدس سرہٗ مصرع ثانی را بگردانید و گفت ع

دست و دربان نشکند جز پائے من۔

وفات شیخ صفی نوزدہم ماہِ محرم ۹۳۳ھ ثلث و ثلثین و تسعمائۃ میر عبدالواحد بلگرامی" شیخ

Marfat.com

پاک تاریخ یافتہ۔ آرامگاہ سانی پور[1]
۹۳۳

(۱۴) شیخ حسین قدس سرہٗ ساکن سکندرہ

از اعاظم خلفاء شیخ صفی الدین سانی پوری است نخست از اغنیاء روزگار بود و جوہر سخاوت بہ مرتبۂ کمال داشت و مشق تیر اندازی و گوی بازی و سایر حرفتہای سپاہ گری بجائے رسانیدہ بود کہ بادشاہ و امراء وقت می دانستند ناگاہ جذبۂ عنایت الٰہی در رسید و او را از آلایش دنیا مبرا گردانید۔ ہمہ اسباب دنیوی بر انداخت و حشتی بہم رسانید آخر کار شبانروزی بر درختے برآمدہ چون طائر سر زیر بال کشیدہ در عالم استغراق می بود۔ در ہمان حالت کمند جاذبہ بجانب حرمین شریفین کشید و باین سعادت عظمیٰ فایز گشت۔ شبے سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام در عالم رویا جلوہ نمود و فرمود عودیہ ہند باید کرد و در مقام سانی پور بہ شیخ صفی الدین دست بیعت باید داد۔ شیخ حسین گفت چون بہ سانی پور رسیدم بخاطر گذشت کہ شیخ مرا در خلوت یاد کند و کلاہ از سر مبارک التماس ناکردہ مرحمت فرماید و مکانی برائے عبادت معین سازد۔ چون بہ عتبہ سعادت رسیدم۔ شیخ خادم را فرمود۔ شیخ حسین نامی بر در ایستادہ است او را بگو کہ در آید۔ خادم برآمد و فریاد کرد کہ شیخ حسین کیست۔ من بطور قلندران پوست تختہ در بر داشتم۔ گفتم نام من حسین است اما شیخ نیستم۔ خادم برگشت و بہ عرض رسانید فرمود ہمان است خادم باز آمد و مرا بہ ملازمت اشرف برد۔ شیخ شفقت بسیار مبذول نمود و کلاہ خاص پوشانید و در خانقاہ ملائک پناہ جا داد۔ در اربعین در خانقاہ کشیدم بعد ازان حکم شد در سکندرہ رفتہ باید نشست و خلق خدا را ہدایت باید کرد و او مدت پنجاہ سال در گوشۂ عبادت قدم افشرد و بر در مخلوق آبروئی فقر نہ ریخت۔

---

[1] و از شیخ صفی اکابر علماء و مشائخ استفادہ کردند منجملہ آنہا شیخ فضل اللہ جونپوری (متوفی ۹۰۸ھ) است کہ در برہان پور مرجع انام گشت و دوم شیخ نظام الدین رضوی الخیر آبادی (متوفی ۹۹۳ھ) است کہ از نسل سید محمود حسینی شیوسانی بود۔

Marfat.com

راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس اللہ اسرارہما مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نمودہ است۔

میر عبدالواحد در سنابل گوید:۔

"حضرت مخدومی قدس اللہ روحہ را چون جذبہ ہدایت الٰہی و کشش عنایت نامتناہی در رسید باطن شان از لذات و شہوات دنیا سرد شد۔ جاہ و دستگاہ دولت دنیا را بر انداختند و چون ابراہیم ادہم[1] رحمۃ اللہ علیہ با فقر و فاقہ در ساختند و بریں فقر کہ بعد از غنا حاصل شد چنان راضی و شاکری بودند کہ دیگران بر غنائے کہ بعد از فقر حاصل شود و آنان کہ ایشان را در حالت توانگری دیدہ بودند چون خوشنودی ایشان بر حالت فقر و بے نوائی می دیدند تعجب می کردند و می گفتند کہ آن توانگری و دولت و آن جاہ و شوکت و آن دلاوری و شیر مردی و صنعت تیر اندازی و حرفت گوئی بازی و بندلہا و بخششہا ہمہ را انداختہ این مرد بر بے نوائی خوشنود است مخدوم بعضے را جواب می گفت کہ اگر خداوند تعالےٰ غریب نواز نہ بودی این غریب را ازان مرد اکرہا نیدی و بہ پایۂ صبر و قناعت کہ رسانیدی۔ و بعضے را جواب می گفت کہ اے یاران شکر نعمت باری تعالےٰ بر من و ریں حالت افزون تر است کہ نام من از دفتر توانگران کشیدہ در جریدۂ فقراء و مساکین ثبت کرد۔ و در سلک پیران طریقت منسلک گردانید کہ الدنیا ملعونۃ وما فیہا الا ذکر اللہ الحاصل مرد باید کہ قدم در دراہ فقر استوار

---

[1] ابراہیم بن ادہم بن منصور (۱۶۱ھ۔ ۷۷۸ء) التمیمی البلخی ابو اسحاق: من کبار الزہاد، حالات او در بلاد اسلامیہ و اخذ علم از کبار اہل علم مشہور است و اخبارہ کثیرۃ وفیہا اضطراب و اختلاط و فی المکتبۃ الظاہریہ بدمشق "سیرۃ السلطان ابراہیم بن ادہم۔ خ" قصد عامیہ و فی الطبقات الصوفیہ للسلمی۔ روی حدیث السجدۃ علی کور العمامۃ عن ابن عباسؓ ردک: حلیۃ الاولیا، ۷: ۳۶۷ - ۳۹۵) ج ۸ ص ۳۔ ۵۸ طبقات شعرانی ج ۱ ص ۸۱ الرسالۃ القشیریۃ ۹ صفۃ الصفوۃ ۴: ۱۲۷-۱۳۲ شذرات لابن العماد ۱: ۲۵۵ فوات الوفیات ج ۱ ص ۳ مرأۃ الجنان ۱: ۴۹۳ تاریخ کبیر ۱: ۲۰۰ الانساب تہذیب التہذیب ۱: ۱۰۲ تہذیب ابن عساکر ۲: ۱۶۷ والبدایہ والنہایہ ۱۰: ۱۳۵ والشریشی ۲: ۸۲ و دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۱: ۳۳ والمناوی ۱: ۳۷ ونفحات الانس ۴۲ - ۴۴ ٭

Marfat.com

"نہد واز شدت فاقہ دبے نوائی نگریزد نہ رمد ؎

"چیست دنیا خاکدانِ گہتہ ویرانۂ غصہ جائے محنت آبادی ملامت خانۂ
ہر لئیمی نا سزائے ترکِ دنیا کے کند سرفرازی را رسد دریا دلی مردانۂ

وحضرت مخدوم را چون عمر بہ آخر رسید در آخرین ایام گاہ گاہ می فرمودند کہ ارزوے من آنست کہ وقت موت خوش الحانی این آیہ را در پردۂ گوری وجیت سری کہ ہر دو از پردہ ہائے ہندی است بخواند آیۃ این است رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْث فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ تا در کلمہ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ جان بدہم انتہٰی۔

واین از ان قبیل است کہ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ را پردۂ پوربی بسیار خوش آمدی وقتے بعضے از حاضران مجلس پرسیدند مخدوم پوربی را بسیار می شنوند وخوش می کنند فرمود آری روز میثاق ندائ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ از ین پردہ شنیدہ بودم۔

آوردہ اند کہ چون وفات شیخ قریب رسید در فضائے مسجد گوری حفر کردند طرح عمارت ریختند بادوستاں حرف وداع در میان آوردہ مردم در مقام حیرت شدند چون عمارت بہ اتمام رسید۔ کشادہ پیشانی جان شیرین بجہان آفرین سپردند کان ذلک فی سنہ ۹۷۶ ست وسبعین وتسعمائۃ۔

(۱۵) شیخ عبد القادر بداونی

جامع فنون فضائل بود وامام اقران واماثل کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری[1] ودیگر

[1] المتولد (سنہ ۹۱۱ھ) والمتوفی (سنہ ۱۰۰۴ھ) از علماء روزگار بود در مبادی احوال پیش ابو الفضل گازرونی ومولانا عماد الدین محمد طاری در گجرات کسب علوم نمودہ بدرس علوم دینیہ اشتغال داشت خصوصًا علم تصوف را خوب ورزید ودر آخر عمرش تفسیر قرآن مرسوم بہ منتخب النفائس العیون در چہار مجلد کبیر تالیف کرد باین ہمہ شغف بہ نعم دارد بطوریکہ یکدم بے استماع سرود وساز بے آرام نمے گرفت وبجائے قرأت قصیدہ نائیہ فارض وقصیدہ بردہ للبوصیری وغیرہما را ورد ملازم گرفت القصہ شیخ سالک اطوار مختلف واوضاع متلون بود۔ رک: منتخب التواریخ ۳۰۴-۳۰۳ تذکرہ علمائے ہند ۱۷۴، بزم تیموریہ ۸۰ دربار اکبری ۴۰۰ - ۴۰۵ حدائق الحنفیہ ۳۹۴ بوستان اخبار ۱۴۷-۱۵۳ نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۳۸ ؛

Marfat.com

فضلاء عصر نمود و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقه انشاء عربی و فارسی و چیزے از نجوم هندی
و حساب و وقوف نغمه ولایت و هندی و شطرنج صغیر و کبیر نیز داشت و بین نوازی هم
بقدری می دانست و در شیوهٔ قناعت و راستی و درستی ممتاز می زیست و اکثر
مشائخ و علماء عصر خود را دریافت و صحبت داشت چندی با حسین خان که از متصبدران
درگاه اکبری بود بسر برد آخر بوسیلهٔ جلال خان قورچی[1] و تعریف میر فتح الله شیرازی[2]
به منصب بیش امامی اکبر بادشاه منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی و ابوالفضل[3]
مصاحب ماند اما در تاریخ خود چیزها که بحال این ها نه پرداخت در ترجمه شیخ فیضی مذمت
او بسیار میکند آخر به معذرت زبان می کشاید که "چه توان کرد حق دین و حفظ عهد آن بالاتر از
همه حقوق است اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ - هر چند سنین اربعین تمام در مصاحبت او
گذشت اما بعد تغیر اوضاع و فساد مزاج آن نسبت به مرور خصوص در مرض موت مرتفع
شد و صحبت به نفاق انجامید از یک دیگر خلاص یافتیم و ما همه متوجه درگاهی ایم که همه
را در یها به آنجا به فضل رسد اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
و از جملهٔ راست مزاجی های او این است که وقایع چهل ساله اکبر بادشاه پوست کنده
نوشت و در اظهار کلمهٔ صدق از مخالفت چنین بادشاه صاحب واعیه نه اندیشیده و بر مضمون
آیهٔ صدق پیرایهٔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ عمل شود - مرید شیخ حاتم سنبهلی[4] است - و اعتقاد

---

[1] ندیم پیشه بود در عهد اکبری بمنصب هزاری رسیده بود (مفتاح و ذخیرة الخوانین ۲۳۲) اسم ایشان جمال خان قورچی مذکور است
[2] رک: رقم ۶۴ ذکر فضلاء [3] برائے احوال ملک الشعراء الشیخ فیضی رجوع کن رقم ۱۷ ذکر فضلاء و برادر او علامه عصر شیخ ابوالفضل
علامی (۹۵۸-۱۰۱۱) پسر دوم شیخ مبارک ناگوری (۱۰۱۱ھ) در عهد اکبری بعهده وزارت ممتاز و سرفراز گردید و محمود لسان
و شاعر و اگان شد بدایونی او را متهم بالحاد و زندقه گردانید از آثار او را هم کتب شهرت دارند (۱) مکتوبات ابوالفضل جمع
و تدوین شیخ عبدالصمد بن افضل محمد تمیمی اکبرآبادی (۲) ترجمه فارسی حیاة الحیوان الکبری للدمیری (۳) ترجمه انجیل در
فارسی (۴) عیار دانش (۵) ترجمه کلیله و دمنه (۶) آئین اکبری (۷) اکبرنامه و غیر آن حاجی خلیفه در کشف الظنون مابین
این هر دو کتاب امتیاز نکرده آنها را یک کتاب شمار کرده - [4] شیخ حاتم سنبهلی مرید و شاگرد شیخ عزیز الله
تلمبنی سنبهلی (۹۷۵ھ) بود در عهد خود من حیث الجامعیت بے همتا و یگانه بود تا هفتاد سال برسند درس
و ارشاد متمکن بود و در ۹۶۸-۶۹ھ از دار دنیا در گذشت (تذکره رحمان علی ۴۵) و منتخب التواریخ
۳۰۱ و مفتاح التواریخ

Marfat.com

خاص بخدمت شیخ داؤد چهنی دال داشت[1] وفاتش در حدود ۱۰۰۴ھ اربع والف واقع شد[2]۔

(۱۶) سید صبغۃ اللہ بن سید روح اللہ بروجی[3]

بروج از توابع گجرات احمد آباد است از کمل خلفاء و تلامذہ شیخ وجیہ الدین گجراتی[4] بود چند سال حسب الاشارہ مرشد در وطن خود بہ افادہ متحصلین و امر معروف و نہی منکر اشتغال داشت۔ ناگاہ شوقِ زیارت حرمین شریفین حفظہما اللہ تعالیٰ دامنگیر شد۔ و باین دولت کبریٰ استسعاد یافت و محبت اولاد و رعایت صلۂ ارحام عنان او را جانبِ وطن اصلی منعطف ساخت۔ تا آنکہ در ۹۹۹ھ تسع و تسعین و تسعمائۃ دل از ہمہ پرداختہ مجردانہ وارد مالوہ گردید۔ درین ایام شوق زیارت مدینۂ مصطفوی علی صاحبہا السلام والتحیۃ جوش زد و جلوریز در سال ہزارم از راہ خاندیس بہ احمد نگر دکن رسید۔ و بہ تکلیف والی آنجا برہان الملک یک سال کتر دران محل وقفہ واقع شد سال دیگر بعزم سفر دریا کمر عزیمت بر بست و در بلدۂ بیجاپور عبور افتاد۔ والی بیجاپور نیز چندی بہ تواضع و دلربائی تمام نگاہ داشتہ سامانِ سفرِ مبارک مہیا ساخت و جہاز خاصہ گذرانید تا جمیع صوفیان و درویشان بہ فراغ خاطر بگرائے منزل مقصود شوند۔ سید بعد وصول اماکن قدسیہ و حصول زیارت بنویہ در کوہ احد سکونت ورزید۔ و مرجع طلاب صوری و معنوی گردید و جواہر خمسہ را تعریب کرد۔ و احمد شناوی[5] از تلامذۂ

---

[1] جہنی قصبہ است از توابع بلاہور بعد از کودکی لاہور آمدہ پیش مولانا اسماعیل اُچہ کہ تلمیذ جامی بود تلمذ نمود و بعد از ریاضتہائے کثیرہ کامل شد و سلسلہ قادریہ و چشتیہ را رواج داد و در ۹۸۲ھ وفات یافت ؛

[2] و منتخب التواریخ از و یادگار است کہ برحق گوئی و خداشناسی و فضل و کمال او دلیل واضح است میر بیجا بر ملا تنقید کرد این کتاب را در ۱۰۰۴ھ بہ تمام رسانید و تاریخ آن بتعیہ این چنین گفت سال تاریخ نزول جستم گفت۔ انتخاب کہ ندارد ثانی درک مفتاح التواریخ ۱۹۹۰-۲۰۰۰)

[3] بَرَوج بھروچ، نام قصبہ است درمیان سورت و بڑودہ

[4] متوفی (۹۹۹ھ ۱۵۹۰م)

[5] بن علی بن عبد القدوس بن محمد الشناوی المصری ثم المدنی شناوی بر جواہر دو حاشیہ نوشتہ اند (۱) تجلیۃ البصائر علی کتاب الجواہر (۲) ضمائر السرائر الالہیہ و جواہر آیات جواہر الغوثیہ (۹۷۵ھ - ۱۰۲۸ھ) تلمیذ شمس الدین رملی و نیز از شیخ محمد بن ابی الحسن بکری روایت کرد و تالیف وی مشہور تر اند (رک۔ خلاصۃ الاثر للمحبی (۲۴۳۱ - ۲۴۷) ہدیۃ العارفین (۱: ۱۵۴) انسان العین فی مشائخ الحرمین تاج العروس (شنو) ؛

Marfat.com

از بران حاشیه نوشت وشناوی بکسر شین معجمه وتشدید نون منسوب به یکے از امکنه والآن معرب جواہر خمسہ[1] مع حاشیه در دیار عرب مروج است ۔ مردم کثیر از خدمتِ سید اخذ طریقه کردند و بمطلب اقصیٰ فائز گردیدند ۔ شیخ محمد عقلیه مکی قدس سرہٗ[2] در کتاب لسان الزمان ترجمه او را چنین ذکر میکند[3] ؎ الشیخ الکبیر العالم الشهیر السیّد صبغة الله بن السید روح الله الحسینی شیخ مشائخ الطریقة الشطاریة العشقیه رحمه الله تعالٰے وهو صاحب العلوم الجمعة والمعارف العظیمة انتفع به الناس واخذوا عنه وهو احد من اظهر الله تعالیٰ واشهره اخذ طریقة سادتنا الشطاریة عن السید وجیه الدین وهو عن الغوث سیّدی محمد غوث صاحب الجواهر الخمسة[4] وقد انتفع به اناس کثیرون منهم السیّد اسعد البلخی المتوفی بالمدینة والشیخ الکبیر احمد الثناوی[5] ۔ وللسید صبغة الله مصنفات

---

[1] الجواہر الخمسہ ۔ تالیف حضرت خواجہ محمد غوث گوالیری (۹۷۰) (خزینۃ الاصفیاء ۲ : ۳۳۲ - ۳۳۴ اخبار الاخیار ۲۵۲ - ۲۵۳) ولنشناوی علیه حاشیه باسم تجلیۃ البصائر وضمائر السرائر الالٰہیه فی جواہر آیات الغوثیه ؛

[2] محمد بن احمد بن سعید الحنفی المکی، شمس الدین المعروف به عقیله مثل والد خود، از علمائے تاریخ است کہ اشتغال بحدیث دارند کتاب او لسان الزمان (فی التاریخ) مرتب بر حوادث سنین است تا سنۃ ۱۱۲۳ھ وایضاً ؎ المواہب الجزیلۃ فی مرویات ابن عقیلہ" ؎ وہدایۃ الخلاق الی الصوفیہ فی سائر الدقائق" ؎ وعقد الجواہر فی سلاسل الاکابر" کہ ثبت او در علم تصوف ؛ از و یادگار اند وایضاً فقہ القلوب ومعراج الغیوب وغیرہا کتب از و مشہور اند وفات او در (۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷م) است (رک : الرسالۃ المستطرفہ ۶۳ وفہرس الفہارس ۲/۳۹ والتاج للزبیدی (۸ : ۳۰) وبروکلمن (تعریف عبد العلیم بخار) وزرکلی (۶ : ۲۳۹ - ۲۴۰) [3] وایضاً برای احوال سید صبغۃ اللہ رجوع کن : لطف السمر وقطف الثمر للغزی وخلاصۃ الاثر للمحبی ؛ [4] ابو المؤید محمد بن خطیر الدین بن عبد اللطیف بن معین الدین بن خطیر الدین بن ابی یزید بن شیخ فرید الدین العطار الشطاری الگوالیری الملقب بالغوث از اعاظم مشائخ متاخرین ہندوستان است وجد مرحوم ایشان از سادات عظام نیشاپور بود ۔ سلسلہ ارادت بخدمت حاجی حمید (الشیخ حمید الدین الگوالیری ۸۳۵ - ۹۳۰) کہ از اعاظم خلفائے شاہ فاون (الشیخ قاضی خان الگجراتی ۹۲۰ھ) بود باز رسید کرد احوال وی در تذکرہ ہا مذکور اند وکتاب وی "الجواہر الخمسۃ" مشہور تر (رک : خزینۃ الاصفیاء ۲ : ۳۳۲ - ۳۳۴ اخبار الاخیار ۲۵۲ - ۲۵۳ تذکرۂ علمائے ہند ۲۰۶ منتخب التواریخ ۳۹۶ - ۳۹۸ رود کوثر ۳۶ - ۴۰ نزہۃ الخواطر ۴ رقم

Marfat.com

" منها کتاب الوحدۃ ورسالۃ اداءۃ الدقائق فی شرح مرأۃ الحقائق[1] و مالا یسع المرید ترک کل یوم من سنن القوم توفی رضی اللہ عنہ بالمدینۃ سنۃ ۱۰۱۵ھ / ۱۶۰۷ء خمسۃ عشر والف وقبرہ بہا یزار ویتبرک[2] بہ انتہی "

(۱۷) شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی قدس سرہٗ

از مشاہیر مشائخ متاخرین است در علوم عقلی ونقلی پایۂ بلند و در حقائق ومعارف رتبۂ ارجمند داشت۔ اسلافش بہ کسب معماری اشتغال داشتند۔ حق تعالےٰ او را بہ معماری قلوب اختصاص بخشید۔ وعالم عالم دلہا را بہ تردستی ہمت مامور گردانید۔ بعد از تکمیل تحصیل بہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃً شتافت و مدتہا دران دیار فیض آثار بسر برد و بخدمت شیخ یحییٰ مدنی[3] دست بیعت داد و بافراوان نعمت بدیار ہند مراجعت نمود۔ و در شاہجہان آباد در بازار خانم منزل گزید و بدرس کتب حقائق وتربیت ارباب ارادت مشغول گشت وتفسیری بر کلام اللہ در سلک تحریر کشید[4]۔ امرا و فقرا حلقۂ اعتقاد در گوش داشتند و بہ مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند۔ بیست وچہارم شہر ربیع الاول سنہ ۱۰۴۳ ثلث واربعین والف بعالم قدس آرمیدہ در حویلی سکونت خود مدفون گردید[5]۔

(۱۸) ملا مومن بہاری قدس سرہٗ

نام اصلی او محی الدین است مولد ومنشا بلدۂ بہار در سن نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد

---

[1] مرآۃ الحقائق۔ الشیخ علاء الدین علی بن احمد المہائمی (م ۸۳۵ھ) ذکر فضلاء رقم ۹، رسالہ "جام جہاں نما" را تعریب کردہ آن را باسم "مرآۃ الحقائق" معنون کرد من بعد بر آن شرح تحریر کرد وسمی بہ "اداءۃ الدقائق فی شرح مرأۃ الحقائق" واما شرح الشیخ صبغۃ اللہ پس آن شرح دیگر است بر صاحب لسان الزمان التباس شدہ ادۃ الدقائق را بنام سید صبغۃ اللہ نسبت کرد (ثقافۃ الہند للسید عبد الحی الحسنی)

[2] نیز "سواء السبیل" کشکول کلیمی ومرقع از دیاد گار اند

[3] الچشتی از اعاظم خلفائے شیخ محمد اعظم (——) چشتی است وسلسلہ او بچند واسطہ بہ "چراغ دہلی" متصل میشود۔ مریدان وی بسیار از اہل کمال بودہ اند بسال ۱۱۴۱ھ وفات یافت (خزینہ ۱: ۴۷۹)

[4]

[5] تاریخ وفات "ہادی وصر" است ؛ ؛ ؛

Marfat.com

وبخدمت پدر خود ملا عبداللہ کسب علوم نمود و در ہفدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند و چندی در وطن خود
بہ درس و افادہ پرداخت۔ بعد ازان بہ ملازمت شاہجہان بادشاہ رسید و بہ تعلیم شاہزادہ
محمد اورنگ زیب معین گردید۔ و بخدمت شاہ حیدر نبیرہ شیخ وجیہ الدین گجراتی قدس اللہ
اسرارہما بیعت کرد۔ عاقبۃ الامر از پیشگاہِ خلافت رخصت گرفتہ بہ وطن شتافت و بہ ریاضت
و مجاہدہ کار بست و در عمر ہشتاد سالگی در سنہ ۱۰۶۸ ثمان وستین والف رحلہ آخرت پیمود۔

(۱۹) میر عبدالجلیل بن میر عبدالواحد قدس سرہٗ

میر عبدالواحد دو بار کدخدا شد و چہار پسر والا گہر و دو دختر متولد گردید۔ از حلیلۂ اولیٰ میر
عبدالجلیل و یک دختر و از حلیلۂ ثانیہ سہ پسر و دو دختر متولد گردید از حلیلۂ اولیٰ میر عبدالجلیل
مشاہدہ کردم کہ تولد عبدالجلیل اول وقت ظہر روز پنجشنبہ بیستم ماہ رجب سنہ ۹۷۲ اثنین و
سبعین و تسعمائۃ اتفاق افتاد۔ میر عبدالجلیل صاحب جذبۂ قوی و کیفیات عالی بود۔

در آغاز شباب وحشت دامن دل گرفت دستِ از ہمہ باز کشیدہ سر بہ صحرا نہاد و دوازدہ
سال در دلق درویشی اقصائے عالم را سیاحت کرد۔ و اکثر اوقات در صحاری و بوادی بسر برد۔
و قوت لایموت از اوراق اشجار و نباتاتِ صحرائی ساخت و با مخلوق اختلاط نہ نمود۔ و درین
مدت از ہیچ طرف خبرش گل نہ کرد۔ اقربا را مایوسی فرو گرفت بعد انقضائے دوازدہ سال در
موسمی کہ عرس حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ می شود و خلائق از اطراف و اکناف دور
دست برائے زیارت می آیند۔ در جماعۂ زوار وارد بلگرام شد۔ چہ مرقد منور شاہ مدار از بلگرام
بردوازدہ کروہ است و گذارش بر سر کوچہ کہ در آنجا خواہر اعیانی او خانہ داشت افتاد۔ میر در آن حالت
اکثر در عالم بیخودی می بود و نعرہا می کشید۔ اتفاقاً محاذی خانہ خواہر نعرہ از دو سر برزد۔ خواہرش
با وصف طول ایام جدائی و مایوس بودن از حیاتِ برادر آواز شناخت و گفت چنان معلوم
می شود کہ این آواز عبدالجلیل است۔ و بے اختیار تا دہلیز خانہ دویدہ آمد۔ و برادر را در آغوش
گرفتہ زار زار گریست۔ میر ہر چند ناآشنایانہ خواست کہ خود را کنارہ کشد۔ آخر صلۂ رحم
غالب آمد و وحشت را بہ الفت مبدل ساخت آن عفیفہ میر را بخانہ بردہ۔ و رفتہ رفتہ

Marfat.com

لباس پوشایند۔ میر بعد چندی متزوج ومتاہل شد و در آخر عمر از بلگرام بہ قصبۂ مارہرہ من توابع آگرہ رفت واقامت گزید۔ و ہمانجا رخت سفر بہ دار عقبیٰ کشید۔ وفاتش ہشتم ماہِ صفر ۱۰۵۷ھ سبع وخمسین والف روز دوشنبہ اتفاق افتاد۔ مزار فایض الانوار در آن مقام زیارت گاہِ انام است رحمۃ اللہ علیہ۔

میر عبدالجلیل را سہ پسر قدسی گہر بوجود آمد۔ اصغر ایشان سید اویس قدس سرہٗ کہ بعد ارتحال والد ماجد سجادہ ہدایت آراست۔ و آن جناب اویس یمن ایمان وسہیل فلکِ عرفان بود۔ وشیوۂ ابدال برگزیدہ کرد۔ اذیت ہیچ ذی الروح نمی کرد تا بجائے کہ موذی را نمی رنجانید۔ و نوعی شیمۂ کریمہ ترحم داشت۔ کہ اگر مزدوری را کار می فرمود وقت شدت حرارت موسم تابستان وصورت برودت ایام زمستان از شفقت عمل باز داشتہ در ظلّ عاطفت جا میداد۔ واجرت تمام وکمال تسلیم می نمود۔ بیستم رجب ۹۷۰ھ سبع وتسعین والف در مرغزار قدس خرامید۔ خوابگاہ او در بلگرام سر راہ واقع شدہ بحالت غریبانہ آسودہ است۔ شاہ جلال بدخشی خرد تخلص گوید:۔

مقبول خدا اویس ثانی — از دارِ ملال بست محمل
تاریخ وصال او خرد گفت — بر اوج سپہر یافت منزل ۹۷۰ھ

(۲۰) میر سید فیروز

خلف الصدق دوم میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہما مرجع اکابر واصاغر عصر بود۔ وقدرے عظیم وشانے فخیم داشت۔ و در شیوۂ بذل وسخا وانجاح مطالب مستمنیان یگانہ می زیست۔ از ابتدا تا انتہا بخدمت پدر بزرگوار تلمذ نمود۔ وکتب درسی را بتمامہا گذراند۔ چون میر عبدالواحد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت فرمود۔ مردم نظر صاحب سجادگی بر سید فیروز داشتند۔ سید فیروز برادر خرد خود میر سید طیب را بر سجادہ اجلاس داد و فرمود سجادہ را شما نگاہ دارید۔ وخدمت درویشان واہل خانقاہ من بجا می آرم سید فیروز شبانہ روز اطعمہ واغذیہ برائے وارد وصادر در مطبخ مہیا میداشت وچہار صد دختر غربا وضعفا کہ

Marfat.com

استطاعت تزویج نداشتند فراخور مرتبۂ ہر کدام از طرف خود نقد و جنس سامان کردہ کدخدا ساخت۔ و قریب بہ صد سال در کمال عظمت و اقتدار زندگانی کرد و با این ہمہ یک نفس از یاد مولیٰ بہ غفلت نہ گذرانید۔ تمام شب احیا می کرد و مراقبہ و اوراد و وظائف مستغرق می بود۔ پنجم محرم سنہ ۱۰۶۶ ست وستین والف سفر آخرت گزید و پہلوے قبر میر عبدالواحد قدس سرہٗ جانب شرق مدفون گردید۔

میر سید طیب قدس سرہٗ بعد فوت برادر بسیار مغموم شد۔ چون او را در قبر گذاشتہ برآمد بسیار خوش وقت و شگفتہ برآمد۔ مردم متعجب شدند و سبب استفسار کردند گفت برادر من با من وعدہ کردہ کہ غم مخور بعد از شصت روز بہ من ملحق می شوی۔ آخر چنان شد و بعد شصت روز میر سید طیب ہم از ین عالم نقل کرد رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۱) میر سید یحییٰ

خلف الصدق ثالث میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہما در گوشہ کتابی بخط خاص میر عبدالواحد معائنہ کردم کہ "تولد فرزندم یحییٰ شب دوم از ماہِ ذی القعدہ کہ شب اول ہفتہ بود وقتِ سحر سنہ ۹۸۵ خمس وثمانین وتسعمائۃ وست واو" سید یحییٰ ملکی بود بہ صورت انسان و مصداق آیہ صدق پیرایہ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ عالم کامل و از بدایت تا نہایت تلمیذ والد ماجد بود۔ و کلام اللہ را از بر داشت۔ و بہ الحان دلربا سامع را از خود می ربود۔ و از دنیا و ما فیہا محترز و مجتنب می زیست و لیل و نہار بہ شغل ریاضت و ادائے طاعت و افادۂ طلبۂ ظاہر و باطن می پرداخت از انفاس متبرکۂ اوست نسخۂ میزان الاعمال و معیار الاحوال در سلوک قبرش بر چبوترہ علیحدہ از چبوترۂ مرقد میر عبدالواحد جانب شرق قدس اللہ اسرارہما۔

(۲۲) میر سید طیب

صاحب سجادہ و خلف الصدق رابع میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہما بخط شریف

Marfat.com

میر عبدالواحد مشاہدہ افتاد کہ تولد سید طیب روز یکشنبہ مقدار یک و نیم پاس بود نہم ربیع الآخر سنہ ۹۸۶ ست و ثمانین و تسعمائۃ وی ذاتِ مقدسی است کہ اگر ثقلین باو ناز کنند می زیبد و اگر زمین و زمان بر خود بالندی می شاید۔ صاحب مراۃ المبتدین کہ معاصر حضرت میر است می طراز دکہ د۔

"میر سید طیب مدالله عمرہٗ وزاد دولتہ امروز قوام عالم و برکت بنی آدم از ذات اوست درتبہ قطبیت و ابدالیت و غوثیت و اقطابیت و آنچہ توان گفتن در ذات او موجود است و دولت ما و زاد و دارد۔ و از کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بصد کرامات ظاہر شدہ اند و ازان روز کہ شعور بہم رساند نماز را بقضا نخواند و اگر وجود ایشان قبل ازین می شد در مجتہدین و سلف صالحین می شمردند۔ و امروز کسیکہ ائمہ سلف را خواہد بہ بین میر سید طیب را مشاہدہ کند من کہ باشم کہ احوال و مقامات ایشان را بیان کنم برائے این زبانی می باید۔ و ولی و فہمی می شاید امروز آن زبان کہ ثنائے ایشان کند کو۔ و ولی کہ حقیقت ایشان دریابد و فہمی کہ واقف حال ایشان باشد کجا۔ ہمین قدر این دانی میداند کہ قوام عالم از ذات ایشان است و آنچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بعد از ہر صد سال مروی پیدا شود کہ سنت ہا را تازہ گرداند امروز وجود میر است ؎

"ہم بریں نکتہ ختم شد مقصود للہ الحمد ذی العلا والجود

تا اینجا از مراۃ المبتدین است۔

آن جناب کسب کمالات صوری و معنوی از خدمت پدر بزرگوار نمود۔ و بعد از ارتحال پدر باستحقاق بر سجادۂ ارشاد نشست۔ و طالبان مولیٰ را از مبادی سلوک بہ منتہای وصول رساند و اتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات و سکنات منظور داشت و مدت العمر ہیچ سنت نبوی بقدر امکان فروگذاشت۔ بحر علوم رسمی نمی از دریائے کمال ایشان بود۔ ہمواسہ بر افادۂ محصلین می پرداخت۔ و بسا مردم را بہ میامن تربیت بر صدر استادی نشاند۔ بعضے کتب درسی مثل ہدایہ فقہ و تفسیر قاضی بیضاوی و غیر ذلک محشی بخط خاص او امروز موجود است کہ دلالت دارد بر کمال تبحر و جودت فطرت او۔ سید کرم اللہ پدر سید العارفین میر شاہ لدہ قدس اللہ اسرارہما می فرمود کہ اگر کسے خواہد ملک را بر روی زمین ببیند میر سید طیب را مشاہدہ کند۔ و سید العارفین از جناب ایشان استفادہ نمودند و بہ مرشدی خود

Marfat.com

یادمی کردند می فرمودند۔

روزے عزیزے مشتاق شدہ بدیدن میر سید طیّب آمد و مشکلے از مسائل توحید پرسید حضرت میر خود را بہ تجاہل انداختہ فرمود من ازین مسئلہ خبر ندارم و از قصور خود در نظرِ مردم و سستی اعتقادِ سائل پروانہ کرد۔ چون مجلس منقضی شد و خلوت دست داد حضرت میر سائل را فرمود۔ سخن خانہ بہ بازار نتوان گفت۔ حالا آنچہ میخواہی استفسار کن۔

درمیان شیخ عبدالحق دہلوی[1] قدس سرہٗ و حضرت میر مجتبیٰ مؤدتی عظیم بود۔ شیخ عبدالحق بہ رعایت بزرگی او را شیخ طیّب می گفت۔ وقتے شیخ عبدالحق در ایام پیری درس می گفت۔ در مقامی از کتاب متاہل شد۔ در آن وقت میر سید طیّب را یاد کرد و فرمود۔ اگر شیخ طیّب درین وقت می بود۔ بہ آسانی این مقام را حل می کرد۔ ناگاہ میر سید طیّب کہ بہ ارادۂ دہلی از وطن برآمدہ بود در ہمان ساعت کمر بستہ از راہ بخدمت شیخ عبدالحق رسید۔ شیخ بسا۔ خوش وقت گردید و فرمود "مرحبا" در یاد شما بودیم و قصہ را باز گفتہ کتاب درمیان آورد۔ میر سید طیّب کتاب را در دست گرفتہ لختے تامل کرد۔ و عبارت را بہ نہجی خواند کہ مطلب بے آنکہ تقریر کنند خود بخود واضح گشت۔ شیخ باحاضران فرمود من نگفتہ بودم کہ شیخ طیّب این مقام را بہ آسانی حل می کند۔ در آن ایام شیخ نورالحق[2] خلف الصدق شیخ عبدالحق بہ تکلیف بادشاہِ وقت متقلد قضا و مستقر الخلافہ آگرہ شدہ بود۔ شیخ عبدالحق از میر سید طیّب استفسار نمود کہ از کدام راہ آمدن اتفاق افتاد گفت از راہ آگرہ فرمود با نورالحق ملاقات شد۔ گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نداد شیخ فرمود ظاہرا از ینکہ او مرتکب قضا شد اعراض بہ عمل آمد پس کلمۂ چند در تعریف پسر بر زبان مبارک آورد و فرمود اگرچہ پسر من است اما بجائے پدر۔ و اگرچہ شاگرد من است اما بجائے استاد و اگرچہ مرید من است۔ اما بجائے پیر می دانم۔ میر سید طیّب از پیش شیخ برخاست بعنوانی کہ گویا برائے کمر واکردن می رود۔ و بے اطلاع شیخ ہمان طور کمر بستہ بہ رجع القہقری راہ آگرہ گرفت۔ و با شیخ نورالحق ملاقات کردہ برگشت شیخ عبدالحق از حسن خلق میر خیلی خوشنود گردیدہ معذرتہا بر زبان آورد۔

---

[1] رجوع کن رقم ۱۸ ذکر فضلاء [2] رجوع کن رقم ۱۹ ذکر فضلاء

Marfat.com

سید ضیاء اللہ بلگرامی[1] کہ ذکرش در فصل ثانی می آید روزے عزم ملازمت میر سید طیّب نمود و ارادہ کرد کہ اگر امروز حضرت میر بدست خود مرا بیرۂ پان خورانند ولایت ایشان را معتقد می شویم۔ چون بہ حضور مجلس انور فایض گشت حضرت میر را اشراق شد۔ بہ خادم خود بلو نامی فرمود بیرہائے پان بیار۔ خادم بیرہا را حاضر ساخت حضرت میر بیرہا را بجمیع حضار محفل تقسیم نمود۔ سیّد ضیاء اللہ را نداد چون مجلس برخاست و سید ضیاء اللہ تنہا ماند۔ حضرت میر بیرہ را بدستِ مبارک خود وا کردہ بہ سید ضیا اللہ حوالہ نمود۔ سید سخت انفعال کشید حضرت میر زجر فرمود کہ در ولیشانرا امتحان نباید کرد۔ مبادا سخط[2] ایشان در حرکت آید۔

روزے وضو می کرد ناگاہ آفتابۂ سفال کہ در دست داشت بہ دیوار زد۔ مردم ازین حرکت غیر معتاد متعجب شدند۔ بعد چند روز خادمی کہ او را جائے فرستادہ بود باز آمد۔ و نقل کرد کہ در صحرائے می رفتم شیرے بامن دوچار شد۔ و خواست کہ حملہ کند۔ حضرت پیر دستگیر یعنی میر سید طیّب را یاد کردم۔ از ہوا آفتابہ پیدا شد و بر کلۂ شیر زد شیر رو از من گردانده راہِ صحرا پیش گرفت۔ و من از آن مہلکہ نجات یافتم۔ چون تاریخ ضبط کردند ہر دو قضیہ در یک آن واقع شدہ بود۔

حضرت میر در تاریخ پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ ست وستین والف در انجمن قدس جلوہ افروز گردید۔ و از کمالِ تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد۔ و این سنّت کسے بے اختیاری بود نیز او را حاصل گشت۔ عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ ماہ الّا اربع یوم۔ مرقدِ او قریب بہ مرقد میر عبدالواحد در محوّطہ علیحدہ تاریخ وصالِ ایشان "ستون دین افتاد ۱۰۶۶ھ" در ین ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید این تاریخ قدیم را در سلکِ نظم کشید ؎

پنجم شہر انتقالِ نبی — رفت طیب ز دہر بے بنیاد
از پئے ضبط سال تاریخش — گفت ہاتف ستون دین افتاد
۱۰۶۶ھ

---

[1] رجوع کن رقم ۴۸ ذکر فضلاء [2] سخط یعنی غصہ۔

Marfat.com

(۲۳) میر عبدالواحد اصغر

خلف الصدق وصاحب سجادہ میر سید طیب بن میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہم اورا نسبت بہ جدّ اعلیٰ اصغر گویند۔ آن جناب بہ کمالاتِ موروثی موصوف بود و زنگارِ طبیعت از آئینہ طالبانِ می زدود۔ وفاتش در عشرۂ ثانی بعد مائہ والف قبرش پہلوی قبر میر سید طیب قدس اللہ اسرارہما۔

(۲۴) میر سید نعمت اللہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبدالواحد اصغر قدس اللہ اسرارہم۔ سید محمد زاہد بار صاحب سجادگی برنہ تافت۔ قرعۂ این دولت بنام سید نعمت اللہ زدند۔ در دانش صوری پایہ بلند و در حقائق و معارف رتبۂ ارجمند داشت۔ ابتدائے حال نزد عم بزرگوار خود میر عبدالہادی[1] بن میر عبدالواحد اصغر کہ ذکرش در فصلِ ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ نمود۔ بعد از آن بہ حوزۂ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی رسید۔ و تتمہ کتب تحصیلی بہ استعدادِ تمام گذرانیدہ فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف آمدہ سجادہ نشین آباءِ کرام گردید۔ و مسند ارشاد را بہ اضافۂ شغل تدریس رونق و بالا بخشید۔ راقم الحروف اکثر بحضور صحبت بابرکت سعادت اندوخت۔ پیر مرتاض نورانی۔ صاحب اخلاق رضیہ و سجایائے مرضیہ بود لوامع برکات از سیمائے مبارک می تافت۔ بریں حقیر عاطفت خاص می فرمود نوبتی با فقیر نقل کرد کہ روزے در حلقۂ درس قطب المحدثین سید مبارک بلگرامی[2] کہ ذکر شریفش درہمین فصل آید۔ حاضر شدم آیتے از کلام اللہ مذکور شد سید مبارک تتمۂ آیت درخواست من فی الفور تتمہ آیت فرو خواندم۔ سید مبارک استفسار نمود کہ شما حافظ اید۔ من بہ سبیل طیبت جواب دادم۔ حافظ نیستم اما پدر حافظم۔ نام یک پسر ایشان حافظ بود۔

سید نعمت اللہ پنجم شہر رمضان سنہ ۱۱۴۰ اربعین و مائۃ والف بہ ریاض رضوان

---

[1] رجوع کن رقم ۵۵ ذکر فضلاء [2] رجوع کن رقم ۴۳ ذکر فقراء

Marfat.com

خرامش نمود۔ و پائیں مرقد میر سیّد طیّب بیرون محوطہ بریمین داخل مدفون گردید۔ مموئف اوراق گوید ؎

نعمت اللہ سیّد العرفا — در گلستان قدس آرامید
ہاتفی گفت سال تاریخش — صاحب نعمت ارم گردید

سنہ ۱۱۴۰ھ

(۲۵) شاہ طیّب

ثمر آن شجر وارثِ علومِ اجداد است۔ و در جمیع فضائلِ صوری و معنوی صاحب استعداد۔ برخی از کتب بخدمت والدِ ماجد گذراند۔ بعد از آن در حلقۂ درس میر عبد الہادی بن میر عبد الواحد اصغر تلمذ نمود۔ و متداولاتِ درسی را بہ آخر رسانید۔ و حدیث از قطب المحدثین سید مبارک قدس[1] اللہ سرہٗ سند کرد۔ خط عربی و فارسی او اگرچہ طبعی است اما بسیار شیرین و پختہ و پُر رونق واقع شدہ کہ مشاہدۂ آن نور بصر می افزاید۔ و سرعت کتابت او نسخہ حیرتِ عقول است۔ شرح ملا جامی را در یک ہفتہ من اولہ الی آخرہ نوشت و بہجۃ المحافل کہ کتابی است ضخیم در سیر نبوی تصنیف یحییٰ بن ابی بکر العامری[2] الیمنی در بیست و سہ[۲۳] روز کتابت کرد۔ و کتب خانۂ عظیمی از خطِ خوش نمط خود یادگار گذاشت۔ در ایام شباب چندی بعالم نوکری گذراندہ

---

[1] بن فخر الدین الحسینی الواسطی البلگرامی کتب متداولہ بر خواجہ عبد اللہ بن عبد الباقی نقشبندی قرارت کرد و حدیث از شیخ نور الحق بن عبد الحق البخاری الدہلوی اخذ کرد و نیز از شیخ ابو الرضا بن اسماعیل سبط شیخ عبد الحق المزبور استفادہ کرد عمر عزیزش در افادہ علوم دینیہ خاصہ فن حدیث و درس طلبہ صرف نمود و بسال ۱۱۱۵ھ وطائر روحش از قفس عنصری پریدہ بشاخسار روضۂ رضوان نشیمن گرفت (مسک نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۴۶۵)۔

[2] الشافعی المتوفی (۸۱۶ - ۸۹۳ھ)، محدث یمن و شیخ آن دیار بود سماع حدیث در مکہ مکرمہ بر ابو الفتح المراغی (م ۸۵۹ھ) کرد و منجملہ شیوخ وی ابن فہد المکی (السید محمد بن محمد فہد التقی ہاشمی (۷۸۷ - ۸۷۱ھ) صاحب تحفۃ الاشراف و ذیل تذکرہ ذہبی) بود بسیار آثار مہمہ ترک کرد منجملہ آنہا "غربال الزمان فی التاریخ" "ریاض المستطابہ فی معرفۃ من روی فی الصحیحین من الصحابہ" "التحفۃ الجامعہ بمفردات الطیب النافعہ" (ط) والعدد فیما لا یستغنی عنہ احد و کتابش بہجۃ المحافل فی السیرۃ والمعجزات والشمائل مطبوع است (درک: التاج للنواب ۳۲۸ والبدر للشوکانی (۲: ۳۲۷)؛ الدرر الفرید ۴۲ و تحفۃ الاخوان ۴۸ و معجم المطبوعات ۱۲۷۱ و فہرس الفہارس (۲: ۴۴۵) وانظر ۲۲۶-کے ۲۲: S-BROCK وفیہ: کراس المآخذ

Marfat.com

با وصف شواغل دنیوی از تصفیه و تجلیه باطن و تشغل کتاب خود را معاف نداشت - وقت ارتحالِ پدر بزرگوار در گجرات احمد آباد بود - به مجرد استماع این خبر علاقهٔ نوکری قطع کرده خود را بوطن رسانید - و بر سجادهٔ اسلافِ کرام متمکن گشت و بتقدیم طاعت و ریاضت و درس روزگار خوش گذرانید و هفتم رجب المرجب روز چهارشنبه سنه ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائة والف جانب نزهت کدهٔ اخروی شتافت - قبرش در چبوترهٔ پائین چبوترهٔ مرقد میر عبدالواحد اکبر قدس سره متصل دیوار شرقی حریم میر سید طیب قدس الله اسرارهم راقم الحروف آیه کریمه وَهُمْ مُكْرَمُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ تاریخ استخراج کرد -

مخفی نماند که شیخ حسن بن علی العجیمی[1] در شرح قصیدهٔ لامیه شیخ ابن فارض مصری نوشته که

---

[1] حسن بن علی العجیمی (۱۰۴۹ - ۱۱۱۳ھ) تولد آں در مکه و وفات در طائف است و از آثار ایشان خبایا الزرایا و هدایة اللطائف و رسائل در علم فرائض و تصوف است و جمع کرد الشیخ تاج الدین الدهان ذکر فیه اشیاخه و سموعاته و ابو طاهر مدنی استاذ شاه ولی الله الدهلوی از تلامذه وی است (تقصار ۱۰۴ و رک: الاعلام للزرکلی ۲: ۲۲۳)

[2] ابن الفارض المصری (۵۷۶ - ۶۳۲ھ) (۱۱۸۱ - ۱۲۳۵م) کنیت وی ابو حفص و ابو القاسم و نامش عمر است از قبیلهٔ بنی سعد قبیلهٔ حلیمه سعدیه مرضعهٔ رسول الله صلی الله علیه وسلم است - پدر وی علی بن مرشد بن علی الحموی از علمای اکابر مصر بود از حماة شهر لیست در شام در مصر وارد شد و پیش حکام فرض نساد بر رجال اثبات می کرد ثم ولی نیابة الحکم فغلب علیه التغلقیب بالفارض - ابن الفارض اولا اشتغال بفقه شافعیه اختیار کرد و حدیث از ابن عساکر اخذ کرد و علامه منذری صاحب "الترغیب والترهیب" در حدیث تلمیذ اوست بعده طریق صوفیه اختیار کرد و ایام زندگی در خرابات و مهجورات بسر می برد پانزده سال در مکه مکرمه بسر کرد و اکثر شعر در اینجا نظم کرد و کان یعشق الجمال وکان یحب السماع، قال المناوی: ولیس سماعه کسماع الفساق وقال الذهبی کان سید عصره و شیخ الاتحادیه و مثل ابن عربی والقونوی و امثال آنها در شان ابن الفارض نیز دو فریق متحارب اند - و ابن الفارض را دیوان است مشتمل بر عیون و معارف وفنون لطائف که یکے از قصائد آن قصیدهٔ تائیه است مشتمل بر هفتصد و پنجاه بیت کما بیش مسمی به "لوائح الجنان و روائح الجنان" و بیان کرده اند که آنحضرت مولف را در خواب اشاره نمود که این قصیده را "منظم السلوک" تسمیه کن فسماها بذالک وقد اشتهرت هذه القصیدة بین مشایخ الصوفیه وغیرهم من الفضلاء والعلماء واهل الحقیقة و دیوان ابن الفارض مطبوع است و بر آن چند علما شروح نوشته اند منجمله آنها شرح عبدالغنی نابلسی (---) المعروف بسر الغامض فی شرح دیوان ابن الفارض و شرح آخر شاید حسن بن محمد البوریني (۹۶۳ - ۱۰۲۴ھ) مطبوع اند مصطفی حلمی باسم "ابن الفارض والحب الالهی" کتاب نوشته نیز ابن الفارض" پر ضا قیر نیز مطبوع است (رک: وفیات الاعیان ۱: ۳۸۳ و میزان الاعتدال ۲: ۲۶۶ و شذرات ۵: ۱۴۹ - ۱۵۳ و لسان المیزان ۱: ۳۱۷) و مفتاح السعادة ۱: ۲۰۱ و التاج المنوال ۲۱۰ - ۲۱۱

Marfat.com

بخط شیخ علامہ سیدی شہاب الدین احمد المیورقی الطائفی[1] یافتہ شد کہ من ادرک وفاۃ شیخ کان فی شفاعتہ یعنی ہر کہ تاریخ گفت وفات بزرگی را۔ باشد فردائے قیامت در شفاعت او۔ بناءً علی ہذا فقیر در ین نسخہ تواریخ اکثر بزرگان بہ آیات قرآنی و نظم و نثر ضبط کردہ ام امید دارم کہ برکات ارواح طیبہ قدسیہ عائد حال این شکستہ بال شود۔

(۲۶) سیّد دین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

بن شاہ طیّب بن سیّد نعمت اللہ قدس اللہ اسرارہما در ین ایام بروساوہ اجداد کرامت نژاد متکی است۔ بہ طریقۂ اینقہ راسلاف ستودہ اوصاف مقتدی اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاَذِقْنَا مَحَبَّۃَ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاَوْلِیَاءِ الْمُقَرَّبِیْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا دُعَاءَنَا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(۲۷) سیّد محمود اصغر

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ اورا اصغر نسبت بہ جدّ او سید محمود اکبر گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمۂ پدرش سید حسین در سلک فضلا می آید سید محمود عنصر لطیفش ملکی بود در صورت انسان متورع، متعبد، صاحبِ فضائل صوری و اشراقات معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فرماید ؎

محمود در فضائل کسبی و موہبی ہمتا اونزادہ زار حامِ عنصری

در مبادی حال بہ ارادۂ تحصیل علم بہ قنوج رفت و نزد علماءِ آنجا کتب درسی گذراند و کمال استعداد بہم رساند۔ و در ایام تحصیل باوجود قرب مسافت گاہی میل وطن نکرد، چہ مسافت مابین بلگرام و قنوج پنج کروہ است۔ و ہمت بر اکتسابِ فنونِ علم گذاشتہ و اندک فرصت فراغ حاصل کرد و تصحیح نسخۂ ظاہر و باطن بہ کمال رساند و آنگاہ جانب وطن عطف عنان نمود و در ین ایام میر عبد الواحد قدس سرہٗ در قصبۂ سانڈی اقامت داشتند بخدمت حضرت

---

[1] میورقہ۔ جزیرہ ایست در بحر روم نزدیک اتالی۔

Marfat.com

میرزفته رسم بیعت بجا آورد۔ و ریاضات شاقه کشیده حضرت میر او را مشمول عنایات خاص ساختند۔ و صبیهٔ محترمهٔ خود را در سلک تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی که با جگر گوشهٔ خود داشتند۔ با اهل و عیال در بلگرام تشریف ارزانی داشته به توطن خود این مقام را زیب و زینت بخشیدند۔ سید محمود عمر عزیز تا دم آخر به انزوا گذرانیده قدم از حجرهٔ طاعت بیرون نه گذاشت الا یک مرتبه به ارادهٔ زیارت مزارات مشایخ قدس الله اسرارهم سفر دهلی اختیار کرده به زیارت خاک پاک آسودگان حضرت دهلی نور الله مضاجعهم فایز گشته انوار انواع برکات اقتباس نمود۔ و صحبت شیخ عبد الحق دهلوی و دیگر اکابر علیهم الرحمة دریافت۔ و به وطن اصلی معاودت فرمود۔ و پا در دامن عزلت کشیده به یاد مولی تعالیٰ اوقات معمور داشت و بلبیت و یکم رمضان سنه ۱۰۲۴ اربع و عشرین و الف به عالم روحانی پیوست۔ میر سید طیب قدس سره این مصدع تاریخ یافت ع

ولی عاقبت محمود باشد سنه ۱۰۲۴

قبر او در باغ کنار است۔ در گوشهٔ شمال و مغرب۔ و باغ محمود همین باغ است۔ منسوب بنام نامی و از آثار انامل فیض شمایل او امروز نسخهٔ کلام الله موجود است که در صحت اقتدا به قرآن امام وارد۔ تاریخ اتمام قرآن سلخ ذی الحجه سنه ۹۹ تسعة عشر و الف ثبت فرمود۔ او را از دختر میر عبد الواحد چهار پسر تولد یافت۔ سید عبد الله۔ سید عبد اللطیف۔ سید امان الله۔ سید محمد اعظم۔ نسب مولف اوراق به سه واسطه به سید امان الله میرسد۔

(۲۸) میر سید حسین دهلی وال بلگرامی

ملقب به سید السادات قدس سره بن سید ابراهیم بن سید نظام الدین بن سید محمد ماه بن سید میزان عرف سید ماه میر بن سید بڈھ بن سید جمال الدین بن سید ابراهیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سره نقاوه دودمان سیادت و سلاله اهل علم و عبادت بود۔ در صغر سن به ارادهٔ تحصیل علم از وطن مالوف مهاجرت اختیار کرده طالع رسایش بخدمت شیخ عبد العزیز بن شیخ

Marfat.com

حسن کمال الحق دہلوی قدس[1] اللہ اسرارہ ہمارسانیدہ و در ظلّ رافتِ شیخ جاگرفتہ تلمذ اختیار نمودہ۔ وکتب معقول ومنقول بہ استعداد تمام گذرانیدہ قدم برذروہ کمالات عظیم گذاشت۔ درین ہنگام شیخ اورا بہ خلعتِ خلافت ممتاز ساخت و بہ شرف دامادی خود اختصاص بخشید و بہ تقریبی رخت سفر بہ جانب ملک دکن کشید و عمری در آن دیار بسر برد۔ و بہ دہلی عطف عنان نمود و قدم در کنج عزلت افشرد۔ و آخر بہ حکم شیخ تشریف بہ بلگرام آورد۔ و مقتدای عصر گردید۔ و این بقعہ را بہ اشاعت فیوضات صوری و معنوی معمور ساخت و عمری دراز یافت و ہم در بلگرام بعد الف ہجری رخت سفر عالم علوی بر بست۔ مرقد منور در محلہ سیدواڑہ جای بافیض است۔ وجہ تلقب او بہ دہلی دال از سیاق کلام سمت وضوح یافت۔ و چون میر سید حسین بہ بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرۂ پنج بہیّہ تزوج نمود۔ و از دختر شیخ عبد العزیز دختر قبیلہ است صاحب مراۃ المبتدین می نویسد کہ:۔

"وی پس بزرگ عالیشان گذشتہ۔ انوار مجتبوی و آثار مرتضوی از جبینش جلوہ می کرد۔ مردم اورا سید السادات وقت می گفتند۔ جامع اصول و فروع علوم بودہ و شاگرد و مرید و داماد شیخ عبد العزیز دہلوی شیخ بارہا بر سر منبر در مجمع عام فرمود یا سیدی ہر امانتی کہ مارا از جد شما رسید بہ سلامت نیاز شما کردیم و اکثر مدرسان و مستعدان در درس میر حاضر می شدند۔ و استفادہ برمی داشتند۔ و مجتہد زمانہ می پنداشتند۔ و می گفتہ۔ چگونہ باشد حال کسے کہ دینش ہوس نفس او بود؟ و ہمتش گرد آوری دنیا باشد؟ نہ نیک کردار است کہ از خلق گزیدہ بود؟ و نہ عارف کہ از خلق بریدہ باشد؟ آوردہ اند وقتیکہ میر بعد از تحصیل علوم و تکمیل نفس بہ اشارہ پیر خود بہ وطن آمد و خانۂ موروثی خود را از ہمسایہ ہا طلب داشت۔ آنہا گفتند انہر جا کہ میر نشان دہد ہمان حد خانہ اوست۔ چون از خوردی برآمدہ بود۔ و تمام

---

[1] بن ظاہر العباسی الدہلوی از کبار مشائخ چشتیہ است تولد ۹۹۸ھ بمدینہ جونپور تلمیذ شیخ محمد بن عبد الوہاب الحسینی البخاری۔ و شیخ ابراہیم بن معین الحسینی الابرچی و بالآخر صحبت شیخ قاضی خان بن یوسف یافت لازم گرفت و در طریقہ چشتیہ شیخ تاج محمود جونپوری مفات نیز مجاز شد و از وی ۲۲ تالیفات یادگار و از در ۹۹۵ھ در جوع کن نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۳۵۹ مفتاح التواریخ ۱۰۶ بدایونی و تقصار للنواب ۲۰۳۔

زمین را همسایه ها داخلِ خانه های خود ساخته بودند۔ بدین سبب حدود خانه خوب معلوم نمی شود۔ آن جائے را ترک داد۔ و بجائے دیگر خانہ ساخت کہ مبادا زمین دیگرے گرفتہ بود۔ ودر دیانت نقصان راہ یابد۔ داد پیوستہ در کلمۂ حق گفتن ملاحظہ کسے نمی کرد۔ خوش آمد و بد آمد مردم دنیا سانمی دانست۔ بے محابا بر روئے مردم کلمۂ حق بر زبان می راند۔ حتّٰی کہ خادمان و فرزندان منع می کردند کارگر نمی شد۔ و میر عادت داشت کہ ہر مردے کہ در شہر و قبیلہ فوت می شد روز سیوم بخانہ او می رفت و بہ زنِ متوفی می گفت "جزع و فزع کم کنید۔ رخصت نبوی است شوہر دیگر بجوئید تا بنان و نفقہ خبردار باشد" چون در ہندوستان شوہر دیگر نمی کنند مرد و زن ازین معنی بدمی بردند و نامزا می گفتند۔ میر را گران نمی آمد۔ و گرد و پیش خانہ میر مردم سادات از قوم و خویشانش متوطن بودند۔ اگر پسری بدان راہ می رفت۔ تمام قدر می خواست و اگر مرضعہ طفلی را از سادات بخدمتش می آوردند تا دعا خواندہ برود۔ بر پا خواستہ دعا می دید و میر عمر بسیار یافت تا زندہ بود حالش ہمین بود۔ و نیز در مجلس خاص و عام می فرمود کہ اولاد فاطمہ ہمہ مبشر بہ جنت اند[1] ہر چند مردم منع می کردند کہ سادات بسیار اند از عبادت باز خواہند ماند این چنین گفتن مصلحت نیست۔ جواب می داد۔ اگر مصلحت نمی شد۔ نمی نوشتند۔ ما نوشتہ آنہا را نقل می کنیم۔ تا دم آخر ہمین کلمہ از زبانش جاری می شد" **انتہٰی کلام مرآۃ المبتدین**۔

مخفی نماند کہ قول میر سید حسین قدس سرہٗ کہ اولاد فاطمہ ہمہ مبشر بہ جنت اند۔ موافق مذہب شیخ محی الدین ابن العربی است نور اللہ ضریحہ کہ در باب بست و نہم از فتوحات مکیہ بیان نمودہ۔ و شیخ ابن حجر مکی روح اللہ روحہ نیز در صواعق محرقہ[2] احادیث نبوی و قول علما درین باب

---

[1] شروعہ قلیلہ باین جانب رفتہ لیکن دلائل صحیحہ و براہین قاطعہ کتاب و سنت مطہرہ منادی اند باعلی صوت بر خلاف آن و صدور ہجو و عادی از علما و مشایخ مبنی بر غلبہ محبت اہل بیت نبوی است کہ حبک الشیٔ یعمی ویصم۔ رجوع کن تقصار للنواب ۲۱۲۔

[2] و شیخ کمال الدین بن فخر الدین این کتاب را بامر ولاور خان ابن [illegible] بسال ۹۵۴ھ در عہد ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری بزبان فارسی مسمّٰی بہ "براہین قاطعہ" ترجمہ کرد۔ رجوع کن ص و نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۲۹ بحوالہ محبوب الالباب ۔

Marfat.com

نقل کردہ۔ مذہب قاضی شہاب الدین ملک العلما طاب مضجعہ ہمیں است کہ در کتاب مناقب السادات قلمی ساختہ ان شئت ذلک فاطلب ھنالک و فقیر ہم این مبحث را در رسالہ سند السعادات بہ تفصیل نوشتہ ام۔

الحال عندلیب ناطقہ احوال شیخ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ سرہٗ می سراید۔ تیمنًا و بہ این وسیلہ سعادتِ جاودانی کسب می نماید۔

شیخ قطب عالم فرزند ارجمند و صاحب سجادہ شیخ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہما احوال آباء کرام خود در سلک تحریر کشیدہ منتخبے از آن بدست آمدہ۔ درین کتاب مختصری از آن انتخاب درج نمودہ می شود۔

شیخ طاہر جدّ شیخ عبدالعزیز قدس اللہ اسرارہما از ولایت ملتان بہ تقریب علم روبہ دیار شرقی آوردہ۔ رفتہ رفتہ در بلدۂ بہار رسید۔ و در ینجا در اثنائے راہ علم از فضلاء عصر کسب نمود قاضی بہار دختر خود را در حبالۂ نکاح او آوردہ۔ و تو الد و تناسل بہ ظہور رسید۔ بعد چندے شیخ ببلایل و عیال از انجا بہ جونپور نقل کردہ و در ہمین جا بہ جوارِ رحمت آسود قبر شریف او در جونپور است زیارت و یتبرک بہ۔

شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ اسرارہما در سنہ؟ سالگی کلام اللہ را حفظ کردہ و در ہژدہ سالگی اکثر کتب متداولہ را تحصیل نمودہ۔ و از آن عمر مشغول بہ حق گشتہ۔ و در بست و پنج سالگی در ویشی را بہ کمال رسانیدہ مرید راجی سیّد حامد شہ گردید و خرقۂ خلافت و کمال الحق خطاب یافت۔ راجی سید حامد شہ می فرمود۔ اگر فردای قیامت بپرسند کہ بہ درگاہ عالم پناہ ما چہ تحفہ آوردی۔ گویم فرزندی مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن حجت موجہ ماست۔

سلطان سکندر لودھی با شیخ غائبانہ اعتقاد بہم رسانید۔ و استدعاء قدوم نمود در آن وقت اردوی سلطان در آگرہ بود۔ شیخ حسن از جونپور بہ آگرہ رسید سلطان غاشیۂ خدمت بر دوش کشید۔ شیخ چندی در آگرہ اقامت داشت۔ آخر رخت بہ جانب دہلی کشید۔ و در بدیع منزل رحل اقامت افگند۔ بدیع منزل برجی است۔ از حصار بنا کردۂ سلطان تغلق بہ تغیر السنہ آن را بجی منڈل گویند۔ روزے قوال این رباعی سرائند۔

Marfat.com

Marfat.com

گنجینہ بردوجان بہ جانان تسلیم نمود۔ تصانیف ایشان بست و سہ ۲۳ رسالہ است۔ صاحب مرأۃ المبتدین گوید:۔

"شیخ عبدالعزیز دہلوی بزرگ وقت بود او را بحر مواج می نامیدند عقلش بر علمش غالب بود بدین سبب حفظ مراتب را ہرگز قطع نکرد و پا از جادۂ ادب بیرون نہ نہاد ستر حال بر خود فرض دانستی۔ و اکثر بر زبان راندے چنانچہ پیغامبران را علیہم الصلوٰۃ والسلام واجب است اظہار معجزات امت را فرض است اخفائے کرامات۔ جامع فروع و اصول گذشتہ و چند بار آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دیدہ و فوائد حاصل کردہ و از روحانیت بزرگانِ دہلی تمتع برداشتہ۔ چنانچہ در نفس الامر اویسی تو آن گفت و شکستگی نفس بہ حدی داشت کہ ہرگز خود را اعتبار نہ نہادے و بر کس اعتراض نہ کردی مگر بہ واسطۂ غیرت دین۔ و ے گفتہ "ہر چیزے را خدمتگاری باید تا حفظِ آن کند حافظ دین ادب است" و ہم گفتہ "بندہ را تا رسیدن بہ حق یک کام تو آن گفت و آن از خود رستن باشد" و جملہ خود را در سنت نبوی محو کردہ بود۔ اعتقاد و اخلاص با خاندانِ نبوت زیادہ از ہمہ چیز داشت۔ تا بہ حدی کہ در محلۂ شیخ بعضے ارباب حرفت می ماندند آنہا خود را سیدی می گرفتند۔ چون شیخ برائے درس بر می آمد و از دحام طلبہ می شد و در آن میان اگر خورد سالی از آن مردم بازی کنان بہ نظرش در می آمد بے توقف درس را باز داشتہ بر پا می خاست۔ و تا آن طفل بازی می کرد او بہ ادبِ تمام ایستادہ می ماند و از نزد خود نمی راند۔ طالب علمان از بسکہ بتنگ آمدند۔ نگاہبانان بر سر ہر کوچہ گذاشتند تا ہیچ طفلی این طرف نہ آید۔ وقتیکہ این خبر بہ شیخ رسید طالب علمان را زجر نمود۔ تا زندہ بود ہمین حالت داشت۔ خلفاء او ہمہ صاحب لفظ و کرامت شدند" انتہی کلام مرأۃ المبتدین۔

مولانا عالم کابلی گوید[1]:۔

---

[1] بن عارف الحنفی از علمائے ممتاز بود، بدایونی او را در تاریخ خود ذکر نمودہ صاحب تالیفات بود تعلیقات بر شرح مقاصد در کشکول خود نوشتہ و حاشیہ بر مطول و مجموعہ فی اخبار الاولیاء باسم فواتح الولایۃ نیز جمع کرد در ۹۹۲ھ وفات یافت (نزہۃ الخواطر رقم ۲۷۳)

Marfat.com

"من ۹۶۷ھ نهصد وشصت وهفت در دهلی بخدمت وے رفتم وخواستم کہ معنی این دو بیت عارف جامی راقدس سرہٗ بپرسم کہ ؎

دو عاشقم بے دلم اسیر وغریب — کارم از دست رفتہ دستم گیر
تا بہ یاد تو زندہ مے مانم — ورنہ ہجران نمی کند تقصیر

قبل از آن کہ استفسار نمایم مناسب معنی ابیات چندان معارف بیان فرمود کہ حاجت بہ سوال نہ ماند۔" انتہیٰ۔

جمیع اعیان وامرائے اکبری در خدمت شیخ می رفتند وتبرک می جستند۔ خصوص بیرام خان خانان[1] وراعراسی کہ شیخ می کرد حاضر می شد۔ وکمال نیازمندی بجا می آورد۔

شیخ عبدالقادر بدایونی[2] گوید :-

"در ایام فترت بیرام خان مسطور بہ حضرت دہلی افتادم۔ ودر آن ایام ہر روز بہ استفادہ واستفاضہ بعضے کتب تصوف نزد شیخ می رفتم۔ اوقاتی دست می داد کہ بہ چہ زبان ذوق آن را بیان نمایم۔ وبہ طوری از آن کلمات معجز بیان ایشان لذّت گرفتہ ام کہ مدتے از آن گذشت وہنوز حلاوت آن از دل نمی رود۔ وفات ایشان روز دوشنبہ ششم جمادی الآخر ۹۷۵ھ خمس وسبعین وتسعمائۃ واقع شد قضی نحبہ تاریخ است۔ مرقد مبارک در صحن خانقاہ اشرف رحمۃ اللہ علیہ"

(۲۹) سید ابراہیم المعروف بہ سید میان

بن سید غلام محمد بن سید عبدالحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہٗ از مشائخ کبار شہر است نشاۂ فقر بلند داشت۔ ودر زاویۂ خدا پرستی می گذرانید۔ مسجدی وخانقاہے در جوار مرقد پیر سید حسین سید السادات قدس سرہٗ بنا کردہ۔ وشیوۂ نان دہی وخدمت فقرا شعار

---

[1] یکی از خوانین اعظم درگاہے ہمایوں بادشاہ بود از ابتدای جلوس اکبر شاہ تا پنج سال بعہدہ جلیل القدر وکالت وزارت سرفرازی داشتہ بعد ازان معزول شد آخر الامر در ۹۶۸ھ در گجرات بدست مبارک خان افغان شہادت یافت [2] رجوع کن رقم ۵ از ذکر فقراء

خود ساخت مسافرانِ وارد و صادر شہر اکثر در خانقاہ او نزول می کردند۔ و قیقہ از دقائق خدمت گاری بہ قدر امکان فرو نمی گذاشت بستم رمضان ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر و مائۃ و الف بہ رحمت حق پیوست۔ خوابگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۰) شیخ اڈھن معروف شیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہٗ

از فرزندانِ حاجی سالار قنوجی است کہ از کمل اولیاء عصر بود۔ و نسب حاجی سالار منتہی می شود بہ خواجہ عثمان ہرونی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم از ین جہت عشیرہ او را عثمانی گویند۔ شیخ اڈھن از اعاظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است[1] مقتدائے عصر و مفتی شہر بود۔ و در زہد و تقوی و حفظ شرائع و حلِ دقائق طلاب ظاہری و باطنی نظیر نداشت۔ شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب "گلزار ابرار" در ضمن احوال شیخ سالار بدھی می نویسد[2]:۔

"سید صفی جہتی و شیخ بدر الدین سربلندی و شیخ اڈھن بلگرامی از خلفاء شیخ مبارک سندیلہ اند بس سامان عالی و را حوال سامی داشتند۔ اہل روزگار کارہائے دین دو کردار خداشناسی پیوستند روے توجہ و نیاز بہ آستانِ این بزرگواران می آوردہ حل مشکلات دو جہانی از گفتار سراسر گز ارایشان می نمودند"

و صاحب مرآۃ المتدین می آرد:۔

"شیخ اڈھن استاد شہر بود و اکثر مدرسان و مستعدان برائے شاگردی بخدمتش می آمدند۔ حتی کہ ملا محمد خرازی کہ از شاگردان رشید ملا احمد جنیدی بود و قتیکہ در ہندوستان آمد بہ شاگردی شیخ پیوست و بے گفتہ "درویش را کار خلاف شرع آن است کہ پس از کردن پشیمان شود۔ یعنی چرا کارے کند کہ بعد از آن پشیمانی حاصل کند شخصے از شیخ پرسید "افضل ترین مقامات کدام است۔ گفت ملاحظۂ ادب در جمیع اوقات و پیوستہ از صحن خانقاہ بیرون نمی آمد مگر برائے نماز عیدین و امر و نہی در سلسلہ اش ہمین رسم است کہ جانشین از صحن مسجد و خانقاہ بیرون نمی

---

[1] بن حسین بن مین الدین الحسینی النقوی تلمیذ الشیخ سعد الدین الخیر آبادی خرقہ از شیخ سالار بن ہبۃ الدین الکنوہی پوشید و از شیخ نظام الدین الامیٹھوی و شیوخ دیگر استفادہ کردہ در ۹۰۰ھ وفات یافت و در ہبۃ الخواطر ج ۴ رقم ۱۴۴ [2] بن منتجو خلیفہ شیخ بہاء الدین سید عبد الغنی فتح پوری منسوب و شیخ مبارک سندیلوی مریدوی بودند (از گلزار ابرار ۱۲۹-۱۳۰)

آبد آورده اند روز سے حاکم معزول شہر بہ جہت وداع بخدمت شیخ آمدہ دید کہ بدست خود خشت برائے مسجد می سازد۔ حاکم التماس نمود کہ اگر من بحال بمانم این را درست بکنم تا تضییع نہ رسد۔ فرمود چون نیت خیر در دل آوردی بحال خواہی ماند۔ و فاتحہ خواند۔ ہمان روز در مجلس صاحبش کسے ستایش عملش کرد و پروانۂ بحالی برائے او روانہ گردید۔ چون بدو رسید، مردم ملاحظہ کردند تاریخ و وقت ہمان برآمدند کہ شیخ فاتحہ خواندہ بود۔ وقتیکہ ولیعہد حیات سپرد پسر کلان او کہ شیخ عبدالجلیل نام داشت جانشین گشت۔ و در اندک زمانے ازین عالم رفت۔ خلفا در پہلوی قبر پدرش قبر گذاشتند آن قبر از جانب قبر پدر کج شد چنان کہ کسے تواضع بزرگی کند و بعد ازان برادر خوردش کہ شیخ ابوالمعالی نام داشت جانشین شد چون از وار بقا رحلت فرمود در آنجا دفن گردید۔ قبر او نیز تواضع کنان است ہر چند راست می کنند ہمان طور است"

انتہی کلام مرآۃ المبتدین۔

و بعد از شیخ **ابوالمعالی** بہ لام پیش از یا خلف الصدق او شیخ **ابوالمعانی**[1] بہ نون پیش از یا ملقب بہ شیخ الاسلام ثانی بر سجادۂ خلافت نشست بزرگوار بلند مقدار بود و از دولت صوری و معنوی حظی وافر داشت۔ مدتے مسند ارشاد را رونق داد۔ و ابواب ہدایت بر روئے طالبانِ خدا کشاد۔ آخر در صدر حیات فرزند خود شیخ صوفی را بر جائے خود نشاندہ و خرقۂ خلافت آباءِ کرام پوشاند۔ در ختِ سفر بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد کشید و شرفِ زیارت آسودگانِ دہلی نور اللہ مضاجعہم دریافت و حجرۂ عبادتی در مسجد آدینہ اختیار کرد و مدتے اقامت ورزید۔ او کلام اللہ را از بر داشت و از حسنِ الحانش دل مستمع می گداخت۔ یکے از امرائے معتقد تعریف او نزد صاحبقران شاہجہان انار اللہ برہانہ کردہ بہ صحبت پادشاہ رسانید۔ اتفاقاً ایام رمضان بود پادشاہ فرمود آیتے در حق رمضان المبارک باید خواند آیۂ کریمہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ شروع کرد و نوعے بہ آواز دلفریب خواند کہ پادشاہ را رقتے دست داد و استدعاءِ اعادہ نمود۔ نوبت ثانی در قرأت دیگر خواند۔ پادشاہ خیلی محفوظ گشت و قریۂ سیر حاصل از توابع بلگرام کرولی نام حسب الاستدعا شیخ بہ طریق مدد معاش مرحمت فرمود۔ تاریخ

---

[1] نیز رجوع کن تفصیلا۔ ۲۰۳ - ۲۰۴ ۔

Marfat.com

تحریر فرمانِ قریۂ مذکور ۱۰۶۰ھ ستین والف ہجری است ۔

شیخ ابوالمعانی رشید و ودمان خود است۔ محلۂ سکونتِ اجدادش بنام او مشہور شدہ یعنی محلۂ شیخ معانی و آن شرقی محلہ سید واڑہ واقع شدہ۔ مخفی نماند کہ مسجدی کہ شیخ او ہن قدس سرہٗ بنا کردہ بود کتابۂ دروازہ آن کہ در سنگ پیشانی دروازہ نقش کردہ انداین است ؎

در ایامِ جلال الدین محمد اکبر غازی[1] — کہ از معمارِ عدل او عمارت یافتہ دوران

بنا از میرزا حاجی محمد اوزبک گشتہ — عجب دروازہ نوش خم چو طاق ابروے خوبان

گذشتہ نہصد و ہفتاد و ہشت از ہجرت مرسل[1] — کہ گشتہ از در رحمت تمام اندر مہ شعبان

و چون آن مسجد رو بہ شکست آورد در عہد شیخ ابوالمعانی عمارت مسجد تجدید یافت۔ و کتابۂ مسجد مثنی کہ در پیشانی محراب وسط بر لوح سنگی نقش کردہ بودند این است ؎

در زمان شریف شاہجہان — منبع الجود مطلع الاحسان

ساخت میرزا احسن علی دانا — مسجد اسّس علی التقوٰی

از پے سالِ این خجستہ بنا — کردم از پیر عقل استملا

عقل بالفور دُر پاک بسفت — وادخلوا المسجد الحرام بگفت ۱۰۶۶ھ

و بعد مرور ایام عمارت مسجد کہ میرزا احسن علی دانا بنا کردہ بود آن ہم رو بشکست آورد۔ و در سنہ ۱۱۶۶ ست وستین و مائۃ والف نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ[2] وزیر اعظم احمد شاہ[3] فرمانروائے ہندوستان بہ تجدید عمارت مسجد توفیق یافت۔ و مؤلف کتاب بہ استدعاءِ شیخ غلام حسن صاحب سجادہ این قطعۂ تاریخ در سلکِ نظم کشید ؎

در زمانِ جلوس احمد شاہ — زیر فرمان او ملوک جہات

رکن عالی جناب صفدر جنگ — آصفِ عہد بانیِ خیرات

کرد تعمیر خانۂ ایزد — یافت از غیب حسنِ توفیقات

---

[1] ولادت باسعادت سال ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء سریر آرائی از ۹۶۳ھ (بسن چہاردہ سالگی) و وفات ۱۰۱۴ھ ۔

[2] منصور علی خان در ۱۱۶۵ھ وفات یافت ۔ [3] بہاء الدین محمد ابوالنصر احمد شاہ بہادر بن محمد بادشاہ ولادت ۱۱۴۰ھ تخت آرائی ۱۱۶۱ھ عزل و حبس ۱۱۶۷ھ موت بعد بست سال وفات ۱۱۸۶ھ عمر ۴۶ سال ۶ ماہ مدت سلطنت ۶ سال و چند ماہ

[4] ردک: مفتاح التواریخ ۳۳۴/۳۳۵ ۔

Marfat.com

صاحب این مکان غلام حسن　　زیب افزائے مسندِ برکات
گفت تاریخ این بنا آزاد　　مسجد تازہ منزلِ حسنات　　سنہ ۱۱۶۶ھ

شیخ صوفی قدس سرہٗ صاحب عظمت وجلالت بود وقواعد سلسلہ علیہ خود بروجہ احسن نگاہ داشت۔ آوردہ اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلاف واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ نقد از من بطریق قرض گرفتہ اید۔ شیخ شہود طلبید۔ گفت شہود ندارم۔ قسم باید خورد۔ شیخ خاموش ماند و برخاستہ درون خانہ رفت وزیور زوجہ واثاث البیت فروختہ پانصد روپیہ نقد او اساخت۔ افغان زر را قبض کردہ راہِ خود گرفت وبعد مدتے باز آمد ودر قدم شیخ افتاد وعرض کرد کہ من کہ مفلس بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم نمی خورید وزری دہید۔ بدعوی خلاف واقع زر از شما گرفتم۔ وآن را سرمایۂ سود وبہبود خود ساختہ بہ تجارت پرداختم زمانہ موافقت کرد ومرا گنج بسیار بدست آمد وبدولت آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم ومبلغ ہزار روپیہ نقد وبرخی اقمشہ برائے شیخ آورد۔ شیخ دست نزد۔ وفرمود چیزے کہ دادہ باشیم نمی گیریم وبلند تر از اول درین مرتبہ ہمت را کار فرمود۔

برہمنی از بلگرام بلبدر نام کتابی در نورس ہنگار بنام شیخ نوشتہ وآن را صوفی است نام کردہ۔ ودر اوائل کتاب چند دوہہ در مدح شیخ پرداختہ این دو دوہہ از آنجاست ؎

جولی جنکم سادھ رکھ راجا رانا رائی　　تے لچھے سون ہت کرین سو یہ ویت لٹائی

دیگر

کرے کامنان کوت کوئی کہے اپنو حال　　بروے سیئے پلک مین صوفی کلپ تمال

بعد از رحلت او فرزند ارجمندش شیخ عبد الجلیل قدس سرہٗ قائم مقام گردید محرر رسالہ اورا ادراک نمود۔ سرتاپا شریعت وطریقت مجسم بود در عشرۂ ثالث بعد مائۃ الف جہان گذران را وداع نمود وبعد از وپسرش شیخ غلام مشائخ قدس سرہٗ جانشین گشت۔ وبر سجیہ رضیہ گذشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرۂ شیخ اڈہن است روح اللہ ارواحہم والآن شیخ حسن پسر شیخ غلام مشائخ جانشین آبائے کرام واجداد عظام است۔ حضرت حق جل شانہ در عمر ومرتبہ اش بیفزاید۔

Marfat.com

(۳۱) مخدوم محمدؒ رکن الدین بلگرامی قدس سرہٗ

دانائے حقائق کیانی والٰہی است وشناسائے رموز بیدار دلی وآگاہی کمالات معنوی را بافضائل صوری فراہم داشت۔ وشکستہ دلان دردطلب را بہ مومیائی وصل مداوا می کرد۔ آن جناب برادر زادہ حقیقی ومرید وخلیفہ شیخ الہدیہ خیرآبادی است قدس سرہٗ کہ مناقب اورا مؤرخانِ روزگار اجمالاً وتفصیلاً گذارش نمودہ اند۔ میر میران جد مخدوم محمد رکن الدین راوہ خلف رشید بہ وجود آمد میر نصیر الدین ومیر نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدیہ قدس اللہ اسرارہما ہردو برادر اعیانی انداز بطن دختر میر سید جان پدر مخدوم سید علاء الدین صاحب ولایت قصبۂ سندیلہ قدس سرہٗ مخدوم محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است ولادت باسعادتِ او در دارالارشاد خیرآباد واقع شد۔ وہمانجا نشوونما یافت ودستِ ارادت بہ دامن عم بزرگوار قدس سرہٗ زد۔ ومدارج بلند ومعارج ارجمند حاصل کرد۔ تقریب قدوم میمنت لزوم او بہ خطۂ بلگرام این است کہ چون سید عمر بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بخدمت شیخ ابوالفتح خلف الصدق شیخ الہدیہ[1] قدس اللہ اسرارہما مرید گردید۔ وپیوند معنوی باین خاندان کرامت درست کرد۔ چنانچہ از مرآۃ المبتدین کہ تصنیف سید شریف بن سید عمر مشارالیہ است صراحۃً معلوم می شود۔ سید عمر بجناب شیخ ابوالفتح عرض کرد کہ شیوخ وضعفاءِ وطن ما از بعد مسافت کسب فیض حضور نمی توانند کرد یکے از مخدوم زادہا را رخصت بلگرام باید فرمود کہ مردم آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند۔ شیخ ابوالفتح رجوع بہ روحانیت شیخ الہدیہ قدس سرہٗ نمود وبہ رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید۔ لہذا حضرت مخدوم قدس سرہٗ از خیرآباد بہ بلگرام تشریف آورد۔ واین خطہ را از مقدم گرامی بہ فروان برکات معمور ساخت معاصر میر عبدالواحد اکبر صاحب سنابل است قدس سرہٗ در یکے از قبالات شرعیہ مشاہدہ افتاد کہ این عبارت بہ خط مبارک خود ثبت نمود:۔

"اقر المقرون المذکورون بالقسمۃ المسطورۃ فی الصدر عندی کتبہ خویدم العلماء محمد رکن الدین بخطہ"

---

[1] ای سید نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدیہ المتوفی سنہ ۹۹۳ھ ۔

Marfat.com

تاریخ تحریر قبالہ نوزدہم شہر محرم الحرام ۱۰۸۰ھ ثمان والف۔ محل اقامت ایشان در جوار محلہ میدان پورہ در گوشہ شمال و مغرب و مرقد منور در محوطہ محاذی مسجد شریف بزار و متبرک بہ ولدار شد آن جناب حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ جامع علوم شریعت و طریقت بود و ابواب مراوات بروے طالبان می کشود۔ از صغر سن در ظل رافت پدر بزرگوار قدس سرہٗ تربیت یافت و بہ شرف ارادت و خلافت والاسعادت اندوخت و بعد از انتقال والد ماجد رونق افزائے سجادۂ کرامت گردید۔ شبے در عالم رؤیا غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ او را اشارہ فرمود کہ در مقام بہتہ رفتہ از فرزندم عبداللہ جیلانی[1] خرقہ خلافت حاصل کن و شیخ عبداللہ را ہم در معاملہ بالباس خرقہ امر شد۔ حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ حسب الارشاد کرامت بنیاد از بلگرام بہ موضع بہتہ شتافت و خدمت شیخ عبداللہ قدس سرہٗ را دریافت و خرقہ خلافت پوشید۔ و بہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید۔ و بعد چندی بوطن اصلی معاودت نمودہ و بقیہ عمر بہ ہدایت و ارشاد گذرانید و طالبان بسیار را بہ مطلوب رسانید۔ اکنون برخی از ذکر شیخ عبداللہ بہتی قدس سرہٗ املاء وقت می شود۔

شیخ عبداللہ بن سید عمر بن سید حسین جیلی[2] قدس اللہ اسرارہم۔ نسب ایشان بہ دوازدہ واسطہ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ خرقہ از پدر بزرگوار خود پوشید و اکثرے از مشایخ کبار ہندوستان را دریافت و در موضع بہتہ من توابع دہلی طرح اقامت ریخت و بہ رفاقت شیخ سلیم چشتی فتحپوری[3] بہ سفرے رفت و سعادت زیارت حرمین شریفین کرمہما اللہ تعالیٰ اندوخت و عنان جانب ہند عطف نمود و بہ اشارہ شیخ در اجمیر قریب روضہ خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ اربعین کشید۔ و چندی در آن مقام سعادت انجام کسب برکات نمود۔ بہ اشارہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ باز بہ موضع بہتہ عود کردہ رحل اقامت افگند و خلقی

---

[1] کذا فی المطبوع و فی نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۰۶ سید حسن۔ ایضاً رجوع کن خزینۃ الاصفیا ۱۵۳ و سفینۃ الاولیاء رقم ۶۹ ؛ [2] المتوفی ۱۰۳۷ھ و نزہتہ صفحہ ۵ رقم ۵۰۶ ؛ [3] شیخ سلیم چشتی فتحپوری۔ بن بہاؤ الدین از اولاد امجاد فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ (۶۶۸ھ) ولادتش در سال ۸۸۴-۷۹ھ است و وفاتش ۹۷۹ھ واقع شد اخبار الاخیار۔ خزینۃ الاصفیا ۴۳۲ - ۴۳۵ بدایونی ۲۸۱ - ۲۸۲ گنج شکر برائے احوال رجوع آئین اکبری ۳/۲۷۹ ؛

Marfat.com

کثیر را به شرفِ ارادت و ہدایت مخصوص ساخت ہمہ وقت باوضو مستغرق و مراقب می بود۔
جہانگیر بادشاہ بہ سعایت بعض مردم ایشان را از موئے غضب طلب کرد۔ چون روبرو شد
دعائے خواند و سنگریزہ پرتافت۔ پادشاہ پرسید این چہ بود گفت برائے دفع بلیات خواندم۔
بادشاہ را از استماع قول حضرت سید دل نرم شد و بہ تعظیم و توقیر تمام رخصت کرد۔ عمر گرامی
از صد سال متجاوز بود۔ روز جمعہ دہم شہر ربیع الاول ۱۰۳۷ھ سبع و ثلثین والف بہ نزہت گاہ
اخروی خرامید آرام گاہ بہنہ عرس شریف مجمع عظیمی می شود۔

آمدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ فرزند ارجمند آنجناب
مخدوم تاج معین الدّین قدس سرہٗ صدر ارشاد را زیب و زینت بخشید و او والاقدرے
است از بس گذشتگی روح پیمائے مرتبہ احدیت و از کمال سبک روحی بلند پرواز عالم
قدوسیت و رشیوہٗ تقویٰ کامل عیار۔ و در دعوت اسمائیکتائے روزگار و ہر گاہ او بہ کشور باقی انتقال
نمود۔ کوکب آن آسمان شاہ امام الدین قدس سرہٗ در مقام آباد کرام پرتو افگن گردید۔ و عمر گران مایہ
را بہ یاد الٰہی و تلقین اصحاب صرف ساخت و فاتحش در عشرۂ ثانی بعد مائتہ والف واقع شد۔ قبور
سراسر نور این اکابر در جوار مزار مخدوم محمد رکن الدین است۔ و شاہ یٰسٓ قدس سرہٗ نخل برومند حدیقۂ
شاہ امام الدین قدس سرہٗ مسند طراز از آباد کرام و چراغ افروز اجداد عظام است نور مفوی از
جبینش جلوہ افروز بود و عرصہ روزگار از وجودش شرف اندوز۔ مزاجش با تکلف نا آشنا و
سلوکش با ہمہ کس بیک ادا۔ خفا کہ سراپا خلق مجسّم بود و لطف مصور۔ و جوہر ہمتش بس بلند افتادہ
بود فتوح را ذخیرہ نمی ساخت۔ و بہ خبر گیری فقراء وارد و صادر شہرت پرداخت۔ اکابر و
اصاغر شہر سررشتہ نیاز بدست داشتند و مردم شہر و اطراف پیش از حصر بہ سعادت ارادت
بہرہ گرفتند۔ چہارم جمادی الاولیٰ ارسال حال یعنی ۱۱۶۶ھ ست و ستین و مائہ والف بہ نزہتکدہ
قدس خرامید۔ و بیرونِ حریم مخدوم محمد رکن الدین قدس سرہٗ قریب زینہ مدفون گردید محرر
اوراق گوید ؎

شاہ یٰسٓ آیت عرفان — از جہان رفت آن بزرگ سرشت
دوستش پروانہ در انجمنے — گفت تاریخ شمع بزم بہشت ۱۱۶۶ھ

Marfat.com

وخلف الصدق او شاہ محمد حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ در مقام پدر بزرگوار جلوہ نمود و سجادۂ آبائے کرام را بہ تازگی رونق افزود۔ مبدء فیاض جل شانہٗ آن مقبول دلہا را الی یوم القیام زینت بیرائے این مقام دارد۔ بعد ختم کتاب شاہ محمد حافظ ملقب بہ حافظ میان بتاریخ بست و ہشتم ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۳ ثلث و ثلثین و مائہ و الف وامق از خارزار امکان برچید۔ و در باغچہ خود کہ متصل پورۂ حیدر[1] آباد جانب شمال محلہ میدان پورہ است مدفون گردید۔ مولف کتاب گوید ؎

وداع جہان کرد حافظ میان — چراغ بزرگانِ عرفان سرشت
شبے ہاتف غیب تاریخ او — بفرمود او شمع بزم بہشت

(۳۲) شاہ رکن الدین المعروف بہ شاہ اسماعیل اولی

بن مخدوم تاج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس اللہ اسرارہم از عقلاء مجانین است۔ صاحب جذبۂ قوی و نفس گیرا بود۔ ہر چہ بر زبانش می گذشت حکم قضاء مبرم داشت و ہمواره در دلق و ریشانہ مستانہ می گشت۔ و خوارق عادات بسیار از و سر بزد۔ وفاتش بعد مایۂ و الف واقع شد۔ قبرش بیرون محوطۂ مزار مخدوم محمد رکن الدین متصل دیوار شرقی۔

(۳۳) سیّد تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرام ملقب بہ بچ بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بریں وجہ۔ سید تاج الدین حجرہ نشین بن سید طیّب بن سید بدلی بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید محمد بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید المسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔ و مراتب فقر یگانہ می زیست و بہ یاد مولیٰ مشغول بودہ قدم از حجرۂ خود کم بیرون می گذاشت۔ لہذا او را حجرہ نشین می گفتند صاحب مرآۃ المبتدین گذارش می نماید کہ :۔

---

[1] نام محلہ ایست واقع بلگرام ۱۲

Marfat.com

" او در بدایت حال مقید بخواندن بود۔ بہ جہت مطالعۂ کتاب در باغی کہ از شہر دور دست است
می رفت و بہ مطالعہ مشغول می شد۔ در آنجا با فقیری بے قید کہ شیخ پیارے[1] نام داشت اتفاق
ملاقات افتاد۔ آن فقیر او را بہ خود کشید۔ بعد از خواندن باز ماند ولای خوار گشت۔ و مردم بسیار
با و متابعت نمودہ بے قید ولای خوار شدند و بظاہر ملامتی گشتند۔ وے گفتہ پیر یک ہفتہ مارا جائے
بنشاندو فراموش ساخت۔ عوض کردم حق تعالیٰ وحشتِ تنہائی از دوستان خود برداشتہ است۔
چون این کلمہ بشنید گفت کارت تمام شد۔
آوردہ اند شبے در ہوائے گرما با اصحاب خود بیرون شہر برآمد از بسکہ ہوا گرم بود باران
گفت شاید بر نوک این درخت کلان باد ی شد کہ سوزش برطرف کند فی الحال بر پرید و بہ
نوک آن درخت برفت و ساعتے بہ نشست و باز آمد۔ یارانِ او اکثر با ختے شدند و سبب
یاران چند بار چند جا محبوس گشت۔ نزدیک بود کہ علما بہ کشتن او فتوی دہند۔ تا مدتے در حال
وشانش مردم غلو بسیار داشتند۔ و غوغائے خرق عادت در عوام افتاد۔ و خواص بر الحاد نسبت
کردند۔ رفتہ رفتہ غوغائے مردم تسکین یافت و او از آن حالت فرود آمد۔ درین وقت آن فقیر
مرشد بے قید را بسیار پائید نیافت" انتہی کلام مرأۃ البتہ ین۔

قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محلہ میدان پورہ نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدر
آباد است۔

(۳۴) سید قاسم اسرار قدس سرہٗ

از مریدان سید تاج الدین حجرہ نشین بلگرامی و از قبیلہ سادات بخاری الاصل بلگرام است
کہ محلہ ایشان جانب شرقی محلہ سیدوارہ واقع شدہ۔ پیر روشن ضمیر میخانۂ عرفان بود۔ و بہ ارادت
طریق و ادارت رحیق اشتغال داشت۔ مخموران بسیار بہ قدح گردانی او دماغ رساندند و دامن
از غبار خودی افشاندند۔ سید تاج الدین فرمود۔ "قاسم اسرار مرأۃ این ملک است" راقم

---

[1] مرید سید یداللہ نبیرہ میر سید محمد گیسو دراز دوتریت یافتہ شیخ محمد از گیسو دراز ۸۲۵ھ
تقصار ۱۶۱ و اخبار الاخیار ۱۷۲ ؛

Marfat.com

الحروف گوید کلام سید تاج الدین بر دو تیرهٔ کلام سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ واقع شدہ کہ دربارهٔ شیخ سراجدین عثمان اودھی بنگالی[1] فرمود۔

"عثمان آئینہ ہندوستان است" فرق ہمین کہ بر زبان سلطان المشائخ قدس سرہٗ لفظ ہندوستان جاری شد۔ ہندوستان شامل جمیع ممالک ہند است۔ و بر زبان سید تاج الدین قدس سرہٗ این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد کہ مراد مجموع ملک ہندوستان باشد و احتمال دارد کہ مراد بعض قریب نسبت بوطن متکلم باشد بہ قرینهٔ کلمہ این کہ موضوع برائے اشارهٔ قریب است ظاہر مراد ثانی است چہ سلسلہ شیخ عثمان قدس سرہٗ در اقطار ہند شائع است و سلسلہ سید قاسم اسرار شیوعی ندارد۔ و معنی قول سلطان المشائخ عثمان آئینہ ہندوستان است تواند بود کہ کشف اسرار عالم ملک و ملکوت در ہندوستان از وجود مصفای مجلای شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم و آئینہ اسکندر کہ بعضے اسرار این عالم از آنہا منکشف می شد با آنکہ حضرت حق جل و علا را در ہر ملکی و ولایتی از وجود اولیائے خود آئینہ ایست کہ جمال باکمال خود در آن آئینہ مشاہدہ می کند و خود را در آن مظہر بہ تجلی خاص جلوہ می دہد و در کشور ہندوستان آئینہ از وجود شیخ عثمان است واللہ اعلم۔

صاحب مرآۃ المبتدین گزارش می نماید :۔

"سید تاج الدین اکثر طالبان حق را بہ سید قاسم اسرار حوالہ می نمود ہر کہ احتیاج دین یا دنیا باو ظاہر می کرد اشارہ بہ سید قاسم می نمود۔ در مرض موت باو گفت جلئے شما غرب روضہ شمس آباد کہ بلندی است از خدا مقرر شدہ نہ ہراسید از غیب عمارت و مادهٔ توکل بہم خواہد رسید۔ بعد موت او سید قاسم آنجا رفتہ بہ نشست و دو سہ ماہ نگذشتہ بود کہ

---

[1] المتوفی ۷۵۸ھ کہ مرید سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است و کتب درسیہ را بہ شیخ فخر الدین زرادی (م ۷۲۸ھ ۱۳۲۶م) تحصیل کرد و بعضے کتب صرف و فقہ از مولانا رکن الدین تحقیق کرد رسالہ عثمانیہ کہ مشہور بہ "زرادی" است در علم صرف شیخ فخر آن را برائے شیخ عثمان تالیف کردہ بود گفتہ اند کہ کتاب میزان الصرف کہ رسالہ در علم صرف است و از تالیفات شیخ عثمان اودھی است (اخبار الاخیار ۸۶ - ۸۷ و الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ۲۴ و نگر مولانا عبد الحی لکھنوی فرنگی محل در ذیل الفوائد البہیہ ۲۰۱ ذکر کردہ کہ این رسالہ از تالیفات محمد بن مصطفی بن الحاج حسن (م ۹۱۱ھ) است واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

دولتمندی را بآن طرف گذر آفتاد و مسجد و خانقاه و جاده و سوضه و باغ آنجا ساخت و وظیفه معین گردانید" انتهی.

سید العارفین میر شاه لدها قدس سرہٗ می فرمود۔ از خاک سید قاسم بوی عرفان می آید و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود۔ سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گویا پرتو سید قاسم انوار[1] بر ساخت احوالش تافته قاسم اسرار گردیده و می فرمود وقتے دیوان او را در مستقر الخلافہ آگرہ دیده بودم اما نسخہ دیوان در بلگرام مفقود است. آرامگاہش شمس آباد من توابع قنوج۔

(۳۵) سیّد عمر بلگرامی قدس سرہٗ

از نژاد سید محمد صغری است برین طریق سیّد عمر بن سید بدر الدین عرف سید بدے بن سید ابراہیم بن سید پیارہ بن سید حسن بن سید محمود عرف بڈھن بن سید بدہ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔ سید بدر الدین عرف سید بدے پدر سید عمر جد القبیلہ یکے از قبائل اربعۂ محلۂ سید وارہ است و در سنہ ۹۸۶ سبع وثمانین وتسعمائۃ دامن از غبار ہستی افشاند و سید عمر از تلامذۂ خاص سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود۔ مدتہا در حلقۂ درس آنجناب تلمذ نمود و سرمایۂ علوم ظاہر و باطن برداشت و دست بیعت بہ شیخ ابو الفتح[2] فرزند و صاحب سجادہ شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ اسرارہما داد و مدتہا خدمت شیخ کرد و در ریاضتہا کشید۔ و بہ وطن مالوف باز گشت و در گوشہ خدا پرستی عمر فنا ساخت قبرش در موضع چاندپور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقد او گنبدی

---

[1] سید قاسم انوار سید معین الدین علی بن نصیر بارون بن ابو القاسم حسین سرابی تبریزی معروف بہ شاہ قاسم، قاسمی یا قاسم انوار (۸۳۵ھ/۱۴۳۲ء - ۹۳۵ھ/۱۵۲۸ء) سلسلہ او بہ شیخ صدر الدین اردبیلی (——) میرسد اصلش از آذربیجان است و مرقدش در شہر جام است تاریخ وفات ایشان چنین نوشتہ شد:۔ سال ترحیل آن ملازم خلد۔ گفت قاسم بخلد قائم خلد۔ مقدمہ کلیات قاسم انوار از آقا سعید نفیسی تہران ۱۳۳۷ھ ش ورک: مفتاح التواریخ ۱۴) ۱۲ [2] الرضوی الخیر آبادی از نسل بیت امام موسیٰ الرضا (۲۰۳ھ) تلمیذ والد خود نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدیہ (۹۹۳ھ) نیز از شیخ حاتم سنبھلی (۹۶۸-۹۶۹ھ) تحصیل نمود۔ تالیفات شیخ غزوات علم او شاہد اند و فاتش در سال ۱۰۰۹ھ است (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۴۵ بدایونی در ضمنی احوال شیخ الہدیہ ۲۸۷)

Marfat.com

تعمیر کردہ اندر رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۶) سیّد شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ اسرارہما تحصیل علمی بخدمت والد خود نمود و بطریق پدر گرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ زد و خرقۂ خلافت پوشید و از حقائق و معارف حظی وافر برگرفت و رخصت انصراف یافتہ در وطن اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ مبدأ اصلی بربست۔ و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نسخہ مرأۃ المبتدین در احوال مشائخ ہند کتابی متوسط مفید نوشت۔ و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کوشش موفور بجا آورد۔ و از راہ ہضم نفس خود کتاب را بہ مرأۃ المبتدین موسوم ساخت شکر اللہ سعیہ۔

(۳۷) سیّد کرم اللہ

از احفاد سید محمود اکبر بلگرامی است کہ سابقا ذکر یافت برین نہج۔ سید کرم اللہ بن سید لطف اللہ بن سید حسن بن سید نوح المعروف بہ سید پیارہ بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ و از ینہا ذکر سید حسن در سلک فضلا می آید۔ سید کرم اللہ بزرگ عہد و عمدۂ عصر و متخلق بہ اخلاق الٰہی بود و در حدود سنہ ۱۰۵۱ھ احدی و خمسین والف بہ حکومت سہانپور بور یا از طرف سید محمد کہ از سادات بارہہ و نوکران شاہجہان بادشاہ بود قیام داشت و آخر حال بدرگاہ شاہزادہ محمد شجاع بن شاہجہان پادشاہ بسر می برد شاہزادہ بغایت تکریم و تبجیل می کرد و بعد برہم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانہ نشین شد و اوقات گرامی بہ طاعت و ریاضت معمور می داشت۔ و دوازدہم رجب المرجب سنہ ۱۰۷۳ ثلث و سبعین والف دل از جہان فانی برگرفت۔ برطبق وصیت او قبر او را باز مین ہموار کردند و از آثار خیر اوست مسجد در وسط محلہ میدان پورہ و بعد از مدتے سال تعمیر آن بہ خط خاص سید کرم اللہ در کاغذہائے کہنہ سنہ ۱۰۷۱ھ احدی و سبعین والف بر آمد۔ و محرّر برائے حفظ سنہ این قطعہ تاریخ در سلک نظم کشید ؎

Marfat.com

کرم اللہ سید عالی زبدۂ دودمانِ آل عبا
مسجدی ساخت از صفا معمور کرد بنیاد او علی التقوی
مد بنی مسجدا لوجہ اللہ کان مثواہ جنت المأوی
ہاتفی گفت سال تاریخش کرد تعمیر مسجد زیبا

(۳۸) سیّد عبد النبی

بن میر سید طیّب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم وارث کمالات ابوین وجامع فضائل نشاتین بود سیما در فروع حنفیہ ید طولیٰ داشت و ہموارہ بہ افادۂ قال و افاضۂ حال می پرداخت۔ مستفید از خدمت پدر والا گہر خود است و خلافت از جناب میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ نیز داشت۔ ملاقات او با سلطان اورنگ زیب عالمگیر اتار اللہ برہانہ واقع شد۔ سلطان اعزاز و اکرام تمام بجا آورد و موازی صد بیگہ زمین از بلگرام بہ مدد معاش مقرر فرمود۔ وفاتش در ۱۰۹۴ھ اربع وتسعین والف خوابگاہش بلگرام۔ مرشد مجتہد زمان تاریخ یافتہ اند۔ ذکر فرزند ارجمندش میر سید مربی بعد ازین می آید انشاء اللہ تعالیٰ و در ترجمہ سید عبد النبی نام میر سید محمد قدس سرہٗ نوازش سامعہ پرداخت و من مخمور را سرخوش کیفیتی ساخت چہ سلسلہ فقیر بواسطۂ سید العارفین بہ میر سید احمد خلف الصدق میر سید محمد قدس اللہ اسرارہم می رسد۔ لاجرم مناقب این دودمان قدسی مجملاً بر صفحۂ نیاز می نگارم و منتی عظیم بر کام و زبان می گذارم۔

(۳۹) میر سیّد محمد الترمذی الکالپوی قدس سرہٗ

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترمذ است آبا کرام در مقام جالندھر من توابع لاہور سکونت داشتہ اند والد ماجد آن جناب میر ابو سعید[1] بہ تصاریف روزگار از وطن مالوف

---

[1] بن سید راجو الحسینی الکالپوی و شعوانشا را از مشاہیر بود و اصل او از بلدۃ چندیری بود۔ نقل مکانی کردہ اقامت در کالپی اختیار کرد و مخمسات او بکثرت و مشہور اند بسال ۹۶۶ھ وفات یافت (زبدۃ الخواطر ج ۴ رقم ۶۱ ص منگلش ۱۲ ۱۰)

Marfat.com

برآمده در دارالولایت کالپی طرح اقامت ریختند۔ حضرت میر سید محمد قدس سرہٗ در عنفوان تحصیل بخدمت شیخ یونس[1] نوراللہ مضجعہ کہ عالم عامل و محدث کامل بودند تلمذ کردند۔ و تا مطول تفتازانی نزد شیخ گذرانیدند۔ و اجازت حدیث فرا گرفتند۔ شیخ یونس در حفظ شریعت غرا بسیار می کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی سر تا پائے ایشان را فرو گرفت۔ و تتمہ کتب تحصیلی قدرے پیش مولانا عمر جاجموی[2] روح اللہ روحہ و اکثرے در حلقۂ درس شیخ جمال اولیا کوروی[3] قدس سرہٗ گذرانیدند۔ و در فضیلت صوری رتبۂ بلند حاصل کردند و فاتحہ فراغ از شیخ جمال اولیا قدس سرہٗ گرفتند۔ و ہم حضرت شیخ در طریقۂ علیۂ چشتیہ بیعت کردند۔ و اجازت سلاسل قادریہ و سہروردیہ و مداریہ یافتند۔ حضرت شیخ ایشان را بہ عنایات خاص الخاص نواختند۔ و امانتی کہ از مشائخ سلاسل اربعہ فرا رسیدہ بود ہمہ را تسلیم نمودند حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سرہٗ از کورہ در کالپی آمدہ پائے اقامت افشردند و بیاد رب الارباب و تلقین اصحاب مشغول گردیدند۔ و بمراتب معدودہ از کالپی برآمدند یک مرتبہ سفر جالندھر پیش آمد بہ ارادۂ این کہ در آنجا رفتہ با دختر عشیرہ کد خدا شوند۔ چون بہ اکبر آباد رسیدند با امیر ابوالعلا

---

[1] بن ابی یونس الحسینی الکروی۔ از کبار علمائے ہند بود ایام زندگی را در تدریس فقہ و حدیث صرف کرد و وطن مالوف را ترک کردہ در کالپی اقامت گزید (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۷۵۹)

[2] بن ابو عمر الحنفی۔ در فقہ و اصول امتیاز حاصل کرد میر سید ترمذی و دیگر شیوخ بروی تلمذ کردند (نزہۃ الخواطر ج نہم رقم ۳۸۵) ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

[3] بن مخدوم جہانیاں بن بہاء الدین بن سالار عالم (بن بہبہ الدین ۹۴۷) در فقہ و اصول فقہ و علم عربیہ از مشاہیر و کبار علماء بود بعد اخذ علم از والد خود و قاضی ضیاء الدین بن سلیمان (۹۸۹) عثمانی نیوتنی تلمیذ قاضی وجیہ الدین گجراتی (۹۷۸ھ سنہ ۱۵۷۰ء) را ملازم گرفت و از ایشان فاتحہ فراغت خواندہ بسوئے وطن مالوف عود کرد سید محمد ترمذی و شیوخ کبار از تلامذہ وی ہستند در سنہ ۱۰۴۷ھ وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۱۶۱، مکتوبات شیخ محمد افضل العباسی الالہ آبادی) وجد اعلی وی شیخ سالار تلمیذ شیخ یعقوب السوسی و شیخ شمس الحق جونپوری (سنہ ۹۵۰ھ) بود و شیخ سالار لبس خرقہ از شیخ بہاء الدین جونپوری (سنہ ۹۱۱ھ) کرد (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۱۴) ۱۲ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

Marfat.com

احراری قدس سرہٗ ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس نشستہ حضرت امیر را عادت بود کہ
از یشان قہقہہ اکثر سر بر میزد بہ خاطر حضرت سید راہ یافت کہ درویش و قہقہہ این چہ آئین
است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان نگاہی کردند و ارشاد نمودند مولانائے
روم فرمودہ ؎

بر بیضۂ دل باش ہان مانند مرغ پاسبان کز بیضۂ دل زاید ت مستی و شور و قہقہہ

بعد ازان بر زبان مبارک آوردند قہقہۂ ما از ینجاست قریب بود کہ در بدن حضرت
سیّد رعشہ افتد بہ زور تشرع خود سا نگاہ داشتند در جوع ناکردہ متوجہ جالندھر شدند۔
و وقت معاودت در ہر منزل حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہٗ می دیدند کہ پالکی سواری
ایشان را جانب خود می کشد ناگزیر بعد رسیدن اکبر آباد التماس طریقۂ علیۂ نقشبندیہ
نمودند۔ حضرت امیر باکمال التفات طریقہ را تلقین فرمودند حضرت سید بہ کالپی آمد سالہا
بآن مشغولی نمودند و بعد دہ سال بار دیگر بہ خدمت امیر قدس سرہ رسیدند و چہار ماہ در صحبت
اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جملہ اسفار دالاسفر اجمیر است کہ بہ کشش
خواجہ بزرگ قدس سرہٗ ضرور افتاد۔ درین سفر خلف الصدق ایشان میر سید احمد قدس
سرہٗ در رکاب سعادت بودند روز وصول اجمیر بہادر خان[۱] کنبو ناظم آنجا بیرون شہر باستقبال
برآمد و لوازم خدمت باکمال نیازمندی بہ تقدیم رساند۔ ہشت روز دران مکان فردوس

---

[۱] بن ابی الوفا بن عبد السلام بن عبد الملک بن عبد الباسط بن تقی الدین الکرمانی الحسینی الاکبر آبادی از مشائخ
کبار و رہند بود نسب پدری او بہ امام زین العابدین و نسب مادری بہ خواجہ احرار متصل مے شود بدین وجہ
او را احراری گویند جدّ دوم خواجہ عبد السلام از سمرقند وارد ہند شد و تولد امیر در ۹۹۰ھ در مزایلہ قریب
لاہور وقوع پذیر شد خواجہ عبد السلام در فتحپور سیکری طرح اقامت انداخت امیر ابی العلاء بعد از وفات
پدر و جدّ در خدمت خواجہ فیض بن ابو الفیض بن عبد اللہ بن عبید اللہ احرار و جد مادری خود تربیت یافت
و در عہد اکبر شاہ تیموری منصب سہ ہزاری و دیگر اعزاز حاصل کرد۔ بالآخر ترک منصب کرد و بر مزار شیخ معین الدین السنجری (۶۳۳ھ)
اعتکاف کرد و طریقہ ابو العلائیہ شہرت دارد و از ایشان کبار مشائخ فیض حاصل کردند امیر در ۱۱۰۶ھ وفات یافت
و در شمالی مدینہ آگرہ مدفون شد و برائے تفصیل اجوع کن تحفۃ العارفین حیات اللہ احراری و مفتاح التواریخ ۲۵۸-۲۵۷
و نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۴۱۲ ؛ ۲ بہادر خان کنبو از منصب داران عالمگیری بود در عہد شاہجہان پانصدی و
پانصد سوار بود۔ شاہجہان نامہ ص ۷۶۴ ج ۳۰

Marfat.com

نشان توقف کردند۔ ہر روز اول و آخر وقت با صوفیان بہ زیارت مرقد مبارک می رفتند و گرد قبر مطہر مراقب می نشستند۔ صاحب معارج الولایہ[1] در ترجمہ آن جناب می نگارد کہ :۔

"چون او بہ زیارت خواجہ بزرگ مشرف گشت اندک بیہوشی او را دست داد۔ حضرت خواجہ بزرگ دران زمان دو تا برگ تنبول بوی عنایت فرمودند۔ چون بہ افاقت آمد آن دو تا برگ تنبول در دست داشت۔ و بیتوقت نیز درون روضہ متبرکہ کرد و با روح آن حضرت ملاقات حاصل نمود۔ و بسا انوار و اسرار استفادہ کرد۔" انتہیٰ۔

حضرت سید دوام دلی بریان و دیدۂ گریان داشتہ اند در ہر مجلس یک رومال یا دو رومال از اشک جاری تر می شد و بست و شش سال از اواخر عمر علی الاتصال صائم بودہ اند اگر عارضۂ جسمانی لاحق می شد دوا وقت شب استعمال می کردند۔ اطبا ہر چند عرض می کردند کہ استعمال دوا وقت صبح انفع است در جواب می فرمودند کہ صحت و بیماری در دست مشیت باری ست اگر او سبحانہ و تعالیٰ صحت خواستہ است استعمال دوا وقت شب ہم نافع خواہد شد۔ پس چہ الذت صوم را برباد دہم۔ و در ایام منہیۂ شرعیہ غیر از یک بیرہ پان تناول نمی فرمودند۔ و آئین والا بود کہ در مجلس تلقین لفظ مبارک اللہ بشوق و جاذبہ تمام بر زبان شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربودند۔ وقتے پسر چار پنج سالۂ ایشان کہ بہ غایت مقبول بود فوت کرد۔ تا سہ روز لب بہ اظہار آن کلمۂ شریفہ نہ کشادند۔ تا درد و غم فوت پسر بہ محبت آلہی تعالیٰ شانہٗ ممزوج نہ گردد۔

حضرت سید در اواخر عمر عیسوی الشہد بودہ اند۔ و در مقام قطبیت کبریٰ متمکن و عیسوی الشہد بودن عبارت ازین ست کہ چنانچہ احیا و اموات از عیسیٰ علیہ السلام واقع شد احیاء قلوب ازین شخص واقع می شد۔

شیخ کمال افسری قدس سرہٗ[2] کہ از جملہ خلفاء خاص حضرت سید و کبراء راہ دین است

---

[1] تذکرہ است در بیان مشائخ ہندوستان تالیف عبد اللہ خویشگی فوت و تذکرہ نویسی ۴۶، بحوالہ اسنوی ج ۱ ص ۱۱۱) [2] رک : رقم ۳۹ ذکر فضلاء ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

وبختاورخان[1] نام اورا درتاریخ مراۃ العالم درمحل شعراذکر کردہ درمثنوی راح وریحان درمدح حضرت باین مقام اشارہ می کند ومیگوید ؎

دمِ عیسٰی اگر احیاءِ گل گردد — دمِ جان بخشِ او احیاءِ دل کردد
بود بر صبح روشن کار این دم — کز استادانِ این کار است او ہم

ازمصنفات شریفہ تفسیر سورۂ فاتحہ ورواح بہ عبارت عربی ورسالہ تحقیق روح و اسرار التوحید وارشاد السالکین ورسالۃ الفنا وعقائد صوفیہ ورسالہ عمل ومعمول ورسالۂ واردات دران وقت کہ علماء ظاہر بررسالۂ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ ہنگامہ برپا کردند وسلطان اورنگ زیب انا راللہ برہانہ را رسانیدند کہ این رسالہ سخنان مخالف شرع شریف دارد وسلطان حکم فرمود کہ درویشان قلمرو پادشاہی را در معسکر سلطانی احضار نمایند واز مقالہ ہرکدام استعلام نمایند۔ شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ از رسالۂ واردات اندیشیدند کہ درغلبۂ حالات رقم زدۂ کلک ارشاد گردیدہ ہرچند دل شیخ قدس سرہٗ نمی خواست کہ بشویند لکن دران ایام کہ آتش فتنہ سخت مشتعل بود نگاہ داشتن

---

[1] بختاورخان عالمگیری۔ از خاصہ عالمگیری بود۔ عالمگیر بصلۂ خدمت اورا بہ منصب یک ہزاری مشرف ساخت او در فن تاریخ وسیر وانشا فاضل وماہر بود۔ تاریخ "مرأۃ العالم" از آثار او مشہور است بر عجائب وغرائب مشتمل۔ علاوہ ازیں منتخب[2] مجموعہ است کہ در آن حدیقۂ سنائی وحکیم سنائی ۵۴۵ھ کلیات عطار (فریدالدین ۶۲۷ھ) ومنتخب مثنوی معنوی مولانا روم (۶۷۱ھ) را یک جا مرتب کردہ۔ نیز مختصر[3] تاریخ ہزاری (تصنیف احمد بن نصرالله تتوی) وریاض الاولیاء فی تاریخ المشائخ وبیاض[4] کہ در آن شواذ وشوارد جمع کردہ از دیاد گار اند۔ فی الجملہ بختاور از فضلاء بود کہ چند علماء ومشائخ باسم ایشان کتابہا نوشتہ: (۱) کتاب فی فقہ الحنفیہ از قاضی ابوبکر اکبرآبادی کہ بہ اسم خان مرتب کردہ (۲) خلاصۃ الخانیہ تالیف ملا محمد نافع اکبرآبادی (۳) ہمدم بخت تالیف حکیم عبداللہ اکبرآبادی سنہ تالیف ۱۰۹۳ھ است خان مزبور ۱۰۹۶ھ در سرزمین دکن وفات یافت عالمگیر جنازہ وی بر کابل خود حمل کرد۔ درک: نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲۴ بحوالہ مآثر عالمگیری ۱۲

[2] شیخ محمد افضل الہ آبادی (تولد ۱۰۳۸ھ وفات ۱۱۲۴ھ = ۱۷۱۲ء) بن عبدالرحمان العباسی السیدپوری علوم متداولہ پیش علماء وقت تحقیق کرد وآخر الامر مرید سید محمد کالپوی مزبور شدہ اجازت یافت از تالیفات وی (۱) شرح الفصوص علی وفق النصوص (۲) شرح المثنوی المعنوی (۳) شرح رسالۂ تسویہ للشیخ محب اللہ الہ آبادی (۱۰۵۸ھ) وشرح رسالۃ الفنا لشیخ محمد ترمذی وغیر آنہا مشہور اند ومکاتیب وی ومسلوک معروف شیخ کمال الدین فرزند شیخ محمد افضل ۱۲۴۷ ومفتاح التواریخ ۲۹۷ وبرائے تفصیل رک: تذکرہ علمائے ہند ۱۸۱-۱۸۲ نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۵۲۴ عبد۔ بنگش ۲۷۳-

[3] تلمیذ مفتی جاراللہ الہ آبادی را بر مسلم الثبوت شرح است بہتر وجامع ۱۲ ⁘ ⁘ ⁘

Marfat.com

ہم مصلحت نمی دیدند۔ لاجرم آب در ظرفِ کلان چوبین پر کردہ آن رسالہ چہار ورقی را انداختند کہ چون کاغذ کالپی در آب زود متلاشی می گردد خود بہ خود محو خواہد شد۔ غرض شیخ این کہ بدست خود را زالۂ خط سعی نہ کردہ باشند تمام شب در آب بود۔ و سہ قے و سطرے محو نہ شد۔ چوں صبح این حال مشاہدہ نمودہ بخاطر آوردند کہ مرضی حضرت سید قدس سرہٗ آن است کہ این رسالہ باشد خشک کردہ نگاہ داشتند۔ شیخ محمد یحییٰ[1] الہ آبادی قدس سرہٗ در کتاب اعلام الانام می گوید:۔

"من آن رسالہ را بعینہا با رسائلِ دیگر از تصانیف حضرت سید قدس سرہٗ یک جا جلد کردہ حرزِ جان و ایمانِ خود دارم۔"

وصال اقدس بست و ششم شعبان روز شنبہ ۱۱۴۱ھ احدی و سبعین والف واقع شدہ۔ آسایش گاہ کالپی را قم الحروف گوید:۔

غوثِ عالم یگانۂ آفاق — میر سید محمد ذی شان
گفت تاریخ رحلتش آزاد — رفت قطب زمان بسوئے جنان
۱۱۴۱ھ

(۴۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکالپوی قدس اللہ اسرارہما

وارث ولایت محمدیہ و حاملِ رایت احمدیہ اند۔ از عنفوان نشو و نما فروغ رشد و نورِ ولایت از جبین ہمایون می تافت۔ مبدءِ فیاض تعالیٰ شانہٗ جمال صوری و کمال معنوی ہر دو باہم ارزانی داشتہ۔ و جمیع صفات رضیہ و سمات مرضیہ سیما شیمۂ بذل و ایثار و مروت و عنصر لطیف و ولیت گذاشتہ۔ ابتدا از حال دامن سعی و اکتسابِ دانشِ صوری برزدند۔

---

[1] شیخ محمد یحییٰ بن شیخ امین العباسی الہ آبادی المعروف بہ حزب اللہ از نحول علمائے بلدہ ولادت ۱۰۸۰ھ و وفات سنہ ۱۱۴۲ھ ۱۷۳۱ء است و وی برادر زادہ و داماد و خلیفہ شیخ محمد افضل الہ آبادی است کتب و رسائل بسیار تصنیف کردہ اند از انجملہ مذکورۃ الذیل کتب و رسائل مشہور و معروف اند آن مکاتیب در چہار جلد در اظہار حقیقت تصوف۔ ۲۔ ماخذ الاعتقاد (عربی در شان صحابہ) ۳۔ غاثۃ القاری فی شرح ثلاثیات البخاری (عربی) (۴) اخراج الخبایا فی شرح الوصایا (یعنی وصایا شیخ عبد الخالق نجد وانی) (۵) بسط الکلام فی وفیات الاعلام (ای اعلام الانام) (۶) و شرح "رسالہ بکیہ" درک: تذکرہ علمائے ہند ۵۸-۵۹ نزہۃ الخواطر ج ۷ رقم ۷۷ مفتاح التواریخ ۳۱۴ و ذیل الوفیات بحوالہ نزہۃ الخواطر) ۱۲

Marfat.com

وچندی نزد والد ماجد قدس سرہٗ تحصیل نمودند۔ واز حسامی اصول تا تفسیر بیضاوی نزد شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ گذرانیدند۔ ودست بیعت بہ حضرت والد قدس سرہٗ دادند۔ و طریقۂ محمدیہ را بہ کمال اعتنا ورزیدند۔ ودر عمر بست وچہار سالگی بر مسند حضرت والد قدس سرہٗ نشستند۔ ومجلس ارشاد وتلقین گرم ساختند حق تعالیٰ حظی وافر از اعتبار واشتہار ارزانی فرمود۔ وسدۂ سنیہ را قبلۂ حاجات وضیع وشریف ساخت۔ باوصف این دقیقہ از دقائق فقر وانکساری فرو نمی گذاشتند۔ چون آفتاب عالم تاب پرتو التفات بر ہمہ کس یکسان داشتند۔ حضرت والد را درباۂ ایشان کمال عنایت بود فرمودند محمد واحمد یکے است۔ ونیز روزے کہ از مزار فائض الانوار خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سرہٗ رخصت شدند۔ فرمودند حضرت خواجہ قدس سرہٗ ما را رخصت کردند۔ ودستار بر سر سید احمد بستند۔ وفرمودند کہ مجلس چشت گرم سازد۔ ازین جا است کہ آنجناب بہ سماع میل تمام داشتند۔ وباوصف احتراز حضرت والد قدس سرہٗ در حین حیات ایشان بہ سماع وسرود علانیہ می پرداختند وبعد انتقال حضرت والد در ایام عرس شریف ہم مجلس سماع آراستند۔ شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ این خبر شنیدہ از الہ آباد نامہ وپیام فرستادند کہ آمدن من در ایام عرس محال شد کہ موافقت یاران نہ توانم۔ وخلاف یاران ہم نہ توانم کرد۔ حضرت قدس سرہٗ در جواب وی نامہ پیہم نوشتند وبہ تاکید تمام طلب داشتند۔ شیخ محمد افضل بعد وصول نامۂ اخیر بہ کالپی تشریف بردند حضرت بعد قدوم ایشان۔ سرود موقوف کردند۔ اما تا سہ روز طعام نہ خوردند۔ ودرین روزہا ہر مرتبہ کہ با شیخ ملاقات می شد از دست ناصحان ومریدان حضرت والد قدس سرہٗ کہ در باب سماع ہنگامۂ ملامت گرم ساختہ بودند شکایت می کردند۔ آخر الامر روز سیوم ہمان شکایت سر کردند۔ شیخ در تسلیہ مبالغہ بہ کار بردند۔ تا آنکہ وقتِ نماز عصر رسید نماز را ادا نمودہ باز بر سر ہمان گفتگو رفتند۔ وبعد نماز مغرب نیز آن سلسلہ انقطاع نہ پذیرفت خدمت شیخ علاج مختصر دران دیدند کہ پرسیدند۔ قوالان کجا اند۔ آنہا گفتند حاضریم فرمود۔ چرا بہ کار خود مشغول نمی شوید۔ قوالان اجازت یافتہ سرگرم کار شدند وخاطر حضرت شاد گردید فرمودند۔ میان جیو؟ من ہم سرود بکنم۔ رومال و تسبیح بدست گرفتہ ایستادند ولفظ مبارک اللہ بر زبان آوردند۔ در حاضران اثرے عظیم کرد

Marfat.com

جمعی بے خود افتادند و حضرت شیخ قوالان را اجازت دادہ خود از مجلس برآمدند۔

مخفی نماند کہ میر سید احمد قدس سرہٗ شیخ محمد افضل الہ آبادی را از ایام صغر سن میاں جیو می گفتند۔ قوتِ تاثیر توجہ حضرت قدس سرہٗ کالشمس فی رابعۃ النہار داشتہا دارد۔ بر ہر معتقد و منکر کہ توجہ می فرمودند فی الفور از خود می رفت۔

شخصے بہ خدمت حضرت آمد و گفت سختے دلِ من بجائے رسیدہ کہ در فوت مادر و پدر و زن و فرزند گریہ نہ کردہ ام۔ ترا نشان می دہند کہ مردم را در گریہ می آری بر من ہم توجہی بکن۔ حضرت ہر دو دست او را بہ ہر دو دستِ خود محکم گرفتہ بہ جنبانیدند۔ دو سہ بار بہ وحشت تمام بہ گفتند۔ نخواہی گریست؟ بار سیوم سر دادند۔ آن شخص بر زمین افتادہ ہائے ہائے می گفت و زار زار می گریست۔ بعد دیرے بہ افاقہ آمد و مرید شد۔

یکے از مخلصان جامہ دوختہ بر سبیل نیاز آورد۔ و الحاح کرد کہ بہ لبس آن نوازش فرمایند۔ وقت نماز جمعہ ہمان جامہ پوشیدہ متوجہ نماز شدند۔ بعد ادائے نماز شخصے کہ دم تشرع می زد بر طول آستین اعتراض کرد۔ آستین خود را بدستِ او دادند و آستین او را بدستِ خود گرفتند۔ در آستینِ او آن قدرے زیارت فاحش نمودار شد کہ باعث انفعالِ او گردید۔ و آستینِ ایشان تا بندِ دست بود۔ و در طبقات شعرانی[1] آوردہ :۔

---

[1] رجوع کن الطبقات الکبریٰ للعارف الشعرانی ج ۱ ص ۲۔ والشعرانی از علماء مائۂ عاشرہ است۔ اسمش بتمامہ ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری (۸۹۸-۹۷۳) است و او را شعرانی نیز خوانند و آن نسبت است بہ "ساقیہ ابی شعرۃ" مصر از علماء متصوفین است و در علم تصوف و تراجم صوفیہ متعدد کتب تالیف کردہ تصوف و اہل تصوف را حمایت کرد و من جملہ آنہا باسم الطبقات و کتب نوشتہ الکبریٰ و الوسطیٰ اسم اولیٰ "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" است و الثانی لواقح الانوار القدسیہ فی مناقب العلماء و الصوفیہ" است و الشعرانی از حامیان ابن عربی بود و در حمایت شیخ "الکبریت الاحمر فی علوم الشیخ الاکبر" کتاب تالیف کرد و نیز کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر۔ ط، و بدنی است علاوہ کتب مزبور شعرانی را در ج ذیل کتب معروف اند: "کشف الغمہ عن جمیع الامۃ" و "المیزان الکبریٰ۔ ط" و "الانوار القدسیہ فی آداب الصوفیہ ط" ہمین ہمہ کتب چاپ شدہ شہرت دارند۔ و چند کتب خطی کہ تا حال چاپ نشدہ "الاجوبۃ المرضیہ عن الائمۃ الفقہاء و للصوفیہ" و "آداب القضاۃ" و "ارشاد الطالبین الی مراتب العلماء العاملین" برائے تفصیل از احوال شعرانی رجوع کنید بہ (۱) تاج العروس مادہ "شعر" (۲) و آداب اللغۃ ۳: ۳۳۵ (۳) و "الشذرات" (۴) و "معجم المطبوعات" ۱۱۲۹-۱۱۳۴ (۵) و الخزانۃ التیموریۃ ۳: ۱۶۴"

Marfat.com

"کان علی رضی اللہ عنہ یقطع من کمہ تمیصہ ما زاد علی رؤس الاصابع وکذلک عمر رضی اللہ عنہ"

ہنگامیکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ بہ واسطہ رسالہ تسویہ حکم فرمود کہ درویشان ممالک محروسہ را بہ حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقراء بلاد ہندوستان را نوشتہ از نظر سلطانی گذرانیدند۔ نام نامی میر سید احمد ہم نوشتہ بودند سلطان بر نام ایشان بہ خط خاص نوشت "برحمت حق پیوست" چہ ایشان انتقال کردہ بودند سلطان مطلع بود و کاتب اسامی اطلاع نداشت۔ و اسم شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ نیز بہ تحریر درآوردہ بودند سلطان بر اسم ایشان دائرہ کشید و بر نام حاجی محمد ولی قلمی فرمود کہ این برادر طریقت شیخ محمد افضل است این خاندان نقوی است اینہا از وسوسہ سوء العقیدہ مبرا اند" آخر الامر طلب درویشان موقوف شد۔ حضرت سید احمد قدس سرہٗ بر سنت والد ماجد خود یک مرتبہ بہ زیارت اجمیر شریف رفتہ اند۔ و از روحانیت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ فیوض وافر اندوختہ وصال حضرت نوزدہم ماہ صفر ۱۰۸۴ھ اربع وثمانین والف آرامگاہ کالپی و ایشان را سہ پسر والاگہر بوجود آمد شاہ فضل اللہ[1] و سید سلطان مقصود[2] و سید سلطان مسعود[3] اما شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ جامع دانش صورت و معنی بودند۔ و بر روش پدر و جد بزرگوار قدمی راسخ داشتند شیخ محمد افضل الہ آبادی فرماید ؎

عمان فضل سید فضل اللہ آنکہ ہست برشان فقرش از عمل و علم دو گواہ

عنصر گرامی ولایت مجسم بود و ذوق و شوق از ہر مو تراوش می کرد و بذل و کرم و سائر صفات رضیہ بہ مرتبہ اتم داشتہ اند۔ وقتے قحط شدید افتاد و ہر چند سال امتداد کشیدہ عالمے را بہ معرض تلف در آورد۔ آنجناب در شبانہ روز یکبار جز اندک غذائی کہ سد رمق می تواند شد نمی خوردند و بہ قدر دسترس بر محتاجان ایثار می نمودند۔ چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ احدی عشر و مائۃ والف بہ ملک قدس خرامیدند۔ فرزند و جانشین آنجناب سلطان ابو سعید[4] قدس سرہٗ

---

[1] المتوفی ۱۱۱۱ھ ۱۷۰۰م ۱۲ [2] المتوفی ۱۱۲۳ھ ۱۷۱۱م ۱۲ [3] المتوفی ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱م ولادش ۱۰۸۲ھ ۱۶۷۱م رسالہ شرائط حج از و یادگار ست [4] المتوفی ۱۱۴۷ھ ۱۷۳۴م نواب غضنفر جنگ المتوفی ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳م مریدی بودند:

Marfat.com

از کمل اولیا بودند۔ صاحب وام حضور و ذوق و سرور و قتیکہ شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ ازین عالم رحلت کردند خلف الصدق ایشان سلطان ابوسعید و برادر ایشان سید سلطان مقصود ہر کدام نامۂ طلب سید العارفین میر شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہٗ نوشتند۔ سید العارفین حسب الطلب صاحبزادہا بہ کالپی شتافتند۔ و در آنجا تمامی خلفاء این دو دمان والا مثل شیخ محمد افضل الہ آبادی و شیخ عبد الحکیم موہانی جمع آمدند[1]۔ و در صاحب سجادگی اختلاف شد بالاتفاق جمہور بر آنکہ صاحب سجادگی بہ میر سید سلطان مقصود مقرر شود کہ ایشان پسر سید احمد اند۔ و سلطان ابوسعید نبیرہ و نیز سید سلطان مقصود صاحب علم و فضل و ازین قبیلہ اند۔ سید العارفین فرمودند این چہ اندیشہ است صاحب سجادگی پدر حق پسر باشد و علم باطن موقوف بر علم ظاہر نیست کہ این تعلق بہ زبان دارد و آن تعلق بہ دل انشاء اللہ تعالیٰ از برکت آباد کرام ایشان نیز رشید دو دمان و قبلۂ عالمیان می شوند۔ بعد ازان سید سلطان مقصود سید العارفین را در خلوت طلبیدہ اندروئے تواضع عنایت کردند کہ شما بجائے میر سید احمد اید۔ اگر حق پدر بہ پسر می رسد می باید کہ دستار میر سید محمد بر سر من بستہ شود و دستار شاہ فضل اللہ بر سلطان ابوسعید سید العارفین عرض کردند کہ حضرت میر سید محمد دستار کہ بر سر خود بستہ بودند حق تعالیٰ شما را شرف علم و فضل عطا کردہ است چنان کنید کہ دیگران دستار شما را بر سر بندند نہ آنکہ شما محتاج غیر باشند و استعارۂ حق دیگرے کنید۔ و بہ سعی سید العارفین صاحب سجادگی بر سلطان ابوسعید قرار یافت و عنقریب کرامت سید العارفین بہ ظہور رسید۔ چہ بہ حکم قضا و قدر و ارادک فرصت نسل سید سلطان مقصود منقرض شد ایشاں پسرے گذاشتند سلطان محمد اعظم نام در ایام جوانی جہان فانی را وداع نمود۔ و او پسرے گذاشتہ کہ در صغر سن در کنار لحد خوابید و عقبیٰ نماند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سلطان ابوسعید قدس سرہٗ در ۱۱۳۶ھ ست و ثلثین و مائۃ و الف برائے ملاقات سید العارفین قدس سرہٗ بہ بلگرام تشریف آوردند و کلبۂ ارادتمندان خود را بہ خورشید جمال اقدس نورانی ساختند۔ آن جناب اکثر معانی عرفان در لباس

---

[1] الحنفی الصوفی ولادتش در قریۂ موہان است و از سید محمد الکالپوی الملقب بہ تحصیل علم کرد و نیز اجازت ارشاد و تلقین از سید حاصل کردہ بسوئے وطن خود عود کرد و بسال ۱۱۲۵ھ وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۵۷) ٭ ٭

Marfat.com

شعرا دامی نمودند و عرفان تخلص می کردند۔ از نتائج والا است ؎

دیروز کہ دل رفت زکاشانۂ ما　　لیلیٰ گویان برون شد از خانۂ ما
امروز شنیدم انا لیلیٰ می گفت　　گلبانگ دگر شنوز دیوانۂ ما

وصال ایشان در ۱۱۴۷ھ سبع واربعین ومائۃ والف واقع شد۔ محرر اوراق گوید ؎

آن شاہ ابوسعید قطب عرفان　　شد منزل آن سید اکمل فردوس
درباب کہ از آیۂ قرآن مجید　　تاریخ نوشتم پرتون الفردوس ۱۱۴۷ھ

فرزند ارجمند ایشان سید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ امروز زیب افزائی سجادۂ آباؤ کرام و خضر راہ سرگشتگان بادیۂ عزائم اند۔ چون فقیر بہ ارادۂ حجاز فیض طراز از بلگرام برآمد۔ و بر موضع چورہ این طرف دریائے جمن عبور افتاد صحبت با برکت ایشان را دریافت۔ اما سید سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما ابتدا رحال مدتے بہ تحصیل علم پرداختند۔ واز خدمت سید سعد اللہ بن سید مرتضیٰ بلگرامی کہ ذکر ایشان می آید اکثر فنون درسی کسب نمودند۔ و در ایام اقامت بلگرام ہر روز بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ می رسیدند و تلقین بعضے اشغال طریقۂ رشیقۂ احمدیہ می گرفتند و بعد فراغ تحصیل بہ کالپی مراجعت فرمودند۔ و جمیع کتب متداولہ را بہ وقت تمام درس می گفتند و بر اکثری از کتب درسی حواشی بہ قلم آوردند۔ و بر شرح ہدایۃ الحکمت میبذی و بر شرح قصیدہ بردہ کہ از قاضی شہاب الدین ملک العلما

---

۱ سید احمد بن شاہ ابوسعید (المتوفی ۱۱۷۶ھ) و فرزند ش سید خیرات علی بود (رک: عہد نگش ۲۶۲-۲۶۳)، ۲ رک: رقم ۴۸ و ذکر فقرا ۱۲
۳ ہدایۃ الحکمت: تالیف اثیر الدین مفضل بن عمر الابہری (۶۶۳ھ-۱۲۶۴م)، در عہد خود عالم محقق و فاضل مدقق بودند۔ این کتاب در فن حکمت نظری نوشتہ ہر دو فنون تقسیم کردہ، الفن الثانی فی الطبیعیات و (۲) الثالث فی الہیات۔ و این متن (ہدایۃ الحکمۃ) در فلسفہ متداول و مشہور است متعدد علما و فضلا رفن بر آں شروح نوشتہ اند منجملہ آنہا شرح صدر الدین شیرازی (۹۲۲ھ) است کہ بنام ملا صدرا مشہور است و یکی شرح حسین بن معین الدین میبذی است کہ علما و طلبہ درس نظامی آن را خوب می شناسند و بر ہر دو شروح فضلا رفن حواشی و شروح نوشتہ اند، شرح عین القضاۃ از حمید آبادی تلمیذ مولانا عبد الحی بلگرامی مشہور و معروف است و برائے شرح میبذی صاحب ترجمہ حاشیہ نوشتہ و العلامہ الابہری کتب رسائل تصنیف کردہ: (ایساغوجی۔ ط) مختصر فی علم الہیئۃ۔ رسالہ فی الاسطرلاب، تنزیل الافکار فی تعدیل الافکار (در فن منطق)، جامع الدقائق فی کشف الحقائق، غایات الافلاک، الزیج الشامل۔ الزیج الاختیاری المعروف بہ زیج الایلخانی است و این ہمہ کتبہا ماسوی ایساغوجی و شرح ہدایۃ الحکمۃ تا حال چاپ نشد و برائے تراجم مؤلف رک: آداب اللغۃ ۳: ۱۰۵، ہدیۃ العارفین (۲: ۴۶۹)، ۴ رک: رقم ۸ و ذکر فضلا رقم ۱۲

Marfat.com

است حاشیۂ مدون تعلیق کردند۔ اما اجل فرصت نداد کہ حواشی متفرقہ شیرازہ جمعیت پذیرد۔ واکثر مسودات از بے تدبیری پس ماندگان ضائع شد۔ انتقال ایشان در ماہِ صفر سنہ ۱۱۲۳ ثلث وعشرین ومائۃ والف اتفاق افتاد۔

اما سید سلطان مسعود مشہور بہ میان صاحب پسر سیوم میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما ولادت آنجناب در سنہ ۱۰۸۲ اثنین وثمانین والف وست واو۔ نیک بخت۔ کہ ترجمۂ مسعود باشد تاریخ است۔ دو سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان قدس سرہٗ انتقال کردند۔ آنجناب بعد وصول بہ سن تمیز بسیارے از خلفا و مریدان پدر و جد بزرگوار دریافتند مثل شیخ محمد افضل الہ آبادی و شیخ عبد الحکیم موہانی[1] و سید العارفین میر شاہ لدھا بلگرامی[2] وغیرہم قدس اللہ اسرارہم واجازت ارشاد از شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ گرفتند و چون برادر اکبر ایشان شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ رحلت کردند آن جناب از کالپی برآمدہ بہ سکندرہ بر مسافت یک منزل از کالپی این طرف آب جمن رحل اقامت افگندند و مدۃ العمر طالبان را بہ سوئے حق دعوت نمودند۔ و در سنہ ۱۱۵۴ اربع وخمسین ومائۃ والف داعی حق را لبیک اجابت گفتند۔ فقیر ایشان را مکرر دیدم۔ و گلہائے فیض از محفل بہشت آئین برچیدم کرت اولی در مکن پور کہ بہ تقریب عرس شاہ بدیع الدین مدار[3] قدس سرہٗ در آنجا تشریف آوردہ بودند و فقیر ہم بہ عزم زیارت مزار فائض الانوار وارد شدہ بود۔ واقعہ شہر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۴۲ اثنین واربعین ومائۃ والف وکرت آخری در سکندرہ وقت معاودت فقیر از سفر سند واقعہ ماہ شعبان سنہ ۱۱۴۷ سبع واربعین ومائۃ والف۔

---

[1] الحنفی الصوفی المتوفی سنہ ۱۱۲۵ھ علم و طریقت از سید محمد الترمذی الکالپوی اخذ کرد (نزہۃ الخواطر ج ۷ رقم ۲۵۷) [2] دک ۰ رقم ۹۴ ذکر فقرار ۱۲ [3] الحلبی از مشاہیر اولیاء ہند بود و سلسلۂ طریقت وی بہ شش واسطہ بہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متصل می شود قاضی محمود الکنتوری و القاضی شہاب الدین و دولت آبادی از مریدین او بست عمر طویل یافتہ در سنہ ۸۳۹ھ در مکن پور مدفون شد (نزہۃ الخواطر ج ۳ رقم ۳۵ مفتاح التواریخ ۱۱۵-۱۱۶ اخبار الاخیار ۱۶۴) ۱۲

Marfat.com

شجرۃ النسب صفحہ ۸۲

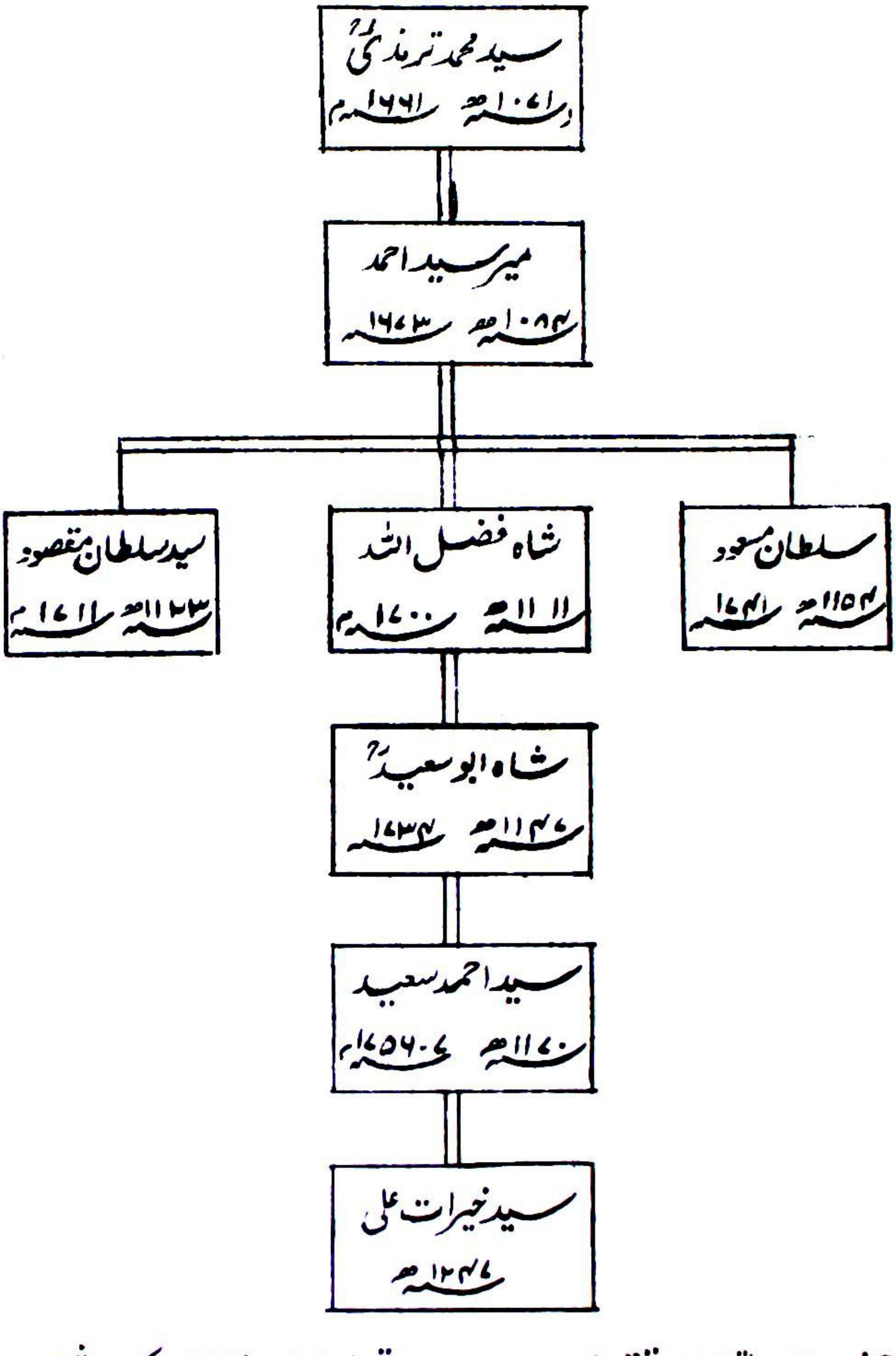

حضرت الامیر القنوجی در نقصار (۲۱۰-۲۱۳) رقمطراز اند: انتقال برکت اشتمال سید خیرات علی ۱۲۴۷ھ اتفاق افتاد والدم حوم محرر سطور را با ایشان ملاقات و محبت

Marfat.com

بود از ایشان پنج فرزند ماندند (۱) سید نور محمد سنہ ۱۲۶۴ھ (۲) سید شاہ ظہور محمد سنہ ۱۲۸۸ھ
(۳) سید سلطان احمد و (۴) سید علی احمد (۵) سید تراب علی سنہ ۱۲۸۱ھ
بعدہٗ شجرہ مختلف ظہور آمدند :-

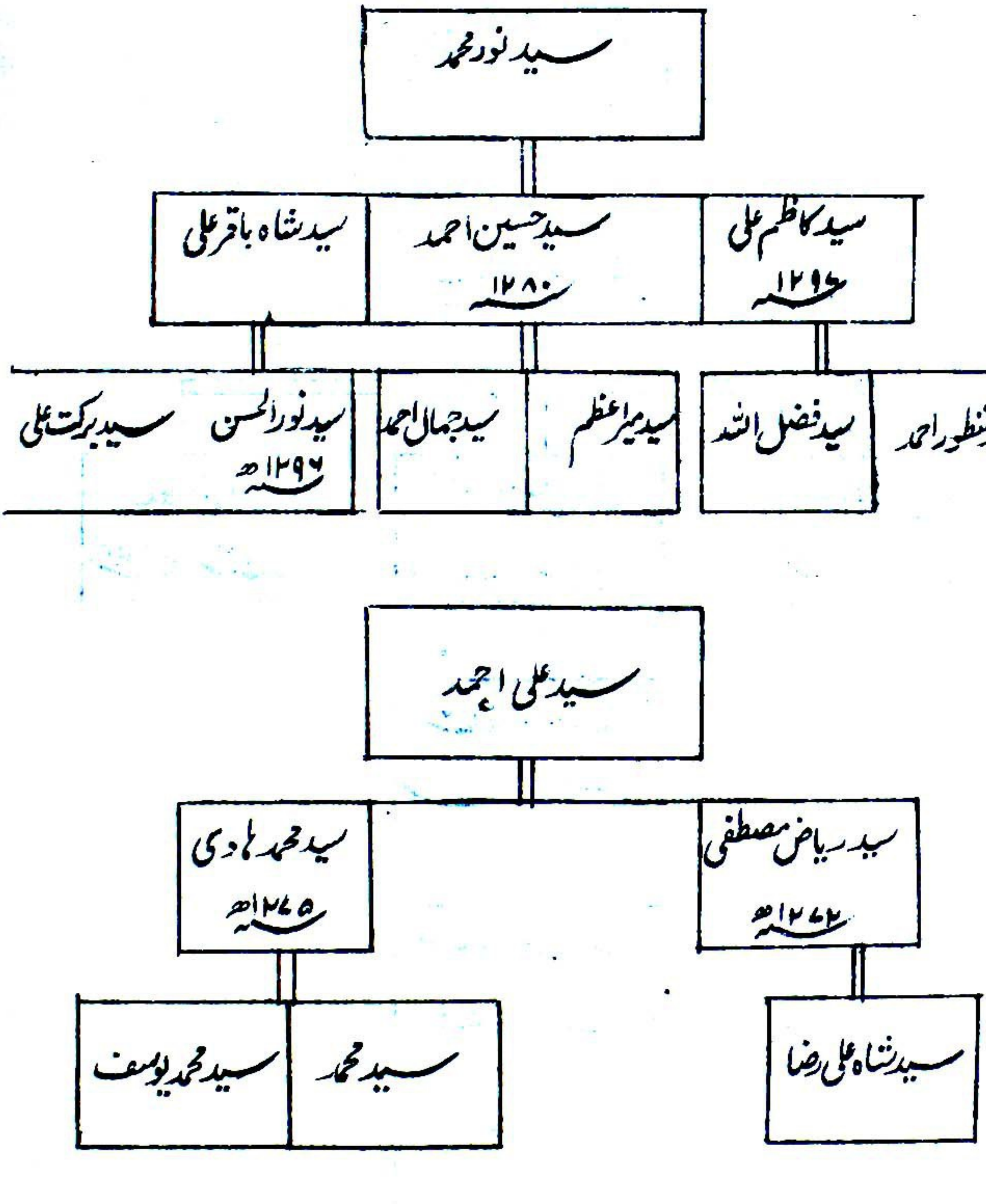

Marfat.com

(۱۴) شیخ عبدالحفیظ فرشوری بلگرامی

از قبیلهٔ متولیان این شهر است۔ درعنفوان شباب از وطن مالوف به ورود خدا طلبی برآمده در کالپی به سدهٔ سنیهٔ میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ پیوست۔ وچهار ماه پیش از وصال حضرت قدس سرہٗ به شرف ارادت والا استسعاد یافت۔ واکثر اوقات در صحبت شیخ عبدالحکیم موہانی گذرانید وفائدہا اخذ نمود۔ شیخ عبدالحکیم موہانی از کمل خلفاء میر سید کالپوی قدس سرہٗ بوده و بست وہفتم ذی الحجه ۱۱۲۵ خمس وعشرین ومائه والف در موہان محفوف سرادق رضوان گردیده شیخ عبدالحفیظ اگرچه مرید میر سید محمد است قدس سرہٗ۔ اما نعمت فراوان از غرهٔ ناصیهٔ ولایت میر سید احمد قدس سرہ فراگرفت۔ ومثال خلافت واجازت حاصل نمود ونسخهٔ اجازت نامهٔ او که آنحضرت به خط واملاء خاص تحریر فرمودند این است :-

"چون فقیر حقیر احمد بن محمد مشیخت پناه حقائق آگاه شیخ عبدالحفیظ را دید که به جمیع وجوه آراسته است وبه شریعت غرا پیراسته بعد از اتمام مومی الیه سلوک طریقت اجازت داد که هر که خواهد که توبه نماید یا طریق حق خواهد به آن مشیخت پناه رجوع آرد بے تامل وبے درنگی اجازت نفع نماید"

چنانچه براین معنی عارف شیراز اشارت نمود ؎

"اگر شراب خوری جرعهٔ فشان برخاک در آن گناه که نفعی رسد به غیر چه باک

خداوند سبحانه مشار الیه را مقبول خویش ومقبول خلق گرداند۔ بالنون والصاد" انتهی۔

(۱۴) سید درگاہی بلگرامی قدس سرہٗ

بن سید عبدالخیر المعروف به سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدرالدین عرف سید بدلی جد القبیله یکے از قبائل اربعه محله سیدواره اوائل حال قدم در طلب علم گذاشت وقصبات اطراف بلگرام را سیر ودور کرد۔ ونیز وعلماء عصر کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود وبه خدمت قاضی علیم الله کچندوی[1] فاتحه فراغ خواند۔ واز مراتب قال به منازل حال

---

[1] المتوفی ۱۱۱۵ھ درک، رقم ۵۴ ذکر فضلاء ۱۲

افتاد و بہ جناب شیخ عبدالرسول عم حقیقی قاضی علیہم اللہ مسطور و مرید و خلیفہ شاہ مجاسا کن لاہرپور من توابع خیرآباد دست ارادت داد و تربیت ہائے باطنی یافت۔ آخر عنان بوطن اصلی منعطف ساخت و تا دمِ واپسین بہ شغل درس و یاد الٰہی بسر آورد۔ و در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف از تنگنای امکان بہ وسعت آباد لامکان شتافت۔ آرامگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ

"شجرۂ نسب"

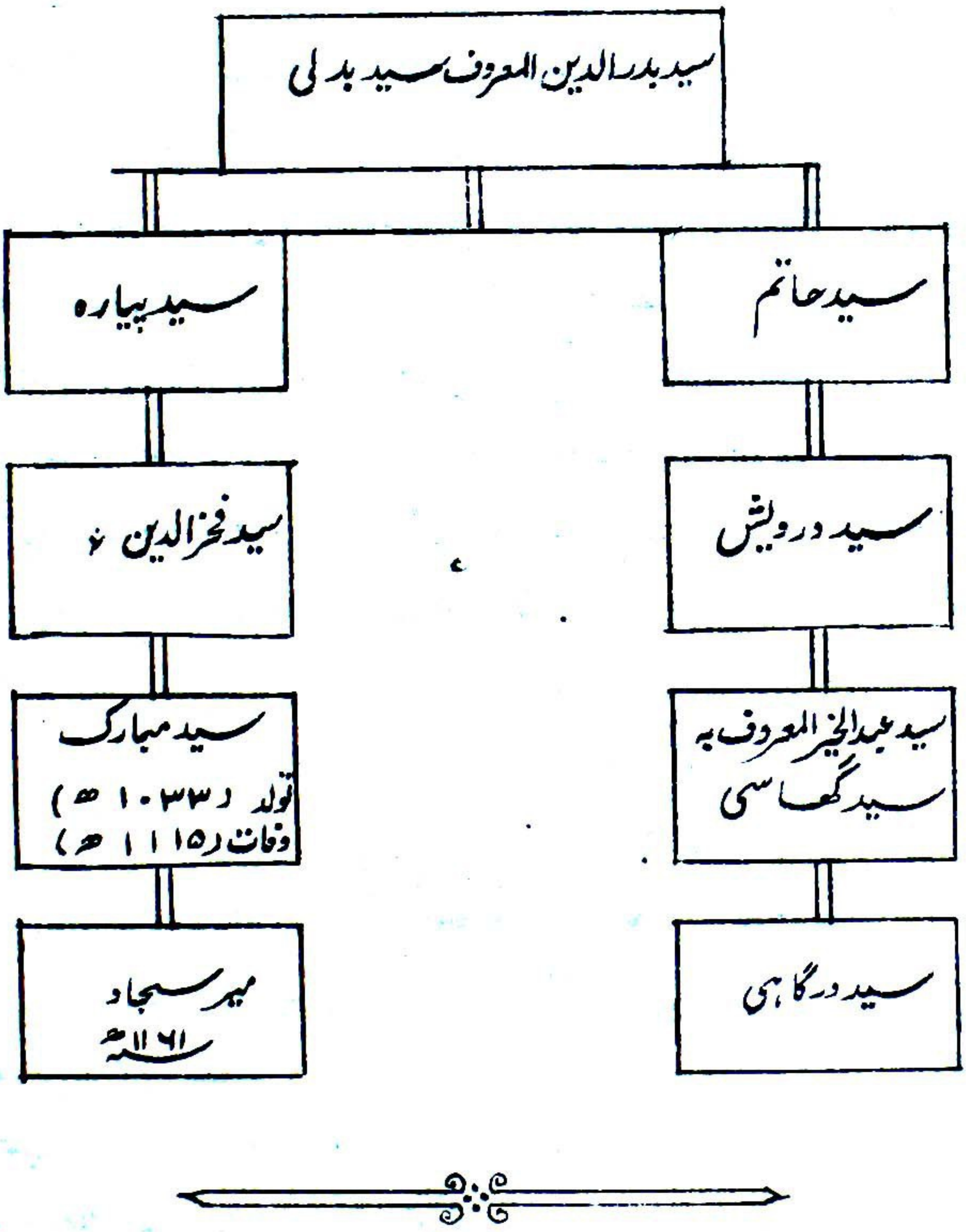

Marfat.com

(۴۳) میر سیّد مبارک محدّث بلگرامی قدس سرہٗ

صحیح الاصول والفروع بود۔ وکوس احیاء سنت۔ وازالۂ بدعت می نواخت در علوم ظاہری وباطنی یگانہ ودر تقوی وطہارت ممتاز زمانہ می زیست۔ نسبش برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید بہار بن سید پیارہ بن سید بدر الدین جد القبیلہ ولادت او ششم شعبان المکرم سنہ ۱۰۳۳ ثلاث وثلثین والف دست داد در عنفوانِ شباب کمر سعی بہ تحصیل علم بربست۔ واز بدایت تا نہایت علوم برنہج وقت واتقان تحصیل نمود۔ در مبادی حال نسخ تحصیلی نزد میر سید طیب بن میر عبد الواحد قدس اللہ اسرارہما و دیگر فضلاء بلگرام واطراف آن استفادہ کرد۔ ودر سنہ ۱۰۶۱ احدی وستین والف بہ ارادہ اکتساب علم بہ دہلی تشریف برد۔ ودر آنجا مطول تفتازانی بہ خدمت خواجہ عبد اللہ المشہور بہ خواجہ خرد بن خواجہ باقی باللہ نقشبندی[۵۳]

---

[۵۱] رک: رقم ۲۲ ذکر فقراء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [۵۲] مطول تفتازانی۔ السعد التفتازانی (۷۱۲-۷۹۳) مسعود بن عمر از کبار ائمہ عربیہ واساتذہ منطق وفلسفہ بود۔ متعدد کتب وشروح وحواشی تالیف کرد منجملہ آن تہذیب المنطق۔ ط" والمطول والمختصر شرحی تلخیص المفتاح محمد بن عبد الرحمن قزوینی والمقاصد وشرح آن وعلم کلام وشرح العقائد النسفیہ وحاشیہ علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب والتلویح علی التوضیح مشہور اند کتاب تلخیص المفتاح ملخص مفتاح العلوم سکاکی وابو یعقوب یوسف بن محمد المتوفی سنہ ۶۲۶ دس ولادت وی سنہ ۵۵۵ است وکتاب مفتاح مشتمل بر دوازدہ علوم است وعبد الرحمن قزوینی فقط قسم ثالث را تلخیص کردہ اورا تلخیص المفتاح مسمون کردہ است وعلماء بر آن متعدد شروح نوشتہ منجملہ آنہا دو شرح از سعد تفتازانی اند اول مطول وویم مختصر آں نیاز بر ہر دو شروح از متداولات اند برائے احوال تفتازانی رک: بغیۃ الوعاۃ ۳۹۱ مفتاح السعادۃ ۱: ۱۶۵ والدرر الکامنۃ ۴: ۳۵۰ وفی ہدیۃ العارفین، ولادت ایشان ۷۲۲ھ مزید راست۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۵: ۳۳۹ ۔ [۵۳] رضی الدین احمد عبد الباقی بن عبد السلام البدخشی المعروف بہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی تولد ایشان در ہرات در سنہ ۹۷۱ھ در کابل بوظائف علوم پیش مولانا محمد صادق حلوائی ـــــ داشت بعد از فاتحہ فراغ دست ارادت بخواجہ محمد امکنگی (م ۱۰۰۸ھ) خلیفہ خواجہ درویش محمد (م ۹۷۰ھ) در داد مریدی شد بعد تکمیل کمالات باطنی خرقہ خلافت یافتہ رونق افروز دہلی گشت وبدرس وتلقین خلائق بسرے برد از اجلہ خلفائے وی مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) است در سنہ ۱۰۱۲ بدہلی رحلت نمود متصل قدم رسول بہ محلہ کنجشک گیران مدفون شد رسائل ومکاتیب سلسلۃ الاحرار اند یا بکا اند ر تذکرہ علمائے ہند ۱۰۶-۱۰۷ خلاصۃ الاثر للمحبی۔ نزہۃ الخواطر ۴ رقم ۱۵۳ مفتاح التواریخ ۲۰۷ حدائق الحنفیہ ۳۹۸-۳۹۹ خزینۃ ۱: ۷۰۵-۶۰۷ انوار العارفین ۳۶۶-۳۷۱ آثار الصنادید ۹۳ ردد کوثر ۱۸۰-۲۰۶:

Marfat.com

قدس اللہ اسرار ہما گذرانید واز اول تا آخر ایام اقامت دہلی در خانۂ شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق قدس اللہ اسرار ہما سکونت ورزیدہ وعلم حدیث از آنجناب اخذ کرد و درین فن اشرف مہارتی عالی بہم رساند۔ وتمام عمر در خدمت کلام نبوی فنا ساخت و بہ لقب محدث بلند آوازہ گشت ولہذا اورا درین کتاب بہ قطب المحدثین یاد کردہ ایم۔ وہفتم رجب المرجب سنہ ۱۰۶۴ھ اربع وستین والف بہ خدمت شیخ نور الحق قدس سرہٗ فاتحہ فراغ علوم خواند۔ وہم در دہلی روز یکشنبہ چہاردہم شوال سنہ ۱۰۶۴ھ اربع وستین والف بہ جناب میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمد آبادی[1] قدس سرہٗ در سلسلۂ علیہ قادریہ دست بیعت داد۔ وبعد احراز این ہمہ ملکات شریفہ بہ وطن اصلی عود کردہ بر مسند توکل وقناعت متمکن گردید۔ وبقیہ عمر گرامی بہ تدریس علوم سیما حدیث شریف وریاضت ویاد باری عز شانہ صرف نمود۔ ودر امر معروف ونہی منکر پر بجد بود۔ ہیچ کس مجال نداشت کہ در حضور اقدس سر موئی از جادۂ شرح متین انحراف نماید۔ بعضے فرزندان آنجناب در حین حیات ایشان قضا کردند اصلا مرتکب رسوم تعزیہ خلاف شرع نشد۔ وقتی غیرت خان[2] حاکم لکھنو بہ ادراک شرف خدمت آمد۔ خان پائچہ زیر جامہ دراز شکن وار نامشروع پوشیدہ بود۔ میر اعتراض کرد۔ غیرت خان احتساب میر را قبول داشت وہمان وقت پائچہ زائد را بہ دست خود قطع کرد۔

میر بسیار لطیف طبع نکتہ سنج لطیفہ گو بود۔ وباوصف این مہابتی داشت کہ زہرۂ مردم در حضور متقدس آب می شد۔ ومعاش بہ وضع صفا ونزاکت می کرد۔ نشستگاہ خاص وپیش مسجد چنان مصفا وپاکیزہ می داشت کہ نمونۂ سنیۂ صاف دلان ودیدۂ پاک بینان توان گفت۔ وگویا راقم الحروف این بیت را از زبان میر گفتہ باشد ؎

حباب خوش منشم می زنم بہ وضع صفا　　ز آب صرف بنا کردہ اند منزل من

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی[3] طاب ثراہ می فرمود روزے شرف خدمت حضرت

---

[1] رک: رقم ۴۶ ذکر فقرار　[2] رک: رقم ۴۵ ذکر فضلا　[2] برادر زادہ عبد اللہ خان فیروز جنگ است نام پدرش میر داؤد خان بود در سنہ ۱۰۵۰ھ در زمان شاہجہان بادشاہ فوت شد (مفتاح التواریخ ۲۴۵ عمل صالح ۴۵۴)　[3] رک: رقم ۶۸ ذکر فقرار

Marfat.com

میر دریافتم۔ برائے تہیۂ وضو برخاستہ بود ناگاہ برزمین افتاد۔ بہ سرعت تمام اشتافتہ نزدیک رفتم بعد سلعتے افاقت آمد۔ کیفیت استفسار کردم بعد مبالغہ بسیار فرمود سہ روز است کہ مطلقاً از جنس غذا میسر نیامد۔ ودرین سہ روز با ہیچکس لب بہ اظہار نہ کشود ودوام نہ گرفت۔ مرا بسیار رقت دست داد۔ فی الفور از آنجا بہ مکانِ خود شتافتم وطعامی شیرین کہ مرغوب ایشان بود مہیا ساختہ حاضر آوردم۔ اول خود بشاشت بسیار ظاہر نمود ودعا ہا کرد۔ بعد انسان فرمود سخنے گویم بشرطیکہ شما گران خاطر نشوید۔ گفتم حضرت بفرمایند فرمود در اصطلاح فقرا این را طعام اشراف گویند۔ ہر چند نزد فقہا اکل آن جائز است و در شرع بعد از سہ روز مدینہ حلال۔ اما در طریقۂ فقرا اکل طعام اشراف جائز نیست بمن چنین این حرف شنیدم بے چون وچرا برخاستم وطعام را ہمراہ گرفتہ از آنجا برآمدم و بیرون در زمانے توقف کردم وطعام را باز آوردم وعرض کردم۔ کہ ہر گاہ بندہ طعام را برداشتہ برد حضرت را توقع بود کہ باز خواہم آورد۔ فرمودنے گفتم حالا کہ این طعام بے توقع حضرت آوردہ ام طعام اشراف نماند۔ حضرت میر ازین تاویل حظی کرد وفرمود شما عجب فراستی بہ کار بردید وطعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود۔

وایضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامہ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی[1] بہ خدمت بخشی گری وقائع نگاری گجرات شاہ دولا از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ منصوب شدہ از دکن بہ بلگرام تشریف آوردہ۔ واز بلگرام عازم گجرات شد۔ مرا تکلیف مرافقت کرد۔ قبول کردم۔ و بہ خدمت حضرت میر ارادۂ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ می خواہم کہ درین وقت جدا نہ شوید و بر جنازۂ من حاضر آئید من متامل شدم کہ رفاقت علامہ مرحوم ضروری بود۔ حضرت میر دریں مراقبہ رفت وبعد از دیر سر برآوردہ فرمود بروید۔ امید ہست کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست دہد آخر چنان شد۔ سالے کہ حضرت میر انتقال کرد علامہ مرحوم را ضرورتے داعی شد کہ مرا از گجرات بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول بلگرام در اندک فرصت میر ازین عالم رحلت کرد۔ وامامت نماز جنازہ بہ من وصیت فرمود۔ ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ مسگنت از معتقدان حضرت میر اکثر اوقات حاضر الخدمت می بود۔ روزے می فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد۔ اما بر

---

[1] برائے احوال او رجوع کن بہ قسم ۵ ذکر فضلاء

Marfat.com

جنازه من حاضرنه خواهد شد چون میر را مرض موت عارض شد ملک بدهی شبانروز خود را حاضر می داشت. اتفاقاً متعلقان میر دران ایام عسرت می کشیدند. و در عین روز وفات ملک بدهی در فکر قوت متعلقان میر جانب دهی رفت. و عقب او قضیهٔ وفات رو داد همین که خاک مرقد هموار می کردند. ملک بدهی در رسید و خاک حسرت بر سر کردن گرفت.

نواب مکرم خان بن[۵۱] نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میر اعتقاد عظیم داشت و خدمات شایسته به تقدیم رساند. و میر از محله سیدواره دعشیرهٔ خود برآمده جانب شرقی شهر در میدانی اقامت گزید. و رعایا آباد کرد و مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود. و گرد آبادی سوری محکم از خشت و گچ کشید. تا از آسیب دزدان و وحوش و سباع محفوظ باشد و بیشتر قوم حایک آباد کرد که اینها اکثر دیندار نماز خوان می باشند. و مقرر کرد که رعایای مسلمین هر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را به جماعت ادا کنند. حایکے عذر آورد. میر سبب استفسار کرد گفت چون به نماز می آیم از کار باز می ماشم و نقصان در اجرت من راه می یابد. میر پرسید هر روز به قدر وقت نماز چه مقدار نقصان راه می یابد گفت یک پیسه میر فرمود و یک پیسه از ما باید گرفت و نماز باید خواند. قبول کرد. روزے این حائک در مسجد آمد و طهارت ناکرده به نماز ایستاد. میر وحشت کرد که نماز را بے طهارت می خوانی؟ جواب داد که به یک پیسه دو کار نمی توان کرد. میر بے اختیار خنده زد و پیسهٔ دیگر برائے وضو اضافه کرد. رفته رفته حائک را رغبت ولی در نماز بهم رسید و از تقاضائے اجرت درگذشت. عمارت مسجد در حین حیات میر خام بود. قبل انتقال خود ضیعت

---

[۵۱] میر اسحاق دومین خلف شیخ میر عالمگیری است مشهور است که اینها را بادشاه صاحبزاده می گفت و در عهده عالمگیر بمنصب عمده و خطاب مکرم خان سرفرازی یافت و بداروغگی بندهای جلوعزت اندوخت و در سال بیست و سوم به تنبیه مفسدان بصوب اجمیر منصوب گردید و در سال بیست و ششم بحکومت لاهور تعین گشت و در سال چهل و یکم معزول گشته استعفای نوکری نموده در دارالخلافه منزوی و موظف گردید و بالجمله نواب مزبور خالی از کمال نبود خود را صوفی می گرفت و همه اوست می گفت و در زمان محمد فرخ سیر بسیر عدم قدم برداشت لاولد بود عبیدالله خان نامی متبنای او مشهور است سید حشمت الله خان پسر اوست چون مکرم خان مزبور از سودا هوسی خالی نبود دریں بطالت عمر خود صرف کرد و بتلاش کیمیا مشهور شد (مآثرالامراء ج ۳ ص ۶۹۵-۷۰۱)

Marfat.com

فرزندکه کتب مرا فرخته مسجد سازند۔ مسجدے که آلان موجود است بعد وفاتِ میر به اهتمام سید محمد فیض بن سید محمد صادق که ذکرش در سلک فضلای آید در ۱۱۱۸ھ ثمانیه عشر ومائة والف تعمیر یافت۔ وصال مبارک روز دوشنبه یک پاس روز برآمده بستم شهر ربیع الآخر ۱۱۱۵ھ خمسة عشر ومائة والف واقع شد۔ علامه مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی گوید ؎

مقدس گهر میر سید مبارک　　چو فرمود در بحرِ رحلت شناه

پے رحلتِ آن مطهر سرشت　　خرد گفت تاریخ رضوان پناه　　۱۱۱۵ھ

فرزند وصاحب سجادهٔ او میر سجاد طاب مثواه فاضل بود۔ کتب درسی نزد والد ماجد خود واستاد المحققین میر طفیل محمد قدس الله اسرارهما عبور نمود۔ ودر نهایت خلق وشکستگی می گذرانید۔ وتخم عمل صالح در مزارعه زندگی می افشاند بست وپنجم رمضان ۱۱۶۱ھ احدی وستین ومائة والف در ریاض جاودانی آرمید۔ وپایان مرقد والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بر لب سار داخل مدفون گردید۔ نگارندهٔ اوراق گوید ؎

آن ثمرهٔ شجرهٔ مبارک　　از دست زمانه حیف افتاد

تاریخ وصال او خرد گفت　　نهمان بهشت میر سجاد　　۱۱۶۱ھ

مخفی نه ماند که نام سه استاد والانژاد در ترجمه سید مبارک مذکور شد هر سه استاد زاده ودر فضائل صوری ومعنوی ذکر استاد اول گذشت۔ وذکر استاد ثالث در فضلاء می آید۔ وذکر استاد ثانی درین بیوتیت درین جا بر سبیل اجمال تیمناً مسطور می گردد۔ وخواجه محمد باقی بالله قدس سره را دو گرامی گوهر بحر ولایت بود۔

(۴۴) خواجه عبید الله المشهور به خواجه کلان قدس سره

ولادت ایشان عمده شهر ربیع الاول سنه ۱۰۰۱ھ عشر والف اتفاق افتاد۔ چون هر دو فرزند در منتهائے عمر پدر بزرگوار پیرایهٔ هستی پوشیدند۔ خواجه محمد باقی بالله به

لله رک: رقم ۱۵ ذکر فضلاء

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سهرندی قدس سرہٗ فرمودند۔ امید از حیات کم ماندہ از احوال اطفالی خبردار باید بود۔ ہر دو طفل را کہ در ایام رضاعت بودند در حضور مبارک طلبیدہ فرمودند توجہ باید کرد و حضرت مجدد حسب الامر توجہ کردند۔ بہ مشابہ کہ اثر از ناصیۂ اطفال ہویدا گشت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ بست و پنجم جمادی الاخرہ ۱۰۱۲ھ اثنا عشر و الف بہ عالم قدس خرامید۔ خواجہ کلان بعد وصول بہ سن تمیز اکتساب فضائل صوری و معنوی کرد۔ و بہ پایہ کمال و تکمیل برآمد۔ و تذکرۂ مشائخ مقدار یک لک بیت تالیف کرد۔ و ہژدہم جمادی الاولیٰ ۱۰۷۹ھ اربع و سبعین والف بساط ہستی برچید و در مقبرہ والد ماجد مدفون گردید۔

(۴۵) دوم خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ خورد قدس سرہٗ

ولادت ایشان ششم ماہ رجب بعد چہار ماہ از ولادت برادر کلان در سنہ مسطور از بطن ماور دیگر دست داد۔ در صورت و سیرت با پدر بزرگوار مشابہت تمام داشت قرآن را حفظ کرد۔ و علوم عقلی و نقلی تا آخر بہ استعداد تمام کسب نمود۔ درس بہ قدرت می گفت و برخی حواشی بر بعضے کتب درسی تعلیق کرد۔ و در سہرند در سایۂ تربیت حضرت مجدد قدس سرہٗ جا گرفت۔ و از معارف خاصۂ ایشان فراوان بہرہ برداشت و بہ تفویض خلافت و ارشاد ممتاز گردید۔ و بہ وضع آزادگی و وارستگی عمر بسر آورد۔ و در ماہ و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست و پنجم جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۱۰۷۹ھ خمسین و سبعین و تسعمائۃ بہ رحمت الٰہی پیوست و در مقبرہ پدر بزرگوار آسائش گرفت۔

(۴۶) میر سید عبدالفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرہٗ

از کبار اولیاست۔ مستجمع دانش رسمی و معنوی۔ و فیض عام و مقبول تمام داشت

۱؎ شیخ احمد سرہندی بن شیخ عبدالاحد فاروقی المتولد ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء والمتوفی ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء برائے احوال شیخ مجدد الف ثانی رک: مفتاح التواریخ ۲۳۰-۲۳۱ حدائق حنفیہ ۴۰۵-۴۰۶ نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۷۰ خزینۃ الاصفیا ج ۱: ۶۰۷-۶۰۹ الجد للنواب ۸۹۸...۹۰۰ الیانع الجنی ۶۳-۶۶ سبحۃ المرجان ۴۷-۵۲ رود کوثر ۲۰۹-۲۸۵ شاندار ماضی ج ۱ ص ۱۶ تزک جہانگیری ۲۷۴-۲۷۵ مجدد الف ثانی۔ تذکرہ علمائے ہند ۱۰-۱۲

Marfat.com

سلسلہ خلافتش بہ چند واسطہ بنا برطول عمر مشایخ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ می رسد۔ برین طریق میر عبد الفتاح از شاہ الہداد و ایشان از شاہ غریب اللہ و ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سید عبد الرزاق و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس اللہ اسرارہم۔

چون صیت کمالات میر عبد الفتاح بہ سامعہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ رسید۔ استدعا مقدم گرامی کرد۔ و بہ اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد بہ دار الخلافہ دہلی طلبید۔ و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود۔ میر بعد چندی رخصت خواستہ بہ وطن مالوف برگشت۔ و بست و چہارم ذی الحجہ سنہ ۱۰۹۰ تسعین والف بہ رحمت حق پیوست عمر گرامی نود سال خواب گاہ احمد آباد۔ رغبت بہ مثنوی مولوی روم بسیار داشت ہمیشہ درسی گفت و شرحی در سلک تحریر کشیدہ کہ بین الناس شہرت دارد۔

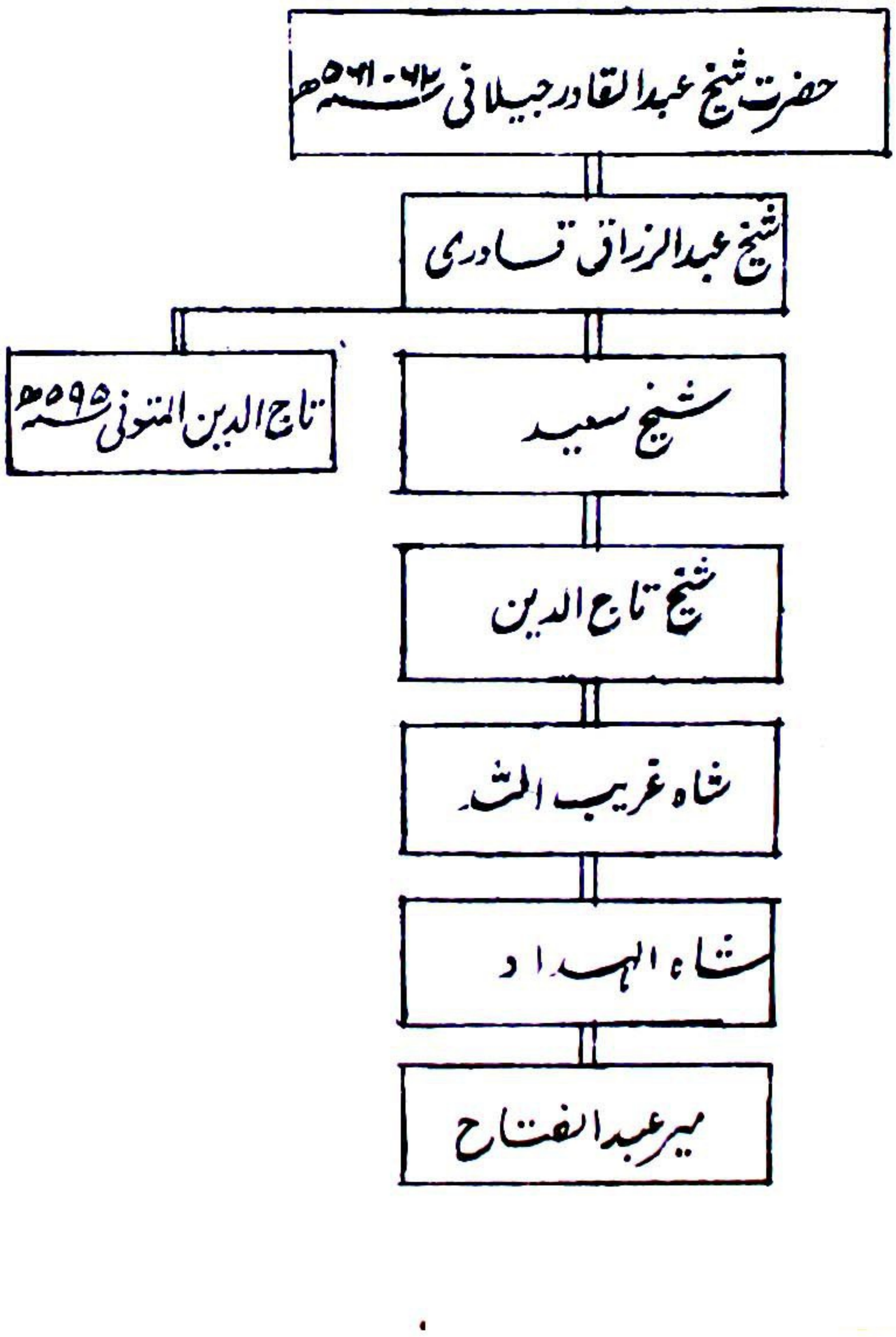

Marfat.com

(۴۷) سیّد مربی ۱۱۱۷ھ

بن سید عبد النبی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم سید والد ماجد خود است بس بزرگ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل و لطف خصائل حافظ کلام مجید۔ کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق نزد سید اسمٰعیل بلگرامی[۱] خواند بعد ازان بخدمت شیخ لیس قنوجی تلمذ کرد[۲] و آخر در حلقۂ درس ملا ابو الواعظ ہرگامی[۳] تتمہ کتب گذراند و فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف عود نمودہ بہ اقتضائے اسم شریف خود طلب ظاہری و باطنی را تربیتہا فرمود استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہٗ فرمود کہ شیخ محمد عاقل اتروی مروی صاحب کمال بود او را دیدہ بودم۔ شیخ علوم ظاہری از جناب سید مربی قدس سرہٗ فراگرفت و بعد از اتمام تحصیل بخدمت بزرگی از سلسلہ امیر ابو العلائیہ نقشبندی اکبر آبادی[۴] قدس سرہٗ مرید گشت و حالتی قوی بہم رسانید۔

---

[۱] رک: رقم ۴۳ ذکر فضلاء ۱۲ [۲] از مشاہیر اساتذۂ فن و اعیان عصر بود (رک: ابجد العلوم ۹۳۱ - ۹۳۲)
[۳] بن صدر الدین بن محمد اسماعیل بن قاضی عماد الدین احمد الہمری۔ از مشاہیر علماء بود عالمگیر بادشاہ بر او تلمذ کرد۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی ابن عم او بود و مترجم او نیز در جماعت مصنفین فتاوی ہندیہ شامل بود (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۹؛ آمد نامہ خیر آبادی بحوالہ برہان دہلی جنوری ۴۹ء ص ۵۶ - ۵۷) ۱۲

[۴] بن ابی الوفا بن عبد السلام بن عبد الملک بن عبد الباسط بن تقی الدین الکرمانی الحسینی الاکبر آبادی از مشائخ کبار در ہند بود نسب پدری او بہ امام زین العابدین بن متصل می شود و نسب از جہت مادر بہ خواجہ احرار بدین وجہ او را احراری گویند جدوی خواجہ عبد السلام از سمرقند وارد ہند شد و تولد امیر ۹۹۰ھ در نرمیلہ قریب لاہور وقوع پذیر شد جدوی در فتحپوری سیکری طرح اقامت انداخت پس از وفات پدر و جد در خدمت خواجہ فیضی بن ابو الفیض بن عبید اللہ احرار کہ جد مادری او بود دست بیعت داد بالآخر مناصب دنیا ترک کردہ بر روضہ شیخ معین الدین السجزی الچشتی اعتکاف کرد و طریقہ وی بابی العلائیہ شہرت گرفت و از ایشان مشائخ کبار فیض حاصل کرد خواجہ در ۱۰۶۱ھ وفات یافت و در شمالی مدینہ اگرہ مدفون شد (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲ مفتاح التواریخ ۲۵۶ - ۲۵۸)

Marfat.com

وقتے سید مرتبی بہ تقریبی در قصبۂ مارہرہ وارد شد واز آنجا باتروٹی تشریف برد۔ شیخ محمد عاقل خیر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کردہ وبہ ادب و نیاز تمام ایشان را بہ منزل خود برد۔ ودستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ وعرض کرد کہ قدم مبارک بر دستار گذاشتہ صحن خانہ طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید۔ میر ملتمس او را قرین قبول ساخت روزے در اثنار صحبت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افتادہ کہ توجہ شما بسیار موثر است حالت بیخودی می آرد در علوم ظاہری آنچہ دستمایۂ ما بود از شما دریغ نداشتیم الحال شما را می باید کہ توجہ باطنی خود را از ما دریغ نہ دارید۔ شیخ بہ پاس ادب استادی در مقام اعتذار در آمد۔ میر مبالغہ بسیار نمود۔ شیخ امتثال امر نمودہ مراقب نشست میر را معلوم شد کہ اگر بہ دفع نمی پردازم توجہ او موثر می افتد متوجہ دفع گردید۔ شیخ سر برآوردہ تبسم کرد وگفت من خود اول عجز خود بہ عرض رسانیدہ بودم۔ میر بتاریخ چہاردہم شعبان روز دوشنبہ سنہ ۱۱۱۷ سبعہ عشر ومائۃ والف جہان فانی را وداع نمود و درین سال بست و پنجم جمادی الاخرہ میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد۔ علامۂ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی در تاریخ رحلت ہر دو می فرماید :۔ ؎

میر سید احمد آن بحر سخا — مولوی سید مربی دین پناہ
ہر دو زین گلخن سرائے بے بقا — جانب فردوس سر گروند راہ
عالم اندر دیدہا تاریک شد — مرز مک پوشید زین ماتم سیاہ
تا قیامت از دل پر سوز خلق — بر مزار ہر دو سوز و شمع آہ
خواستم از بہر شان تاریخ سال — گفت ہاتف ہر دو خلد آرامگاہ

واین میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبر ست کہ ذکر شش ترقیم یافت۔ برین نہج سید احمد بن سید بدھ بن سید عبد الفتاح بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ سید احمد از عمدۂ ملازمان شاہزادہ محمد اعظم شاہ[1] بن سلطان اورنگ زیب

---

[1] پسر سوم عالمگیر پادشاہ است بتاریخ ۱۲ شعبان سنہ ۱۰۶۳ھ از بطن بانو بیگم بنت شاہنواز خان ولادت پذیرفتہ در سنہ ۱۱۱۸ھ دوازدہ روز بعد از وفات پدر در احمد نگر بر سریر سلطنت نشست و در سنہ ۱۱۱۹ھ در میان وصولپور بمقابلہ بہادر شاہ برادر خود با پسران بجا ناز امد در معرکہ کشتہ شد مدت سلطنت سہ ماہ و بست روز بود۔ مفتاح التواریخ ۲۹۶ ::

Marfat.com

عالمگیر بود و حکومت شاہجہان پور مالوہ و دیگر محالات بتول شاہزادہ داشت و در ایام دولت خود عالے را از خویش و بیگانہ جود و احسان نواخت و در شاہجہان پور بہ اجل طبیعی درگذشت و ہمانجا مدفون گردید۔ از آثار اوست قلعچہ حسین متین در گوشہ مغرب و جنوب محلہ میدانپورہ در سنہ ۱۱۶۲ اثنین وستین ومائۃ والف نسخہ از کتاب گلزار ابراہیم[1] در محروسہ اورنگ آباد بدست فقیر افتاد کہ شیخ محمد فاضل نامی آن نسخہ را برائے سید احمد تسوید نمودہ در ذیل کتاب عبارتی رقم زد ساختہ دریں جا عبارت بعینہا نقل کردہ می شود کہ فی الجملہ احوال سید احمد از ان واضح می گردد:۔

"بندہ عاجز قاصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسماعیل چشتی لکنوی[2] مندوی این کتاب را بہ جہت مرکز دائرہ مردمی و مروت مہر سپہر مجد و مکرمت در دریائے سیادت و نقابت گوہر بحر شرافت و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدھن سید عبد الفتاح متوطن شگرف قصبہ بلگرام بزرگ منصبدار سرکار دولت مندار محمد اعظم شاہ کہ بہ تقریب خدمت فوجداری و امینی دیبالپور وغیرہ محالات صوبہ مالوا تشریف ارزانی داشت نوشت۔ چون از آغاز سال یک صد و ہشت ہجری برگشتہ سرکار مندوا از حضور خلافت و جہانداری و انقطاع خان ذی شان افتخار خان[3] تنخواہ گشت خان مذکور برائے معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانہ را کہ خوان ابراہیمی ادبار عام زمانیان است بصد آرزو و خواہش از دیبالپور بہ مندو طلبید۔ چون آن خدیو عرصہ شجاعت سلوک خود را با کہ دمہ مساوی داشت پذیرائی نمودہ عزم دیدن خان معزالیہ نمود۔ و در ہمان سال بہ قصبہ لغلچہ تشریف آورد۔ در آن ہنگام سیادت شرافت و ستگاہ سید محمد اشرف بن سید عبد الدائم متوطن[4] ہمان شگرف قصبہ در رکاب خان مرقوم استلذاذ نعم صوری و معنوی می نمودند۔ و احقر نیز از برکات و در دولت و صحبت ایشان کسب فیض ظاہری و باطنی می نمود۔ سبحان اللہ چون بندہ شنید کہ آن جوہر شناس فصاحت و بلاغت در دائرہ سید محمد اشرف نزول ارزانی فرمودہ است بہ ہزاران ہزار خرمی و خورسندی از بنگاہ خود برائے قدمبوس شتافت۔ و بعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوہر افشان ہمین نرم بر آورد کہ فلان اتفاق چنان افتاد کہ نسخہ

---

[1] از خوانی ۱۲ [2] المتوفی [3] خان ذی شان [4] المعروف بہ سید درگاہی رک ۱۲ ذکر فضلاء ۱۲

Marfat.com

"گلزار ابرار" که از خط شما در کتابخانهٔ ما بود شیخ احمد لکھنوی[1] فراوان تمنا از من بستد اگر فرصت باشد در نگاشتن نسخهٔ مسطور تکاسل نکند. همان زمان جزم من شد و بتاریخ غرهٔ رجب المرجب روز آدینه سال مذکور نگاشتن کتاب بهمت گماشت و سید دوسر روز در صحبت خان مذکور مانده باز مراجعت به دیپالپور فرمود. احقر کتاب مطلوب را به اهتمام سیادت و نقابت پناه سید محمد اشرف و به یاری و یادری ایشان به تاریخ هفدهم ربیع الاول سال یک هزار و یک صد و نه ۱۱۰۹ھ روز جمعه وقت ظهر به اختتام آورد. بمنه وکرمه." انتهی.

و میر سید محمد بن سید احمد مسطور از خوبان روزگار و عمدهٔ رفقار نواب مبارز الملک سربلند خان اتونی[2] دوم سرکار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری[3] که در عهد احمد شاه[4] به پایهٔ اعلای وزارت رسید نیز صاحب فیل و علم و اعتبار بود و شعر فهمی خوب داشت و در حسن خلق و مروت و احسان ممتاز می زیست. در روز جمعه هشتم ماه صفر سنه ۱۱۵۸ھ ثمان وخمسین ومائة والف در دار الخلافه دهلی رخت هستی برلبست و در جوار مرقد سلطان

---

[1] بن غلام نقشبند بن عطاء الله العثمانی الکھنوی. در علم فقه و اصول آن و علوم عربیه ممتاز تر بود و متداولات بر شیخ نظام الدین بن قطب الدین سهالوی قرارت کرد و متعدد علماء از وی استفاده کرد و پسر او قطب الهدی نیز از ممتاز ترین علماء بود. شیخ احمد در سنه ۱۱۵۹ھ وفات یافت (ذکر: نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۱۲۴۳) [2] نامش میر محمد رفیع است و وطنش تون که شهریست در ایران در عهد خلدمکان با پدر خود (میرزا احمد افضل المخاطب به مقتدری خان) از ایران به هندوستان آمده و بعد وفات پدر خود به لیاقت کاردانی بمنصب مناسب چهره عزت برافروخت و پسر به لشکر شاهی رسیده هدیه بیگم صبیهٔ سبحان الله خان (پسر خاله زاد عالمگیر المتوفی سنه ۱۱۰۴ھ) را بعقد مناکحت در آورد و چون مدیه بیگم خواهر عائشه زوجه سلطان عظیم الشان (بن شاه عالم بهادر شاه المتوفی سنه ۱۱۲۴ھ) بود بنا بر آن بشفارش شهزاده در عهد خلد منزل بخطاب سربلند خان نامور شد و بعد از تغیرات کیشو بصوبه داری گجرات علم کامیابی برافروخت و بعد ورود نادر شاه در سنه ۱۱۵۸ھ به نهان خانهٔ نیستی درشد و تاریخ مظفری سال وفاتش ۱۱۵۸ھ مزبور است (مآثر الامراء ۳: ۸۰۱ - ۸۰۶ عبد بنگش ۹۶ - ۹۷) [3] نامش میرزا احمد مقیم از خاندان میرزا یوسف ترکمان بود سلسله نسب این چنین است جعفر خان بیگ پسر میرزا محمد قلی بیگ پسر منصور میرزا پسر نامور میرزا پسر حسن علی میرزا پسر اغرشاه (شاهجهان پسر میرزا یوسف ترکمان بعد وفات نواب سعادت خان (۱۱۵۱ھ) نواب منصور علیخان بخطاب نواب صفدر جنگ برسند امارت نشست و از حضور محمد شاه بادشاه بعوض دو کرور روپیه خلعت صوبه اودهه حاصل نموده و در احمد شاه بادشاه (۱۱۶۱ھ - ۱۱۶۸ھ) بعهدهٔ وزارت سرفراز گشته در سنه ۱۱۶۷ در طریق اودهه در گذشت (منتخاب التواریخ ۳۳۳ تاریخ اودهه ۲۹ - ۱۲۹۷ اخبار الصنادید ۸۸ مآثر الامراء ۱: ۳۶۵ - ۳۶۸ عبد بنگش ۹۵ - ۹۶) [4] احمد شاه بن محمد شاه بادشاه عهد حکومت او ۱۱۶۱ھ - ۱۱۶۷ھ

Marfat.com

المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ پہلوئے قبر نواب مبارز الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد متخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ[1] خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ بہنام مشار الیہ اندو فیمابین روابط محبت افزون از حد بود۔ برائے تاریخ وفاتش مصراع عجبی تلاش کردہ اند واین قطعہ در سلک نظم کشیدہ ؎

میر سید محمد احمد — ذاتِ او را توان یگانہ شمرد
در سخاوت نظیر حاتم طے — در شجاعت عدیل رستم گرد
زین جہان رفت و نام او باقی ست — کی توان گفت زندہ را کہ بہ مرد
سال تاریخ رحلتش سعدی — زادہ طبع خود بہ بندہ سپرد
بشنو اکنون ز شاعر این مصراع — خنک آن کس کہ گوی نیکی برد

سنہ ۱۱۵۸ھ

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر باید کرد و سرسری نباید گذاشت نسبت با درویشان چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنی نسبتی باین طائفہ علیہ بہم رساند او را از خاک برداشتہ بہ عالم پاک برند و از انجمن عوام بہ خلوت سرائے خواص راہ دادند مصداق این معنی معاملۂ سید احمد است کہ بہ ادنیٰ ملابسہ یعنی رحلت کردن، سید مربی قدس سرہٗ در یک سال اولاً در قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت و ثانیاً در ساحت این صحیفہ بہ ہمنشینی مقربان بارگاہ الٰہی بلند پایہ شد۔ و پسر بہ تطفل پدر کامیاب گشت سبحان اللہ موافقت سال این کرشمہ و انمود موافقت حال چہ کرشمہا داشتہ باشد تشبہ صوری مقلد موسیٰ را با وصف کفر از غرق نجات داد۔ و فیض مصاحبت با ہیئت قطمیر بدل ساختہ تاج کرامت بر سر نہاد۔ خوشا سعادت مندانی کہ سر بہ فتراک درویشان بستہ اند و کلاہ گوشہ بہ تاج شاہان شکستہ ؎

آنچہ زر می شود از پرتو آن قلب سیاہ — کیمیائے ست کہ در صحبت درویشان است

(۴۸) سیّد سعد اللہ

بن سید مرتضیٰ بن سید فیروز بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم مجمع البحرین

---

[1] رک بہ رقم ۶۵ ذکر فضلاء ۱۲

Marfat.com

فقر و فضل بود۔ و در صغر سن باارادت جد امجد سید فیروز[۱] سعادت اند وخت ابتدا ر حال بخدمت
ملا فیضی ساکن[۲] امروہہ کہ از شاگردان شیخ یس قنوجی[۳] بود۔ اکتساب علوم نمود۔ و آخر بہ ملا
عبدالرحیم[۴] کہ قاضی مراد آباد قریب سنبل و عالم کامل و تلمیذ بلا واسطہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی بود
پیوست۔ و تحصیل فضائل کرد و فاتحہ فراغ علوم خواند و بہ وطن آمدہ بر مسند تدریس نشست و
مدتہا درس گفت۔ ناگاہ ورق حالش برگشت یکبارہ از ہمہ پرداختہ بہ حرمین شریفین شتافت۔
و بہ طواف بیت اللہ و زیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذخیرہ آخرت فراہم آورد۔ بعد
چندی عنان عزیمت بہ ہند عطف نمود۔ و در گجرات احمد آباد منزوی گشت۔ شیخ محمد طاہر
احمد آبادی[۵] مرد فاضل معمر از تلامذہ سید سعد اللہ در حیدر آباد دکن با فقیر برخورد۔ می گفت
من شاگرد خاص سید سعد اللہ ام۔ حضرت سید در گجرات تشریف آوردند در مدرسہ مولانا
نور الدین نور اللہ مرقدہ اقامت گزیدند و از حجرہ خود کم حرکت می کردند۔ شب بہ بیداری و آگاہی
می گذرانیدند و روز بہ شغل درس و افادہ مولانا نور الدین ادب و احترام بسیار بجا می آوردند۔ و
اکثر نزد ایشان آمدہ می نشستند۔ وقت احتضار حضرت سید حاضر بودم۔ شگفتہ پیشانی بہ عالم
روحانی شتافتند۔ و در روضۂ شاہ بھیکن نبیرہ شاہ عالم بخاری[۶] در کنار لحد خوابیدند۔ وَکَانَ
ذٰلِکَ فِی السَّابِعَ عَشَرَ مِنْ شَوَّال یوم الاربعاء وقت الصبح ۱۱۱۹ھ مطابق ۱۷۰۷ء تسعۃ عشرہ و مائۃ
و الف میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر تاریخ بہ اقتباس آیۂ کریمہ برآورد "یُشْرَبُ مِنْ
کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا"۔ ۱۱۱۹ھ

---

[۱] رک: رقم ۱۰ ذکر فقرا [۲] الشیخ فیض اللہ بن المعروف بن خاوند الامروہوی از نسل محمد بن حنیفہ بود و اخذ
طریقت از برادر کبیر خود شیخ عبدالمجید کرد (نزہۃ الخواطر، ج ۵ رقم ۵۱۰) [۳] بن عبدالرشید البہاری ثم مراد آبادی
از مشاہیر علمائے عصر خود بود و ہفت سال کامل در صحبت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی استفادہ کردہ (نزہۃ الخواطر
ج ۵ رقم ۳۳۶) [۴] بن عبدالرشید بہاری المتوفی حوالی سنہ [۵] رک: رقم ۳۲ ذکر فضلاء [۶] شاہ عالم بن قطب عالم
نبیرہ مخدوم جہانیاں جلال بخاری قطب عالم در سنہ [۷] وفات یافت قبرش قریب احمد آباد در بتوہ قطب آباد است
و شاہ عالم در احمد آباد آسودہ است او در سنہ [۸] وفات یافت حضرت نواب در تقصار نوشتہ: محرر سطور بواسطہ ای تعلق بوی
وارد و فقیر در احمد آباد شد بہ زیارت قبور قطب عالم و شاہ عالم و خانقاہ مدرسہ سعادت اندوز گشت (تقصار ۱۵ اخبار الاخیار ۱۶۱)

Marfat.com

(۹۴) میر سید لطف اللہ المعروف بشاہ اللہ بلگرامی قدس سرہٗ السامی

ترجمہ والد ایشان سید کرم اللہ بانی مسجد جامع محلہ پیشتر گذارش یافت[۱]۔ آنحضرت از کمل اولیاء بلگرام و باعث افتخار سلف و خلف این مقام اند۔ لقب ایشان سید العارفین و سید الاولیاء ست از آنجا کہ شوق الٰہی و ذوق نامتناہی در اصل فطرت عالی ودیعت بود۔ در تباشیر ایام شعور با طائفہ خداشناسان سری داشتند۔ و صحبت جم غفیر این گروہ والاشکوہ دریافتند۔ مرشد اسبق ایشان شاہ اعظم اند[۲] قدس سرہٗ در عنفوان شباب ہمراہ پدر بزرگوار بجانب بنگالہ تشریف بردند۔ و در آنجا بخدمت شاہ اعظم ریاضتہا کشیدند۔ و مراتب بلند و مدارج ارجمند طے کردند۔ بعد ازان برائے کسب معاش لابدی نوکری نواب نجابت خان[۳] اختیار نمودند۔ و در جماعہ چہل تن از شجعان کہ نواب اینہا را ممتاز نگاہ می داشت منسلک شوند۔ و بعد چندی در عمر لبست و دو سالگی دل از علائق صوری بالکلیہ برگرفتند و اکثر بلاد ہند را سیاحت کردند۔ و دار السرور برہان پور خدمت شاہ برہان راز الٰہی[۴] قدس سرہٗ ادراک نمودند۔ و چندی در خانقاہ شیخ اقامت گزیدند۔

---

[۱] رک: رقم ۳۷ ذکر فقرار ۲

[۳] خان خانان یکے از سپہ سالاران عالمگیر بود نامش مرزا شجاع و نام پدرش شاہرخ مرزا نبیرہ مرزا سلیمان (د ۹۹۷ھ) والئی بدخشان ابن خان مرزا ابن سلطان محمود از اولاد امیر تیمور صاحب قران بود۔ مرزا شاہرخ نیز از منصبداران اکبری و عالمگیری بود و عالمگیر بادشاہ نجابت خان را بالقاب یار وفادار خان جہان ہم خطاب می کرد و در اجین ۱۰۷۵ھ وفات یافت (مفتاح التواریخ ۲۷۱ ماثر الامرار ج ۳ ص ۸۲۱-۸۲۸)۔

[۴] شیخ برہان الدین برہان پوری از مشاہیر اولیاء ہند بود نسب وی از جہت پدر بہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منتہی می شود و اما نسب مادری بہ سیدنا حسین السبط متصل می شود تولد شیخ بسال ۹۹۸ھ وفات ۱۰۸۳ھ است مرید و خلیفہ مسیح الاولیاء حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ (د ۱۰۳۱ھ) بن شیخ قاسم سندھی (د ۹۸۱ھ) بود و از شیخ برہان متعدد تواليف یادگار اند از انجملہ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ و شرح آمنت باللہ اند عاقل خان رازی در کتاب خود موسوم بہ ثمر الحیاۃ ملفوظات شیخ را ترتیب داده و نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲۸ و تفصیل و مراجع "برہان پور کے سندھی اولیاء" از راشد برہان پوری۔

Marfat.com

واز صحبت ایشان تمتعی فراگرفتند۔ اما مشیت الٰہی در اندک فرصت صورت مفارقت وانمود۔ آن جناب از فقدانِ صحبت شیخ متاسف شدند۔ ہمدران حالت در واقعہ می بینند کہ شیخ بہ جانب ایشان التفات می نمایند و بہ دو دست مبارک خود غالیہ در جامہ ایشان می مالند۔ وازین بیشتر روح پرور رانجہ بشد نی ایام دہر کم نفحات الاقتعر ضوالہا۔ استشمام کردند و عنقریب بہ صحبت میر عبدالجلیل قدس سرہٗ رسیدند و فیضہا برگرفتند۔ ورویائے غالیہ را بہ ملاقات میر تعبیر نمودند۔ میر از اکمل اصحاب شاہ برہان قدس سرہٗ بودند۔ و در لباسِ نوکری از فہم خلق دور می ریستند۔ حضرت شاہ برہان راز الٰہی برہان پوری متوفی در ۱۰۳۱ھ احدی وثلثین والف وایشان مرید سید لشکر محمد عارف[1] متوفی در ۹۹۳ھ ثلث وتسعین وتسعمائۃ وایشان مرید محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم مجموع این اکابر قافلہ سالاران شاہراہ ولایت۔ و حرس جنبانان کاروان شہرت اند۔ فقیر را عبور برہانپور بارہا اتفاق افتاد۔ و سعادت زیارت قبور طیبہ دست داد۔ چون شہر برہان پور گرد بسیار دارد نوعے کہ ہیچ شہر بہ گرد او نمی رسد۔ از فیض روحانیت سید لشکر محمد عارف توجہی بہ خاطر فقیر رسید و لباس نظم پوشید ؎

فتاد ہر کہ گذر لشکر محمد را　　غبار خیز بود کوچہ ہائے برہانپور

القصہ حضرت سید العارفین بعدایامی بجانب کالپی حرکت کردند۔ و بر رویت جمال باکمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس اللہ اسرارہما فایز گشتند و بہ تحصیل سعادت ارادت دست بہ عروہ وثقی زدند۔ حضرت سید را نسبت بہ آن جناب نظری و عنایتی خاص بود۔ در وقت بیعت فرمودند ماہر دو یک فاتیم۔ و این بیت بر زبان مبارک آوردند ؎

این باز فیض پیر مغان بزم وحدت است　　در پردہ دارد دیدۂ کثرت نمائی را

---

[1] بن ملک راجن جاپانیری گجراتی ثم برہان پوری از مشایخ عشقیہ شطاریہ بود۔ ولادت وی بسال ۹۰۰ھ است اوائل شباب در فنون حربیہ و سپہ گری صرف کرد بعد از آں مشاغل اعتزال نمود و از شیخ قاضی محمود پیر پوری (م ۹۴۱ھ) و شیخ قطب الدین الذاکر المعروف بہ قطب جہان (صاحب مکتوبات) اخذ و استفادہ کرد و آخر الامر مصاحبت شیخ سید محمد غوث گوالیاری اختیار کرد۔ زمانہ ہی سال کامل در گجرات مجلس ارشاد و تلقین گرم داشت بعد ازاں برہان پور سکونت ورزید و خلق کثیر از وی مستفید شد (زہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۳۵۴ و اذکار ابرار ۳۶۱-۳۶۹)

Marfat.com

واین عنایت مشابہ است بہ عنایتی کہ میر سید محمد دربارۂ میر سید احمد نمودند و فرمودند۔ محمد و احمد یکے است۔ شاہ فضل اللہ خلف الصدق میر سید احمد قدس اللہ اسرہما فرمودہ اند کہ حضرت سید در وقت ارتحال بہ فرزندانِ خود وصیت کردند کہ خلفاء جد و پدر شما بسیار اند اگر بہ فقر درویشی عامہ خواہید در صحبت ہر کدام حاصل می توانید شد۔ و اگر درویشی خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف اللہ مغتنم باید شمرد۔ و نیز شاہ فضل اللہ فرمودہ اند شراب ناب میخانۂ سید احمد شاہ لدھا نوشیدند و دیگران در چشیدند۔ و آن جناب باخرقۂ خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ و دائع موفورہ رخصت انصراف یافتہ بہ بلگرام تشریف آوردند و قریب ہفتاد سال در گوشہ انزوا اقدام افشردند و بہ افاضۂ انوار معنوی شہر را چراغان کردند طریقۂ اینقدر در تربیت طالبان آن بود کہ گاہے بہ کرشمہ کار طالب می ساختند و گاہے بہ ریاضت و مجاہدہ مشغول می گردند و ریاضات شاقہ کہ آدمی را مزمن سازد نمی فرمودند و اگر در اربعین می نشاندند اغذیۂ لطیف می دادند۔ می فرمودند باعث قوام انسان غذا است اگر تندرست است جہاد نفس از و خوب می آید۔ و اگر ناتوان قصور واقع می شود۔ و از دلق پوشیدن و مرقع دوختن و خود را در نظر خلق وانمودن منع می کردند و از تاہل و کسب کہ معاش سنّت سنیہ انبیا است علیہم الصلوٰۃ والسلام باز نمی داشتند می فرمودند مرد آن است کہ ظاہرش با معاملہ خلق متفق باشد و باطنش در یاد مولیٰ مستغرق و فتوح را ذخیرہ نمی ساختند و ہر چہ از غیب می رسید کشادہ پیشانی صرف می کردند۔ و جز فقر اردو و صادر شہر می گرفتند و اکثر اوقات خصوص آخر شب بہ سیر صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلکشا است سرش این کہ صحرا نسبتی بہ مرتبہ اطلاق وارد و شہر نسبتی بہ مرتبہ تقیید سخن در کمال خوبی و رنگینی و تمکین ادا می فرمودند و ہر گاہ از حقائق و معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید۔ و مستمع را حالتے و کیفیتی دست می داد۔ صاحب کمالاتی کہ بہ حضور مجلس انور مستفید شدہ اند اتفاق دارند کہ کیفیتی و حلاوتی کہ در مجلس اشرف یافتہ ایم جائے دیگر کمتر یافتہ ایم و با آنکہ سنن عمر از صد تجاوز کرد حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک ہمان تازہ بود سلطان ابو سعید بن شاہ فضل اللہ

Marfat.com

میر سید احمد قدس اللہ اسرارہم می فرمودند۔ وقتے از میر شاہ لدھا پرسیدم نماز تہجد خواندہ می شود فرمودند سالہاست کہ شب مژہ بہم نمی رسد اما نماز تہجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوٰۃ فریضہ بے اختیار ادا می کردو از عجائب مختاراتِ والا این کہ اگر مارضہ جسمانی رومی داد ہر چند صعب بودی از احتما پرہیزی کردند و برخلاف ایام دیگر در اغذیہ تکلفات بہ کار می بردند ہر چند اطبا در ممانعت می کوشیدند حرف اینہا فائدہ نمی کرد۔ و این معنی ناشی بود از کمال توکل بذات حکیم مطلق تعالیٰ شانہٗ از نفاس قدسیہ است "کہ دید محمد مشکل تر از دید خدا است ایضاً لیلیٰ را محمل ضرور است یعنی احسن آنست کہ سرِ حقیقت در پردہ مجاز گفتہ شود تا از چشم زخم ناقصان محفوظ ماند۔ ایضاً اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات وجود حق است ایضاً محمد نام تشبیہ است و اللہ نام تنزیہ۔ ایضاً شریعت منتہائے مروان است۔ ایضاً شریعت رنگ است و حقیقت بوچون گل سرخ جامع جہتین آمد بر سائر گلہا تفوق یافت۔ وچون لالہ و یاسمن ہر کدام منفرد افتاد آن مرتبہ نیافت ؎

کنارہ گرد خطرہائے بیکران دارد میانہ روز دو جانب نگاہبان دارد

روزے یکے از اعیان مشائخ بر قولی کہ از آن جناب منقول بود خوردہ بیجا گرفت مخاطب فقیر بودم۔ ملتفت جواب نہ شدم۔ ہمان روز قولی از تحریرات شیخ مذکور شد و شخصے عمدہ آن را رد کرد۔ شیخ سخت متاثر گشت و آن نوشتہ در حضور شیخ حسب الارشادہ شیخ بر دست فقیر چاک گردید۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔ رحلت آن جناب شب یکشنبہ چہاردہم جمادی الاولی ۱۱۴۳ھ ثلث واربعین و مائۃ والف واقع شد[1] کاتب الحروف از کلام ربانی این و قاریخ بر آورد۔ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (۵۶-۱۲) وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا (۱۹-۶۲) مرقد منورہ در جوار حویلی سکونت میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ صاحب سجادہ بر مزار فایض الانوار عمارتی و مسجدی بنا کردہ اند راقم الحروف در ماہِ جمادی الاولی ۱۱۳۷ھ سبع وثلثین و مائۃ والف در سلسلہ علیہ چشتیہ باحضرت ایشان بیعت کرد و از ذات قدسی آیات فیضہا اندوخت۔

---

[1] در ۱۰۵۳ھ بدنیا آمد (رک: سفینہ خوشگو ذکر شاہ لدھا)

Marfat.com

(۵۰) میر عظمت اللہ

ثمرۂ شجرۂ سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خاص الخاص طائفہ علیۂ صوفیہ اند۔ واز مشربِ وحدت وجود چاشنی بلند داشتہ اند اگرچہ ایام زندگانی در ملازمت امرا بسر آوردند۔ اما ہمہ وقت جمال بے رنگی در آئینہ رنگ دیدہ اند و غنچۂ جمعیت از شاخسار تفرقہ چیدہ و اصل طریقۂ سید العارفین ہمین است کہ ظاہر مشابہ عوام باشد و باطن مماثل خواص انبیا کہ اخص الخواص اند علیہم الصلوٰۃ والسلام اشبہ بہ عوام بودہ اند و بہ طور سائر الناس بسر بردہ و کسانے کہ جادۂ کمال بعیت می پیمایند ہمین رویہ مستقیمہ اختیار می نمایند۔ شناخت مردانِ الٰہی کار ہر کس نیست۔ صاحب بصیرتے باید کہ محقق را در لباس مقلد دریابد عوام از نقصان حس و غلط افتند و ایشان را از جنس خود سناسد نعم مدار اعتقاد عوام بر امتیاز وضع است شخصے را کہ وضع سائر الناس ممتاز یابند و لی پندارند۔ و سر رشتۂ اعتقاد بہ دست آرند طعن مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ[1] شاہد حال است و خطاب اَوْ يَكُوْنُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ مصداق این مقال حضرت مجدد قدس سرہٗ در مکتوب دوصد ہفتاد و دوم از مجلد اول می نویسند[2] کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات در بسیارے از احکام در رنگ عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اہل و عیال مثل ایشان معاملہ می فرمایند اخبار حسن معاشرت خیر البشر با اہل و عیال خود علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مشہور ست و منقول است کہ روزے سید البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام تقبیل امامین می فرمودند و بہ انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند۔

شخصے از حاضران گفت یا رسول اللہ من یازدہ پسر دارم ہرگز یکے را بوسہ نہ کردم۔ حضرت فرمودند علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ این رحمت است بہ بندہائے

سورۃ فرقان آیت ۷۔ [1] میر سید لطف اللہ معروف بہ لدھا (شاہ لدھا) متخلص بہ احمدی (رک: رقم ۴۹)

[2] کہ انبیاء ۔۔۔ ومن التسلیمات اکثرہا (رک: مکتوبات دفتر اول حصہ پنجم ۱۷-۱۸)

Marfat.com

رحیم خود عطا می فرماید[۱] و چون اخص خواص در بعضے اوصاف به عوام مشارک اند اگرچه شرکت به اعتبار صورت باشد۔ ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل النصیب اند و ایشان را در رنگ خود بالخیال می کنند و آنکه در اوصاف و شمائل از ایشان جدا بود او را می گویند و بزرگ می دانند ازین جا است که اوصاف و اخلاق اولیا که از اوصاف و اخلاق ایشان که مشابه اخلاق ایشان است اگرچه آن اخلاق در انبیا موجود بودند علیهم الصلوٰة والتسلیمات "

بشنو نقل کرده اند از مخدوم شیخ فرید گنج شکر[۲] چون یکے از فرزندان ایشان می مرد و خبر موت به ایشان می رسید هیچ تغیرے در ایشان راه نمی یافت و می گفتند۔ سگ بچه مرده است بیرون پرتا بید[۳]۔ و چون فرزند سید البشر ابراهیم نام علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام فوت کرد۔ حضرت پیغمبر علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بروے گریه کردند و محزون گشتند و فرمودند۔ انا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون[۴] به تاکید و مبالغه بیان حزن خود فرمودند۔ گنج شکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کالانعام معامله اولی بهتر است و آن را بے تعلقی می دانند و ثانی را عین تعلق و گرفتاری می انگارند۔ اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء و چون این وارد دار آزمائش و ابتلا است عوام را مشتبه ساختن و در شبه انداختن عین حکمت و مصلحت است اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتباعه وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ به حرمة سید البشر علیه وعلی آله واصحابه من الصلوٰة افضلها ومن التسلیمات اکملها۔ اکنون سررشته مطلب اصلی بدست آریم۔

میر عظمت الله بسیار خوش صحبت سنجیده وضع مقبول دلها بودند[۵] و در کمال حسن خلق و تهذیب آداب می زیستند۔ در تصوف رسائل دلپذیر پرداخته اند و شعر بیشتر موحدانه

---

[۱] اخرجه الشیخان و ابو داود والترمذی من حدیث ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه و شخصے سائل اقرع بن حابس یا عیینه بن حصن ذکر کرده اند [۲] از اعیان اولیا و ارکان اتقیا بودند المخاطب به قطب الموحدین و قطب الزاهدین گنج شکر ثانی ایشان در ۵۸۴ھ است و وفات در ۶۶۸ھ در بلده پاکپتن (پاکستان غربی) آسوده اند (درک: تقصار ۱۲ھ) [۳] حضرت الامیر الفتوحی در تقصار ۱۲ھ این حکایت نقل کرده گفت: این کمال مرتبه تسلیم و رضا است که فوق آن متصور نیست ۱۲ [۴] انتهی عبارت المکتوب ۱۲ [۵] و در شمع انجمن حضرت النواب گفته: قادری وارد مسمی به "سفینه بے خبر" کرده آن مجلس خود به مرزا بیدل ذکر کرده و کلیاتش قریب هفت هزار بیت است ۱۲

Marfat.com

واساختہ تخلص ایشان بے خبر است۔ فی الواقع باخبر بے خبر بودند۔ و بر قول حضرت لسان الغیب قدس سرہٗ عمل می کردند کہ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ورنہ در مجلس رندان خبرے نیست کہ نیست

برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلمی می گردد[۱]۔ وفات ایشان روز دہ شنبہ بست و چہارم ذی القعدہ سنہ ۱۱۴۲ اثنین و اربعین و مائۃ والف در دہلی اتفاق افتاد۔ در وقت احتضار مردم استفسار کردند کہ اگر حکم شود نعش را بلگرام روانہ کنیم۔ و اگر درین شہر مکانی اختیار افتد اشارہ فرمایند کہ موافق آن عمل نمودہ شود۔ فرمودند این مشت خاک را ہر جا خواہید بہ پرتاباید۔ و نیز در حین احتضار شخصے کہ او را در مسئلہ وحدت وجود با ایشان راہ سخن بود پرسید حالا چہ می فرمایند۔ جواب دادن سخن مردان یکی ست۔ قبر ایشان در جوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ۔ بر سر شاہراہ متصل دیوار شرقی باغ دریا خان[۲] لقائے اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب و قبر سید درویش ہمانجا برابر قبر ایشان واقع شدہ۔ قبر میر عظمت اللہ جانب غرب است و قبر سید درویش[۳] جانب شرق و این سید درویش برادر اعیانی شاہ رحمت اللہ[۴] است کہ ذکر شریف او می آید و ہم عمر و ہم دست میر عظمت اللہ بیخبر اسمی بامسمی بودہ و نشان فقر بلند داشتہ و با وصف تاہل در کمال وارستگی می گذرانید آخر کار از ہمہ گذشتہ در شاہجہان آباد ممزوی گردید۔ و بقیہ ایام زندگانی را بے تعلقانہ بسر آورد تا آنکہ بہ رفیق اعلیٰ پیوست[۵]۔

---

[۱] اک۔ سرو آزاد ۳۱۵-۳۲۶ و ایضاً شمع انجمن ۸۹-۹۲ ؛ [۲] باغ دریا خان [۳]

[۴] رک رقم ۶۳ ذکر تبار [۵] از آثار وی را چند رسائل در توحید و تصوف (۲) کلیات کہ مشتمل است بر پانزدہ ہزار بیت از قصیدہ و غزل و رباعی و مثنوی رک سفینہ خوشگو ے "در نشتر عشق" ہفت ہزار بیت و در "سرو آزاد" قریب بہ ہفت ہزار آمدہ است ایضاً شمع انجمن صدیق حسن ص (۳) سفینہ سخن۔ در این سفینہ اشعار شعرای متأخر از زمان جہانگیر شاہ و شاہ عباس صفوی بعد از عرفی و ثنائی تا زمان مؤلف کہ عصر محمد شاہ و محمود شاہ افغان بودہ آوردہ است این کتاب بسال سنہ ۱۱۴۱ھ تالیف شد و شروع با احمدی زید (مولف) شدہ و با احمد یار خان یکتا تمام میشود و این سفینہ مشتمل است بر ۱۴۱ صفحہ و شرح حال و اشعار اکثر شعرا ارب با مختصر است از انشا سادہ و عاری از تصنع است رویہ رفتہ این کتاب از این حیث کہ مجموعہ مختصری از اشعار شعرا آن دورہ است دارای اہمیت و ارزش میباشد ولی چون فاقد مہم و بارہ زندگانی شعرا است در شمار تذکرہای خوب و سودمند نمی توان کرد نسخہ خطی ازین کتاب در دانشگاہ لاہور موجود است رک : خزانہ عامرہ و مقدمہ و سفینہ خوشگو و شمع انجمن ص مقتبس از تذکرہ تولیی فارسی دکتور سید علی رضا نقوی ۱۲

Marfat.com

(۵۱) میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ

فرزند زادہ صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہٗ ولادت ایشان نوزدہم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائۃ والف دست داد از ابتدائے سن تمیز تا عنفوان شباب در حجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافتہ اند۔ حظی کامل ونصیبی وافر اندوختہ ودر عمر نہ سالگی بر بیعت والا شرف اندوزگشتہ۔ سید العارفین را با ایشان ورائے دشتہ فرزندی عنایتی ومحبتی خاص بود۔ چون والد ایشان میر عظمت اللہ بیخبر شش ماہ پیش از رحلت سید العارفین قدس سرہٗ ازین عالم انتقال کردند۔ سید العارفین قریب بہ زمان ارتحال خود میر نوازش علی را بہ خلافت واجازت ممتاز ساختند وخرقۂ خلافت کہ از مرشد برحق میر سید احمد قدس سرہٗ پوشیدہ بودند۔ بدست مبارک خود میر را پوشانیدند الیوم میر وارث کمالات جد بزرگوارند۔ صاحب مشرب بلند۔ و معارف ارجمند۔ دوام اوقات بہ یاد الٰہی معمور می دارند۔ وطالبان را سرمہ بینائی در چشم می کشند زاد اللہ عمرہٗ۔

(۵۲) میر سید نور الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الصدق دوم سید العارفین وداماد صاحب البرکات سید برکت اللہ بلگرامی کہ ذکر شریفش می آید[1]۔ ولادت ایشان در سنہ ۱۰۹۶ ست وتسعین والف اتفاق افتاد علامہ مرحوم میر عبد الجلیل لفظ "بخیت مند" تاریخ یافتہ اند۔ از آغاز ایام شعور خود تا انجام حیات سید العارفین در ظل رافت البوت تربیتہا یافتہ اند۔ وراہ بہ مقصد اعلیٰ بردہ از بلگرام کم بر می آیند ومحمل سفر در وطن صورۃً ومعنیً می آرایند والا گاہ گاہ بہ سلسلہ جنبانی قرابت جانب قصبہ مارہرہ کہ اقامت گاہ حضرت صاحب البرکات است قدس سرہٗ حرکت می کنند۔ سید العارفین قدس سرہٗ قبل زمان ارتحال خود ایشان را بہ اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساختہ اند لعید

---

[1] رک: رقم ۵۵ ذکر نقراء

Marfat.com

از رحلت والد ماجد پائیں مزار فائض الانوار مقیم اند۔ و دائم الاوقات بر جادۂ خداپرستی و
ہنمونی مستقیم مدالله حیاته۔

(۵۳) سید نوراللہ قدس سرہٗ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدلہ بلگرامی صاحب دل بریان و دیدہ گریان خدا
دوست۔ دنیا دشمن۔ ابتدا رحال در طلب علم دامن برزد و بخدمت شیخ ابوالفتح[۱] ساکن
نیوتنی من توابع اودھ تلمذ نمود۔ و فاتحہ فراغ خواند۔ ملا ابوالفتح از اولاد قاضی ضیاء الدین[۲]
کہ از اعیان نیوتنی بود۔ و بہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت شیخ وجیہ الدین علوی[۳] قدس سرہٗ کسب کمال
نمود و فضیلت برجستہ بہم رسانید۔ شیخ او را امور عنایت خاصہ ساخت و صبیۂ خود در سلکِ
تزویج کشید۔ قاضی ضیاء الدین بعد چندی با حلیلۂ خود بہ وطن اصلی عود کرد۔ ملا ابوالفتح
در ایام شباب بہ شوق تحصیل علم در قصبات متردد گردید۔ و از ملا محمد زمان ساکن
کاکوری[۴] و دیگر فضلاء عصر تحصیل نمود۔ بعد ازان بہ خدمت میر سید حسین
شاگرد رشید میر زاہد رفت[۵] و چندی تلمذ کرد۔ آخر کار بہ خدمت میر زاہد
شتافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید۔ و بہ وطن اصلی معاودت نمود۔ و دست بیعت

---

[۱] بن سلیمان بن فضل بن قاضی ضیاء الدین العثمانی نیوتنی اودھی (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۲۵) ۱۲ ٭
[۲] بن سلیمان سلوانی العثمانی از فحول علماء زمان بود تلمیذ و داماد قاضی وجیہ الدین گجراتی طریقۂ قادریہ
از شیخ محمد بن یوسف قرشی برہان پوری (سنہ ۹۷۲ھ) اخذ نمود۔ شیخ جمال کوروی (سنہ ۱۰۴۷ھ) از تلامذہ
او بود وفات قاضی در سال ۹۸۹ھ وقوع یافت (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۲۶۸) ۱۲ ٭ ٭
[۳] رک بہ رقم ۱۵ ذکر فضلاء ۱۲ [۴] بن محمد رضا بن محمد اشرف بن عبد القدوس بن شہاب
الدین بن نظام الدین بہیکہ العلوی الکوروی از کبار علماء بود تلمیذ قاضی عبد القادر العمری
الکھنوی (سنہ ۱۰۷۶ھ) و اخذ طریقت از شیخ پیر محمد لکھنوی کرد و شیخ عبد الغفور الاشرفی بھاگلپوری
(رک رقم ۱۰۰ ذکر فضلاء و شیخ علی اصغر قنوجی (سنہ ۱۱۴۰ھ) و شیخ محمد غوث کاکوروی (سنہ ۱۱۱۱ھ) از تلامذہ وی اند
نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۶۱۵) ۱۲ [۵] رک بہ رقم ۲۴ ذکر فضلاء ۱۲ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

بہ شیخ پیر محمد لکھنوی[1] داد و مدۃ العمر بہ درس و افادہ مشتغل گشت و مردم بسیارے را فیض رسانید۔ القصہ سید نور اللہ بعد فراغ از تحصیل جانب دہلی رفت و در جواہر مرقد مقدس سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ معتکف گردید۔ در ایام اعتکاف بعضے امرائے سند یومیہ وار اضافی مدد معاش بہ خدمت آوردند۔ دست رد زد۔ و سند را پارہ کرد۔ آخر بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ مرید شد و در ریاضات شاقہ فوق الطاقہ کشید۔ و حالت عجیبی بہم رساند۔ شبہا چشم کم بر ہم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاہے در رکوع و گاہے در سجود شب را صبح کردی۔ و مصداق حدیث شریف حتیٰ "تورمت قدماہ"[2] مشاہدہ شدی۔ و احیاناً حالتے روی داد کہ تا یازدہ روز بیشتر بہ اکل و شرب نمی پرداخت روزے ایستادہ بود خواست تا آفتاب بر لبے وضو از زمین بر دارد خم شد ناگاہ حالتے طاری شد کہ سہ روز بہ ہمان شکل رکوع خم ماند۔ اکثر دیوانگی می زد۔ و بے طاقتی بامی گرد۔ و گریبان چاک می گشت۔ زر و سیم بہ دست نمی گرفت۔ نمی فرمود این مردار است۔ دست آلودن باین جائز نیست۔ از لبس تشرع لوائے اجتناب بر دوش داشت روزے قلندرے از طائفہ بے قیدان نزد سید العارفین نشستہ بود ناگاہ آواز مزماری بہ گوش رسید قلندر گستاخانہ بہ خدمت سید العارفین گفت جائے کہ مزامیر است روان باید شد سید نور اللہ از راہ زجر گفت در آنجا چیست؟ قلندر گفت اللہ است۔ سید نور اللہ برخاست و گفت برخیز اللہ را بنما قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست چیست گفت این لباس

---

[1] بن اولیا رجونپوری دانشمندے بود بعلوم ظاہری و باطنی المشہور بالفضل والکمال صاحب التصانیف الرائقۃ والتالیفات اللائقۃ۔ کتب درسیہ در جونپور و حرمین شریفین و دیگر بلاد تحصیل کردہ بلکھنو آمدہ فاتحہ فراغ بخدمت قاضی عبدالقادر لکھنوی ۱۰۷۶ھ خوانا ارادت و خلافت از شاہ عبداللہ سیاح حاصل کردہ تو فی ۱۰۸۵ھ مرقدش بر لب دریائے گومتی در شہرت لکھنؤ زیارت گاہ است و بہ ٹیلہ شاہ محمد شہرت دارد رحمہ اللہ و از تالیفات وی سراج الحکمہ حاشیہ شرح صدرا و فتاوی فقیہہ و کتاب المنازل الاربعہ معروف اند۔ تذکرہ علمائے ہند ۳۴۔ ۳۵ نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۱۳۸ خزینۃ الاصفیا ۱: ۸۲۴۔ ۸۳۴ ☆ [2] متفق علیہ من حدیث المغیرۃ رک: مشکوٰۃ ۱۰۸۔ ۱۰۹ طبع اصح المطابع کراچی (پاکستان) ۱۲ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Marfat.com

دنیوی کہ در بر تست۔ سید نور اللہ دستار بر زمین زد و جامہ چاک کرد و گفت بیا اللہ را بنما۔ قلندر را حیرت دست داد و در مقام عجز و تضرع در آمد۔ سید نور اللہ تنگ گرفت آخر سید العارفین در میان آمدہ قلندر را از دست ایشان وا رہانیدند۔ شبے نماز تراویح بہ جماعت میخواند۔ امام بر سر این آیہ رسید فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا در عین نماز بیہوش افتاد۔ و تا چند روز از گریہ نیاسود۔ وقتے او را ورطے این راہ مشکلے پیش آمد۔ بہ خدمت سید العارفین اظہار کرد۔ حضرت شغلہا فرمودند عقدوا نہ شد۔ آخر فرمودند۔ برو قرآن مجید حفظ کن۔ چند جزو از قرآن حفظ کردہ بود کہ عقدہ الخلال پذیرفت آمدہ بہ پائے حضرت افتاد و باقی قرآن یاد کردن گرفت۔ بست و پنج جز یاد کردہ بود کہ درین اثنا ہر دو قدم او از کثرت قیام شبہا ما سید و بہ ہمان عارضہ قدم از ین عالم بیرون گذاشت در وقت احتضار او را پرسیدہ اند کہ تمنائے بہ خاطر دارید۔ فرمود ہمین تمنا با خود دارم کہ پنج جز و از قرآن باقی ماندہ فرصت حفظ نیافتم۔ وفاتش سیزدہم ماہ شعبان ۱۱۱۳ھ ثلاثہ عشر و مائۃ و الف واقع شد۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ[1] بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ ۱۱۱۳ھ تاریخ یافت بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت او را گم کردند و متاسف شدند شخصے او را در واقعہ نمود کہ قرآن در خانۂ فلان کس در فلان محل است۔ چون خبر گرفتہ اند ہما نجا یافتہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) سید محمدی قدس سرہٗ ۱۱۲۳ھ

بن سید بدیع الدین عرف سید تہا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہٗ اسبق الخلفاء سید العارفین است در صغر سن کلام اللہ را ازبر کرد و بہ خدمت مولوی عبد الغفور متولی بلگرامی تلمذ نمود۔ و کتب درسی را مرتب گذراند۔ و بہ تحصیل ارادت سید العارفین ابواب سعادت بر روئے خود کشود۔ و جادۂ سلوک بہ قدم آگاہی در نوردید و مبدء را بہ منتہی رساند۔ و بہ لیس خرقۂ خلافت و اجازت پیرایہ کرامت در بر کرد۔ و مفید بہ خلوت

---

[1] سورۃ الحدید آیہ ۱۲ رکوع ۱۰ پارہ ۲۷ رکن : رقم ۱۱ ذکر فضلاء

Marfat.com

گزینی نہ گشت۔ و باشاہ عالم بہادر شاہ[۱] بسر می برد۔ بادشاہ ادب و احترام بسیار می کرد روزے درخلوت باپادشاہ حرف می زد۔ دراثنائے کلام دست برزانوئے بادشاہ می رسانید ناظرے گفت قواعد ادب نگاہ باید داشت۔ بادشاہ ناظر را منع کرد و فرمود اہل اللہ را در ہیچ حال تعرض نہ باید کرد۔ بسیار عالی مشرب بلند حوصلہ بود و قوت باطن بہ درجۂ کمال داشت۔ ہر صاحبدلے کہ باو برمی خورد مطیع و منقاد می گشت روزے با یکے مشائخ ملاقات نمود حرف توحید درمیان آمد۔ شیخ را رقتے دست داد گفت سقائی می کنی۔ شیخ گفت این سخن را ما ہم می دانیم۔ سید گفت این سخن نفس است در توحید من و تو گنجایش نہ دارد۔ وفاتش در سنہ ۱۱۲۳ھ ثلث و عشرین و مائۃ والف اتفاق افتاد۔ خواب گاہش باغ شمالی محلہ میدان پورہ نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدر آباد[۲] و در ہمین سال قاضی محمد حافظ کہ ذکرش می آید درگذشت[۳]۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرماید ؎

چون میر محمد و قاضی حافظ — بردند بیک سال سوی جنت راہ
گشتند بہ رضوان الٰہی واصل — ہاتف تاریخ گفت۔ رضوان اللہ ۱۱۲۳ھ

(۵۵) سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات

بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم شاہبازی است آشیانش سدرۃ المنتہی و یکہ تازی است میدانش سموات علی شعشعۂ ولایت از جبینش پیدا و جبروت فقرا از ناصیۂ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستان خالق گذاشت و قدم بر دوش مخلوق نہ فرسود۔ امیر و فقیر فرش آستانش بودند۔ و گوئے سعادت عرصہ علوی و سفلی می

---

[۱] قطب الدین خلف دوئم عالمگیر بادشاہ غازی در ۱۰۵۳ھ از بطن نواب بائی کہ ہندو زنے بود در برہان پور تولد پذیرفتہ و بمحمد معظم موسوم گردید در ایام شاہزادگی بخطاب بہادر نیز نامور شدہ در ۱۱۱۹ھ در اگرہ بر تخت سلطنت نشست و بہ شاہ عالم موسوم گردید۔ در لاہور بسال ۱۱۲۴ھ بیمار شدہ بجوار رحمت ایزدی پیوست مدت سلطنت از روز وفات خلد مکان تا روز وفات او ۵ سال یک ماہ ۲۲ روز است ۱۲ [۲] این حیدر آباد محلہ ایست من محلات بلگرام۔ ۱۲ [۳] ۵ رک و رقم ۶۲ ذکر قرار یافت

Marfat.com

ربودند۔ اگرچہ اوائل حال دستِ بیعت بہ جناب سید مرتبی بن سید عبدالنبی بلگرامی قدس اللہ اسرار ہما داد۔ اما از مبادی عہدِ شباب تا آغازِ ایام کہولت صحبت سید العارفین قدس سرہٗ لازم گرفت۔ وعقیق استعدادش بہ فروغِ باطن اقدس رنگِ کمال پذیرفت۔ واز مشرب خاص آن حضرت حظی مستوفی اندوخت وسند خلافت واجازت اخذ نمود۔ سید العارفین را نسبت بہ ایشان معاملات معنوی خاص بود ومکاتیب محتوی بر اسرار حقائق ومعارف اکثر بہ نام مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب در نسخہ انیس المحققین مندرج[1] است وطالبان را از مطالعہ آن حظ وحانی حاصل می شود۔ ونیز صاحب البرکات بہ دار الولایۃ کالپی رفتہ از خدمت مخدوم زادہ قدس سرہٗ[2] التفاتہا وعنایتہا مبذول داشت۔ وبہ عطائے شال خلافت پایہ اش بلند گردانید۔ وبہ اعزاز واکرام فراوان رخصت فرمود صاحب البرکات ہمین سلسلہ را جاری کرد وبہ علاقہ مرقد بزرگوار خود سید عبدالجلیل قدس سرہٗ بہ قصبہ مارہرہ من توابع مستقر الخلافۃ اکبر آباد تشریف برد۔ ودر آن مقام طرح توطن ریخت۔ وجلوہ ظہورش عرصۂ آفاق را فرا گرفت۔ خلائق بے شمار از اطراف واکناف ازمین تربیتش بہ مقصد اعلیٰ پیوستند۔ واوراق تفرقہ را شیرازۂ جمعیت بستند۔ ہموارہ دستِ ایثار گشادہ می داشت وذخائر مثوبات اخروی فراہم می آورد۔ تصانیف ایشان رسالہ مسمی بہ "سوال وجواب" در حل معانی حقائق ورسالہ مسمی بہ "چہار انواع" در آداب ورسالہ مسمی بہ "عوارف ہندی" کہ امثال زبان ہندی را بہ سمت معانی حقائق کشیدہ۔ ولطافتہا بہ کار بردہ۔ ودیوان شعر موجزی و مثنوی موجزی مسمی بہ "ریاض عشق" ورسالہ مسمی بہ "بیم پرکاش" مشتمل بر اشعار ہندی قدری از اشعار فارسی وہندی ایشان در فصلین آخرین دفتر ثانی ایراد نمودہ می شود[3] انشاء اللہ تعالیٰ۔

تولد آن جناب در سنہ سبعین والف دست داد۔ عظیم الہدیٰ تاریخ است۔ ودر روز عاشورہ سنہ ۱۱۴۲ اثنین واربعین ومائۃ والف عنان از عالم سفلی تافت۔ وبا روح مقدس امام علیہ السلام بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ عمر شریف ہفتاد ودو سال وقبر لطیف در مارہرہ زیارت

---

[1] رسالہ است در حقائق تصوف از مصاحب ترجمہ ۔ [2] شاہ فضل اللہ بن میر سید احمد بن میر سید محمد کالپوی رک ۔ رقم ۳۹ و ۴۰ ذکر فقراء ۱۲ [3] عشقی تخلص رجوع کن سرو آزاد رقم ۱۱۶ ۔

Marfat.com

وتبرک بہ وچون روز عاشورا روز شہادت امام علیہ السلام است مجمع عرس ایشان پانزدہم محرم مکرم قرار دادہ اند راقم الحروف گوید ؎

بیدار دلی رفت سوئے محفل قدس — برلبست ز صحرائے جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم — صاحبہ برکات وصل منزل قدس ۱۱۶۴ھ

(۵۶) سید آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مذکور قدس سرہ نوزدہم رمضان المبارک روز پنج شنبہ ۱۱۱۱ھ احدی عشر ماۃ والف در بلگرام متولد گردید۔ و در ظل رافت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی یافت۔ وخرقہ خلافت پوشید۔ و بہ اجازت سلاسل خمسہ سلاسل سعادت بہ دست آورد و بعد رحلت والد بزرگوار بہ وار لقرار بر سجادہ آباء کرام قرار گرفت و از سید العارفین قدس سرہ نیز التماس خلافت نمود۔ حضرت قدس سرہ بہ ارسال خلافت نامہ و دستار مبارک سر افتخارش بہ آسمان رسانیدند۔ مشار الیہ در مارہرہ کوس مشیخت می نواخت۔ و جملے شریعت را بہ حد تمام نگاہ بانی می کرد۔ و در ازالۂ امراض قلبی مسیحائی داشت۔ و سرگشتگان وادی شوق را از تلوین بہ تمکین می آورد۔ و بہ اتباع سنت سنیۂ نبوی تیر خوب می انداخت و دست و بازویش بہ صفائے شست تیر و کمان را می نواخت۔ و بیشتر اوقات بہ کتب تصوف خصوص مولفات والد ماجد خود مشتغل بود۔ و مردم بسیار از اطراف واکناف بہ ارادت او کامیاب بودند۔ سید بتاریخ پانزدہم ۱۱۶۴ھ ربیع وستین و مائۃ والف در زنہت کدہ قدس خرامید۔ و در مارہرہ مدفون گردید۔ مولف اوراق گوید ؎

چراغ آل عبا شمع دودمان علا — فرود جلوہ او رونق حریم بہشت
افادہ کرد بہ من سال جلتش ہاتف — نصیب آل محمد بود نعیم بہشت ۱۱۶۴ھ

(۵۷) سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میاں سلمہ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مسطور قدس سرہ مجمع فضائل و کمالات است و مجمع شرائف حالات

Marfat.com

صاحبِ خلق عظیم۔ وجود کریم۔ ولادتِ او در ۱۱۷۵ سبعۃ عشر و مائۃ والف در بلگرام اتفاق افتاد۔ وہمین جا نشو و نما یافت۔ و از اول عمر تا آخر ثمراتِ معارف از شجرہ طیبہ والد بلند قدر برچید۔ وحظی وافر از لذات روحانی فراگرفت۔ وپس از انتقال آن بزرگوار سجادۂ ارشاد را رونقی تازہ افزود۔ و بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ عریضہ متضمن استدعا رخلافت والا بہ قلم آورد۔ جناب ایشان قدس سرہٗ بہ عنایت مثال خلافت و دستار فیض آثار نوازش فرمودند۔ الیوم در ماہرہ را بہ ہدایت می افرازد۔ واوارکان طرق کثرت را بہ دائرہ وحدت می کشد۔ و در احیائے قلوب فیض مسیحائی دارد و با دل شکستگان لطفش کار مومیائی می کند طبعش وقاد داشت۔ و ذہنش نقاد و بہ قماش شعر نیک می رسد۔ و اوقات را بہ تلاوت قرآن و مطالعہ کتب حدیث و تصوف و حق پرستی معمور می دارد۔ و علمے از ان دیار بہ شرف ارادت و مستفیض است صاحب البرکات قدس سرہٗ در بعض رسائل خود موعظتی بہ ہر دو فرزند ارجمند خود قلمی فرمودہ ہر دو برادر بہ مفہوم آیۂ کریمہ وَ تَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ برآن کار بستند و بہ توفیقات ربانی و تائیدات یزدانی فائز گشتند۔ عبارت موعظت در این جا بعینہا نقل کردہ می شود:۔

"آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند۔ این چند نصیحت نوشتہ شدہ برآن عمل نمایند و این رسالہ را ہمواردہ با خود دارند باید کہ مشغول بہ یاد الٰہی باشند۔ و بہ کتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از مقام خود ہا جنبش نہ نمایند۔ و بہ خانۂ مخلوق و مردم دنیا نہ روند۔ و بہ زیارت قبور و بہ دیدن علمے کہ دل داشتہ باشد یا آنکہ ظاہر او بہ دین و دیانت آراستہ باشد البتہ روند۔ و دیدن او را سعادت کونین دانند۔ و بہ ہیچ کارے و مطلبی بہ حاکم و بہ کسی رجوع نہ کنند کہ سازندۂ کارہا کارساز است۔ و حسبتہٗ للہ برائے کار خلق یا ہر کس تملق و لجاجت نمایند کہ باعث ثواب است۔ روزے حاکمی با این عاجز برائے کارے مخالفت کرد و رگذر کردہ شد۔ اکثر عزیزان بہ او ملتجی شدند قبول نہ کرد و گفت اگر فلانی سرا رقعہ نویسد از ین کار و انکار بگذرم۔ عزیزان بہ این محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بہ کد و جہد پیش کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ؎

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد　　صبر و آرام تو اندہ من مسکین داد

Marfat.com

"خواند و باز آید۔ و موافقت نمود۔ بهر حال دریا وار باشند و بهر آن فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ[1] و لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہِ[2] وَعَلَی اللّٰہِ[3] فَتَوَکَّلُوْا ..... برول و جان و زبان جاری دارند۔ و طریقۂ ظاہر را بہ اسلوب لا۔ و لاکد پیش سازند و شعار دین را ہر چہ تقید و تکلیف کردہ آید دریغ نہ کنند۔ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ آرے جہاد اکبر ہمیں است کہ خود را آرام نہ دہند تا کہ آرام بنیا بند محاربہ بانفس کنند۔ و بہ محکمہ رجوع نشوند و بر خلق ہرگز ہرگز اعتماد نہ کنند و بہ اینہا محتاج نہ شوند ؎

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر است　　شمشادِ خانہ پرور ما از کہ کمتر است

؎

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر　　کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد　　کہ این مجوز عروس ہزار داماد است

"المقصود علم و عمل پیش گیرند و بران مغرور نہ شوند و آرزوے آن کنند کہ چشم گریان و دل بریان و عمل خالص و اجابتِ دعا و رفاقتِ درویشان و مسکنِ مسجد و آہ دردناک و اخفائے حال از مدد الٰہی و از فیضِ عالم پناہی میسر شود۔ آمین ثم آمین۔ ہم در بن بودم کہ دل بامن عتاب کرد و جانم پیچ و تاب نمود۔ مطابق قول مشہور کہ خود غرضیست و دیگر آن را نصیحت۔

" اے ناہموار مویت سفید شد و دلت ہمچنان سیاہ است۔ ظاہرت آراستہ و باطنت تباہ پس کار خود بنشین و بر حال خود غم والم نمائے۔ کدام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگرے را بہ نصیحت پیش می آئی۔ و کدام حمیدہ را سرانجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی۔ بس کن و وقت از دست مدہ ؎

بنشین پس کار و دیدہ بر دوز　　از نارِ فراقِ خود ہمین سوز

"این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی۔ و آن چنان نمائے کہ می باشی۔

چون نیک نگریستم ازان ہم بترم کہ دل گفت آہ صد آہ ؎

وقتِ عزیز رفت بیا تا قضا کنیم　　عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

---

[1] سورۃ الذاریات آیت ۵۰ [2] سورۃ الزمر آیت ۵۳ [3] سورۃ مائدہ آیت ۱۲

Marfat.com

"بس کردم توبہ نمودم - خموش گشتم بہ جوش و خروشش آمدہ بودم باز بہ ہوش رسیدم یُخْرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ بِمِنِّہٖ وَکَرَمِہٖ"

(۵۸) سیّد عین الدین

بن سید حسین بن سید ابوالفتح بن میر عبدالجلیل بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم در مبادی شعور کلام اللہ را یاد گرفت - و در عنفوانِ شباب میل حق جوئی بہم رساند و عنیۂ علیہ سید العارفین را ملتزم گردید - و بعد کشف برہان شرفِ بیعت دریافت - و در بوتۂ ریاضت گداختہ طلائے خالص برآمد - و مشق ذکر قلبی بجائے رساند کہ شبہا چون می غنود از دل او اسم جلالہ بآواز بلند مردم می شنیدند از ابتدائے عمر تا انتہا در گوشۂ قناعت قدم افشرد - و بہ مزروع زمین قلیلے کہ بطریق وراثت رسیدہ بود اکتفا کردہ بسر می برد و بہ اختلاط مردم کم می پرداخت - و در احصار جن و احراق شیاطین تصرفی عالی داشت و فاتش در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف آرام گاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ -

(۵۹) سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است - بدین ترتیب - سید محب اللہ بن سید محمود بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید - بر بالاخانہ حویلی خود شستہ در عرصۂ شش ماہ قرآن را یاد کرد - و تا این مدت گاہے از انجا فرود نیامد - در داء ورع و تقویٰ بر دوش گرفت - و خود را بہ فتراکِ ارادت سید العارفین بست - و کتان ہستی بہ مہتاب فنا دادہ در انوار سرمدی مستہلک گردید - و ستر حال شعار خود ساخت - بہ مشابۂ کہ ہیچکس او را از زین طائفہ نمی دانست صورۃً در زی سپاہی و معنی در یاد الٰہی - در صفت شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بارہا کارہا از وبہ ظہور رسید - و او نوکر شاہزادہ محمد اعظم بن سلطان عالمگیر بود[1] - چون صوبہ دار الفتح اجین از

---

[1] پسر سوم عالمگیر بادشاہ است در ۱۰۶۸ھ از بطن بانو بیگم بنت شاہنواز خان ولادت پذیرفتہ و بعد از وفات خلد مکان باتفاق اعیان مملکت در ۱۱۱۸ھ در احمد نگر بر سریر سلطنت نشست و در معرکہ دھولپور در مقابلہ بہ شاہ عالم بہادر شاہ با در پسران خود دلیرانہ از ما را کشتہ شد و این واقعہ ۱۱۱۹ھ بوقوع آمدہ (مفتاح التواریخ ۲۹۶)

Marfat.com

پیشگاه خلافت به شاهزاده محمد اعظم تفویض یافت - و نیابت به میرزین العابدین پسر فضائل خان مقرر گشت سید محب الله در زمرهٔ منصبداران متعین میرزین العابدین به اجین رسید - دوران سر زین بسر می برد اتفاقاً در بعضے اسفار روزے از فوج جدا شده متصل سرائے سیسئی رسید - و پیش دروازه زیر درختان سایه دار از اسپ فرود آمد و زین پوش فرش کرده نشست - و با آنکه محل نزول لشکر پیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا احمال و اثقال فرود آورند - و لباس سفید برآورده تجدید لباس کرد و شربتی ساخته نوش فرمود - و به تلاوت قرآن مشغول گشت - بعد فراغ تلاوت بالائے کست آمد و چادرے بر خود کشیده به خواب رفت - متقارن این حال میرزا سلطان نظر که از اقربائے میرزین العابدین و بخشی فوج بود - و با سید محب الله ربط داشت از آنجا گذر کرد و اسپ سید محب الله را شناخت - نزدیک رسیده خدمتگاران را فرمود منزل پیشتر است بیدار باید ساخت - و خود از بالائے اسپ دو سه بار آواز کرد جوابی برنیامد - آخر خدمتگاران را فرمود چادر به کشید چون چادر کشیدند - دیدند که جان به حق سپرده است - میرزا سلطان نظر تجهیز و تکفین کرد همانجا به خاک سپرد -

میر سید احمد بلگرامی که دران وقت به حکومت شاهجهان پور و سجاول پور و اندور محالات صوبهٔ مالوا می پرداخت - و میر لطف الله برادر اعیانی سید محب الله که همراه میر سید احمد بود اینها شخصے را بازے فرستادند که قبر آن مرحوم را پخته سازد چون فرستاده آنجا رسید دید که حاکم سرائے مذکور قبر را با چبوتره از خشت و گچ پیشتر تعمیر کرده است و اسپ ایشان دانه و کاه را ترک داده شب و روز اشک از چشم می ریخت لهذا حاکم بعد سه روز اسپ را ذبح کرده پائین مرقد دفن نمود - و قبر اسپ مربع ساخت و چاهی کنده آن را نیز به خشت تعمیر نمود - مردم آنجا به زیارت سیدی آیند - و نقاره می نوازند - و نیازها می گذارند و فاتش چهاردهم ماه شعبان سنه هزار و صدم اتفاق افتاد - سرائے سیسئی حصار سنگین دارد - قبر سید متصل دروازه جانب اکبرآباد است و این سیسئی از توابع سیپری است مابین نرور و کالا باغ - نسخهٔ کلام الله جمله سی جزو در پانزده مجلد به دستخط سید محب الله که صحت تمام دارد امروز موجوده است مردم تلاوت می کنند - و نسخه لمائے دیگر را از روے آن تصحیح می نمایند - سید العارفین قدس سره

Marfat.com

می فرمودند سید محب اللہ می گفت در وقت ذکر کلمۂ طیب، ہرگاہ لاالٰہ می گویم، ہیچ چیز در نظرم نمی آید و ہرگاہ الّا اللہ می گویم ہمہ موجود می گردد۔ و نیز سید العارفین قدس سرہٗ می فرمودند کہ وقتے خطی بہ سید محب اللہ نوشتم این بیت مندرج ساختم ؎

غیرت روانہ داشت کہ برقع برافگنم تا جملہ بنگرند کہ جانانۂ خودم

سید محب اللہ در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت ؎

جز تو کس نیست تا ترا بیند زچہ برقع نمی کشائی تو؟

سید العارفین فرمودند کلام سید محب اللہ از کلام من سبقت برد۔

(۶۰) میر سید لطف اللہ المعروف بہ خورد میر قدس سرہٗ

برادر حقیقی و طریقی سید محب اللہ مسطور است۔ اگرچہ ظاہر حال بہ ملازمت امرا می پرداخت اما فی الحقیقۃ شمع خلعت در انجمن می افروخت و حظی وافر از ثروت صوری داشت۔ و دوام ہمت بر انجاح مطالب مستمندان صرف می کرد۔ بے تصنع تشریف مروت و احسان بر قامت او دوختہ بودند۔ و با وصف ملازمت امرا کوشش بلیغ در صلاح و تقوی داشت و دقیقہ از دقائق فرو نمی گذاشت۔ گاہے نماز تہجد فوت نہ کرد۔ و بہ جمعیت ظاہر و باطن روزگار بسر آورد۔ و در ۱۱۳۲ھ اثنین و ثلثین و مائۃ و الف از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام می آمد۔ قضارا مابین سکندرہ و قنوج قطاع الطریق ریختہ زخم ہائے کاری رسانیدند۔ بہ ہمان حال در وطن رسیدہ بعد یک ہفتہ از زخمی شدن۔ ساغر موت احمر چشید۔ و در قبرستانی کہ متصل دیوار قلعچہ سید احمد بن سید بدہ جانب شمال است آسائش گزید۔ آیۂ "رضوا عنہ" تاریخ یافتہ ام استاد المحققین میر سید طفیل محمد متعہد تجہیز و تکفین او شدند رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۱۳۲ھ

(۶۱) شیخ محمد سلیم[1] قدس سرہٗ

از قبیلہ قضاۃ بلگرام است و از احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز اقران خود بود و کمال

---

[1] عرب لال میان پسر قاضی محمد یوسف ثالث و برادر اعیانی قاضی محمد فضیل (۱۰۷۹ھ) تاریخ خط بلگرام ۱۸۳

Marfat.com

تمکین و وقار و اخلاق سنیه داشت ۔ در بدو حال چندی به منصب قضاء بلگرام پرداخت و به کمال دیانت و امانت سرانجام داد ۔ آخر به اقتضاء علو همت خود را کناره کشیده و منصب قضا به برادر زاده خود قاضی محمد حافظ تفویض نمود ۔ و به اعتصام حبل المتین یعنی ارادت سید العارفین سعادت اندوخت[1] و سالها کمر به خدمت گزاری بست و هلال استعداد خود را به اقتباس اشعه قدس بدر کامل ساخت و بست و هشتم محرم ۱۱۱۴ھ اربعه عشر و مائة و الف در سلک منهم من قضی نحبه منتظم گردید ۔ مرقدش در باغچه ایست که قریب قلعچه میر سید احمد واقع شده بر چبوتره کلانی مربع راقم الحروف تاریخش از آیه کریمه و نجزی الذین احسنوا بالحسنی استخراج نمود ۔ چون میر نوازش علی سلمه الله تعالیٰ ۱۱۱۴ھ صاحب سجاده سید العارفین قدس سره متولد شدند ۔ شیخ محمد سلیم اهل خانه خود را در عالم رؤیا بشارت داد که امشب حضرت شاه لدها را نبیره کرامت شد پاره شیری که در خانه حاضر است به طریق نیاز ارسال باید داشت چون اهل خانه بیدار شده موافق اشاره به عمل آورد رحمة الله علیه ۔

(۶۲) شیخ محمد حافظ

برادر زاده شیخ محمد سلیم مذکور است[2] قدس الله اسرارهما در عصر خود به غایت مکرم مبجل می زیست ۔ و اکابر و اصاغر شهر او را به ادب و احترام به تقدیم می رسانیدند ۔ در آوان خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد ۔ و در ریعان شباب به کسب علم پرداخت ۔ و در حلقهٔ درس قاضی علیم الله کچندوی تلمذ نمود[3] ۔ و در زمرهٔ مستعدان به امتیاز بر آمد ۔ و خط نسخ و نستعلیق را در جودت می نوشت ۔ چون شیخ محمد سلیم منصب قضا به او تسلیم کرد ۔ چندی این امر بنا بر ضرورت وقت تمشیت نمود ۔ دل به یار نداد و به کار نداشت ۔ و متاع دنیا را در میزان اعتبار می سنجید و سیم و زر در دست نمی گرفت ۔ آخر الامر عهدهٔ قضا را به ننو عم بزرگوار به یکی از اقربا سپرد و سر بر خط ارادت سید العارفین گذاشت و در ریاضت لانهایه کشید و سجل حال به مهر داغ عشق مزین ساخت

---

[1] وی را مرید شاه لدها قرار دادن خلاف واقعه است ۔ تاریخ خطهٔ بلگرام بحواله شمائل الف عثمانی ۱۸۷ ۔ [2] شیخ محمد حافظ بن قاضی فضیل بن قاضی محمد یوسف ثالث ۱۲ سنه نیز شیخ مزبور مختصرات بر ملا محمود مانک پوری قرارت کرده و مطولات را از سید غلام مصطفیٰ اجائی المعروف به ملا یاسو تحقیق کرد ۔ وی را مرید شاه لدها شمار کردن شمل عم وی صحیح نیست صاحب شمائل عثمانی این قول را تغلیط کرده است ۔ تاریخ خطهٔ بلگرام ۱۸۷ ـ ۱۹۱ ۔

Marfat.com

بسیار خوش صحبت بود و سراپا ذوق و شوق مجسم اشعار را مستانه می خواند و ارتنزاز می کرد و مے گریست. میر محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود که روزے از سر راہِ خانہ قاضی محمد حافظ می گذشتم قاضی بر بلندی ایستادہ بود سلام کردم و خواستم بگذرم که آواز داد ایستادہ باشید و بینی از میرزا صائب[1] گوش کنید ؎

ساعد سیمین او را تا کلیم اللہ دید　　نسخۂ افسوس شد دستی که در اعجاز داشت

و حالتے در ایشان مشاہدہ افتاد که بر من تاثیر تمام کرد و نیز فرمود که روزے بخانۂ قاضی رفتم بشاشت بسیار نمود و گفت ابیات امانت پدر خود بہ گیرید و این غزل امیر خسرو علیہ الرحمۃ را که از علامہ مرحوم میر عبد الجلیل شنیدہ بود خواندن گرفت بہ ذوق و کیفیتی که بہ زمان قال تعبیر نتوان کرد ؎

یار قبا چست کرد رخش بہ میدان برید　　این سر و هر سر که هست در خمِ چوگان برید
غمزہ زن ما رسید ساخته دارید جان　　یوسف ما باز گشت مژدہ بہ کنعان برید
مست خراب مرا حاجتِ نقل است اگر　　این جگر خام سوز را بہ نمکدان برید
نیست دلِ چون منی در خور شاہین شاہ　　پارۂ مردار را بر سگ دربان برید
بر دو رخ از خون نوشت خسرو دل خسته حال　　وه ز دل مانده ام قصه بہ سلطان برید

وفات او بست و چہارم ماہ محرم سنہ ۱۱۲۳ ثلث و عشرین و مائة و الف در مقام موہان من توابع لکھنؤ واقع شد. نعش او را بلگرام آورده بست و ہفتم ماہ مذکور بہ خاک سپردند قبرش پائین

---

[1] مرزا صاحب. محمد علی تبریزی اصفہانی. امام غزل طرازان و علامہ سخن پردازان اشعارش عالمگیر است و مستغنی از تحریر. در اصفہان نشو و نما یافت و بہ کمتر فرصت در شش جہت عالم کوس سخندانی زد در عین شباب در آخر عہد جہانگیری متوجہ ہند گردید در کابل ظفر خان بہ نیابت پدر خود خواجہ ابو الحسن تربتی ناظم کابل مرزا را دید کرد چون حکومت کابل بہ لشکر خان تفویض شد میرزا بہ رفاقت ظفر خان بہ سیر ہند خرامید الفاً فاً در سنہ ۱۰۴۲ و ظفر خان را حکومت کشمیر مفوض شد مرزا عازم ایران شد و تا آخر دم حیات نزد سلاطین صفویہ (۹۰۶ . . .) مکرم و مبجل زیست در سنہ ۱۰۸۰ وفات یافت آزاد بلگرامی در تاریخ وفاتش گفتہ، بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام (۱۰۸۰) (مفتاح التواریخ ۲۷۵ سرو آزاد ۹۸-۱۰۳ ایضاً مآثر الامراء ۲: ۷۵۶-۷۶۳)

Marfat.com

مرقد قاضی محمد سلیم برچبوترہ علیحدہ قطعہ تاریخش در ترجمہ سید محمدی گذشت۔

(۶۳) شاہ رحمت اللہ قدس اللہ سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلہ پچ بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است۔ وی سلطان العاشقین و برہان العارفین است حضور بود۔ از عنفوان شعور او را در طلب نعل در آتش کرد۔ خانمان را ترک داده۔ دست توسل۔ دارادت بہ دامان سید العارفین زد۔ و ساغر عرفان نوش کرد۔ و مستانہ در نہایات الوصال خرامید۔ و طریق آزادگی و گذشتگی پیش گرفت سال دوازدہ ماہ بہ یک چادر و کلاہ و زیر جامہ اکتفا کرد۔ و در کنج مسجد جامع محلہ میدان پورہ مسکن گرفت۔ از حطام دنیا ذرہ برنہ داشت۔ و مدۃ العمر سیم و زر را دست نہ کرد۔ و گاہے لب بہ سوال ہیچ چیز با ہیچکس نہ کشود از خانہ مرشد خود قوت سہلی کہ سد رمق می تواند شد قبول کرد۔ ابتداء حال مشرب سکر و مستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید۔ مرید نمی گرفت۔ می گفت پیش ما پیری و مریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من بادشاہ اعتقاد خاص داشتم و ہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم۔ وانکار می کرد۔ روزے بجا رشدم فرمود از ارادت مقصد چیست اگر این است کہ فردائے قیامت بہ کار شما بیایم انہ دو حال خالی نیست دران روز کلمۂ من نافذ ہست بیعت در صورت ثانی مرید شدن بے فائدہ و در صورت اول ما و شما آشنائیم حیف آشنا کہ با وصف قدرت از خدمت آشنا نبود را مقصر دارد ازان روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیۂ بیعت برداشتم۔ رغبت بہ مظاہر صوریہ بیشتر داشت تخصص حسن انسان نبود بلکہ ہر شے کہ در نظرش خوش می نمود فریفتۂ او می گشت و می گفت سر شوق من سلامت ہر جا نظری افگنم تمام حسن بہ نظری آید و زبردست خان[1] ناظم صوبہ اودھ از راہ بلگرام عبور کرد فیلان او می گذشتند فیلے را خوش کرد و او را دیدہ دیدہ قریب ہفت ہشت کروہ راہ طے کرد۔ فیل بانان نگاہ کردند کہ فقیرے برہنہ پائے ژولیدہ موئے

---

[1] از والا شاہ ہیان فردوس آشیانی است ناظم سیوستان مضافات تتہ و فوجداری آن سربلندی یافت (مآثر الامراء ۳۷۲ - ۳۷۳)؛ و در سال ۱۰۱۲ھ در ۳۳ عالمگیری دار د تتہ شد و در ہمین سال آنجا وفات یافت و در مقالات الشعراء

Marfat.com

همراه می آید پرسند که اے فقیر چه می خواهی فرمود نزدیک بودن به این فیل و خوب ملاحظه کردن
حالانکه آن فیل مست بود و در زنجیرها مقید و نگاهبانان نیزها در دست گرد فیل می رفتند فیل بانان
عرض کردند که فیل مست است مبادا آسیبی رساند فرمود شما را چه کار فیل بانان فیل را ایستاده
کردند۔ شاه نزدیک رفت و خوب ملاحظه کرده۔ حضار نقل می کنند که فیل در آن وقت گویا تن
بے جانی بود چون فیل بانان این معامله مشاهده کرد۔ پند به تواضع پیش آمدند و بجد شدند که امروز منزل
ما را شرف اندوز باید ساخت۔ فرمود ذوق ما تا همین جا بود و برگشت۔ و هر کرا نظر او انتخاب
می زد با آنکه سابق منظور مردم نبود سے از پرتو التفات او قبول خاص و عام بهم رساندے۔
قفنے با یکے از مظاهر تعلق خاطر پیدا کرد و بسیار سیاه فام بود۔ عزیزے در مجلسے که راقم الحروف
در آنجا حاضر بود زبان اعتراض کشود که عجب از شاه است که برین سیاه التفات کرده اند
حرف تمام نه شده بود که حضرت شاه از غیب پیدا شد و با معترض خطاب کرد که لیلی را به چشم مجنون
باید دید و با منظور تنها نمی نشست و تا که ثالثی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اساغر فریفته آزاد
منشی او بودند و به ادب و به اعتقاد تمام سلوک می کردند و او آئینه وار همه کس را به یک نگاه می دید
هر کس می دانست بر من مهربان تر است از غلبات سکر مقید به نماز نه بود مردم زبان طعن دراز
ساختند و به خدمت سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشه من بیک پانشسته او را هیچ
نه باید گفت۔ تمنّاے مرگ بسیار داشت و ملاذم اللذات را اکثر یاد می کرد وقتے مار را به گرفت
خنصر دست او را گزید زهر سرایت نه کرد و کرتے هر دو دست خود را نشتر زد و خون سرد ادتا وقتیکه
خون در عروق نه مانده و بدن سفید گشت و بارها سم قاتل فرو برد۔ چون اجل موعود نه رسیده بود
هیچ کدام کار گر نیفتاد۔

فرمود وقتے از شاهجهان پور به بلگرام می آمدم چون به سرحد آٹھ کنوه که دهی ست عمده رسیدم
شخصے از ساکنان دیه زیر درختے نشسته بود از دور به من گفت چادر خود را بینداز هنوز سخن
تمام نه شده بود که چادر را از خود کشیده جانب او بر تافتم و سر راه گرفتم۔ بعد دو سه روز روح الامین
خان بلگرامی[1] که در آن ایام به حکومت بعضے محالات صوبه اوده می پرداخت بر سر آٹھ کنوه رفته

---

[1] رک: رقم ۶۲ ذکر فضلاء ۱۲

Marfat.com

تاراج نمود و هزار و صد کس را از مردم آنجا به قتل رسانید۔ خلائق حمل بر کرامت شاہ کردند و او فرمود سرش این است کہ چادر من مملو از سپشہا بود و من آنہا را از چادر جدا نمی کردم کہ رزاق حقیقی قوت آنہا را از جسم من میرسانید۔ قاطع الطریق جمعی را بے رزق ساختہ در معرض ہلاک انداخت۔ و بہ شامت یک کس جم غفیر را غیرت الٰہی در زیر تیغ کشید۔ چہ اصناف آفرینش ہمہ رنگ اند۔ و در میزان عدل خداوندی ہم سنگ "وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ"[1] ..... ازین جا است۔ کہ طائفہ ابدال قدس اللہ اسرارہم موذی را ہم نہ رنجانند۔ و ہر نیشے کہ پیش آید بجائے نوش در کشند۔ و از الم کشیدن شاہ توان دریافت کہ گویا در مقام ایوبی بود۔ عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام می آمدیم در باغستان ساندی زردی را کشتہ از درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و خود پیش رفتہ پائے زرد را بوسید۔ سوال کردم کہ این چہ بود۔ فرمود این زرد شیوۂ خود را بہ کمال رسانید۔ حق تعالیٰ ہر کس را در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این زرد ثابت قدم دارد۔

وقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جاجمو گذشتند و بہ دریائے گنگ کہ از زیر جاجمو می گذرد۔ شاہ ہم دران کشتی نشست۔ آشنائے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار بلند واقع شدہ شاہ را در کشتی دید و بغل اشتیاق وا کردہ خود را در دریا افگند۔ شاہ نیز بغل وا کردہ در دریا افتاد ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند۔ غوغا از اہل کشتی برخاست۔ ملاحان بہ سرعت رسیدند و آن ہر دو آشنائے دریائے محبت را بر آوردہ در کشتی گرفتند۔

شبے از بلگرام قصد ملاوہ کرد و آخر شب در آنجا رسید۔ طائفہ عسس دزد و گفتہ او را گرفتند۔ و در زندان نگاہ داشتند۔ و صبح عسس را خبر کردند عسس او را طلبید چون جمال مبارک مشاہدہ کرد در قدم افتاد و معذرتہا نمود۔

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفلی را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل یتیم است۔ در حق این دعائے کنند فرمود این طفل یتیم نیست چرا کہ فراست و عقل صحیح دارد یتیم کسے است کہ فراست و عقل صحیح نہ داشتہ باشد۔

[1] سورۃ الانعام آیت ۳۸ ؛

Marfat.com

قصۂ وفاتش چنین است کہ شبے در شہر تقریب اجتماعی درمیان بود۔ اتفاقاً مردم ہر محلہ در یک مکان جمع شدند۔ و محفل عظیمی بہ جلوہ افروزی حسن و دل فریبی نغمہ انعقاد یافت شاہدان ہنگامہ طرفہ ذوقی و حالتے داشت ناگاہ برخاست۔ واز فرد فرد حضار مجلس رخصت گرفت۔ بہ عنوانی کہ گویا بہ سفر دور دراز می رود۔ مردم استفسار کردند۔ بہ جواب مبہم گذرانید شبا شب بہ قصبۂ ملاوہ کہ از بلگرام بہ مسافت شش کروہ است۔ شتافت و با قاضی آنجا بنا بر سبق ارتباطے کہ داشت ملاقات کرد۔ و علی الصباح بہ اتفاق قاضی بہ موضع فرحت نگر بہ مسافت یک کروہ از ملاوہ متوجہ گردیدہ و بہ گلگشت چمنستانی کہ در ان موضع قاضی ترتیب داده بود خرامش نمود۔ و در جنت گلے را خوش کردہ با قاضی تبسم کنان فرمود اگر اجل من در رسد نزد این درخت دفن باید کرد۔ قاضی عرض کرد۔ کہ بر مرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم بہ این مصراع جواب داد ؎

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثرے از کسل نہ داشت۔ چون شب شد با قاضی فرمود امشب وعدہ من در رسیدہ پارۂ از شب گذشتہ پیچشی در شکم عارض شد و در عرصہ دو سہ ساعت جان بحق تسلیم نمود در نفس واپسین دو سہ مرتبہ لفظ حق بر زبان آورد۔ در وقت احتضار سید عبدالوہاب بلگرامی پرسید چہ حال دارید این بیت بر خواند ؎

مست ذوق عرفیم کز نغمۂ توحید تو لذتِ آوازہ در کامِ جہان انداختہ

و این واقعہ شب چہاردہم شہر ربیع الآخر سنہ ثلاثین و مائۃ و الف اتفاق افتاد قبرش در ہمان موضع است راقم الحروف گوید ؎

رحمت اللہ شاہ کشور دین یافت در عالم تقدس راہ
سال تاریخ رحلتش آزاد گفت مشمولِ رحمت اللہ سنہ ۱۱۰۳ھ

(۶۴) سید محمد بلگرامی قدس سرہٗ

از قبیلہ سادات پیچ بہیہ محلہ میدان پورہ است مرید سید العارفین و از دیدار مشائخ

Marfat.com

مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد۔ وبہ صحبت خیلے از صاحب دلان رسید وفیضہا گرد آورد۔ وسالہا ریاضت جسم شکن روح پرور کشید۔ ودر علم دعوت وتکسیر و جفر ید طولیٰ داشت۔

روزے نقل کرد کہ وقتے عزم بہاگل پور از توابع بہار کردم۔ روز داخل شدن شہر باران بہ شدت گرفت وآفتاب قریب بہ غروب رسید۔ در سوادِ شہر تکیۂ ہندوی جوگی بہ نظر درآمد در آنجا پناہ بردم۔ چون صبح دمید از کلفت سفر وآبلہ پا آن روز در تکیہ توقف کردم ہندوان بسیار رجال ونسا از معتقدان جوگی آوردند۔ ودر حضور نمازِ من خلل کردند مزاجِ من برآشفت۔ باجوگی گفتم این چہ دام مکر وفریب چیدۂ۔ جوگی جواب تلخ داد۔ حرف طول کشید جوگی گفت خبردار باش والا ترا ہلاک می کنم۔ گفتم آنچہ توانی دریغ مکن۔ جوگی قدرے شکر آورد وافسونی خواندہ بر شکر دمید۔ و گفت اگر مرد باشی این را بخور۔ فی الفور از دست او گرفتہ فرو بردم اصلاً تاثیرے نہ کرد۔ پس باجوگی گفتم اکنون خبردار باش وسنگریزہ از زمین برداشتہ واسمی از اسماء جلالی دمیدہ بر جوگی زدم فی الحال بر زمین افتاد۔

روزے بہ دعوتِ اسما مشغول بود ناگاہ دیوے بہ شکل مہیب بہ نظر درآمد۔ دیو او را از جا برداشتہ بر زمین زد بیہوش گشت۔ وبعد افاقہ سوزشی قوی ودردی سخت در سینہ یافت بہ اضطراب تمام پیش سید العارفین قدس سرہٗ شتافت۔ وخواست کہ ماجرائے خود بہ عرض رساند حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم او فرمودند برخیز آبِ قلیان را تازہ کن۔ سید محمدی برخاست۔ وبرائے آب کشیدن دلو در چاہ انداخت۔ بہ مجرد استماع صدائے کہ از پر شدن دلو بہ گوش رسید سوزش ودرد او بہ کمی آورد چون آب قلیان تازہ کرد۔ وقلیان را آوردہ پیش حضرت گذاشت بہ مجرد استماع صدائے قلیان سوزش ودرد باقی زائل گشت۔ وبعد ازان کہ بہ شرف بیعت حضرت قائد مشد طریقہ حاصل کیفیتی بہم رساند برق واسوختگی در خرمن افتاد ونیاو مافیہا را پشت پا زدوفرزند ویار وآشنا از ہمہ بیگانہ گشت۔ ودوام بہ ادائے صلوٰۃ ونوافل وادراد اشتغال گرفت۔ وخود را در انوار سرمدی محو ساخت وغلبہ جذبات بجائے رسید کہ بہ اندک آہنگ نغمہ از خود می رفت۔ وقلق واضطراب می کرد۔ از صدائے موزون بے خود می وجد می داد۔ ومضمون

Marfat.com

این شعر معانقہ می شد ؎

کسانیکہ یزدان پرستی کنند　　بہ آواز و ولاب مستی کنند

و صبح تا شام نالہ ہائے دل سوز و صیحہ ہائے جان گداز می کشید و ساعتے نمی آسود و مردم می گفتند عجب است کہ با این ہمہ فریاد گلو شق نمی شود یا این حالت عزیزے او را نظر پسبق الفتی کہ داشت بہ الہ آباد برد۔ و در آن جا نیز ہمان شورش در سر داشت از آنجا بہ طور خود بہ کالپی شتافت۔ و در حجرۂ پائین مرقد قطبین فلک ولایت میر سید محمد و میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما منزوی گشت۔ و در زاویۂ خمول و گم نامی پا افشرد و در اختلاط خلق بر بست و شورشی کہ داشت روز بہ روز در ازدیاد بود۔ تا آنکہ سرے بہ سمتی کشید۔ در اواخر داعیۂ حج مصمم داشت ظن غالب آنکہ میر خود را در راہ حرمین شریفین باخت و سانحہ مقصود شدن او در سنہ ۱۱۴۱ احدی و اربعین و مائۃ و الف واقع شد رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۵) سید غلام مصطفےٰ قدس سرہٗ

بن سید عبد اللہ برادر زادہ حقیقی سید العارفین از خواص مریدانِ آن جناب است قدس سرہٗ۔ صاحبِ مشرب عالی بود۔ و نثار فقر و درویشی در بالا داشت و در کمال حسن خلق و تواضع می زیست۔ ابتداء حال چندان سوادے نہ داشت در ریعان شباب قائد توفیق دلالت کرد و کمال تہذیب ظاہر و باطن بہم رساند و دست ارادت بہ سید العارفین قدس سرہٗ داد و در طریق ریاضت و مجاہدہ پیش گرفت۔ و قدم بر سلم کمال گذاشتہ بہ ذروۂ تکمیل بر آمد و ہموارہ بہ شیوہ سپاہگری کسبِ معاش ضروری می کرد و لعل واژون زدہ شدید زیر نی اللہ حولان می داد۔ اما چون آثارِ ولایت از جبین او ہویدا بود دران لباس ہم مردم بہ او گرویدگی داشتند۔ و معتقدانہ سلوک می کردند۔ بحال راقم الحروف شفقت و مہربانی خاص داشت و نتائج طبع خود اکثر در مراسلات می فرستاد۔ در سنہ ۱۱۳۶ ست و ثلثین و مائۃ و الف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد زیر سایۂ عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی جا داشت مشار الیہ نیز دران مقام و ایام بہ علاقہ نوکری نواب مبارز الملک سربلند خان توئی وارد شد و مثنوی ترجمان اسرار قیومی مولانائی رومی قدس

Marfat.com

سرہٗ از خدمت حضرت علامی سند کرد دران نزدیکی نواب مسطور را ایالت صوبۂ گجرات احمد آباد از پیشگاہ خلافت مفوض گردید مشارالیہ در رکاب نواب بآن دیار شتافت و چون حکومت گجرات از عزل نواب بہ راجہ الہی سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ مرزبان خطۂ ماروار مقرر شد۔ و با نواب و راجہ صورتِ مخالفت رو نمود۔ و در سواد احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشارالیہ دران معرکہ جرعۂ شہادت چشید۔ و در سلک "اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ" منتظم گردید۔ و این واقعہ ہشتم شہر ربیع الآخر ۱۱۴۳ھ ثلث واربعین ومائۃ والف رو داد۔ بعد انفصال محاربہ اجساد جمیع شہدا در میدان یافتند۔ الا سید غلام مصطفیٰ کہ ہر چند تفحص کردند اثرے کل نہ کرد و او بہ چند روز پیش از شہادت رباعی گفتہ بود و از حال آئندہ اخبار نمودہ رباعی این است ؎

در خلوت ما ورای ما یاری نیست — یعنی کہ بہ عرش و فرش اغیاری نیست
ما روے مجرد یم نمی آرایشِ مرگ — ما را بہ جنازہ و کفن کاری نیست

و درین حرب سید نجابت نیز بہ مرتبہ علیائے شہادت فایز گردید۔ سید نجابت برادر اکبر اعیانی سید غلام مصطفیٰ است۔ و مرید سید العارفین قدس سرہ بہ حلیہ صلاح و تقویٰ آراستہ بود۔ و سر آمد شجعان عصر می زیست۔ و در معارک بارہا کار دست بستہ کرد محرر سطور گوید ؎

چو میر نجابت بہ شہادت برسید — دین باوۂ غلام مصطفیٰ نیز چشید
از ہاتف غیب خواستم تاریخی — فرمود شدند ہر دو ہمراہ شہید

سنہ ۱۱۴۳

(۶۶) سیّد فرید الدین

المعروف بہ سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبد الوہاب بن سید اجمل بلگرامی قدس سرہٗ کہ ترجمہ اش تقدیم یافت[1]۔ بزرگِ عہد متقی متورع فاضل جید بود و خصائل رضیہ و شمائل مرضیہ داشت۔ در بدو حال مشارالیہ و میر سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ بلگرامی ہر دو بہ خدمت شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون اینتوی[2] طاب ثراہ تحصیل علوم نمودند۔ بعد ازاں در حوزۂ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی[3] قدس سرہٗ رسیدند و تتمہ کتب گذرانیدند۔

---

[1] رجوع کن بہ رقم ۸ ذکر فقرار ۱۲ [2] رک: رقم ۳۰ ذکر فضلا ۱۲ [3] رک: ۲۹ ذکر فضلار ۱۲

Marfat.com

سید فرید الدین به خدمت شیخ فاتحه فراغ خواند و سید قادری جزو انداخت۔ سید فرید الدین بعد از فراغ تحصیل علوم به خدمت شیخ جنید معروف به شیخی میان بن شیخ عبد الواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سری سقطی بن شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتوی[1] قدس اللہ اسرارہم مرید گردید۔ و به اتفاق سید قادری اراده حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامۃ کرد۔ و بعد از نیل این سعادت عطف عنان نمود۔ و در بندر مبارک سورت لنگر انداختہ به افاده علوم و طاعت حی قیوم بسر می برد و در عشرہ ثالث بعد مائۃ و الف سفر گزین عقبیٰ گردید۔ و در همان شهر مدفون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات و مطولات مصحح و منقح به خط او در بلگرام موجود است رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۷) سید قادری بلگرامی قدس سرہٗ

سید قادری الاسم و الطریقۃ صاحب العرفان کاشف الحقیقۃ است جامع فضائل صوری و معنوی بود۔ و شانِ شریعت غرا را نهایت اعتنا می کرد۔ در صغر سن نزد پدر بزرگوار خود سید ضیاء اللہ بلگرامی که ترجمه اش در فصل ثانی می آید[2]۔ کلام اللہ را حفظ کرد۔ و تجوید آموخت و مبادی کتب تحصیلی را گذرانید۔ و بعد ازان به اتفاق سید فرید الدین بلگرامی[3] چنانچه گذشت در خدمت ملا جیون امیتوی[4] تلمذ نمود۔ از آنجا به حلقه درس شیخ غلام نقشبند لکهنوی پیوست و بقیه نسخ درسی استفاده کرد و مقید به رسم فاتحه نه شده جزو انداخت آنگاه فائد توفیق زمام او را به جانب حرمین محترمین شرفهما اللہ تعالیٰ کشید۔ سه نوبت مناسک حج ادا کرد۔ و به

---

[1] بن محمد حسین بن فخر الدین بن ابی الفضل بن تاج الدین العثمانی الامیتوی از کبار مشایخ چشتیه بود از نسل شیخ سری سقطی (ابو الحسن ۲۵۳ھ) بود علوم مروجه بمکتب بخدمت شیخ معروف ابن عبد الواسع جونپوری (۹۴۰ھ) نموده که مرید مولانا الهداد (۹۲۳ھ) شارح کافیه بود اخذ طریقت از شیخ نور بن حامد الحسینی کرد و ملا عبد القادر بدایونی رحلت وی در ۹۷۹ھ نشته مگر شیخ عبد الحق دهلوی ۹۸۱ھ تحریر کرد (تذکره علمائے هند ۲۴۰-۲۴۱ نزهته الخواطر ج ۴ رقم ۵۶۲ اخبار الاخیار ۲۸۴-۲۸۵ المنتخب بدایونی ۴۰۲-۴۰۷ تاریخ قصبه امیتهی از شیخ خادم حسین) و خلف وی شیخ محمد به فضل و صلاح مشهور بود در ۱۰۱۱ھ وفات یافت (نزهته الخواطر ج ۵ رقم ۵۸۴) ۱۲ سطر دک: رقم ۴۸ ذکر فضلاء ۳ رک: رقم ۶۶ ذکر فقراء ۵ رک: رقم ۳۰ ذکر فضلاء ۱۲

Marfat.com

زیارت طیبۂ مقدسہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ متنعد گردیداز آنجا عازم کربلائے معلی و بغداد کرامت آباد شد۔ در اثنار راہ قطاع الطریق ریختہ بسلاح جنبیہ زخم ہائے منکر زدند۔ وساز وسامان غارت کردند۔ بعضے بدویان آن ناحیہ ترحم کردہ در قریہ خود بردند۔ و بہ تیمار پرداختند۔ بعد مندمل شدن جراحتہا بہ کربلائے مقدس شتافت وشرف زیارت سبط شہید رضی اللہ عنہ سرخ روئے نشاتین حاصل کرد بعدہٗ جانب دارالسلام بغداد متوجہ گردید و در حدود سنہ ۱۱۱۵ خمسہ عشر و مائۃ و الف بہ وصول دارالسلام از رنج سفر آسودہ و مزارات بابرکات آنجا را سیما مرقد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت نمود۔ انا نجا بہ سمت حمانہضت کرد و بہ ملازمت سید یس حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سرمایہ افتخار اندوخت و دست بہ دامان ارادت زد۔ صاحبزادہ از کمال قدرشناسی مقدم او را گرامی داشت و در خانقاہ شریف جادادو بہ تفویض خلافت و لباس خرقہ و تسلیم بعضے تبرکات غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نوازش فرمود و سلسلۂ ارادت او برین نہج است۔ اخذ السید قادری الطریقۃ القادریۃ عن شیخہ السیدیس و ھو من والدہ سید عبدالرزاق وھو من والد السید شرف الدین وھو من ابن عمہ السید جلال الدین وھو من ابن عمہ السید شہاب الدین احمد وھو من شقیقہ السیّد جمال الدین عبداللّٰہ وھو من ابن عمہ السیّد شمس الدین ابوالوفا وھو من شقیقہ السیّد شہاب الدین احمد وھو من والدہ السیّد قاسم وھو من ابن عمہ السیّد عبدالباسط وھو من والدہ السیّد شہاب الدین ابوالعباس احمد وھو من والدہ السیّد بدرالدین حسن وھو من والدہ السید علاء الدین علی وھو من والدہ السیّد شمس الدین محمد وھو من والدہ السید شرف الدین یحیے وھو من والدہ السیّد شہاب الدین احمد وھو من والدہ السید عمادالدین ابی صالح نصر وھو من والدہ جمال الدین السید عبدالرزاق[1] وھو من والدہ القطب الربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم

سید قادری از حما باز بہ بغداد آمد۔ و مدتے روضۂ غوث الثقلین قدس سرہٗ را مجاورت نمود۔ و علم

[1] ازیں سقوط است یعنی جمال الدین وہو من والدہ السید عبدالرزاق ۱۲

Marfat.com

تجویداز مولانا سلطان بن ناصر بن احمد خابوری[1] قدس سرہٗ اخذ کرد۔ وشاطبی را نزد مولانا مذکور
خواند۔ وسند علم تجوید وسند صحاح ستہ وسائر مفردات مولانا از کتب تفسیر وحدیث وفقہ
وغیر ذلک حاصل کرد واسانید اجازت ہر کدام مضمن واسامی کتب بہ ترتیب حروف، تہجی در
اجازت نامہ او مسطور است وطریقۂ رفاعیہ وشاذلیہ نیز از مولانا سلطان خابوری قدس سرہٗ
فرا گرفت۔ شجرۂ ہر دو طریقہ در اجازت نامۂ او مندرج است مولانا سلطان قدس سرہٗ
در عنوان اجازت نامہ بعد حمد وصلوۃ می گوید لما کان فی حدود سنہ خمسہ عشرو
مائۃ والف قدم دار السلام بغداد الامام العالم والحبر الہمام الکامل
الزاہد الورع العابد بقیۃ السلف عمدۃ الخلف نخبۃ ائمۃ الاقتداء
وعین نجوم الاہتداء الحسیب النسیب المتخلق بالاخلاق المرضیۃ
المقتفی اثار السنہ النبویۃ السید محمد قادری بن السید ضیاء اللہ
الحسینی الواسطی ثم الہندی البلگرامی الحنفی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی

وقد جاور حرم الغوث الصمدانی والقطب الربانی السید عبد القادر
جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز وقرء علی ہذا العبد الکسیر الشاطبیہ[2]
قراءۃ بحث واتقان ونظر وامعان ثم حرکہ الشوق الی زیارۃ الاہل
والخلان وکان ینبغی لکل طالب علم ان یعتنی بمعرفۃ انساب مایقرأہ
ومعرفۃ مایأخذ عنہ عن الاشیاخ وقرروا فی ہذہ الصناعۃ ان الشخص
لایطلق علیہ اسم المحدث الا اذا علم رتبۃ الحدیث وحال راویہ
وتحمل الحدیث عمن ہو اعلی منہ ومن ہو دونہ ومن یساویہ ولولا
ذلک لما سال العبد الفقیر سیدہ ومولاہ العالم النحریر السید
محمد قادری حفظہ اللہ ان یجزیہ بما یجوز لہ وعنہ روایۃ عن

---

[1] الجبوری المتوفی سنہ ۱۱۳۸ھ از افاضل بغداد بود والجبور قبیلہ عظیم است کہ برلب نہر خابور (غربی غانہ) سکونت دارد۔ دو شرح از و یادگار اند (۱) فی القرأت السبع (۲) فی النحو (اعلام زرکلی ۳: ۱۶۷)

[2] الشاطبیہ ...

Marfat.com

الائمة المعتبرين من حديث وتفسير وفقه وغير ذلك فاجبته راجيا منه الدعآء فی خلواته وجلواته" انتهیٰ۔

ونیز مولانا سلطان قدس سرہٗ در خاتمۂ اجازت نامہ می نویسد۔

" وقد اجزت السيّد محمّد قادری المذكور بالكتب المذكورة وما تضمنه هذه الاوراق وباحزاب الشيخ ابی الحسن شاذلی واورادہٖ ويلقن ذالك الفقرآء والاخوان اى وقت شاء فی اى مكان شاء وكيف شاء لاهليته لذلك سلك الله بنا وبه احسن المسالك سائل من السيد محمد قادری وانا العبد الفقير سلطان بن ناصر بن احمد الخابوری بلدا ثم البغداوی الجُبُوری بضمتين قبيلة الشافعی مذهبا الاشعری اعتقادا القادری الرفاعی ثم الشاذلی طريقة ان لا ينسانی من صالح دعواته فی خلواته وجلواته بحسن الخواتم مع العافية والحمد لله وحده والسلام على من لا نبی بعدہٗ"

ونیز مولانا سلطان قدس سرہٗ در ہمین رسالہ اجازت می فرماید:۔

" وقد اجزته ايضًا بشرحی المسمی بالعقود المجوهرة واللالی المبتكرة على القواعد المقررة والفوائد المحررة للشيخ محمد البقری[1] القصبہ سید محمد قادری بافراوان برکات عنان مراجعت بہ ہندوستان معطوف داشت وچندی در دارالخلافہ شاہجہان آباد اقامت گزید۔ وبہ ہدایت ارشاد طالبان مشغول گردید۔

---

[1] الشیخ محمد بن قاسم بن اسماعیل البقری الشناوی (۱۰۱۸ - ۱۱۱۱ھ) از کبار علماء شافعیہ در عہد خود بود و نسبت او بجانب "نزلۃ البقر" او "دار البقر" است آنکہ قریہ است از قری مصر کتاب غنیۃ الطالبین المعروف بہ مقدمۃ البقری در علم تجوید و فتح الکبیر المتعال در حل بعض مشکلات الآیات و "القواعد المقررۃ فی قواعد القراء السبعۃ" "والعمدۃ السنیۃ" در علم تجوید از و یادگار اند (رک: اعلام للزرکلی ۷: ۲۲۹ والجبرتی ۱: ۶۶ والتیموریہ ۳: ۳۴ وسلک الدرر ۴: ۱۲۱ والتاج (بقر) و مولانا خابوری بر کتاب القواعد المقررہ شرح نوشتہ الموسوم بہ العقود المجوہرہ واللالی المبتکرہ (رک: حاشیہ ملا تقی ۲ ص ۴۸)

Marfat.com

مردم کثیر داخل طریقہ شدند۔ عاقبتہ الامر بہ بلگرام تشریف ارزانی فرمود و خلوت گزینی اختیار کرد و سوائے اوقات نماز از خانہ کم بیرون آمد۔ صلوات خمسہ در مسجد جامع محلہ ادا می کرد۔ و امامت می نمود۔ و بہ الحان دلپذیر قرآن می خواند۔ روزے از زبان شریف ایشان مسموع افتاد کہ مردم ہند و یمن چون از راہ دریائے محیط بہ زیارت بیت اللہ می روند۔ در عین دریا محاذی یلملم احرام می بندند۔ حالانکہ احرام بستن از جدہ ہم درست است۔ مشقت احرام در دریا کشیدن ضرورت نیست چہ مسئلہ این است کہ کسے کہ از غیر راہ میقات قصد مکہ معظمہ کند محاذی میقات احرام بندد۔ یعنی محاذات این است کہ مسافت از جائے کہ احرام بستہ شود تا مکہ برابر مسافت مابین میقات و مکہ باشد۔ یلملم میقات اہل یمن و ہند است۔ و بہ ثبوت پیوستہ کہ مسافت مابین جدہ و مکہ مثل مسافت مابین یلملم و مکہ است۔ و دریا خود خارج از میقات است۔ احرام بستن در دریا چہ لازم دران وقت کہ این مسئلہ از ایشان شنیدم بہ خاطر رسید کہ استفسار نمایم کہ از کدام کتاب می فرمایند تا آنکہ در عین تحریر این کلمات مسئلہ در تحفہ شرح منہاج از شیخ ابن حجر مکی[1] رحمۃ اللہ تعالیٰ بہ نظر در آمد۔ کلام تحفہ در این جا نقل کردہ می شود[2]:۔

"لو جاوز المیقات یمنۃ او یسرۃ ای لا الی جہۃ الحرم فلہ ان یؤخر احرامہ لکن بشرط ان یحرم من محل مسافۃ الی مکۃ مثل مسافۃ ذلک المیقات قالہ الماوردی وجزم بہ غیرہ وبہ یعلم ان الجائی من الیمن فی البحر لہ ان

---

[1] تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ابن حجر مکی است در فروع شافعیہ و مصنف منہاج (منہاج الطالبین امام محی الدین بن زکریا بن یحییٰ بن شرف النووی الشافعی د ۶۷۶ھ) است و این کتاب مختصر کتاب "المحرر" است از آنکہ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد الرافعی القزوینی (د ۵۵۰-۶۲۳) در فروع شافعیہ تالیف کردہ (رک: کشف الظنون ۱۵۵۱-۵۵۲ و ۳۹۲) و الشیخ عبدالکریم قزوینی از کبار علماء شافعیہ و تفسیر و حدیث در درس داد و رافعی نسبت بہ رافع بن خدیج صحابی است و صاحب تالیفات منجملہ آنہا "التدوین فی ذکر اخبار قزوین" و "الایجاز فی اقطار الحجاز" و "المحرر" و "فتح العزیز فی شرح الوجیز" للغزالی و "مسند الشافعی" و الامالی الشارحۃ لمفردات الفاتحۃ" و "سواد العین" در مناقب احمد رفاعی (رک: فوات الوفیات ۲: ۳ و مفتاح السعادۃ ۱: ۴۴۳ و ۲۱۳ و معجم المطبوعات ۹۲۵ و ہدیۃ العارفین ۱: ۹۰۷ و طبقات الشافعیہ ۵: ۱۱۹ و کشف الظنون ۲۰۵)

[2] رک: ص

Marfat.com

"یوخر احرامه عن محاذاة یلملم الی جدة لان مسافتها الی مکة کمسافة یلملم کما صرحوا به بخلاف الجائی فیه من مصر لیس له ان یؤخر احرامه عن محاذاة الجُحْفَةِ لان کل محال من البحر بعد الجحفة اقرب الی مکة منها"

سید قادری بہ تاریخ سیزدہم شہر ربیع الاول شب پنجشنبہ سنہ ۱۱۴۵ خمس واربعین ومائۃ والف در جوار رحمت آسود قبر شریف در حویلی نشستگاہ راقم الحروف گوید ؎

رحل القادری سیدنا صاحب الکشف والکرامات

الهم الحق عام رحلته ان للمتقی لجنات ۱۱۴۵

واز ابناء او سید محمد مقتدی بن سید محمد بن سید قادری مسطور کتب عربی تحصیل کردہ و در حداثت سن توفیق زیارت حرمین شریفین یافتہ۔ و در سنہ ۱۱۶۴ اربع وستین ومائۃ والف بہ این سعادت فایز گشتہ۔ و در اماکن متبرکہ علم حدیث تحصیل نمودہ درین ایام در زبید یمن اقامت دارد و نزد شیخ عبد الخالق زبیدی[۱] فن حدیث سند می کند حق تعالیٰ در عمر او بیفزاید و ترقیات دینی کرامت نماید۔

(۶۸) میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہٗ

مجمع البحرین معقول ومنقول ومطلع النیرین فروع واصول۔ در تجرد و تفرد یکتا۔ و در خصائل رضیہ وشمائل سنیہ بے ہمتا۔ والد آن جناب سید شکر اللہ طاب ثراہ ایشان را در صغر سن مرید سید سعد اللہ بلگرامی ساخت۔ آن جناب بر ہمین اکتفا کردہ اند۔ و از ریعان شعور طریقہ ترک و تجرد وانقطاع از علائق دنیوی قاطبتہ اختیار نمودہ۔ اصل ایشان از سادات معتبر شہر اترولی من اعمال آگرہ است و ہما نجا در تاریخ ہفتم ذی الحجہ سنہ ثلاث وسبعین والف از خلوت کدہ عدم در انجمن عین جلوہ فرمودند۔ در سن ہفت سالگی با عم بزرگوار خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ از اترولی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد تشریف بردند و سبق اول عربی بتمنا بہ خدمت سید حسن رسول نما قدس سرہٗ خواندند۔ و تا شرح ملا جامی بر کافیہ ابن حاجب از خدمت علم بزرگوار استفادہ

---

[۱] یعنی سید مرتضیٰ زبیدی صاحب تاج العروس (ذکر تفصیلہ فی النواب ۲۴۴۲) [۲] بن الزین بن محمد باقی المرجانی ونسبتہ الی قریۃ من قری الوادی بزبید، اند تالیفات او کتاب اتحاف البشر فی القراءات الاربعۃ العشر ۱۲

نمودند و در پانزده سالگی در حدود ۱۰۸۸ھ ثمان وثمانین والف به ارادہ کسب علم از اترولی به بلگرام تشریف آوردند۔ ومختصرات اوائل به خدمت میر سید مربی بلگرامی و پیر خود سید سعد اللہ قدس اللہ اسرارہما گذرانیدند۔ ومتوسطات از خدمت قاضی علیم اللہ کچندوی وبعضے فضلائے اکبرآباد برگرفتند و منتہیات را در حوزۂ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی بختم رسانیدند و در طلبۂ علم به جودت طبع وقوت مطالعہ ومباحثہ اشتہار داشتند واکثر آن بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند به تلامذہ خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد۔ می فرمودند۔ در حینی کہ من وعلامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی به اکبرآباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل خان اول مرتبہ وارد شدیم۔ نواب با جماعۂ فضلا نشستہ بود۔ اتفاقاً در اثنائے ذکر علمی از زبان نواب برآمد کہ در آیۂ کریمہ "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ" (سورۃ البقرہ) "طعام مسکین" بعضے مفسران لاتقدیر کردہ اند به خاطر من توجیہی گذشتہ کہ بے تقدیر لا معنی سلبی پیدا می شود یعنی یطیق از باب افعال است ہمزہ افعال برائے سلب ہم آمدہ پس یطیقونہ بمعنی لایطیقونہ است حاضران لب به تحسین واکردند من گفتم اگر امر شود بندہ حرفی التماس کنم۔ نواب اجازت داد۔ گفتم این توجیہ به غایت مستقیم است۔ به شرطی کہ معنی سلبی را طاقت مسموع باشد چہ ہمزۂ سلب در باب افعال سماعی است نہ قیاسی۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی[1] وکشاف[2] وبیضاوی[3] وغیرہ دیگر تفاسیر واز کتب لغت صحاح جوہری[4] وقاموس وغیرہما ملاحظہ کردند۔ ہیچ جا معنی سلبی درین مادہ برنیامد۔ نواب داد انصاف داد و گفت اعتراض شما بجا است وبه این تقریب گرم جوشی نمود۔ ومراد علامۂ مرحوم را در رفاقت خود گرفت می فرمودند این حرف اوائل تحصیل است بعد ازانی کہ بر تفاسیر دیگر عبور دست داد

---

[1] محمد بن عمر المعروف بہ فخر الدین رازی (۵۴۴ - ۶۰۶ھ) صاحب تالیفات مشہورہ واسم تفسیر وی مفاتیح الغیب است المعروف بہ تفسیر کبیر (رک طبقات الشافعیہ ۵ : ۳۳۔ البدایہ والنہایہ ۱۳ : ۵۵ لسان المیزان ۴ : ۴۲۶ الوفیات ۱ : ۴۷۴) [2] الکشاف عن حقائق التنزیل تالیف متعدد کتب از و یادگار اند: اساس البلاغۃ (لغت) المفصل (اعراب) "والفائق" (غریب الحدیث) "واعجب العجب" فی شرح لامیۃ العرب وغیرہا مؤلف درین تفسیر مذہب اعتزال را مؤید ساختہ بر صوفیہ نکیر شدید کرد (رک: وفیات الاعیان ۲ : ۱۸۱ ارشاد الغریب ۷ : ۴۷ لسان المیزان ۶ : ۴۷ نزہۃ الالبار ۴۷۹ الجواہر المضیئۃ ۲ : ۱۶۰ آداب اللغۃ ۳ : ۴۷ مفتاح السعادۃ ۱ : ۴۳۱ معجم المطبوعات والتتاج ۳ : ۲۴۲ ÷

Marfat.com

معلوم شد کہ شمس الائمہ برین ست کہ ہمزۂ اطاقت ہمزۂ سلب است و بعضے علما توجیہ او را مستحسن داشتہ اند و بعضے دیگر اعتراضات متوجہ ساختہ اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح اقامت ریختند۔ در اوائل بہ خانہ سید محمد فیض زمیندار کہ از اعیان سادات بلگرام است اقامت داشتند۔ بعد ازاں قریب سی سال تا دمِ واپسین در محلۂ میدان پورہ در دیوان خانۂ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مرقدہٗ سکونت ورزیدند۔ و درین مدت احیانًا بہ جانب گجرات شاہ دولا و کشمیر و امکنۂ دیگر بہ طریق سیر برخاستند و در ہر نوبت بہ فرصت قلیل معاودت فرمودند۔ و بسیار بہ وضع لطافت و نزاکت و تمکین و وقار زندگانی می کردند۔ و زبانی لطیف و بیانی شیریں داشتند۔ و در متانت عقل و رزانت رائے و ظرافت طبع مستثنیٰ می زیستند۔ ہر کس بہ حضور محفل اقدس فائز می شد۔ از کسب آداب صحبت حظی اندوختہ تشنہ تر و فریفتہ تر می گشت قریب ہفتاد سال برسند تدریس بہ احیاء علوم پرداختند۔ و عالم عالم طلبہ را از حضیض شاگردی بہ اوج استادی می رسانیدند۔ اکابر و اصاغر شہر ہمہ حاشیۂ عقیدت بر دوش و حلقۂ ارادت در گوش داشتند۔ و درین کتاب آن جناب را بہ اُستاد المحققین یاد کردہ ایم۔ و در ماہِ صفر ۱۱۵۶ھ ستہ و خمسین و مائۃ و الف در خجستہ بنیاد اورنگ آباد فقیر را تپ عارض شد۔ و امتداد کشید۔ و شبے بر بستر ناتوانی خوابیدہ بودم آنجناب در عالم رویا در خانۂ چشم تشریف می آرند و می فرمایند فلانی بسیار تصدیع کشیدی۔ فردا انشاء اللہ تعالیٰ تپ مفارقت می کند خاطر جمع دار آخر شب از خواب بیدار شدم۔ و ازین بشارۂ راحت افزا عافیتی در مزاج احساس کردم و در ہمان وقت ملہم غیب این رباعی در خاطرم انداخت ؎

کس را خبرے نیست چہ آید فردا　　نیرنگیِ قدرت چہ نماید فردا
نومید مشو ز مژدۂ عالمِ غیب　　شب حاملہ است تا چہ زائد فردا

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است۔ و می فرمودند حرف خاصی از عامی شنیدہ ام کہ ہیچ وقت از خاطر نمی رود۔ روزے در دار الخلافہ شاہجہان آباد از کوچہ می گذاشتم جمع کثیر از کناسان بہ تقریب طوی کناسی در مکانی مجتمع بودند۔ و باد فروشی تنا خوانی این قوم می کرد۔ یک کلمۂ او در دلِ من موثر افتاد۔ حاصل کلامش این کہ شما بہترین مردم اید در آخرت زیرا کہ در میزان قیامت صحیح عمل ثقیل تر از شکستِ نفس نیست و این وصف

Marfat.com

ورشمار به مرتبه اتم یافت می شود۔

می فرمودند شخصے حاکم بلگرام بود وفی الجمله مناسبتے به علم داشت۔ روزے بامن سوال کرد که معنی "فرض کفایه" به فهم من نمی رسد که اگر یکے فعل را بجا آرد همه بری الذمه می شوند والّا همه آثم۔ گفتم این خود ظاهر است۔ مثلاً شما بر سر قریه می روید۔ اگر یکے از اهل قریه آمده اظهار اطاعت کرد همه مامون می شوند۔ والّا همه ماخوذ۔

می فرمودند۔ طالب علمی نزد من هدایه فقه می خواند گاهے برسبیل هدیه جنس قماشی یا شیرینی برائے من می آورد۔ زرگران شهر آمده ظاهر می کردند که فلانے شاگرد شما کیمیا ساز است اکثر اوقات نقره نزد ما می آرد و می فروشد۔ من این حرف را گاهے بروئے طالب علم نیاوردم تا آنکه روزے طالب علم نزد من آمد و رخصت خواست و خود به خود لب به اظهار کشود۔ من که کیمیا سازم استاد من در کوه سوالک می باشد۔ عمل قمری مرا تعلیم کرده است و فرمود بعد هفت سال دیگر عمل شمسی هم تعلیم می کنم موعد الحال رسیده می خواهم که در کوه سوالک پیش استاد بروم و عمل شمسی یاد گیرم۔ گفتم از عمل نقره می توان عالم عالم نقره حاصل کرد۔ باین قدر راه دور و دراز پُر دشوار رفتن و خود را در تعب انداختن چرا؟ گوش نه کرد و عزم مصمم ساخت۔ و مرا مقید شد که حق استادی شما خیلے ثابت شده۔ خدمت من همین که این عمل را یاد می دهم۔ هر چند مراتب مبالغه طے کرد آستین افشاندم۔ آخر گفت یک مرتبه این عمل در نظر شما می کنم تا گمان راه نیابد که حرف من مجرد دعوی است آتش آورد و بوته دار زیر از جیب برآورده از زیر دا گداخت۔ و خاکستری از کاغذ پاره پیچیده برآورده اندکے در از زیر ریخت۔ فی الفور قرص نقره بر لب بست۔ بعد ازان طالب علم رخصت شده رفت و باز نیامد۔

آن جناب بتاریخ بست و چهارم ذی الحجه ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائة والف انجمن بعالمیان برافروختند۔ و مطابق وصیت در باغ محمود متصل مرقد علامه مرحوم میر عبد الجلیل نور الله مضجعه جانب مشرق مدفون گردیدند۔ مولف اوراق گوید ؎

افسوس که آفتاب معنی — از حلقهٔ آسمان برون رفت
تاریخ وصالِ او خرد گفت — علامه از جهان برون رفت

Marfat.com

ایشان بقیۃ السلف علمار اعلام بلگرام اندو برکات والا بہ تمامی شہر سیما اہل بیت علامۂ مرحوم شامل گشتہ وچنانچہ ابوالطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ رُوئے زمین اند کہ در سنہ ۱۰۲ھ اثنین ومائۃ در مکہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علمائے سلف بلگرام اند کہ از دار فانی بہ ریاض جاودانی انتقال نمودہ اند۔ راقم الحروف وسید محمد یوسف کہ ذکرش در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم۔ سید محمد یوسف ایشان را تجہیز وتکفین کردہ بہ منزل رسانیدہ۔ وبندہ در ہمان ذی الحجہ ماہ وصال مبارک فریضۂ حج ادا نمودہ در جمیع اماکن فیض مواطن بہ ادعیۂ زاکیہ رطب اللسان گشت۔ ویک عمرہ مستقل بنام نامی بجا آوردہ وبعد استماع خبر رحلت قصیدۂ عربی در مرثیہ املا نمودہ۔ درین جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتداء شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ در اخبار الاخیار رود قصیدہ اثبات نمود یکے والیہ از مولانا احمد تھانیسری کہ مطلعش این ست ؎

اطار لبی حنین الطائر الفرد وہاج لوعۃ قلبی التایہ الکمد

دوم لامیہ از قاضی عبدالمقتدر دہلوی مطلعش این است[۲] ؎

یاسابق الظعن فی الاسحار والاصل سلم علی دار سلمی فابکِ ثم سل

امانا سخان چہ تحریف ہا کہ درین قصائد نہ کردہ اند۔ راقم الحروف چندین نسخہ اخبار الاخیار بہ تصحیح رساند اگر درین صحیفہ ہم زبان قلم ناسخان غلط کند واستادی را عبور افتد چشم دارم کہ بہ تصحیح افکار یتیمۂ من خاک شدہ را از خاک بردارد قصیدہ این است ؎

یاللاحبّۃ سارو افی التباشیر	فَاسْوَدَّ یومی کَاَحْدَاقِ الیعافیر
نحن الجسوم وہم الارواح فارتحلوا	وخلّفونا کامثال التصاویر
لقد اجبنا بانواع الدموع متی	غنی الحداۃ باقسام المزامیر
کم من قلوب رقاق اشرعیہم	یاحادی العیس رفقا بالقواریر
عجبت منہم رضوا بالبین واعتذروا	الیسکن القلب عن تلک المعاذیر
ماجن لیل وما راعیت انجمہ	الاوقد لسعتنی کالزنابیر

---

[۱] رقم ۶۶ ذکر فضلاء ۱۲ سنہ المتوفی ۱۰۹۱ھ رجوع کن رقم ۱۰۴ ذکر فضلا ۱۲

Marfat.com

هى المجرة فانظر فى كواكبها ... تشق قلبى كاسنان المناشير
وما لروض الحمى من بعد ما رحلوا ... كمامه فى فوادى كالمسامير
تساقط النَوْرُ و الاغصان قد يبست ... فيا حمامة عن روض الحمى طِيرى
قلبى اذيبت و فيه الحب مرتسم ... فلا يقاس على نقش الدنانير
لان تحلت نقد زادت مودتهم ... والطيب يزداد من محق العقاقير
احوم حول فؤادى وهو مسكنهم ... وتسكب الماء عينى كالنواعير
كم من عقايق دمع ان لقيتهم ... افدى اولاء بها لا بالقناطير
ان الهموم التى حلت بانفسنا ... مخالب فى شرائين العصافير
من لى بابراء امراض زمنت بها ... راح الطبيب المداوى بالتدابير
السيد القدوة المختار ضُمِّنَهُ ... من آل احمد اقمار الدياجير
عونى ملاذى معاذى سيدى سندى ... وقوتى عضدى خيرا لمناصير
من اسمه الاشرف الاعلى طفيل محمد ... ومن هو مقبول الجماهير
صدر الاماثل فى مجد وفى شرف ... راس المعاريف اكليل المشاهير
العلم عقلا ونقلا قد احاط به ... واستوفر الحظ من فن التحاريرِ
مداوس العلم احيى فهى تشكره ... كالروض يشكر احسان النواطير
كم صير التُرب تبرا من له نظر ... تاثيره فوق تاثير الاكاسير
لِلّٰه درّ امام كان منفردا ... فى حسن نطق وفى حسن التعابير
كم من جواهر لفظ جاد مِقْوَلُهُ ... بها فزين اجياد المناشير
تقاطر مع عن براعته ... الا وضحك اوراق الدساتير
لم انس عهد الحمى والنَوْر مبتسم ... والقلب منشرح مثل الازاهير
وكنت ملتزما اعتاب خدمته ... وكنت لم ارض فيها بالتقاصير
وقد كسبت علوما من افادته ... عقلاً ونقلاً الى فن التفاسير
سقاه صوب الغيوم الهاطلات كما ... روى الغَلِيْلَ بسلسال التقاديرِ

Marfat.com

ثم النجوم اصابتنی باعینها ومرعن کبدی سهم التقادیر
والدهر مَدَّ یدَ العدوان حیث طوی بساط عافیتی طی الطوامیر
فصار مولای روح الکون مرتحلا وزلزل الحزن ارکان الدهاریر
اذا تذکرت ایامی به هَمَلَتْ عیناى کالسحب البیض المقاطیر
ضاقت علیَّ الطباق السبع واضطرمت بمارج من عذاب کالتنانیر
لایرتجی الصبر منه فی مصیبة اِذْ خَزَنه جَلَّ عن حصر المقادیر
ورُبَّ معتصم بالصبر صبره عضب المصیبة مقطوع النواشیر
لایحمل الصخر نار اتلك فی کبدی فکیف یحملها سِلك الاساطیر
حمامة بالحمی ناحت مورخه قد راح نجم الیها بدر التحاریر
اقره الله فی روض النعیم علی اریکة بین ربات التقاصیر

معنی بعضی لغات قصیده

فی القاموس التباشیر اوائل الصبح۔ وفی المنتخب یعفور بالفتح آهو بره یعافیر جمع فی القاموس مزامیر داود وما کان تیغنی به من الزبور وضروب الدعار جمع مزمار ومزمور فی الحدیث رفقا بالقوارب کان النبی صلی الله علیه وسلم فی بعض الاسفار وانجشة یحدو وهو کان حادیا حَسَنَ الصوت فنهاه عن الحدی وقال یا انجشة رفقا بالقوارب شبه النساء بالقوارب لسرعة الانکسار فیها وانما نهی لئلا تزعجهن الابل فانها تسرع باسماع الحدی اولئلا یقع فی قلبهن فان الغناء رقیة الزنا رقی القاموس. جنة اللیل وعلیه سترة فی القاموس راعی النجوم راقبها فی المنتخب مجره بکسر میم وفتح جیم وراء مشدده مفتوحه) کهکشان فی القاموس الکمم وعار النور جمع اکمام فی تاج المصادر نحول گداختن شدن من باب فتح۔ عقاقیر ادویه خوشبو سکب ریختن تاعوره دولاب نواعیر جمع۔ عقائق جمع عقیق قنطار یک پوست گاو پر زر قناطیر جمع۔ فی القاموس الشریان واحد الشرایین العروق النابضه۔ فی القاموس الوجع محرکة الرض جمع اوجاع ووجاع کجبال۔ فی المنتخب ضئضی بکسر ہر دو ضاد معجمه وسکون ہمزه اصل۔ اقمار جمع قمر۔ دیاجیر جمع دیجور۔ مناصیر جمع منصار اکلیل تاج فی القاموس الناطور

Marfat.com

حافظ الکرم والنحل جمع نواطیر۔ تبر بالکسر زر غیر مسبوک مقول بالکسر زبان۔ مناشیر جمع منشور بیراعہ بالفتح قلم۔ دستور بالضم نسخہ جامع کل حساب کہ نسخہ ہائے دیگر ازاں بردارند۔ نور بالفتح شگوفہ۔ ازاہیر جمع ازہار وآن جمع زہر بمعنی شگوفہ صوب بالفتح ریختن۔ روی مشتق از رویہ بمعنی سیراب کردن۔ غلیل تشنگی سلسال بالکسر آب شیرین روان۔ فی القاموس الدہاریر اول الدہر فی الزمن۔ الماضی بلا واحد فی القاموس ہملت عینہ فاضت فی القاموس سحاب مقطاء کثیر القطر جمع مقاطیر فی تاج المصادر اضطرام زبانہ زدن آتش۔ بارح شعلۂ بے دود۔ تنانیر جمع تنور۔ معتصم چنگل زنندہ۔ عضب بالفتح شمشیر۔ فی القاموس النواشیر عصب الذراع من داخل وخارج فی القاموس۔ التقصار بالکسر القلادہ جمع تقاصیر ربات التقاصیر یعنی حوران۔

(۶۹) شیخ فخر الدین احمد مانکپوری بلگرامی

پسر ملک بہاء الدین المعروف بہ ملک پہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلای آید انشاء اللہ تعالیٰ ملک بہاء الدین از بلگرام بہ جانب مانکپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد در آنجا متولد گردید لہذا بہ مانکپوری اشتہار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود تحصیل کرد بعد ازاں حسب الارشاد پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی تلمذ نمود و سائر کتب گذراند و در فقاہت ید طولی بہم رساند۔ دست بیعت بہ میر سید قادری بلگرامی قدس سرہ داد و توشۂ یاد الٰہی بر کمر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و در نیف و اربعین و مائۃ والف بسر منزل عقبی واصل گردید۔

(۷۰) میر سید اسمعیل بلگرامی قدس سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشیرہ پچ بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش بریں نہج سید اسمعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ برادر اعیانی سید تاج الدین

لہ ملک، رقم ۴۸ ذکر فضلاء وایضاً نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۹۹ ؛ ۲ سید قادری جد سید شریف مرتضیٰ ابن محمد الحسینی الزبیدی صاحب تاج العروس المتوفی ر

Marfat.com

حجرہ نشین قدس سرہٗ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔

سید اسماعیل مقتدائے انام و مرجع خاص و عام بود۔ در مبدء حال بہ اکتساب فضائل رسمی پرداخت۔ و کتب درسی مرتب عبور نمود۔ برخے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہ و برخی جائے دیگر بعد ازاں شورش خدا طلبی در سر افتاد۔ و بہ ملازمت شیخ عبدالرزاق ساکن بانسہ قدس سرہ رسیدہ مورد عنایات گردید و شرف بیعت حاصل کرد و قریب دوازدہ سال در ظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شاقہ کشید۔ و فیض ہا دریوزہ کرد بہ منتہائے معارج فقر بر آمد۔ و بعد از انتقال شیخ بر سجادہ خلافت متقدم نشست۔ سائر خلفا و مریدان حضرت شیخ او را مقتدای شناختند۔ و شرائط ادب و اعتقاد بجای آوردند۔ و علامۃ العصر مولوی نظام الدین خلف الصدق مولانا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ ضریحہما کہ در فصل فضلا مذکور می گردد۔ بعد وفات شیخ بہ خدمت میر رجوع آورد۔ و از باطن انوار پرتو ہا اقتباس کرد۔ میر در مسولی من توابع لکھنو اقامت داشت۔ و اکثر بہ بلگرام تشریف می آورد و ہمیشہ بہ ہدایت و ارشاد طالبان اشتغال داشت۔ و خلقی کثیر بہ تمسک ارادتش دست بہ دامن مدعا زد۔ میر بہ تاریخ چہاردہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۴ اربع و ستین و مائۃ و الف بہ رفیق اعلیٰ پیوست۔ و در مسولی آرام گرفت۔ خاک پاکش زیارت گاہ خاص و عام است راقم الحروف گوید ؎

آفتاب سحر آگاہے ۔۔۔ پیر روشن دل صاحب تکمیل
گفت تاریخ وصالش ہاتف ۔۔۔ زیب خلد آمدہ میر اسماعیل
سنہ ۱۱۶۴ھ

درین محل دو کلمہ احوال شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ تیمنا در قلم می آید۔

(۱۷) شاہ عبدالرزاق

ساکن بانسہ من توابع لکھنو اصلش از قصبۂ محمود آباد ست کہ در جوار بانسہ واقع شدہ پدرش[۱] با دختر بعضے از شیوخ قدوائی ساکن بانسہ کد خدا شد۔ شاہ عبدالرزاق از بطن آن عفیفہ متولد گردید و بہ علاقہ ارث مادر در بانسہ آمدہ توطن گرفت۔ ابتدائے حال بہ نوکر پیشگی

---

[۱] رک رقم ۳۳ و برائے قطب الدین شہید رقم ۲۵ ذکر فضلا [۲] ای عبدالرحیم الحسینی البانسوی ۱۲

Marfat.com

کسب معاش می کرد۔ آخر ترک داده عمرے در سیاحت گذرانید۔ و در سواد گجرات احمد آباد شرف خدمت شاہ عبد الصمد خدانما قدس سرہٗ دریافت در حلقۂ ارادت در گوش کشید و بہ مقصد اعلیٰ فائز شد۔ و بہ وطن مالوف برگشت۔ دوام لباس بہ طور اہل دنیا می پوشید و بہ شغل زراعت کسب قوت حلال می کرد۔ چون برہانی ساطع داشت و وضیع و شریف منقاد شدند و علما و فضلا غاشیۂ ارادت بر دوش کشیدند۔ و با آنکہ اُمی محض بود[1] آیات قرآنی را از بر خواندہ نوعے تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود کہ دانشمندان را حیرت دست می داد۔ وفاتش پنجم ماہِ شوال سنہ ۱۱۳۶ ست و ثلثین و مائہ و الف واقع شد مدفن قصبہ بانسریزار و بیترک بہ[2]۔

(۷۲) راقم الحروف فقیر آزاد

الحسینی نسبا و الواسطی اصلاً و البلگرامی جوارا و منشا و حنفی مذہبا و الچشتی طریقۃ و در تاریخ بست و پنجم ماہ صفر سنہ ۱۱۶۶ ست عشر و مائہ و الف لباس ہستی پوشید۔ و از ریعان آگاہی سررشتۂ تحصیل علم بدست آورد۔ و کتب درسی از بدایت تا نہایت در حلقہ درس استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی طاب مضجعہ اخذ نمود و عروض و قافیہ و بعضے فنون ادب از خدمت والا درجات میر سید محمد خلف الصدق علامہ مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در سنہ ۱۱۳۷ سبع و ثلثین و مائہ و الف شرف بیعت جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف اللہ المعروف بہ شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہٗ اندوخت۔ و در سنہ ۱۱۵۰ خمسین و مائہ و الف مطابق کلمہ سفر خیر از بلگرام بہ ارادہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامۃ برآمد۔ و در سنہ ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائہ و الف مطابق کلمہ عمل اعظم این سعادت عظمیٰ حاصل کرد۔ و در مدینہ منورہ علی منورہا الصلوٰۃ و التحیۃ بخدمت شیخنا و مولانا الشیخ محمد حیات السندی[3] المدنی الحنفی

---

[1] ای محض نبود بلکہ بعض رسائل فارسیہ تا یوسف زلیخا خواندہ بود رک تزہۃ الخواطر ج ۷ رقم ۲۶۹ [2] شیخ نظام الدین سہالوی و عنوا و محمد رضا و احمد عبد الخالق و کمال الدین بن محمد دولت فتحپوری و غیرہم از و طریقت اخذ کردند برائے شیخ عبد الرزاق رک ہ مناقب رزاقیہ و نزہۃ الخواطر ج ۷ رقم ۲۶۹) [3] رک ہ رقم ۳۷ ذکر فقراء ۱۲

Marfat.com

قدس سرہٗ صحیح بخاری قرأت نمود۔ واجازت صحاح ستہ وسائر مفردات مولانا فرا گرفت۔ و در مکہ معظمہ صحبت شیخ عبدالوہاب الطنطاوی[1] المصری دریافت و برخی از فوائد عظمیٰ کسب نمود شیخ عبدالوہاب نوراللہ مرقدہٗ سرآمد علماء عصر و نزیل مکہ معظمہ بود و ہمیشہ بہ نشر لوامع علوم می پرداخت۔ در سنہ ۱۱۵۷ سبع وخمسین ومائۃ والف بہ جنۃ المأوی خرامید و در جنت المعلی آرامش گزید۔ شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ اشعار عربی فقیر را بسیار تحسین کرد و ہرگاہ آزاد مخلص بندہ شنید و معنی آن را فہمید فرمود یا سیدی انت من عتقاء اللہ و ازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سرہٗ کہ در حق این سراپا گرفتار سر زدہ امیدواری ہا دارم۔ الحاصل فقیر در مکہ معظمہ بہ خانۂ شیخ عبداللطیف قدس سرہٗ[2] اقامت گزید و در سنہ ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ والف مطابق کلمۂ سفر بخیر جانب ہند عطف عنان نمود تفصیل سفر حرمین شرفہما اللہ تعالیٰ در آخر این مجلد می طرازد۔ و ذکر اماکن قدسیہ خیر الختامہ کلام می سازد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ و در حین معاودت پنجاہ اقامت بندر سورت صورت بست۔ از آنجا سرے بہ دیار دکن کشید و بست و ہفتم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ والف وارد خجستہ بنیاد اورنگ آباد گردید و در تکیۂ بابا شاہ مسافر[3] نقشبندی قدس سرہٗ گوشہ انزوا گرفت۔ و از برکات روح مقدس طرفی بربست بعد چندی سلسلہ جنبان ازل تعالیٰ شانہ سکون را باحرکت بدل ساخت اکثر بلاد دکن سر مشق قدم سیاحت شد۔ و عجائبہ صنع الٰہی کحل الجواہر بصیرت در چشم کشید للہ الحمد و المنہ انان روزے کہ ناصیۂ اخلاص بآستان بیت اللہ آشنا شد بیگانگی از رسوم ابنائے روزگار بہم رسید۔ و معنی تخلص آزاد بہ قدر استعداد جلوہ افروز گردید۔ فقیر را بانواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید[4] خلف نواب آصف جاہ ربط[5] عجبی اتفاق افتاد و موافقتی کہ بالاتر

---

[1] بن احمد بن برکات الاحمدی الطنطاوی المصری الشافعی (المتوفی ۱۱۵۷ھ)، از تصانیف وی بذل المجہود فی حسن من اسمہ احمد۔ عقد الزبرجد من حروف محمد (ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۴۳۶ کالم ۱۲ سطر ۲ : رکن ۲ رقم ۴۷ ذکر فضلاء ۵۳ رکن ۲ رقم ۹، ذکر فقراء ۵۴

[2] پسر دائمی نواب نظام الملک است بعد وفات پدر در سنہ ۱۱۶۱ھ در دکن بہ مسند ریاست نشست و در سنہ ۱۱۶۳ھ نواب مظفر جنگ ہمشیر زادہ نواب مرحوم بغی کرد نواب بہ لہوچری او را و لشکر نصاری را شکست فاحش داد آخر کار او را فرو فرانسیا با متزاج مظفر بتاریخ ۱۱ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ خونخوار زدہ او را شہید ساختند حکومت او دو سال و ہفت ماہ بود (مفتاح التواریخ ۳۳۲)

[3] نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر خلف نواب غازی الدین خان فیروز جنگ ابن قلیچ خان است موصوف در ریعان شباب مطرح انظار عالمگیر بود بمنصب چہار ہزاری و دیگر خطابہا سرفرازی

ازان متصور نہ باشد دست بہم داد۔

چون نواب نظام الدولہ بعد رحلت پدر بر مسند ایالت دکن نشست بعض یاران دلالت کردند کہ حالا ہر رتبہ کہ خواہید میسر است اختیار باید کرد۔ وقت را غنیمت باید شمرد۔ گفتم آزاد شدہ ام بندہ مخلوق نمی توانم شد۔ دنیا بہ نہر طالوت می نماید غرفہ ازان حلال است زیادہ حرام و این شعر فرو خواندہ شد ؎

دریں دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند غنیمت است کہ ما را ہمین بما بخشند

کلاہ تزکیہ نفس شکستن عہد ہم رنگی با آئینہ جوہر نما بستن است اما نعمت الٰہی را حقی ست بر زبان کہ بے تحدث ادا نہ تواند شد۔ ایزد سبحانہ سرو آزاد ہمت را نشو و نمائے استقامت کرامت نماید۔ و گل سرسبد توفیق را آب رنگِ ثبات مرحمت فرماید انہ علی ما یشاء قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ اکنوں من تقریب جوبند کر بعض اکابر کہ درین سطور اسمار ایشان بر زبان قلم گذشت می پردازم۔ و اوہم خامۂ خوش رفتار را جلوریز می سازم۔

(۷۳) شیخ محمد حیات السندی المدنی قدس سرہٗ

از علماء ربانیین و عظماء محدثین است۔ روئے از اصل و نسب شیخ استفسار کردم بہ خط شریف بر قطعہ کاغذے نوشتہ داد۔ والد الفقیر محمد حیات السندی المدنی اسمہ ملا قلاریہ من قبیلہ چاچر الساکن فی اطراف عادل پور و السید موسی القادری[1] الساکن فی کوتہ یعرفہ "انتہی چاچر بہ جیمین

بقیہ حاشیہ ص ۱۴۳ حاصل نمودہ در عہد جہان دار شاہ بخطاب نظام الملک ملقب گردید آخر الامر چون در ۱۱۳۴ھ نظام الملک حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ از دکن بہ شاہجہان آباد آمدہ بخلعت و زارت و خطاب آصف بہادر سربلندی یافت میر عبد الجلیل را در وصف تاریخ رسیدن او بپایۂ وزارت قصیدہ است بزبان فارسی و عربی و ترکی و ہندی مشتمل بر چہل و چہار بیت۔ میر غلام علی تاریخ وفاتش یافت در "متوجہ بہشت" ۱۱۶۱ھ

فارسین بروزن ساغر قومی از کشور سند عادل پوساز توابع بهکر فقیر آن را دیده ام۔ و سید موسیٰ قادری از اعیان حوالی بهکر است وکوٹ او مشهور مولد و منشا شیخ محمد حیات قدس سرہٗ سید در عنفوان شباب توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و در مدینه منوره توطن و تاہل گزید و کمر به تحصیل علم بربست۔ و باوجود فقدان وجه معاش استقامت را کار فرمود و نزد علماء حرمین معظمین سیما شیخ ابوالحسن سندی[1] نزیل مدینهٔ منوره نور الله مضجعه کسب کمالات نمود و برخی پیش شیخ عبدالله بن سالم البصری[2] المکی قدس سرہٗ تلمذ کرد و تمام عمر در خدمت حدیث شریف صرف ساخت۔ و بنحوے عظیم درین فن اشرف اند وخت و همیشه ناشر علوم لطیفه و عامر اوقات شریفه بود۔ خواص و عام حرمین مکرمین و مصر و روم و شام اعتقاد و اخلاص خاص داشتند و از ذات همایون کسب برکات می نمودند وقتے که فقیر از مدینه منوره به مکه معظمه زادها الله شرفا و کرامةً معاودت نمود۔ شیخ قدس مکتوبی نامزد فقیر نمود و اسم فقیر سید علی بے اضافت غلام تحریر فرمود از جهت آنکه در حدیث شریف آمده که همه کس عباد الله اند اطلاق عبودیت نسبت به مخلوق نباید کرد۔ فقیر در جواب نامه نوشت باین مضمون که مسلم روایت میکند عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال لا یقولن احدکم عبدی و امتی کلکم عباد الله و کل نساءکم اماء الله ولکن یقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی" و بخاری روایت میکند لا یقل احدکم عبدی و امتی ولیقل فتای و

---

[1] الکبیر نور الدین محمد بن عبدالهادی الحنفی نزیل المدینة المنوره المولود بلدة "تتة" اخذ علوم از شیخ محمد بن عبدالرسول (سنه ۱۱۳۳ھ) و الشیخ ابراهیم بن حسن الکورانی المدنی کرد و رحم نبوی تدلیس کرد تالیفات کتب نافعه کرده انا بجمله حواشی کتب صحاح ستة است علاوه ازین بر کتب دیگر حواشی مفیده دارد در سنه ۱۱۳۸ھ وفات یافت (نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۱۱)

[2] عالم مکه بود احیاء بسیاری از کتب حدیث کرد از انجمله مسند امام احمد است نزدیک بود که بروجه ارض نسخه کامله انسان یافته نشود وی از مصر و عراق و شام از خزائن قدیم اجزاء و اطراف آن جمع کرد و از انهم یک نسخه نوشت و آنرا صحیح کرد و اصل ساخت و هم بتصحیح کتب ستة از اصول پرداخت و هم عمر بروایت کتب حدیث سرداد و بحثا گذرانید و در آخر عمر شیخ عبدالله مغربی کتب ستة را بروی گذرانید و سنه ۱۱۳۴ھ از دنیا برفت (تقصار)

Marfat.com

فتاتی و غلامی[1] نیز قلمی ساختم که اگر واضع اسم غلام را بمعنی عبد اراده کرده باشد و دیگرے معنی فرزند اراده کرده تلفظ نماید او را می رسد که بکل امرء ما نوی شیخ قدس سره بعد و صول خط داد انصاف داد و بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود و چه خوب واقع شد آنچه ابن نجار[2] در تاریخ بغداد در ذکر احمد غزالی آورده که نوبتے قاری در مجلس او این آیه خواند قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ الآیه فقال شرفهم بیاء الاضافة الی نفسه بقوله یا عبادی ثم انشد ؎

وهان علیّ اللوم فی جنب حبّها ... وقول الاعادی انه لخلیع

اصم اذا نوّهت باسمی واننے ... اذا قیل لی یا عبدها السمیع

شیخ محمد حیات قدس سره در تاریخ بست و ششم صفر روز چهار شنبه سنه ۱۱۶۳ ثلث وستین و مائة والف وفات حیات سپرد۔ و در بقعهٔ مبارک بقیع مدفون گردید۔ "رحلة شیخی" "تاریخ یافته ام تار رحلت" پنج عدد محسوب است زیرا که معتبر در قاعدهٔ جمل صورت کتابت باشد نه تلفظ شبلی[3] در عقد الجواهر گوید۔ وقتیکه لفظ در رسم الخط مختلف واقع شد مثل حصی و یحیی که در نطق الف است و در رسم یا۔ و مثل حمزة و طلحة که در نطق تا است و در رسم ها۔ بعضی گویند معتبر مکتوب است

---

[1] رک: مسلم ج ۲ ص ۲۳۸ قال النووی المراد النهی اتصال فی بنده الالفاظ لا النهی حقیقة وقاله الحافظ فی الفتح

[2] ابن نجار: محمد بن محمود بن الحسن بن هبة الله ابو عبد الله محب الدین ابن النجار (۵۷۸ - ۶۴۳) مورخ حافظ بود ولادت و وفات وی در بغداد است و استمر رحلته ۲۷ سنة (من کتبه "الکمال فی معرفة الرجال" و تراجم) "ذیل تاریخ بغداد لابن الخطیب (المجلد العاشر) وهو یقع فی ستة عشر مجلداً" "الدر الثمینة فی اخبار المدینة" وغیرها (ک: فوات الوفیات ۲: ۲۶۸ طبقات الشافعیه ۵: ۱۴ آداب اللغة ۳: ۶۹ مفتاح السعادة ۱: ۲۱۰) ؛ [3] شبلی (۱۰۳۰ - ۱۰۹۳ھ) (۱۶۲۱ - ۱۶۸۲) محمد بن ابی بکر بن احمد الحسینی الشبلی الحضرمی، باعلوی، جمال الدین از علمائے تاریخ و ریاضی است ولادت وی در تریم (حضرت موت) است و نشأت در یمن، جانب هند و پاک و حجاز برائے تحصیل سفر کرد و آخر الامر در مکه سکونت پذیر شد و درین بقعهٔ مبارکه از ین دار فانی رحلت نمود چند تالیفات از وی یادگار اند: منجمله آنها "السنا الباهر" بتکمیل "النور السافر فی اخبار القرن العاشر۔ خ)، "المشروع الروی فی مناقب آل ابی علوی" ط)، و رد و جزو "عقد الجواهر والدرر فی اخبار القرآن الحادی عشر۔ خ"، و کتاب "تاریخ ولاة مکة" و رسائل فی الریاضی والافلاک (خلاصة الاثر ۳: ۱۳۳۶ اعلام زرکلی ذیل کشف الظنون ج ۲ ص والمشروع الروی ۲: ۱۷ و ۲۵: ۵۰۲ (۳۸۳) ۲: ۵۰۲: BROCK

Marfat.com

وملفوظ۔ وبعضی گویند معتبر لفظ است نہ رسم۔ سید عبداللہ مدہر یمنی[1] گوید قول اول معتمد علیہ است وقول ثانی نادر۔

(۴۷) شیخ عبداللطیف

مولدہ منشا او امروہہ از مضافات دہلی نسبش بہ شیخ عبداللہ المعروف[2] بہ شیخ ابن قدس سرہ می رسد کہ از مشاہیر اولیائے آن مقام است۔ و در تاریخ پانزدہم ذی الحجہ ۹۷۷ھ سبع وسبعین وتسعمائۃ متوجہ عالم قدس گردید۔ شیخ عبداللطیف در عنفوان شباب ہمت بہ احراز فضائل صوری گماشتہ واز امروہہ برآمدہ مدتہا در بلگرام وقنوج بہ کسب علوم پرداخت واکثر کتب درسی در حوزۂ درس میر سید نعمت اللہ نبیرہ[3] ووارث سجادہ میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانیدہ وفیضہا برگرفت۔ وبہ خدمت شیخ حبیب اللہ قنوجی[4] بیعت کرد۔ ونقد ہستی در بوتۂ ریاضت گداختہ سرمایۂ کنز مخفی بدست آورد۔ آخر بہ حرمین شریفین شتافت و در مکہ معظمہ بار اقامت کشاد۔ بعد چندے قصد ہند کرد بہ ارادہ این کہ والدۂ خود را از ہند بہ حرمین شریفین برد۔ چون بہ وطن اصلی برگشت والدہ ازین عالم انتقال کردہ بود۔ باز بہ حرم محترم معاودت نمود۔ وقریب پنجاہ سال در ام القری شرفہا اللہ تعالیٰ بسر برد۔ ہر سال مناسک حج بجای آورد

---

[1] بن جعفر بن مدہر باعلوی الیمنی الحسینی مزیل مکہ مکرمہا المتوفی ۱۱۶۵ھ وفی اعلام زرکلی ۱۱۶۰ھ از علماء صوفیہ بود در مکہ ۲۰ سال اقامت کرد تصانیف: اشرف النور وشاہ من سر معنی اللہ لا تشہد سواہ فی شرح اربعۃ ابیات للقطب الحداد۔ الایقاظ للمترجم بعبدروسی جعفر بن مصطفی۔ دیوان شعرہ شرح دیوان الشیخ اسماعیل الشحری۔ کشف اسرار علوم المقربین۔ اللآلئ الجوہریہ علی العقائد النوفریہ علم النور بالبسم اللہ تیمم السرور۔ النفحۃ الہداۃ بانفاس العیدروسی عبداللہ مراسلات وغیرہ الکمدارک۔ ہدیۃ العارفین ج ۱ ص کالم ۴۸؛ اعلام زرکلی ۴: ۲۰۵ عبدالجبرتی ۱: ۱۶۳)

[2] بن احمد بن طیفور بن شمس الدین بن محمد بن محمود الرامتنی الامروہوی۔ از نسل ابراہیم بن علی الرضا بود و از مشاہیر اولیاء ہند علم وعمل وجذب وسلوک را جمع کرد و شیخ علاؤالدین چشتی دہلوی (۸۷۲ھ ۹۴۸ھ) را ملازمت کرد و در ۹۸۷ھ وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۳۳۰)

[3] بن محمد زاہد بن میر عبدالواحد المتوفی ۱۱۳۰ھ (ارک ۱ رقم ۲۴۰ ذکر فقرار

[4] از مشاہیر مشائخ بود کتب درسیہ در مدرسہ مولانا عبدالباقی بن غوث الاسلام صدیقی جونپوری (۱۰۸۲ھ) قرات کرد و منازل تصوف وسلوک بحضرۃ الشیخ عبدالجلیل آلہ آبادی (۱۱۳۶ھ) طے کرد و کتاب الجواہر الخمسۃ وانیس العارفین وتذکرۃ الاولیاء از تالیفات مشہور اند (ارک ۱، نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۲۸؛ ابجد العلوم۔ حدائق الحنفیہ ۱۰۰

Marfat.com

وقریب سی نوبت بہ زیارت مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سرمایۂ افتخار اندوختہ۔ بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود۔ ودر مروت قدردانی ارباب کمال نظیر نہ داشت۔ ہر سال در موسم حج تلاش می کرد کہ اگر صاحبِ کمالی یا احدے از شرفاء نجباء ہند وارد شدہ باشد ملاقات کند۔ وبہ قدر استطاعت خدمتی بہ تقدیم رساند۔ محرر اوراق ہر گاہ از مدینہ منورہ بہ ام القریٰ عود کرد۔ شیخ عبداللطیف خبر مقدم فقیر یافتہ بہ استقبال شتافت ومقید شد کہ در مخلص خانہ نازل باید شد۔ قریب پنج ماہ درین بلدۂ طیبہ بہ خانۂ شیخ اقامت داشتم۔ مروت ہا ازین عزیز مشاہدہ شد کہ جز بہ زبان بے زبانی ادا نہ توان کرد۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء وبہ مصاحبت ومجالست اوا وقات بہ حضور وافر گذشت۔

می گفت۔ روزے پیش باب السلام حرم مکی درویشی ہندی نژاد بہ نظر در آمد بہ غایت کثیف وبد معاش بہ مجرد افتادنِ نظر کراہت دست داد۔ در ہمان لحظہ بہ توبیخ غیرت الٰہی بر دل تافت۔ نفس خود را ملامت کردم کہ از بنی نوع خود این قدر وحشت ونفرت چرا۔ الحال سزایت این است کہ با این شخص در یک ظرف ہم طعام شوی۔ بخانہ آمدم وطعامی مہیا ساختم ونزد درویش رفتہ گفتم کہ سرے جانب غریب خانہ باید کشید۔ درویش دم نہ زد وبہ خانۂ من قدم رنجہ فرمود طعام پیش آوردم۔ وبا او در یک ظرف ہم لقمہ شدم۔ درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نہ زد وطعام را تناول نمودہ بہ محل خود برگشت۔ روز دیگر باز طعامی مہیا ساختم۔ ودرویش را از باب السلام بہ خانہ آوردہ در یک ظرف ہم لقمہ شدم چہل روز کامل برین منوال گذشت۔ روز چہلم درویش بہ سخن در آمد وگفت عمرہا سیاحت کردم انسانی بہ قماش تو نہ یافتم ومن کیمیا سازم۔ در پاداش خدمتی کہ بجا آوردی ترا این صنعت تعلیم می کنم۔ گفتم من ہم کیمیا سازم۔ گفت چگونہ؟ گفتم قوت بازوے کہ بآن کسب قوت حلال می کنم کیمیائے من است ولب بوریا گردانیدم۔ دراہم ودنانیری کہ از کسب بازوے خود حاصل کردہ بودم افتادہ بود التفات نہ کرد۔ وبہ دستور او در مقام اصرار بود ومن در مقام انکار۔ آخر خود بہ خود آتشش وبوتہ آورد ومس را در بوتہ گداخت وعاکستر ے از کاغذ پارہ پیچیدہ برآوردہ در بوتہ ریخت۔ فی الحال قرص طلا بر لب بست۔ گفت این را غنیمت باید شمرد کہ من اکنون قصد ہندوستان دارم مبادا بر فقدان این نعمت حسرت

Marfat.com

کفی. گفتم حرفی دلارام گفت چیست. گفتم اگر در دو صحرائے اتفاق شود کہ در آنجا مس بہم نہ رسد می تواند خاک را زر ساختن. گفت این خود مقدور انسان نیست. گفتم پس چرا نظر بر آن کس نباید داشت کہ خاک را زر می سازد۔ درویش بر استقلال من آفرین کرد و رخصت گرفت و باز در نظر نیامد۔

شیخ عبداللطیف در اوائل قدم خود بہ مکہ معظمہ یک سال کامل در جبل ثور منزوی بود و ریاضت شاقہ کشید. این جبل از شہر مسافت دو فرسنگ دارد و بر قلۂ این کوہ خارے نمونۂ بر جِ ثور واقع شد و شب ہجرت ماہ جہان افروز رسالت را در بر کشیدہ بہ تقریب جبل ثور نقلی از خود ہم بیاد آمد کہ در موسم تابستان کہ ہوائے سموم برق تاز و جوش حرارت خلد را گداز بود بست و نہم محرم مکرم سنہ ۱۱۵۲ اثنین و خمسین و مائۃ و الف قصد زیارت جبل ثور کردم. ہمین کہ قدم از شہر بیرون گذاشتم حرارتِ تشنگی غلبہ کرد. آب ہمراہ نہ گرفتہ بودم بہ خیال آنکہ در اثنار راہ بہم می رسد. در راہ جز عرق سعی آبے تراوش نہ کرد و چند کس دیگر در عرض راہ بہم آمدند. این ہا آب قلیلے با خود داشتند اما شرم زبان سوال را بر بست کہ آب بہ نفس این ہا کفایہ نمی کرد بہ دیگران چہ رسد. این مسافت نشیب و فراز بہ چہ مشقت طے شد جگر از التہاب حرارت کباب گشت. و نفس از طغیان پیوست موج سراب بہ پائے کوہ رسیدہ صعوبتِ دیگر پیش آمد کہ با وصف این حالت کوہ آسمان شکوہ را بہ قدم صعود باید پیمود تا کمر کوہ افتان و خیزان خود را رسانیدم بیشتر طاق شد. و شوقِ آب در مرآت خیال بہ کیفیت عجبی نقش بست. عزیزے از فقیر دو سہ قدم بالاتر می گذشت و صراحیِ سفالِ در دست داشت. ناگاہ صراحی با سنگی ملاقات می کند نصف اعلیٰ در دست او می ماند و نصف اسفل بشکل کاسہ امانت نزول می کند. و بہ حفظ قادر مطلق تعالیٰ شانہ قطرہ آبے ضایع نمی شود کاسہ را بہر دو دست از ہوا گرفتم و از ان عزیز اجازت خواستہ تجرع نمودم بہ حق آفرینندہ کہ جان شیرین را خلق کرد آبے سرد بہ این شیرینی و خوش طعمی یاد نہ دارم ہنوز لذتِ آن در کام من است. و ہر گاہ تصور می کنم ذوق خاص در سے یابم و شک نیست کہ کارساز بے نیاز جل شانہ دران ساعت ترحم را کار فرمودہ بندۂ سوختہ را بہ ساغر رحمت سیراب نمود فَسُبْحَانَ الَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیُسْقِیْنِ۔

Marfat.com

وفات شیخ عبداللطیف در مکہ معظمہ سنہ ۱۱۵۰ خمسین ومائۃ والف اتفاق افتاد و در جنت معلی مدفون گردید۔ بہشت نشیمن۔ تاریخ یافتہ شد رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ حبیب اللہ قنوجی پیر بیعت شیخ عبداللطیف حاوی علوم ظاہر و باطن بود۔ و ہموارہ بر لوازم ریاضت و درس علوم می پرداخت۔ در ایام طلب علم بہ مطالب کتاب چنانچہ باید نمی رسید۔ ازین وجہ خارخاری در دل داشت شبے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دید و التماس کرد کہ این ہیچمدان را کشایشے در علوم نصیب شود۔ التماس او درجۂ قبول یافت۔ ہمین کہ از خواب بیدار شد ابواب علوم بر و مفتوح گشت۔ و بر مسند تدریس نشستہ علمے را بہ تکمیل علوم ظاہر و باطن کامیاب ساخت۔ و در سنہ ۱۱۴۰ اربعین ومائۃ والف رو بہ عالم قدس آورد۔ کاتب الحروف فقرۂ الموت جسر یوصل الحبیب الی المحبیب۔ تاریخ یافت قبرش در قنوج است او مرید شاہ عبدالجلیل الہ آبادی[1] و او مرید شاہ محمد صادق[2] و او مرید شیخ ابوسعید گنگوہی[3] از احفاد و امجاد شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ اسرارہم۔ بر ناظران این سواد

---

[1] بن صدرالدین بن سراج الدین بن محمد یوسف بن سلطان محمد بن ملک محمد بن علی احمد سعید بن عبدالحی بن فیض اللہ بن برہان الدین بن حسام الدین بن صدرالدین الحسینی البخاری الاچی ثم الالہ آبادی، از کبار مشایخ چشتیہ بود تولد او سنہ ۹۹۲ھ است مختصرات را بر ملا محمد جمیل المنوی گذرانیدہ مطولات در بلادشتی بر شیوخ قرأت کرد و حدیث از شیخ عبدالحق دہلوی (۱۰۵۲ھ) روایت کرد و طریقت از شیخ محمد صادق گنگوہی و فی الجملہ شیخ مرجع انام بود و تالیفات کثیرہ از و یادگار اند منجملہ آنہا:۔ چہار دہ علمی: ہدایۃ الصوفیہ، معدن الدقائق حل المشکلات، فیوضات، علم النقات، علم النکات، اسرار العاشقین (نظم) زاد المشائخ وغیر آنہا در سنہ ۱۱۱۴ھ وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۵۳)

[2] بن فتح اللہ الحنفی الگنگوہی از کبار مشایخ چشتیہ بود اخذ طریقت از عم خود الشیخ ابوسعید گنگوہی کرد و بعد وفات شیخ بر مسند ارشاد نشست در سنہ ۱۰۵۸ھ رحلت نمود (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۶۲۸ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۴۷۵۔ مفتاح التواریخ ۲۴۶)

[3] بن نور الدین بن عبدالقدوس الگنگوہی از کبار مشایخ چشتیہ بود اخذ طریقت از شیخ نظام الدین بن عبدالشکور تھانیسری (سنہ ۱۰۲۴-۳۶ھ) کرد و از و شیخ محب اللہ الہ آبادی و شیخ محمد صادق و دیگر شیوخ فیض حاصل کردند و سنہ ۱۰۴۹ھ رحلت نمود (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۳۸ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۴۷۲) و شیخ نظام الدین العمری التھانیسری صاحب ارشاد اللطائف (سنہ ۹۶۹-۱۰۲۹ھ) است و وی مرید شیخ عبدالقدوس گنگوہی است و سلسلۂ شیخ گنگوہی مشہور و معروف است (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۱۲۵)

Marfat.com

روشن باد که باشاه مسافر اورنگ آبادی قدس سرہٗ که فقیر در تکیه آن حضرت مدت هفت سال طرح اقامت ریخت. سلسلهٔ ایشان به مخدوم اعظم قدس سرہٗ منتهی می شود. مناقب و مآثر حضرت مخدوم از غایت ظهور مستغنی از بیان است احوال اکابر متاخر مجملا قلمی می گردد.

(۷۵) مولانا میر خورد عزیزان بلخی قدس سرہٗ

خواهرزادهٔ مخدوم اعظم است. صاحب حالات سنیه و جذبات قویه بود و در بلخ کوس مشیخیت می زد. صاحب طبقاتِ شاه جهانی " در سال نه صد و نود و سه به عالم علوی عروج نمود".

(۷۶) مولنا پاینده اخسیکتی قدس سرہٗ

اکبر خلفار مولانا میر خورد عزیزان است. او را نقشبند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند خضر راه از خود رفتن بود. دبلد کوچه به خدا پیوستن ناظران از مشاهدهٔ جمال باکمالش مدهوش می گشتند و خدا طلبان در اندک فرصت به سرحد کمال می رسیدند. در بخارا مسند نشین ارشاد بود و همواره بآب سخا و ایثار بر روئے خلایق می کشود. صاحب طبقات شاه جهانی گوید "در سال هزار و ده عالم فانی را پدرود نمود".

(۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سرہٗ

اکمل خلفار مولانا پاینده اخسیکتی است او را احرار ثانی می گفتند که جامع غنائے صوری و معنوی بود. قریات فراوان در ملک داشت. حاصلاتِ آن را همه صرفِ وارد و صادر می ساخت. بادشاه عصر نذر محمد خان در وقت نماز جمعه به دیدنِ او آمد. شیخ در مراقبه بود یک دست بالا کرده تا به حدی که نزدیک

لہ والی بلخ و بدخشان گمر و مضافات آن در عهد شاهجهانی بود در ۱۰۵۶ھ چون شاهجهان با جمعیت سه لکهه سوار متوجه قندهار شد عالمگیر را به بلخ و بدخشان فرستاد تا آن ولایت را از نذر محمد خان انتزاع نموده شاهزاده مراد بخش بحکم عالمگیر آن ملک مفتوح ساخت "والی توران" بر آراز "ملک توران" تاریخ فتح است که نصیران شیرازی بطریق تعیه استخراج نموده القصه نذر محمد خان زره قبیلهٔ و املاک را همانجا گذاشته راه خود پیش گرفته و بقیه صـ۱۵۲ پر

Marfat.com

شد که وقتِ نماز جمعه بگذرد - کسے را قدرت نه شد که تعرض کند - آخر دست فرود آورده اشاره به اقامت فرمود - بعد فراغ نماز پادشاه به ادب تمام استفسار نمود که این توقف به کیفیتِ خاص چه بود - فرمود در هفت کروهی بلخ دهی است در آنجا عبدالله خان ادینه مسجد نام مسجدی عالی بنا نهاده در انجا همه مخلصان خودند - وقتِ نماز جمعه همه به نماز مقید بودند که سقف مسجد آغاز فرو رفتن کرد - دست بالا کرده به نگاهداشتِ سقف مشغول بودم تا همه بیرون آمدند بعد ازان گذاشته شد تا فرو رفت پادشاه مردم را به تحقیق فرستاد همان تاریخ برآمد - موضع اقامت او عجدوان در جوار خواجه جهان بعد وفات همانجا مدفون گشت -

(۷۸) بابا شاه سعید پلنگ پوش

از کمل خلفاء شیخ درویش عزیزان است - وجه تلقب آنکه همیشه پوست پلنگ در برداشت - مولد بابا عجدوان است - پدر ایشان متمول بود - بابا در اوائل تحصیل علوم رسمی می پرداخت و براقران لوائے فوقیت می افراخت - روزے بعد درس با شرکا مقابله داشت - دران حال دید که جمعی از قلندران در گذر است و شخصے است در میان ایشان بس منور به مجرد دیدن منجذب شده در پے او رفت چون شخص به مسکن خود رسید التماس همرنگی نمود - او فرمود فقیری کار دشوار است به تحصیل مقید باید شد که سن شما تقاضائے آن دارد - در آن وقت هفت ساله بود - دست از طلب باز نه داشت آن بزرگ او را برهنه ساخته ازارے مرحمت نمود همان ساعت آن قدر جذب قوی در گرفت که راهِ بیابان پیش گرفت و قریب یازده سال در صحرا بدین منوال برهنه می بود در قرشی هفته دو بار بازار علی العموم می شود - گاهے روز بازاری می آمد هر چند مردم لباس می دادند قبول نمی کرد و بین الجمهور به دیوانه سعید مشهور بود - بعد یازده سال روزی در بازار قرشی در هجوم مردم به اتفاقه آمد و لباس شخصے را گرفته خود را پوشیده مردم در شگفت ماندند که دیوانه سعید

حاشیه بقیه ص۱۵۱ بود تاریخ آن مرزا عبدالرزاق مصنف کتاب مجموع الصنائع برسم تعمیه این طور گفته: - شده ز بلخ و بدخشان "نذر محمد خان ؛ زو و قبیله و املاک" را گذاشت و آن - پس از چندین بهند آمد و بعد از استقامت چند سال نه بهند رو به مکه شد و در اثنائے راه و نواحی سمنان سلخ جمادی الثانیه سنه ۱۰۶۱ھ فوت کرد (مفتاح التواریخ ۲۴۸ - ۲۴۹ عمل صالح ۲: ۴۹۰ - ۴۹۱ مقالات الشعراء ۳۲۷) ؛

Marfat.com

ہشیار شد۔ وآن شخصے کہ ایشان راجذب کردہ بود باباقل فرید نام داشت۔ بعد افاقہ بازار بخارا
بہ خدمت باباقل فرید رسید و ہمراہ بہ حرمین شریفین رفت۔ و ہم در رکاب سعادت بہ بخارا
مراجعت نمود تا آنکہ روزی باباقل فرید دست او را گرفتہ بہ خدمت شیخ درویش عزیزان گفت
کہ این فرزند است تربیت او حوالۂ شما می کنم کہ مرا وقت نزدیک رسیدہ است باباقل فرید
در ہمان ایام رحلت کرد۔ باباشاہ سعید خدمت شیخ لازم گرفت از فیض تربیت والا بہ
درجۂ کمال و تکمیل فائز گشت باباقل فرید پیر خرقہ است و حضرت شیخ پیر ارادت باباشاہ سعید
بعد ورود ہندوستان بہ حراست لشکر نواب غازی الدین خان فیروز جنگ[1] پدر نواب
آصف جاہ مامور گردید لہذا ہمیشہ ہمراہ این لشکر می بود۔ وا در اخراق عام و خارق
عادت بسیار است۔

خلیفتی عبدالرحیم[2] بلخی کہ از اعاظم خلفا بہ باشاہ مسافر است و در ۱۳۰ سنہ ثلثین و مائۃ و الف
مطابق قطب المحققین در دارالسلطنت لاہور متوجہ ملکِ بقا گردید۔ نقل فرمود کہ وقتے ایشان
خورد یعنی باباشاہ مسافر قدس سرہٗ از اورنگ آباد مرا بہ خدمت ایشان کلان یعنی باباشاہ سعید
قدس سرہٗ در لشکر نواب فیروز جنگ فرستادند در اثناء راہ در خواب می بینم کہ دو فیل پیش و
پس می روند و فقیر در میانہ است۔ فیل پیش صغیر الجثہ است در کمال مستی و شورش و فیل قفا
عظیم الجثہ با تمکین و کمال آہستگی در رفتار۔ بعد بیدار شدن چنین بہ خاطر رسید کہ فیل پیش
ایشان کلان اند و فیل قفا ایشان خورد مگر ایشان خورد در مرتبہ عظیم تر باشند۔ چون بہ خدمت
ایشان کلان رسیدم شش ماہ در خدمت بودم گاہے ہیچ خاطرے را بہ خود راہ نہ دادم مگر روزے

---

[1] نام قلیچ خان عابد خان بود در زمان شاہ جہان بادشاہ در ہند آمدہ بخطاب قلیچ خان و
صدر الصدوری و منصب پنج ہزاری سرفرازی یافت چون قلیچ خان در عہد عالمگیری ۱۰۹۸ھ وقت
محاصرہ قلعہ گولکنڈہ کشتہ شد پسرش شہاب الدین خان کہ دختر سعد اللہ خان وزیر شاہجہانی
بعقد نکاح خود داشت بخطاب غازی الدین خان فیروز جنگ مختار گردیدہ و در ایام سلطنت
بہادر شاہ صوبہ دار گجرات گشتہ و ۱۱۲۲ھ انتقال نمود۔ ک: مفتاح التواریخ، ۳۲۷-۳۲۸
مآثر الامراء ج ۲ ص ۸۷۲-۸۷۹ نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۳۸۰ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

[2]

Marfat.com

بہ سعادت حضور فائز بودم - وسخن در حقائق ومعارف می رفت ہمان واقعۂ رویا در باطن خطور کرد ایشان کلان دفعۃ این آیہ فرو خواندند لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّن رُّسُلِهٖ[1] وکرت دیگر روزے باجمعی حرف می زدند کہ بہ خاطر گذشت چون اندیشہ را پیوستگی بہ کلی حاصل شود چرا بہ معاش و معاشرت رو آرد فوراً ملتفت شدہ فرمودند تقاضا این نشاء چنین است - انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام باوجود مرتبہ نبوت ازین فارغ نبودہ اند - روزے فرمودند چہل سال است کہ خواب از چشم من رمیدہ وآنی تصرف نہ نمودہ رحلتِ ایشان ہفتم رمضان سنہ ۱۱۱۱ عشر ومائۃ والف در لشکر نواب فیروز جنگ در سوادِ شہر گلبرگہ واقع شد نعش مبارک را بہ اورنگ آباد آوردہ در تکیہ شریف دفن کردند این مصراع تاریخ است ع

قصرِ جنت بود مکان سعید

(۷۹) باباشاہ مسافر قدس سرہٗ

لوائے ولایت بردوش وارد شد خلفاء باباشاہ سعید پلنگ پوش است ؎

قطبِ زمان صاحب شاہ عظیم — لولوفہ شاہ مسافر بہ درحق مقیم

خسرو بے تاج ذگین وعلم — تاج دہِ قیصر وخاقان وجم

ریشہ بہ اسرار حقیقت دواند — دامنِ ہمت بہ دو عالم فشاند

خودشکنی ہا اثر ذکرِ او — روشنیِ دل اثر فکرِ او

پادشہ سلسلہ نقش بند — یک نظر او دو جہان را پسند

باباشاہ سعید می فرمودند کہ نزدہ کس از ما مرخص شدند ہمہ مخفی رفتند - مگر شاہ مسافر کہ شیخی ما را ظاہر کردہ - مولد ومنشاء باباشاہ مسافر نجدوان است ونام اصلی او حافظ محمد عاشور باباشاہ سعید ایشان را مسافر خطاب فرمود در اوائل بہ خدمت میر عطاء اللہ ساکنِ پیوست وبہ طریق کبرویہ ریاضت ہا کشید - بعد چندے میر عطاء اللہ ایشان را مرخص بہ سیاحت نمود از آنجا در غورہ آمدہ دوازدہ سال اقامت نمود - وبا مشایخ آنجا صحبت داشت از آنجا بہ

---

[1] سورۃ البقرہ آیت ۲۸۵ ؛

Marfat.com

کابل آمدہ بایاشاہ سعید راوریافت وبہ حلقۂ ارادت درآمد وبعد ہفت سال رخصت گرفتہ بہ حرمین شریفین شتافت۔ وبعد تحصیل این سعادت دراوائل عہد خلد مکان بہ ہند معاودت نمود ودراورنگ آباد جائے کہ الان تکیۂ مرقد مبارک است طرح اقامت ریخت وتانفس واپسین برنہ خاست وحاشیہ نشینانِ بساطِ ارادت رابہ صدرِ کمال وتکمیل رسانید۔ وچہارم رجب سنہ ۱۱۲۶ ست وعشرین ومائۃ والف دامن ازعالم سفلی برچید وپہلوے پیر خود جانب قبلہ آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ اندجانی متخلص بہ راجی گوید ؎

مسافر شاہ اربابِ معارف　　مقیم عرش شد از فرش این طاق
خرد تاریخ سال رحلتش گفت　　مسافر شد ز عالم قطبِ آفاق

(۸۰) بی بی خورد قدس سرہا

مولد ومنشاء او بلگرام است۔ آوردہ اند کہ پدر ومادر خواستند کہ اورا کد خدا سازند اباکرد آخر نہ گذاشتند ومراسم طوی شروع کردند وقتے کہ مشاطہ اورا آراستہ بہ جلوہ آورد۔ جلوۂ دیگر نمود وتبسم کنان درانجمن روحانیان خرامید۔ مادر وپدر از مشاہدہ این حال داغ شدند وباہمان لباس وزیور زیر خاک سپردند۔ وزدان خبر یافتہ شب بر سر تربت او آمدند وخواستند کہ قبر اورا واکردہ زیور ولباس بہ دست آرند بہ حکم قادر مطلق تعالیٰ شانہ ہمہ نابینا شدند ودر مقام حیرت فرو ماندند۔ صبح از ظہور این کرامت شورے در خلق افتاد وخاک پاک او تا صبح قیامت زیارت گاہ خلائق شد محلۂ خورد پورہ بہ نام اوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا۔

Marfat.com

فصل دوم

در ذکر فضلا نور اللہ مضاجعہم

دپیش از شروع تراجم اکابر گلی چند مناسب فصل در دامن قرطاس ریختہ می شود کہ اگر ہوشیار مغزی چشم التفات کشاید بہ استشمام روائح میل نماید۔

برضمائر واقفان منازل اخبار و عابران مراحل آثار مبرہن است کہ در قرون سابقہ پیش ازان کہ دین اسلام بر منصۂ ظہور جلوہ افروز شود عالی فطرتانی گذشتہ اند کہ خود را در بوتۂ ریاضت گداختہ روح مجرد ساختند و عالم ملک و ملکوت را بہ نظر وقت سیر کردند۔ و حقایق اشیا را بہ قدر طاقت بشری دریافتند و ضوابط و قوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم بر زمانیان استقبال واگذاشتند۔ صاحب کشف الظنون بہ عبارت عربی گوید[1]۔ خلاصۂ کلامش این کہ:

مردم عالم دو قسم اند فرقہ ہستند کہ بہ شانِ علم اہتمام کردہ اند و اصناف معارف بہ ظہور آوردہ و فرقۂ دیگر انند کہ اعتنا کردہ اند بہ شانِ علم بہ حیثیتی کہ اسم عالم برایشان اطلاق توان کرد۔

از جملہ تقسیم اول اہل مصر و روم و ہند و فرس و عرب و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل و کلانیین و آن گروہی بودند در زبانِ قدیم مسکنِ این ہا زمین عراق و جزیرہ عرب و لغت این ہا سریانی بود و از جملہ قسم ثانی بقیہ امم سوائے مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام سر از افق عرب برآورد و مضمون قولِ خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام گل کرد کہ اُدِیتُ اِلَی الْاَرْضِ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا وَسَیَبْلُغُ اُمَّتِی مَا اُدِیَ اِلَیَّ[2] اوائل برانداختہ شد و مسلمانان

---

[1] رک: کشف الظنون ۲۲-۲۵ ج ۱ [2] رواہ مسلم (۲: ۳۹۰ و من حدیث ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وایضا الترمذی (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۱۰)

Marfat.com

کتب امم سابقہ فراوان سوختند[1]۔ وعلما مطالعۂ توریت وانجیل وغیر ہمارا منع کردند بلکہ بعضے بہ تحریم رفتند[2]۔ کرمانی شارح بخاری گوید در تحریف توریت وانجیل اختلاف کردہ اند۔ آیا در لفظ است یا در معنی بعضے میل کردہ اند بہ مشق ثانی وجائز داشتہ اند مطالعہ واین قول باطل است وجائز نیست مطالعہ بہ اجماع وحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعمر رضی اللہ عنہ صحیفہ توریت دید وغضب فرمود[3]، انتہی کلام الکرمانی[4]۔

وچون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد وکتب فلاسفہ بیش از حصر بدست افتاد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ را نوشت چہ باید کرد۔ عمر رضی اللہ عنہ نوشت:۔

اطرحها فی الماء فان یکن هدًی فقد هدانا اللّٰہ باهدیٰ منها وان یکن ضلالا فقد کفانا اللّٰہ فطرحوها فی الماء والنار[5]۔

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ وعمل کتاب الٰہی از دست رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین از جہت برکت صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقرب عہد مبارک وکثرۃ علم واین چنین تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ حاجت بہ تدوین علوم شرائع نہ داشتند بہ حدے کہ بعضے کتابت علم را مکروہ پنداشتند[6] واستدلال کردند

---

[1] دین اقدام بصحت ثابت نشدہ است [2] رک: کرمانی ج ص طبع مصر ۔

[3] رک: مقدمہ ابن خلدون ص ۵۲۵ طبع تقدم ۱۳۲۹ ۔ [4] ومن روی عنہ کراہتہ ذالک عمر وابن مسعود وزید بن ثابت وابوموسیٰ وعلی (اباحۃ ذالک جمع من الصحابۃ منہم علی وابنہ حسن وعبد بن عمرو بن العاص فی جمع آخرین من الصحابۃ (مقدمہ ابن الصلاح ۱۶۰-۱۶۱) ویدل علی الاذن الاذن لعبد اللہ بن عمرو بن العاص فکان ثمرۃ الاذن "الصحیفۃ الصادقۃ" ومن الصحابۃ من جمع الصحائف ویروون عنہا منہم سعد بن عبادہ الانصاری (صحیفہ ابن ہمام ۱۶ وسمرۃ بن جندب (تہذیب التہذیب ۴: ۱۹۸ وجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (طبقات ابن سعد ۵: ۳۴۴ وتذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۰۰ (رضی مسلم فی صحیحہ انہا لی مناسک الحج (صحیفہ ابن ہمام ۱۴) وقتادۃ بن دعامۃ السدوسی کان یکبر قیمۃ ہذہ الصحیفۃ ویقول لانا بصحیفۃ جابر احفظ من السورۃ البقرۃ وانظر التاریخ الکبیر للبخاری ۴: ۸۷ ط ہند حیدر آباد، وغیر ذالک من الصحائف جمعہا العلماء فی الہند وپاکستان فی ہذا العصر وراجع تاریخ تدوین حدیث محمد زبیر صدیقی وتاریخ تدوین حدیث للاستاذ ہدایت اللہ الندوی وتدوین حدیث لمولانا مناظر احسن گیلانی ۔ [5] رواہ الدارمی من حدیث جابر وایضا ابن حبان فی صحیحہ وفی احمد عن ابن عباسؓ وعبد اللہ بن ثابت للانصاری فی طبقات ابن سعد والحاکم فی الکنی والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان وعن ابی الدرداء الطبرانی فی الکبیر وعن عبد اللہ بن الحارث البیہقی فی الشعب (مرعاۃ المصابیح ۱: ۱۷۷ ۔

Marfat.com

حدیث ابی سعید خدری[۱] رضی اللہ عنہ کہ اِستَاْذَنَ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فی کتبِ العلم فلم یاذن لہ وشخصے کتابے نوشتہ بر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عرض کرد۔ عبداللہ کتاب را گرفت و بہ آب محو ساخت۔ آن شخص سبب استفسار نمود فرمود ازبیم آنکہ مبادا بر کتاب اعتماد کنید و حفظ را ترک دہید[۲] و چون ملت اسلام وسعت گرفت و بلاد مشرق و غرب بہ تصرف اسلامیان در آمد و صحابہ رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق شدند و رخت زندگانی از جہان فانی بربستند و فتنہ ہا سر از گریبان بر آوردند و تخالفِ عقول و آرا گل کرد و جود علما و حفظہ علوم رو بہ کمی آورد و ہمت ہا قاصر افتاد۔ و خلائق بہ بقیۂ علمار مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ رجوع آوردند و مدد امر فتوی شیوع گرفت۔ و بیم آن شد کہ احکام شریعت غرار اضمحلال پذیرد۔ و حق با باطل التباس گیرد در اواخر عہد تابعین[۳] رضی اللہ عنہم اجمعین علمار ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند و حقی عظیم بریں امت مرحومہ ثابت کردند جزاہم اللہ عنا خیر الجزار و اختلاف است دریں کہ اول کسیکہ در عہد اسلام تصنیف کرد کیست بعضی گفتہ اند عبدالملک بن عبدالعزیز بصری[۴] متوفی در ۱۵۶ ست و خمسین و مائۃ بعضے گفتہ اند ربیع بن صبیح[۵] متوفی در ۱۶۰ ستین و مائۃ و بعد از ان تصنیف کرد سفیان بن عیینہ[۶]۔ بعد ازان امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را در مدینہ منورہ۔ بعد

---

[۱] حدیث ابی سعید الخدری رض رواہ مسلم ۲: ۴۱۴ ط۔ الہند و فی تقیید العلم للخطیب البغدادی ۷۹-۳۲ روایات تمائل کلہا من حدیث ابی حدیث و قد وقفہ بعضہم بدا الحدیث و وقفہ علی ابی سعید۔ کالبخاری وغیرہ لیکن الاستاذ احمد شاکر یری ان ہذا غیر جید و ان الحدیث صحیح (الباعث الحثیث ۹۴) و الروایۃ التی نقل المؤلف ما ریت بہذا اللفظ الا ما روی الخطیب (فی تقیید العلم ۳۲) او یقول ابوسعید عن نفسہ: استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اکتب الحدیث فابی ان یاذن لی ۱۲ [۲] جامع بیان لابن عبدابر [۳] ای بعد المائۃ والخمسین ۱۲ [۴] ابو محمد عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج (۸۰-۱۵۰ھ / ۶۹۹-۷۶۷ء) المکی رومی الاصل از موالی قریش قال الذہبی: کان ثبتا، لکنہ یدلس درک: تذکرہ الحفاظ ۱: ۱۶۰ و ابن خلکان ۱: ۲۸۶ تاریخ بغداد ۱۰: ۴۰۰ دول الاسلام للذہبی ۱: ۹۷ طبقات المدلسین ۱۵: [۵] السعدی البصری (...-۱۶۰ھ) ابوبکر این اول کسے است کہ در بصرہ تدوین حدیث کرد و فی روایۃ للحدیث ضعف ودرک: تہذیب التہذیب ۳: ۷۴ حلیۃ الاولیار ۶: ۳۰۴) [۶] بن میمون الہلالی الکوفی محدث الحرم المکی حافظ ثقہ ثبت و مدار علم حجاز بروی و مالک بن انس بود "الجامع" فی الحدیث و کتاب در "تفسیر" از مؤلفات او اند درک: تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲۴۲ و رسالہ المستطرف ۲۱ و صفۃ الصفوۃ ۲: ۱۳۰ و ابن خلکان ۱: ۲۱۰ میزان الاعتدال ۱، ۳۹۷ حلیۃ الاولیار ۷: ۲۷۰ الشعرانی ۱: ۶۰ تاریخ بغداد ۹: ۱۷۴) [۷] بن انس ابوعبداللہ امام دار الہجرۃ (۹۳-۱۷۹ھ) واحد الائمۃ الاربعۃ۔ مذہب مالکی بوی منسوب است کتاب "الموطا" از تالیفات وی مشہور تر است ابوزہرۃ مصری و امین خولی سیر حیاۃ امام مالک مستقل تالیفات اند درک الدیباج المذہب ۱۷-۳۰ و الوضیات ۱: ۴۹ و تہذیب التہذیب ۱۰: ۵ و حلیۃ ابی نعیم ۶: ۳۱۶ و الانتقار ۹-۴۷ و معجم المطبوعات ۹-۱۶۰) ؛

Marfat.com

ازان عبداللہ بن وہب[۵۱] در مصر و معمر بن عبدالرزاق در یمن[۵۲] و سفیان ثوری[۵۳] و محمد بن عقیل[۵۴] و ابن عیاش[۵۵] در کوفہ۔ و حماد بن سلمہ[۵۶] و روح بن عبادہ[۵۷] در بصرہ۔ و ہشیم[۵۸] در واسط۔ و عبداللہ بن مبارک[۵۹] در خراسان۔ و مطمح نظر این اکابر در تصانیف خود ضبطِ مبانی و کشف معانی قرآن و حدیث بود رحمہم اللہ تعالیٰ و چون امر خلافت بر بنی عباس قرار گرفت خلیفہ ثانی منصور دوانیقی[۶۰] از اثر صحبت اعاجم رغبتی بہ علوم فلاسفہ بہم رساند[۶۱] خصوص تنجیم را بسیار دوست گرفت۔ و منجمین را فراوان تربیت

---

[۵۱] بن سلم الفہری (۱۲۵ - ۱۹۷) از فقہاء ائمہ و اصحاب مالک بود کتاب الجامع۔ ط (در حدیث) و المؤطا (در حدیث) از و یادگار اند ذک: تذکرہ ۱: ۲۷۹ و تہذیب ۶: ۷۱ و الوفیات ۱: ۲۴۹ و الانتقاء لابن عبدالبر ۴۸)

[۵۲] ای معمر بن راشد الازدی (۹۵ - ۱۵۳) یمنی و ہو اول من صنف باليمن رک و تہذیب ۔: ۳ (۹۷ - ۱۶۱) ابن سعید بن مسروق الثوری الملقب بہ امیر المؤمنین فی الحدیث۔ در علوم دینیہ و نقوی بلند پایہ۔ و کتاب جامع کبیر و صغیر حدیث و کتاب در علم فرائض بوی منسوب اند ابن جوزی در مناقب وی مستقل تالیف کرد (الجواہر المضیئۃ ۱: ۲۵۰ و طبقات ابن سعد ۶: ۲۵۷ تہذیب التہذیب ۴: ۱۱۱ - ۱۱۵ تاریخ بغداد ۹: ۱۵۱ حلیۃ الخاطر ۷: ۱) [۵۴] البلخی (۰۰ - ۳۱۶) ابو عبداللہ محدث بلخ و عالمہا لہ "المسند" و "التاریخ" و "الابواب" فی الحدیث رک تذکرۃ الحفاظ ذہبی ۳: ۱۲) ۔

[۵۵] م عمر ۱۷۸ [۵۶] (۰۰ - ۱۶۷) بن دینار البصری الربعی احد رجال الحدیث ثقہ مامون لکن در کبر سنی سوء حفظ عارض شد بدین جہت امام بخاری او را ترک کرد صاحب تالیفات، ابن ناصر الدین فرمودہ: ہو اول من صنف التصانیف المرضیۃ رک: تہذیب التہذیب ۳: ۱۱ نزہۃ الالبار ۵۰ میزان الاعتدال ۱: ۲۷۷) [۵۷] (۰۰ - ۱۷۱ ھ) القیسی ابو محمد، ثقہ در "سنن و احکام" کتاب تالیف کرد و یک تفسیر جمع کرد ائمہ از و روایت کردند رک: تہذیب التہذیب ۳: ۲۹۳ تاریخ بغداد ۸: ۴۰۱) [۵۸] (۱۰۴ - ۱۸۳ ھ) بن بشیر بن ابی خازم الواسطی نزیل بغداد۔ مفسر از ثقات محدثین است۔ چہار سال در صحبت احمد بن حنبل ماند۔ علاوہ تفسیر در فقہ "کتاب السنن" و "المغازی" از و یادگار اند (تذکرہ ۱: ۲۲۹ میزان الاعتدال ۳: ۲۵۷ تاریخ بغداد ۱۴: ۸۵ طبقات المدلسین ۸ تہذیب ۱۱: ۵۹ - ۶۳) [۵۹] (۱۱۸ - ۱۸۱ ھ) حدیث فقہ جمع کرد کتاب در "جہاد" و "الرقائق" از و یادگار اند (تذکرہ ۱: ۲۵۳ الرسالۃ المستطرفہ ۳۴ مفتاح السعادۃ ۲: ۱۱۲ الشذرات ۱: ۲۹۵) [۶۰] عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، ابو جعفر منصور (۹۵ - ۱۵۸ ھ) خلیفہ ثانی بن العباس بعد از وفات برادر خود سفاح در ۱۳۶ ھ بر سریر خلافت نشست مدتہ بغداد را تاسیس کرد توقیعات وی نہایت بلیغ اند مدت خلافت وی ۲۲ سال است عمر بن شبہ نمیری در سیرت وی کتاب تالیف کرد (ابن الاثیر ۵: ۱۷۲ تاریخ الخمیس ۲: ۳۱۴ و ۳۲۹ تاریخ بغداد ۱۰: ۵۲) [۶۱] ای در ۱۳۶ ھ و التفصیل فی مقدمہ ابن خلدون ۵۲۶ تقدم مصر ۱۳۲۹ و شبلی در مقالات خود گفتہ: نسبت ابتداء تراجم علوم فلسفہ بہ منصور عباسی قیاسی مؤرخین است و الا تراجم کتب فلسفہ در عہد بنی امیہ اساس گرفتہ بود رک: مقالات ۳: ۸ - ۹)

Marfat.com

ونوازش نمود[۱]۔ چون نوبت خلافت ہفتم مامون بن ہارون[۲] رسید میل کلی بہ این علوم پیدا کرد۔ و بنیادی کہ جداوگذاشتہ بود بہ اتمام رسانید۔ وعلوم فلاسفہ را از معاون ومواضع اصلی استخراج نمود۔ وایلچیان نزد ملک روم فرستاد وکتب فلاسفہ را خواہش نمود۔ ملک روم آن قدر کتب کہ بہم رسید از افلاطون[۳] وارسطالیس[۴] وبقراط[۵] وجالینوس[۶] واقلیدس[۷] وبطلیموس[۸] وغیرہم پیش خلیفہ ارسال داشتند۔ خلیفہ ترجمانانِ ماہر سافر مود تا ترجمہ ساختند و در حلقۂ درس انداختند۔ دانش پژوہانِ روزگار کمر ہمت بربستند وحسب الطاقت ورزش واتقان علوم را بہ درجۂ کمال رسانیدند۔ وتصانیف لطیفہ برائے نورسانِ ریاض استقبال واگذاشتند وعمدۂ این ہا معلم ثانی ابونصر فاریابی[۹] است وابوعلی سینا[۱۰] وقاضی ابوالولید بن الرشیدی[۱۱] و

---

[۱] واہم کتاب در علم نجوم دریں عہد "سندہند" است (رک: مقالات ۳: ۱۰) [۲] المامون العباسی (۱۷۰-۲۱۸ھ) عبداللہ بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر المنصور ابوالعباس، خلیفہ ہفتم از بنی العباس۔ در سیرت ووسعت علم ومملکت شہرۂ آفاق بود مورخ ابن وحیہ اورا "العالم المحدث النحوی اللغوی" نوشتہ بعد دست برداری برادر خود امین از خلافت ۱۹۸ھ امور خلافت در دست خود گرفتہ و در عہد او کتب حکمار کبار یونان در عربی ترجمہ کردہ شد، نیز فتنۂ خلق قرآن را فروغ داوہ عفی اللہ عنہ (رک: تاریخ بغداد ۱۰: ۱۸۳، المسعودی ۲: ۲۴۷-۲۶۹ وابن الاثیر ۶: ۱۴۴-۱۴۸) [۳] افلاطون (PLATON) (۴۳۰-۳۴۷ ق م) از مشاہیر فلاسفہ یونان است تلمیذ سقراط ومعلم ارسطاطالیس در "اثینا" در بستان اکیدمی" درس فلسفہ خود داد اساس فلسفہ او "صور افلاطونیہ" است وگفت غایت فکر خیر است کتاب الجمہوریۃ یا سیاست والشرائع از کتب وی مشہور است (المنجد الاعلام ۲۸) [۴] ارسطوطالیس یا ارسطو (ARISTOTE - (۳۸۴-۳۲۲ ق م) مؤدب اسکندر وفیلسوف یونانی از کبار مفکرین بود اسحاق بن حنین رئوس فلسفۃ المشائیین، کتب منطق وفلسفہ والہیات واخلاق او را در عربی ترجمہ کرد: کتاب مابعد الطبیعہ۔ الکون والفساد والسماء والعالم۔ الحکایۃ۔ المقولات (المنجد الاعلام ۱۴) [۵] بقراط (HIPPOCRATE) (۴۶۰ ق م - ؟) در جزیرہ کوس (یونان) تولد یافت۔ از مشاہیر اطبار قدیم بود او اول کسے است کہ امراض را بفساد اخلاط معلل قرار دادہ۔ کتاب تقدمۃ المعرفت وطبیعۃ الانسان از و مشہور اند کہ در عربی ترجمہ شدہ (المنجد الاعلام ۸۰) [۶] جالینوس (GALIEN) (۱۳۱-۲۰۱ ق م) از اطبا یونان۔ در علم تشریح اکتشافات خطیرہ دارد کہ اطبار عرب اتباع وی کردہ (المنجد الاعلام ۱۲۴) [۷] اقلیدس۔ (EUCLIDE - (۳۰۶-۲۸۳ ق م) در ایام بطلیموس در اسکندریہ ہندسہ را تعلیم کرد وعلم ہندسہ را مبادی وضع کرد وکتاب "الاصول" از و مشہور است کہ علامہ نصیر الدین طوسی بر او شرح نوشت (المنجد الاعلام ۲۹) [۸] بطلیموس (PTOLÉMÉE) در صعید مصر متولد شد از علمار ہیئت وتاریخ وجغرافیہ بود کتاب "المجسطی" و"آثار البلاد" از تالیفات وی مشہور اند۔ در علم افلاک "نظریہ بطلیموسیہ" این ہست کہ زمین متحرک نیست والفلک یدور حولہا (رک: معجم الاعلام الشرق والغرب ۸۷) [۹] ابونصر فاریابی۔ محمد بقیہ صفحہ ۱۶۱ پر

Marfat.com

وزیر ابوبکر مشہور بہ ابن الاصابع اندلسی[1] وغیرہم کشف الظنون گوید و درین جا ملخص کلامش نقل کردہ می شود[2]۔

از غرائب آنکہ علماء ملت اسلامیہ در علوم شرعیہ و عقلیہ اکثر اعاجم اند الا فن فصاحت و بلاغت و نظم اشعار آبدار و ترتیب خطب و اخبار کہ مجموع این فنون را عرب بدرجۂ قصوی رسانیدہ اند اما علوم شرعیہ بناء مجموع بر قوانین و ضوابط است و محتاج بہ علوم دیگر اند کہ وسیلہ علوم شرائع باشد مثل قواعد عربیہ و قوانین استنباط و قیاس و ازلۂ قاطعہ کہ بہ آن رد عقائد باطلہ توان کرد۔ و مجموع این فنون منحصر بہ تعلیم و تعلم اند و مندرج تحت صنائع کہ اہل حضارت را می باشد و گفتہ اند کہ جمیع حصر در صفت حضارت تابع عجم است چہ این در صنائع و حرف ملکہ را سخہ دارند و درین باب از سائر امم فائق اند لاجرم در ضبط و اتقان علوم و تدوین فنون ہیچکس بہ اعاجم نمی رسد و از جملہ علماء عجم در صناعت نحو سیبویہ و ابوعلی فارسی و زجاج کہ ہمہ عجمی الاصل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۰ در فارآب متولد شد و در دمشق وفات یافت۔ از علماء نصاریٰ فلسفہ حاصل کرد۔ و او بعد از ارسطو ملقب بہ "معلم ثانی" شد فلسفۂ خود را بر فلسفۂ افلاطون منطبق کرد و باین طور فلسفہ اسلامیہ جدیدہ اساس گرفت۔ و در ریاضیات و فن موسیقی ماہر بود۔ کتاب "احیاء العلوم" "والمجموع من مؤلفات فارابی" طبع مصر ۱۹۰۰م و مقالہ فی العقل و رسالہ فی اثبات المفارقات و غیرہا از تالیفات وی مشہور اند (المنجد الاعلام) (ص ۵۷۹) [1] ابوعلی سینا (۳۷۰-۴۲۸ھ) حسین بن عبداللہ بن سینا ابوعلی تالیفات وی در علم طب، منطق، فلسفہ (طبیعیات والہیات) معروف اند در نظریات والہیات و نبوات، معاد، شرائع، ملحد بود و بیشتر بہ معروف بالالحاد تقریباً یکصد کتب تالیف کرد۔ القانون فی الطب کتابے است کہ تا شش قرون در علم طب معتمد بودہ علاوہ ازین الارشادات (فلسفہ و منطق)، رسالہ "حی بن یقظان" والشفاء (در حکمت)، ولسان العرب (لغت) از وی معروف اند درک: وفیات ۱: ۵۲، تاریخ علماء الاسلام ۲۷-۲۰، لسان المیزان ۲: ۲۹۱)، جورج قنوتی بر مؤلفات شیخ کتاب منتقل نوشت (ابن سینا بین الدین والفلسفہ محمودہ غرابہ) [2] ابن رشد (۵۲۰-۵۹۵ھ) محمد بن احمد بن محمد بن رشد الاندلسی ابوالولید الفیلسوف صاحب البدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد کتب ارسطو را در عربی نقل کردہ و در آن اضافات کرد صاحب تالیفات کثیرہ من جملہ آن فلسفہ ابن رشد۔ و تہافۃ التہافۃ (در رد غزالی) و در سیرت وی متعدد کتب دیدہ شدہ بہتر آنہا "ابن رشد" عباس محمود عقاد است و فی فلسفتہ زندقۃ درک: قضاۃ اندلس ۱۱۱ والتکملہ ابن الابار ۱: ۲۶۹ طبقات الاطباء ۲: ۷۵ شذرات الذہب ۴: ۳۲۰ و آداب اللغۃ ۳: (۱۰۴) [1]

[2] درک، کشف الظنون ۳۱-۱۶۰۳۲

Marfat.com

اند[1] و از مخالطت عرب زبان راکسب نمودند و قوانین عربیت به ضبط و قید کتابت درآوردند
و همچنین محدثین و حفاظ مثل اصحاب صحاح ستہ و مفسرین و اصولیین و غیرہم رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین اما علوم عقلیہ جملہ صناعت اند و قرعۂ این علوم بنام اعاجم افتادہ تا این جا خلاصۂ
کشف الظنون است[2] و چون ولایت روم و ایران و توران قدیم الاسلام است نہال علم اول در بن
سرزمین ریشہ دوانید و رتبہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ بہم رسانید۔ و بعد ازان کہ طلیعۂ
اسلام الویہ تسخیر ہند برافروخت و پرچم اعلام و ظفر انجام برین مملکت سایہ انداخت[3] جمعی از
علماء والا قدر بہ پرتو ورود خود شبستان ہند را منور ساختند و بہ افاضۂ انوار علوم عقلی و نقلی چراغہا
برافروختند و بعد ازان در ہر عصر جمعی ازین طائفۂ علیہ قدم در شہرستان وجود گذاشتہ اند و در ایت
ترویج علوم و تمہید فنون برافراشتہ تفصیل از کتب تواریخ باید جست درین مختصر تیمنا
چندے از مشاہیر این گروہ والا شکوہ را بیان می سازم و بعد ازان بہ ذکر فضلاء بلگرام کہ محرک
سلسلۂ تدوین است می پردازم۔

---

(۱) سیبویہ (۱۴۸-۱۸۰ھ) عمرو بن عثمان بن قنبر الحارثی الملقب بہ سیبویہ۔ اول کسے کہ علم نحو را بر طریق بسط
مرتب کرد و "الکتاب" در علم نحو از مشہور است و علماء بر حیاۃ وی تالیفات مستقلہ نگاشتہ اند ر ک: سیبویہ امام النحاۃ
از علی نجدی ناصف حیاۃ سیبویہ احمد بدوی ابن خلکان ۱: ۳۸۵ و الشریشی ۲: ۱۷ و البدایہ والنہایہ ۱۰: ۱۷۶ و
طبقات النحویین ۶۶-۷۴ (۲) ابو علی الفارسی (۲۸۸-۳۷۷ھ) الحسن بن احمد بن عبد الغفار الفارسی الفسوی
از مشاہیر آئمہ عربیہ منجملہ تالیفات وی است التذکرہ در علوم عربیہ ۲۰ جلد تعالیق سیبویہ (۲ جزء) الجمہ در
علم قرارت) جواہر النحو، المقصور و الممدود و العوامل" در علم نحو۔ و کتاب الایضاح برائے عضد الدولۃ بن بویہ مرتب کرد۔
ر ک: وفیات ۱: ۱۳۱ نزہتہ الالبا ۳۸۷ تاریخ بغداد ۷: ۲۷۵ انباہ ۱: ۳۷۳) (۳) الزجاج (۲۴۱-۳۱۱ھ)
ابراہیم بن محمد بن السری بن سہل، ابو اسحاق الزجاج از علماء لغت و نحو بود و تعلم بہ المبرد صاحب الکامل کرد و
قصہ تعلم وی مشہور است و بہ امام ثعلب مناقشات دارد کتاب معانی القرآن و الاشتقاق و الامالی از و مشہور اند
ر ک: معجم الادباء ۱: ۷۴ نزہتہ الالبا ۳۰۸ و انباہ ۱: ۱۵۹ تاریخ بغداد ۶: ۸۹ و ابن خلکان ۱: ۱۱) [2] ای خلاصہ
منظر ثانی از ۳۱ تا ۳۸ کشف الظنون ۱۲ [3] راجع مقدمہ نزہتہ الخواطر از سید عبد الحی الحسنی ۱۲

Marfat.com

(۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصغانی اللاہوری[1] نور اللہ ضریحہ عالم ربانی و دانائے غوامض معانی بود و در فقہ و حدیث و علوم دیگر پایۂ عالی داشت۔ ولادت او در لاہور پانزدہم صفر ۵۷۷ھ سبع و سبعین و خمسمائۃ واقع شد[2]۔ صغانی او را بہ اعتبار اصل گویند۔ صغان[3] بہ فتح صاد مہملہ و عین معجمہ شہری ست از بلاد ماوراء النہر ابتدار حال نزد والد خود تلمذ کرد و فنون کثیرہ تحصیل نمود و استعداد عالی بہم رساند[4] و در ۶۱۵ھ خمسہ عشر و ستمائۃ بہ بغداد رفت و سالہا در آنجا رحل اقامت افگند۔ و بہ تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا بہ مکۂ معظمہ شتافت و مدتے بہ مجاورت بیت اللہ سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عنان نمود و در ۶۱۷ھ سبعۃ عشر و ستمائۃ خلیفہ وقت او را برسبیل رسالت بہ ہند فرستاد[5]۔ و در ۶۲۴ھ اربع و عشرین و ستمائۃ از ہند بہ عراق برگشت و کرت ثانی برسبیل سفارت از انجا بہ ہند آمد[6]۔ و در ۶۳۷ھ سبع و ثلثین و ستمائۃ بہ بغداد

---

[1] و در فوائد الفؤاد مرقوم است: او از بداؤن بود بجہت این اشتباہ شدہ کہ لاہوری و بداؤنی دو شخص جداگانہ اند یا یک شخص است اصل این است کہ یک شخصیت است و لاہوری در بداؤن تربیت یافتہ باشد درک: تاریخ ہند سید ہاشمی ۲۶۲ و رزم مملوکیت سید صباح الدین ص ۳۳-۳۴ و فوائد الفؤاد ص ۱۷۸-۱۸۱ طبع لاہور ۱۳۸۲ھ ۱۲ [2] و در نزہۃ الخواطر تولدش ۵۵۷ھ مرقوم است ۱۲ [3] "اوصاغان" معرب چنان (معجم البلدان)، [4] مشارق الانوار النبویہ عن صحاح الاخبار المصطفویہ بقول شارح کازرونی در این کتاب مولف ۴۶ ۱۲۲ احادیث صحیحہ جمع نمودہ و این کتاب را برائے مستنصر باللہ عباسی تالیف کردہ چنانچہ در دیباچہ مے فرمودند:۔ و ہذا کتاب ارتضیہ و استیفی لضیائہ و العمل بمقتضاہ لخزانۃ المستنصر بن الظاہر بن الناصر بن المستضی العباسی و نیز بیان کردند کہ وقتیکہ از تالیف مصباح الدجی و شمس منیر فارغ یا ختم یا نہا ضم کردم احادیث را آنچہ در النجم و الشہاب مذکور اند و مخارج احادیث را بحذف تبیین بیان نمودم فہرست شروح در کشف ۲: ۴۳۶-۴۳۸ باید دید۔ و کتاب الشہاب و النجم: قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی الشافعی ۴۵۴ھ تخمیناً یک ہزار و دو صد کلمات نبویہ در حکمت و موعظت و امثال جمع نمودہ آن را بہ "شہاب الاخبار فی الحکم و الامثال و الآداب" موسوم کرد و بعد ازان شیخ نجم الدین الغیطی محمد بن احمد الاسکندری المتوفی ۸۴۴ھ آنرا ملخص کرد و شیخ حسن صغانی این ہر دو کتاب را اصلاح کردہ بر ابواب مرتب کرد و آن را بکشف الحجاب عن احادیث الشہاب موسوم کرد و این کتاب در آداب و حکم و امثال ممدوح ترین مجموعہ است ابن الاثیر در المثل السائر بمطالعہ این کتاب وصیت کرد و ایضاً شیخ صغانی الشہاب قضاعی را شرح نوشتہ درک: کشف الظنون ۱۷۰-۷۲، ۱۲ [5] یعنی نزد سلطان شمس الدین ایلتمش و در نزہۃ الخواطر ناصر الدین المذکور است ۱۲ [6] یعنی در عہد اخیر۔

Marfat.com

معاودت نمود واو در مکہ معظمہ و عراق عرب ہند از شیوخ فراوان حدیث را سماع نمود و تصانیف غرا پرداخت مثل مشارق الانوار کہ شہرت تمام دارد۔ و شرح بخاری۔ و مصباح الدجی و الشمس المنیرہ۔ و در السحابہ[1] و شرح آن ہمہ در فن حدیث و کتاب شوارد و عباب و شرح القلادۃ السمطیہ فی توشیح الدیدبہ[2] و کتاب الافتعال در لغت۔ و کتاب الفرائض و کتاب العروض[3]۔

و فاتش در بغداد سنہ ۶۵۰ خمسین و ستمائۃ در عہد معتصم ختم خلفاء عباسیہ اتفاق افتاد[4] فرزندان خود را وصیت کرد کہ نعش او را بہ مکہ معظمہ نقل کنند۔ اول او را در حرم ظاہری واقع بغداد بہ خانہ خودش امانت گذاشتند۔ و در سال مذکور بہ مکہ مقدسہ آوردہ دفن ساختند مولانا در آغاز مشارق الانوار ثنائے قبر خود ہمراہ بلدۂ فاخرہ بیان کردہ و گفتہ امانتہ بہا حمید الدین فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

(۲) شیخ حمید الدین دہلوی

دانش مند و الاقدر بودہ و شرحی مفید بر ہدایہ فقہ نوشتہ۔ و در سنہ ۷۶۴ اربع و ستین و سبع مائۃ متوجہ دار البقا گردید۔ صاحب کشف الظنون گوید:۔

"شرح الشیخ حمید الدین شرح لطیف ممزوج۔ اولہ الحمد للہ الذی ہدانی بدایتہ الی خدمت کتابہ المبین الی آخرہ" قال العلامۃ ابن الکمال ہو شرح جلیل جمع فیہ لب شروح کثیرۃ لکنہ الصعب فی موضع الایجاز و اوجز فی موضع التفصیل فلذلک وردت علیہ الاعتراضات۔

---

[1] نام کتاب در السحابۃ فی مواضع وفیات الصحابۃ۔ خ ۱۱۲۰ھ [2] القصیدۃ المقصورہ کہ بر قافیہ الف مقصورہ اسف در مدح "آل میکال" فارسی و شرح حسن صغانی از عمدہ ترین است۔ ابن درید محمد بن حسن الازدی (۳۲۳ھ۔ ۳۲۱ھ) شعر العلماء و اعلم الشعراء بود تالیفات وی معروف اند منجملہ آن جمہرۃ اللغۃ ۳ جزو و جمہرۃ ابع فہارس (صنعہ کرنکو و دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن مطبوع شد) "ذخائر الحکمۃ" المجتنیٰ "صفۃ السرج و اللجام" السحاب و الغیث "الامالی" "ادب الکاتب" تقویم اللسان" الوشاح" اللغات" ارک: ارشاد الاریب ۶: ۴۸۳ و وفیات الاعیان ۱: ۴۹۷ طبقات الشافیہ ۲: ۱۴۵ آداب اللغہ ۲: ۱۸۸ لسان المیزان ۵: ۱۳۲ انزہۃ الالبار ۳۲۲ و المرزبانی ۱۶۴ تاریخ بغداد ۲: ۱۴۵ [3] ایضاً تالیفات: الاحکام در فقہ حنفی رسالۃ اسماء اللہ مرتب بقیۃ الصدیان تکملہ صحاح (۶ جزو) الدر الستقط فی تبیین الغلط در لغت شرح ابیات المفصل (الزمخشری) ضوء الشہاب للقضاعی و کشف الحجاب من احادیث الشہاب العادۃ فی السماء الغادہ کتاب الاضداد در لغت کتاب الضعفاء کتاب المفعول جمع البحرین (حدیث) مجمع البحرین در لغت رسالہ مناسک حج نور اللغہ [4] المعتصم باللہ عبد اللہ (۶۰۹-۶۵۶ھ) بن المستنصر باللہ منصور دہمی و ہفتم خلیفہ در ۶۴۰ھ بر مسند خلافت نشست و بر مؤید الدین ابن العلقمی ابو زید در جملہ امور اعتماد کرد و ہلاکو خان در سنہ ۶۵۵ھ اکثر تخم عباسیہ را ذبح و بن بر کند (مفتاح التواریخ ۵۱ و فوات الوفیات ۱: ۴۲۷ و النجوم الزاہرۃ ۷: ۲۶۳) ۱۲

" اقوال العلامۃ ابن الکمال وان کان فرید دہرہ بلا مدافع ووحید عصرہ بلا مدافع لکنہ صرف عنان عزیمہ عن التحقیق فی اکثر مصنفاتہ وسلک طریق الجدال فی اشہر مؤلفاتہ یعنی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ للجدل الی النہایۃ " وانتہی کلام کشف الظنون ملخصاً[1]۔

(۳) مولانا شمس الدین یحییٰ الاودی نور اللہ مرقدہٗ

آفتابے است مفیض انوارِ دانش وعالی جناب ست مفید انواع بنیش تلمیذ مولٰنا ظہیر الدین بہکری[2] ومولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ است[3]۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی[4] قدس سرہٗ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمود ودر مدح استاد می گوید ؎

سالت العلم من احیاك حقا فقال العلم شمس الدین یحییٰ

مولانا از اجلۂ خلفاء سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است[5] قدس سرہٗ زمی علما داشت وہمیارہ بہ اشاعۂ علوم وافاضۂ تصانیف می پرداخت۔ وکار علم وبحر مولانا بہ جائے کشید کہ استاذان شہر دہلی در حلقۂ درس او بہ زانوے ادب نشستند ودر ذیل تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگردی می افتخار نمودند۔ مولانا تصانیف دارد۔ اما درین عصر کم یافت می شود۔ آرام گاہ دہلی[6]۔

---

[1] رک ۲: ۶۵۳ وفی ہذا التلخیص ارتباک وتعویق من شاء التحقیق فلیراجع الی الکشف فان عبارتہ طویلۃ

[2] از علماء مائۃ ثامنۃ بود (نزہۃ الخواطر ج ۲ رقم ۱۲۷)۔ [3] بسال ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱م وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج ۲ رقم ۱۸۹) ۱۲ [4] المتوفی ۷۵۷ھ / ۱۳۵۶م از اعظم خلفائے شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی بود کتاب خیر المجالس، دارای ملفوظات مولانا برہان الدین غریب (م ۷۳۸ھ) وشیخ مزبور است جامع ملفوظ حمید قلندر شاعر است ابتدار تالیف در ۷۵۵ھ واتمام آن در ۷۵۶ھ است احوال وحکایت را سادہ نوشتہ وبہ تفصیل نوشتہ (اخبار الاخیار ۸۰-۸۶) وشیخ مزبور کتب درسیہ پیش مولانا افتخار الدین گیلانی وفخر الدین ہانسوی وقاضی محمد الدین کاشانی در ۷۱۹ھ / ۱۳۱۹م) گذرانید (نزہۃ الخواطر ج ۲ رقم ۲۵۰ خزینۃ الاصفیا ۳۵۲-۳۵۷)۔ [5] نام ایشان محمد بن احمد بن علی بخاری در ۷۲۵ھ است مرید وخلیفہ شیخ فرید الدین اجودھنی (رک اخبار الاخیار ۵۰۔۶۰ حدائق الحنفیہ ۲۷۷-۲۷۸ مفتاح التواریخ ۸۰ وخزینۃ الاصفیا ۱: ۳۲۸-۳۲۹)۔

[6] مولانا المزبور در ۷۴۷ھ ازین عالم رحلت فرمود قبر او در یاساں چبوترہ دہلی است کتاب شمس المعارف (در تصوف) از یادگار است خزینۃ ۴۹-۳ واخبار ۱۲۔

Marfat.com

(۴) قاضی عبدالمقتدر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی قدس سرہٗ سرآمد روزگار و در فضائل صوری و معنوی عظیم الاقتدار است۔ در آوان تحصیل بہ شرفِ ملازمت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ می رسید[۱]۔ و ذکر مقدمات علمی در میان می آرد۔ شیخ او را بسیار دوست می داشت۔ و ابحاث او را تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می فرمود۔ آخر الامر دست بہ دامن ارادت زد و کمال صوری را باجمال معنوی ہم آغوش ساخت۔ ہموارہ بہ افادۂ طلبہ می پرداخت۔ و لب تشنگان را بہ سلسبیل علوم سیراب می ساخت و طریقۂ اینمقولہ شیخ نصیر الدین محمود و اکثر خلفاء او نور اللہ مضاجعہم حفظ آداب شریعت و اشتغال درس بود۔ شیخ نصیر الدین می فرمود یک مسئلہ شرعی فضل دارد بر ہزار رکعتے کہ آمیختہ با عجب و ریا باشد۔

قاضی عبدالمقتدر در تاریخ بست و ششم محرم سنہ ۷۹۱ احدی و تسعین و سبعمائۃ[۲] مقام عند ملیک مقتدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت[۳]۔ خواب گاہ دہلی۔ قاضی در لسان عربی شاعر بارتبہ است قصیدہ لامیہ[۴] او را شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ در اخبار الاخیار ذکر کردہ ازین صحیفہ چند بیت بہ اتباع حضرت شیخ درج می شود[۵]

یا سابق الظعن فی الاسحار والاصل — سلم علی دار سلمی قابکِ ثم سل
عن الظباء التی من دابہا ابدًا — صید الاسود بحسن الدل والبخل
وعن ملوکٍ کرامٍ قد مضوا قدوا — حتی یجیبک عنہم شاہد الطلل
اضحت اذا بعدت عنہا کواعبہا — اطلالہا مثل اجفانٍ بلا مقل
ان الظباء التی یصبحن سرافلۃ — فیہا لہا حور ضت عن الحول

---

[۱] المعروف بہ چراغ دہلوی د ۷۵۷ھ رک: ص ۱۸۲ رقم حاشیہ ۱۲ [۲] کذا فی اخبار الاخیار ۱۵۱: [۳] تقریب نحو خمسین بیتًا فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عارض بہا لامیۃ العجم [۴] رک: رقم ۱۸ ذکر فضلاء ۱۲ [۵] رک: اخبار الاخیار ص ۱۵۱ و فی اخبار الاخیار ۴۲ بیتًا و فی نزہۃ الخواطر ج ۲ رقم ۱۳۷ تامۃ ۱۲ ؛ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

ان کن مستغنیات فی تزیینها عن الحلیّ وکحل العین والحلل
فان من ملکت قلبی لها شرف علی المها العین والآرام بالاطل
فذی فؤادی اعرابیة سکنت بیتاً من القلب معمورا بلاحول
یا طالب الجاه فی الدنیا تکون غدا علی شفا حُفرة النیران والشغل
یا طالب العزّ فی العقبی بلاعمل هل تنفعک فیها کثرة الامل
مکّارة اکلت کالهر ما ولدت حیالة قتلت من جاء بالحِیَل
فلاتکن لمزید الرزق مضطربا واقنع بما قسم القسام فی الازل

(۵) مولانا معین الدین عمرانی رح

از علماء فحول وجملہ فروع واصول بود۔ واستاد شہر دہلی عمرنا اللہ تعالیٰ ومعاصر سلطان محمد بن تغلق شاہ[۱] آورده اند کہ سلطان محمد مولانا معین الدین را بہ ولایت فارس نزد قاضی عضد ایجی[۲] فرستاد والتماس نمود کہ بہ ہندوستان تشریف آرد۔ وتتمن مواقف را بہ نام او ساز د سلطان ابو اسحٰق والی شیراز مانع شد۔[۳]

---

[۱] در ۷۲۵ھ بعد از وفات پدر خود در دہلی بر تخت فرمانروائی نشست و بعد از حکومت بست و ہفت سال در ۷۵۲ھ بر کنار دریائے سندھ درگذشت (مفتاح التواریخ ۸۸ - ۸۹) [۲] علامہ عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد الایجی القاضی علامہ مزبور این تتمن را برائے غیاث الدین وزیر سلطان محمد خدابندہ تالیف کرد و سید شریف علی بن محمد جرجانی ۸۱۶ھ بر آن شرح نوشت آنکہ بنام شرح مواقف مشہور است (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۵۶) [۳] بن امیر محمود شاہ۔ از نسل خواجہ عبد اللہ انصاری در ۴۸۱ھ است پدرش امیر محمود شاہ در زمان سلطان ابو سعید خان مغل (۷۱۶ - ۷۳۶) بحکومت شیراز مشغول داشت و در زمان دولت او پانزده سال (پانجاه و چندیم) بسال ۷۳۶ھ بقتل رسید بعد ازو پسرش امیر مسعود بجائے او نشست چون او نیز مقتول شد امیر ابو اسحاق کہ متوجہ تسخیر شبانکاره بود بشیراز معاودت نمود و متصرف شیراز شده در ۷۴۴ھ خطبہ و سکہ بنام خود جاری کرد و قریب چہارده سال در دولت و اقبال بسر برد و بر دست امیر محمد مظفر در ۷۵۸ھ شہادت یافت خواجہ حافظ شیرازی در تاریخ وفاتش می گوید:۔

بروز کاف قالف از جمادی الاولیٰ بسال فال و گرنون علی الاطلاق
خدایگان سلاطین و شرق و غرب خدیو کشور عدل و کرم باسحاق
بہر علم و حیا آفتاب جاه و جلال کمال دینی و دین شاه ابو اسحاق
میان عرصۂ میدان بہ تیغ قہر عدو نہاده بر دل احباب و خویش داغ فراق

(درک: مفتاح التواریخ ۹۲ ر)

Marfat.com

وفرمود تخت سلطنت به شما تسلیم می کنم۔ وہر خدمتے کہ باید به تقدیم می رسانم قاضی چون تواضع سلطان را به این مرتبه مشاہده کرد از عزیمت ہندوستان درگذشت و در وطنِ خود قدم اقامت افشرد و مواقف را به نام سلطان ابواسحاق موشح ساخت۔ و نام او را تا دور روزگار به کرسی عزت نشاند۔

مولانا معین الدین عمرانی وقتے کہ به خطہ شیراز وارد شد در آنجا آثار فضل و دانش از وبه ظہور رسید و به مزید اعزاز و اکرام اختصاص یافت۔ از تصانیف اوست حواشی کنز و حسامی و مفتاح[1]۔

(۶) مولانا خواجگی دہلوی نوراللہ مضجعہ

عالم ربانی و تلمیذ مولانا معین الدین عمرانی است پس از طے منازل فنون ظاہر جادہ پیمائی طریق باطن شد و سعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود داودی[2] قدس سرہٗ دریافت و مراتب تزکیہ و تصفیہ به کمال رساند و خلعت خلافت و ارشاد پوشید و بر طریقۂ ایشان حضرت مرشد و برادرانِ طریقت قدس اللہ اسرارہم شغل درس پیش گرفت۔ ہموارہ به دانش آموزی می پرداخت۔ و طائفۂ تحصیلیان را از سرمایۂ علوم بہرہ مند می ساخت۔ ہنگامی کہ امیر تیمور صاحبقران قصد دہلی کرد[3] میر سید محمد گیسو دراز[4] قدس سرہٗ در عالم رویا بر نہضت افواج تیموری و خرابی ولایت دہلی آگاہ شد۔ و مردم را ازین واقعہ بیدار ساخت۔ مولانا خواجگی بر رویائے حضرت سید قدس سرہٗ از دہلی برآمد و رخت سفر جانب کالپی کشید و بقیہ ایام زندگانی ہمانجا به پایان رسانید۔ مقبرہ او بیرون شہر کالپی است۔

---

[1] مفتاح۔ ای مفتاح العلوم للعلامہ سراج الدین ابویعقوب یوسف بن محمد بن علی السکاکی المتوفی ۶۰۶ھ و این کتاب بر سہ اقسام است علماء بر قسم ثالث (معانی و بیان) ازان حواشی و شروح نوشتہ و کشف الظنون ج ۲ ص ۴۸۰) [2] چراغ دہلی المتوفی ۷۵۷ھ ۱۲ [3] امیر تیمور لنگ گورگانی از اولاد نومنا خان بادشاہ ترکستان بود۔ در ۷۳۶ھ متولد شد۔ بعد از قتل امیر حسین ۷۷۱ھ تاج سلطانی بر سر نہاد و در ۸۰۷ھ وفات یافت و تاریخ وفاتش مذکور اند در (مفتاح التواریخ ۱۱۸) [4] سید محمد گیسو دراز (۸۲۰ھ) خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود "چراغ دہلی" (رک: مفتاح التواریخ ۱۱۳-۱۱۴)

Marfat.com

(۷) مولانا احمد تھانیسریؒ

فاضل بے نظیر و شاعر خوش تقریر است و مقتبس انوار معنوی و مرید چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ اورا یا مولانا خواجگی دہلوی طاب ثراہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از شہر دہلی موافقت اتفاق نیفتاد تا آنکہ عساکر تیموری در رسید و ولایت دہلی را تالان نمود[1] متعلقان مولنا احمد تھانیسری بہ اسیری در آمدند۔ و بعد فرو نشستن غبار فتنہ نجات یافتند۔

صاحب قران امیر تیمور تعریف مولانا گوش کردہ در حضور طلبید و جوہر فضل و کمال معائنہ نمودہ بہ مجالست و مصاحبت مخصوص ساخت[2]۔ بعد معاودت موکب تیموری و برہم شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیز با اہل و عیال قصد کالپی کرد۔ و در آنجا طرح توطن ریخت و تتمۂ عرصۂ عمر را بہ تقدیم عبادت و درس علوم معمور ساخت[3] قبر مولانا درون قلعہ کالپی واقع شدہ۔ شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ قصیدۂ و الیہ اورا در اخبار الاخیار آوردہ[4] چند بیت از آنجا برچیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود ؎

اطاوَلی حنین الطائر الغرد — وھاج لوعۃ قلبی التائہ الکمد
واذکرتنی عھودا بالحِمی سلفت — حمامہ صلحت من لاعج الکبد
باتت تؤرقنی والقوم قد ھجعوا — من بین مضطجع منھم ومستند
ما زاد طرفی غمضا بعد بُعدکم — ولا خیال سرور دا رفی خلدی

---

[1] وفالک فی سنہ ۸۰۱ھ ۱۲ [2] از انجملہ روایت است کہ یک مرتبہ میان مولانا و شیخ الاسلام نبیرہ مولانا برہان الدین مرغینانی (۵۱۱ - ۵۹۳) صاحب ہدایہ جہت تقدم و تاخر مجلس گفتگو شد امیر تیمور گفت کہ ایشان نبیرہ صاحب ہدایہ کہ بدر کلان ایشان بود در چند محل از ہدایہ خطا کردہ است ایشان اگر یک جا خطا کردہ باشند چہ باک شیخ الاسلام گفت آن محلہائے خطا کدا مہا است بہ ثبوت باید رسانید مولانا اشارت بفرزندان و شاگردان خود کرد کہ ایشان تقریر می کنند امیر تیمور ملاحظہ ناموس کردہ صحبت بمجلس دیگر انداخت (اخبار الاخیار ص ۱۴۵) [3] در سنہ ۸۲۰ھ رحلت نمود تاریخ وفات گلشن ہدایت است [4] رک: اخبار الاخیار ۱۴۵ - ۱۴۶ ؛

Marfat.com

لیت الهوی لم یکن بینی وبینکم ولیت حبل وداد ی غیر منعقد
کانت مواسم ایام و غرتها ولت سراعا علی رغم ولم تعد
کانه لم یکن بین الحمی انس الی اللوی وکان الحمی لم تفد
لاعیش بعد لیلات اللوی رغد ولا وصول الی ذاک الحمی بیدی
خل الاحادیث عن لیلی وجارتها وارحل الی السید المختار من ادد
محمد احمد الهادی لامته الی الصراط صراط غیر ملتحد
بر رؤف رحیم سید سند سهل الفناء رحیب الباع والصفد
افدیک بالروح والقلب المشوق معا والنفس والمال والاهلین والولد
قد عاقنی البعد عن مرمای یا سکنی وطال شوقی الی لقیاک یا سندی
ارجوا الوفادة فی ارض حللت به یا لهف نفسی اذا ما کنت لم اقد
عطفا علی ورقابی و مکرمة فلیس غیرک یا مولای ملتحدی
یارب صل وسلم دائما ابدا علی النبی نبی الحق والرشد
وصحبه ذویه الطاهرین ومن احبهم شغفا فی الغیب والعند
ما لاح برق وما حنت الغمام علی ربی الفلا فکسلها حلت القتد
وما تعزد غرید علی فنن غض الارومة فحضل وملتبد

(۸) قاضی شہاب الدین ملک العلماء

بن شمس الدین بن عمر الزوالی الدولت آبادی روح اللہ روحہ عمدۂ دانش مندان ہند است۔ وشہرہ بلاد عرب وعجم مولد او دولت آباد دہلی است دانش رسمی نزد مولانا خواجگی دہلوی[1] وقاضی عبد المقتدر شریجی[2] اندوخت۔ وچراغ امتیاز در انجمن اقران برافروخت اگرچہ ہمان عہد دانش مندان دیگر نیز فائق عصر بودند اما طالع شہرتی کہ او یافت احدی را میسر نہ

---

[1] فضلاء

[2] در گذشت رقم ہم ذکر فضلاء ۱۲

گشت و آثاری که ازو بر صحیفهٔ روزگار باقی ماند از دیگرے پیدا نیست۔ قاضی عبدالمقتدر درباب او می فرمود پیش من طالب علمی می آید که پوست او علم۔ و مغز او علم و استخوان او علم است ایامی که رایات تیموریه جانب دہلی حرکت کرد[1]۔ قاضی در رکاب استاد مولانا خواجگی طریق مہاجرت از دہلی پیمود۔ مولانا در کالپی رحل اقامت افگند۔ و قاضی جانب جونپور رفت۔ سلطان ابراہیم شرقی[2] اشرق اللہ ضریحہ مقدم او را مغتنم دانسته لوازم قدرشناسی افزون از وصف بجا آورد و به خطاب ملک العلمائی بلند آوازه ساخت۔ عرق حسد ابناء جنس در جنبش آمد۔ قاضی شکایت حساد مولانا خواجگی نوشت۔ مولانا این دو بیت شیخ سعدی شیرازی[3] در جواب قلمی فرمود ؎

اے پیش از آنکه در قلم آید ثنائے تو — واجب بر اہل مشرق و مغرب دعائے تو
اے در بقائے عمر تو نفع جہانیان — باقی مباد آنکه نخواہد بقائے تو

گویند در اندک زمانی جماعهٔ حساد فانی گشتند۔ از تصانیف قاضی حواشی کافیه[4] در حین حیات او مشهور آفاق گشته۔ و ارشاد متن در علم نحو کہ تمثیل مسئله در ضمن تعبیر التزام کرده و طرزی

---

[1] امیر تیمور گورگانی در ۸۰۰ھ عازم ہندوستان شد۔ در ۸۰۱ھ دریائے سند عبور کرده به محمود شاه لودی (المتوفی ۸۱۵ھ) کرد آن ایام در دہلی بادشاہی می کرد، محاربه نموده ہندوستان را فتح کرد۔ و در دہلی خطبه بنام خود خواند ۱۲ ۱۲ ۱۲

[2] السلطان العادل ملک اکرم شمس الدین بن خواجه جہان جونپوری المعروف به سلطان ابراہیم شرقی بعد وفات برادر خود سلطان مبارک شاه شرقی در ۸۰۴ھ بر سریر سلطنت نشست بعدل و گستری قبولیت او شہرت گرفت علماء و فضلاء از اطراف و اکناف گرد وی جمع شدند علم دوست بود و به علماء و مشائخ حسن اعتقاد داشت عہد سلطنت وی (۸۰۴ھ - ۸۴۴ھ) است (رک: تاریخ جونپور ص ۴۷۔ نزہة الخواطر ج ۳ رقم ۱۲)

[3] الشیخ العارف الملح الفصحاء شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی چون در آن زمان اسم سلطان اتابک سعد بن زنگی تعب داشت بدان سبب سعدی تخلص فرمود در اوائل حال بمدرسه نظامیه بغداد در درس شیخ الشیوخ ابوالفرج ابن جوزی بتحصیل علم و کمال اشتغال داشته سی سال بتحصیل علوم پرداخته دی سال بسیاحت مشغول بوده در ربع مسکون را بقدم سیاحت سیر نموده و مابقی عمر بر سجاده عبادت و طاعت نشسته۔ چہارده سال نوبت حج گذارده و با شیخ شہاب الدین سہروردی در یک کشتی سفر دریا کرده کتاب بوستان و گلستان از دیباچه گار اند و ۶۹۱ھ وفات یافت (مفتاح التواریخ ۶۹۰-۷۰۰)

[4] حواشی کافیه کہ بنام شرح ہندی معروف است مولانا البداؤ جونپوری غیاث الدین منصور شیرازی بر آن شرح حواشی نوشته اند (نزہة الخواطر ج ۳ رقم ۲۰)

Marfat.com

تازہ بروئے کار آوردہ و بدیع المیزان[1] تتمہ در فن بلاغت کہ عبارات مسجعہ دارد و بحر مواج تفسیر کلام اللہ بزبان فارسی و درین تفسیر سعی بلیغ در بیان ترکیب و معنی و وجوہ وصل و فصل آیات بینات بہ کار بردہ۔ و شرحی بر اصول بزودی تا بحث امر۔ و شرحی طویل بر قصیدہ بانت سعاد۔ و رسالہ فارسی در تقسیم علوم و صنائع۔ و رسالہ[2] مناقب السادات و غیرہا قاضی و تاریخ بست و پنجم رجب المرجب ۸۴۹ھ تسع واربعین و ثمانمائۃ بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ مرقد منورش در بلدۂ جونپور جانب جنوبی مسجد سلطان ابراہیم شرقی[3]۔

(۹) شیخ علی بن احمد مہایمی قدس سرہٗ

از قوم نوایت ست و قوم نوایت در بلاد دکن معروف و مشہور اند۔ طبری در تاریخ خود گوید[4]:۔ نایۃ طائفہ ایست از قریش کہ از ترس حجاج بن یوسف ثقفی کہ پنجاہ ہزار کس علماء و اولیاء را ناحق کشت۔ از مدینہ منورہ برآمدند و خود را بہ ساحل بحر ہند رسانیدند و در ان سرزمین توطن برگرفتند۔ و این تفرقہ در ۱۵۲ اثنین و خمسین و مائۃ ہجری واقع شد۔

مہایم بروزن عظایم یکے از بنادر گجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زمان و صاحب ذوق

---

[1] فی المطبوع بدیع المیزان والتصویب من ابجد العلوم ومراجع اخری ۱۲ [2] بانت سعاد۔ قصیدہ لامیہ کعب بن زبیر بن ابی سلمی مشتمل بر ۵۸ بیتا شاعر در این قصیدہ بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتذار نمودہ بمدح حضور را مقتدار کرد آنحضرت بصلہ این رداء خود او را مرحمت فرمودہ او را بشرف دائمی نواخت بدین سبب این قصیدہ باسم "قصیدہ بردہ" معروف گشت علماء و مشائخ در ہر دور بر این قصیدہ شروح نوشتہ اجر آخرت حاصل کردند از علمائے ہند شرح قاضی شہاب مشہور است این شرح در بلدۂ حیدر آباد بمطبع دائرۃ المعارف انتظامیہ چاپ شدہ برائے تفصیل شروح رک: کشف الظنون و بروکلمن ج ۱ (عربی) ۱۲ [3] سبب تالیف این رسالہ و قصد سید اجمل شاہ و ندامت قاضی بر رسالۂ اول کہ در فضیلت عالم بر تقدیم او بر علوی نوشتہ بود باید دید۔ (اخبار الاخیار ۱۸ و تاریخ جونپور ۶۰۱ - ۶۰۲) ۱۲ [4] این مسجد باسم مسجد اثالہ شہرت دارد و در تاریخ جونپور نوشتہ: و مقبرہ ایشان درون راج کالج است و تاریخ بنائے این مسجد را باید دید در تاریخ جونپور از سید اقبال جونپوری ص ۲۹۷ ٭ و بر بدیع شہاب، شیخ منور بن عبد المجید اللاہوری ۱۰۱۱ھ تلمیذ شیخ سعد اللہ بن ابراہیم لاہوری باسم حدائق البیان شرح نوشتہ و ایضا بر ارشاد قاضی نیز تعلیقہ نوشت و تفسیر بحر مواج را تعریب کرد (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۲-۷) ۱۲

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

وعرفان بود و مثبت توحید وجودی و پیرو شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ[1] تصانیف رایقہ مثل تفسیر رحمانی[2] و زوارف شرح عوارف المعارف[3] و شرح فصوص الحکم[4] و شرح نصوص[5] شیخ صدر الدین قونوی قدس سرہٗ و ادلۃ التوحید[6] و غیر ذلک[7] در جمادی الاولیٰ سنہ ۸۳۵ خمس و ثلثین و ثمانمائۃ متوجہ عالم قدس گردیدہ در مہایم جائے آرامش برگزید یزار و یتبرک بہ۔

---

[1] شیخ محی الدین ابن عربی حال و مآل توحید وجودی المتوفی سنہ ۶۳۸ھ برائے احوال ایشان رجوع کن: فوات الوفیات ۲: ۴۱۲ مفتاح السعادۃ ۱: ۸۷ میزان الاعتدال ۳: ۱۰۸ لسان المیزان ۵: ۳۱۱ نفح الطیب ۱: ۴۱۴ شذرات الذہب ۵: ۱۹۰ آداب اللغۃ العربیہ ۳: ۱۰۰ و مرآۃ الجنان یافعی ۴: ۱۰۰ معجم المطبوعات ۱۷۵ و التیموریہ ۳: ۲۰۱ تقصار ۶۹-۷۰ خزینۃ الاصفیاء ۱: ۱۱۲-۱۳ الواقع الانوار ۱: ۱۸۸ ؛ [2] نام او تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنان فی تفسیر القرآن است و باسم تفسیر تہانی معروف است مؤلف فرمودہ کہ من این تفسیر را ملخ محفوظ مقابلہ کردہ و من خصائصہ ان قصد فی فیہ لربط الآیات بعضہا ببعض و قد جاد فی ذالک و این کتاب بنفقات المرحوم جمال الدین الوزیر بمبو پائی خسر حضرت النواب در مصر طبع شد در دو جلد (تقصار و للنواب ۴ ۱۶) [3] در تصوف (حقائق و معارف) للشیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ السہروردی سنہ ۶۳۲ھ حضرت الامیر القنوجی در تقصار ۶۳ فرمودہ: در تصوف سنی کتابے بہتر از عوارف نیست و علیہ تعلیق للسید الشریف جرجانی سنہ ۸۱۶ھ و تخریج احادیثہ للشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی سنہ ۸۷۹ھ ۱۲ [4] للشیخ محی الدین ابن عربی (۶۳۸) مشتمل است بر ۲۷ فصوص. شیخ رکن الدین شیرازی و غیر آں بروی شروح نوشتہ اند ملا علی بن سلطان محمد الہروی سنہ ۱۰۱۳ھ المعروف بہ علی قاری بر آن رد نوشتہ [5] النصوص فی تحقیق الطور المخصوص للشیخ صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی المتوفی سنہ ۶۷۳ھ ۱۲ ؛ [6] ای اجلۃ التنایہ فی شرح ادلۃ التوحید ۱۲ [7] من جملہ آن استجلاء البصر فی الرد علی استقصاء النظر لابن المطہر الحلی: علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن المطہر الحلی الشیعی والنور الاطہر فی کشف سر القضاء والقدر و شرح آں الفضور الاظہر و انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام (در اسرار شریعت) و ترجمۂ لمعات عراقی و ترجمۂ کتاب جام جہان نما و شرح آن اراءۃ الدقائق فی شرح مراۃ الحقائق و رسالہ در نقد شافعی و رسالہ در وجوہ اعراب ۔۔۔ اکم ذالک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین ۔۔۔ کہ در آں ۔۔۔ ۱۲۸۳۴۴۵۲۴ وجوہ اعراب استخراج نمودہ (نزہۃ الخواطر ج ۳ رقم ۱۴ و ابجد العلیم ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

(۱۰) شیخ سعدالدین خیرآبادی قدس سرہٗ

پدرش قاضی بدہن[۱] نام قاضی قصبہ انام بود۔ شیخ سعدالدین را طفل گذاشتہ از عالم رحلت کرد۔ آثار رشد در آوانِ طفولیت از ناصیہ شیخ سعدالدین ہویدا بود چون او را در مکتب فرستادند ہر روز لوح خود را ضبط می کرد و ہر شب ہزار بار می خواند۔ قرآن مجید را ہم بر این نمط تختہ تختہ یاد گرفت۔ و در عنفوان سن تمیز بہ خدمت مولانا اعظم لکھنوی[۲] روح اللہ روحہ پیوست و کمر بہ کسب علم بربست۔ و در فرصت کمی تبحر بہم رسانیدہ سر آمد علماء عصر گردید۔ و دست ارادت بہ شیخ مینائے لکھنوی[۳] داد و ساغر بریز از مینائے معرفت نوش کرد۔ شیخ مینا چہارم صفر ۸۷۴ھ اربع وسبعین وثمانمائۃ بہ گلشن مینو خرامید۔ شیخ سعدالدین بعد انتقال مرشد ایامے در لکھنو اقامت داشت آخر الامر در عالم رویا از حضرت مرشد اشارہ شد کہ ترا بہ خیرآباد باید رفت شیخ حسب الارشاد بہ خیرآباد شتافتہ رنگ تولمن ریخت۔ حق تعالیٰ اعتبار و اشتہار عظیم کرامت نمود۔ فتوحات از ہر جانب ریزش کرد ہمہ در مہمانداری داد و صادر صرف شد۔ و بلغودی برائے مستحقین تعین فرمود۔ و اقربا را از انام بہ خیرآباد طلبیدہ عمارت ہا طرح انداخت۔ با این ہمہ رونق کہ از ین جہان رحلت کرد جامۂ کفن از خانہ پیدا نہ شد۔ بر طریقۂ حضرت مرشد حصور زیست و سالہا مسند تدریس و ارشاد را رونق بخشید۔ و شروح غرا بر متداولات بہ قلم آورد۔ مثل شرح بزودی و حسامی و کافیہ مصباح و امثال آن و مجمع السلوک نام شرحی بر رسالہ مکیہ نوشتہ درین کتاب

---

[۱] قاضی بدہن ابن شیخ محمد قدوائی انامی ثم خیرآبادی (نزہۃ الخواطر ج ۳ رقم ۹۳) [۲] شیخ محمد بن ابی البقار کرمانی الکھنوی الملقب بہ اعظم ثانی از کبار علمائے زمان خود بود کتب درسیہ بر شیخ ابوالفتح تحقیق کرد شیخ مینا و سعدالدین خیرآبادی از تلامذہ وی اند (نزہۃ الخواطر ج ۳ رقم ۹۷ آ تذکرہ رحمان علی ۲۳-۲۴) ❊ [۳] الشیخ محمد بن قطب الدین لکھنوی المعروف بہ شیخ مینا تلمیذ شیخ قوام الدین العباسی و مرید الشیخ سارنگ شیخ مزبور کتاب عوارف المعارف سہروردی را بر شیخ محمد بن ابی البقار لکھنوی قرارت کرد و ہمہ زندگی در زہد و عبادت بسر کرد وفات ایشان در ۸۷۴ھ یا ۸۸۴ھ یا ۸۸۸ھ است (نزہۃ الخواطر ج ۳ رقم ۱۹۶ اخبار الاخیار ۱۵۶ و خزینۃ الاصفیاء ۱ ر ۳۹۸)

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

Marfat.com

ملفوظات وحالات شیخ مینا بسیار درج کردہ[۱] ہرگاہ از شیخ خود نقل می کند می گوید۔ قال شیخی شیخ مینا ادامہ اللہ فیناہ[۲]، مزار فائض الانوارش در خیرآباد حاجت روائے خلائق است[۳]۔

(۱۱) مولانا عبداللہ تلنبی

تلنبہ بضم تاء فوقانی و فتح لام و سکون نون و فتح باء موحدہ آخر ہا رزدہ شہری است مشہور از ملحقات ملتان پیشتر و علماء است و قافلہ سالار فضلا مستجمع معقول و منقول و مستکمل فروع و اصول عمرہا در وطن مالوف بر چار بالش افادہ نشست و شش جہت را بہ نشر لوامع علوم منور ساخت۔ آخر الامر از خرابی ملتان او و شیخ عزیز اللہ تلنبی رخت رحلت بہ دار الخلافہ

---

[۱] رسالہ مکیہ" تالیف شیخ قطب الدین دمشقی سنہ ۷۸۰ھ / ۱۳۷۸ء در مسائل تصوف و این رسالہ گو مختصر مگر جامع و مہم پایہ عوارف المعارف شیخ سہروردی و رسالہ قشیریہ و کشف المحجوب للہجویری است و علماء اعتناء کردہ بر آن رسالہ شروح نوشتہ اند و بزرگان این رسالہ را از عربی بفارسی منتقل کردہ اند منجملہ آن تراجم فارسی ترجمہ مخدوم جہانیاں (۷۰۷ھ ۷۸۵ھ) است نیز مولانا رشید احمد گنگوہی (سنہ ۱۳۲۳ھ) حسب ایما حافظ محمد ضامن تھانوی سنہ ۱۲۷۳ھ بنام "امداد السلوک" در فارسی ترجمہ کرد آنکہ در مراد آباد طبع شد در سنہ ۱۳۱۶ھ و در پاکستان۔ بعد ازان مولانا عاشق الٰہی میرٹھی امداد السلوک را در زبان اردو ترجمہ کردہ بنام معیار السلوک شائع کرد۔ از کتاب مجمع السلوک یکے از شروح رسالہ مکیہ است کہ در آں ملفوظات و احوال شیخ مینا را برطرز خزانہ جلالی (ملفوظات مخدوم جہانیان) درج کردہ و ملفوظات شاہ مینا را قاضی ارتضا علی خان گوپاموی (سنہ ۱۲۷۰ھ) بنام "فوائد سعدیہ" ترجمہ کرد و این ترجمہ فارسی چاپ شدہ است در لکھنؤ چاپ نولکشور در سنہ ۱۳۰۲ھ و فوائد سعدیہ ما حالا مولوی خصلت حسین صابری بزبان اردو ملخص کردہ بنام "مخدوم شاہ مینا نشر کردہ نماند کہ مرتب خزانہ جلالی شیخ احمد المدعو بہ بہاء الدین حسنی بن محمد بن سلیمان تلنبی است و این مجموعہ مثل نام خود خزانہ علم است و مشتمل است بر ہفت دہ ابواب فقہ و تصوف۔ [۲] و ہرگاہ کم می گوید قال شیخ مراد از وی شیخ قوام الدین لکھنوی است ۱۲ [۳] الملتانی ثم السنبھلی ممیز نظام الدین خیرآبادی (سنہ ۵۹۳ھ) میان حاتم بن ابو عاصم سنبھلی (سنہ ۹۶۹ھ) بردے تلامذ نمودند بسال ۹۷۵ھ وفات یافت رسالہ عینیہ کہ بمقابلہ رسالہ عزیزیہ شیخ امان اللہ پانی پتی نوشتہ از یادگار است (تذکرہ رحمان علی ۱۳۹ - ۱۴۰)

[۴] شرح صحائف۔ الصحائف فی الکلام مشتمل است بر مقدمہ و ست صحائف و خاتم و بر آن ہا نزدہ از علماء شروح نوشتہ اند منجملہ آنہا المعارف فی شرح الصحائف از سمرقندی (شمس الدین محمد المتوفی سنہ ۷۶۰ھ) است نیز البہشتی بر این کتاب دو شرح نوشتہ و شرح سمرقندی ۱۲

Marfat.com

دہلی کشید تا درو علم معقول را درین دیار مروج ساختند۔ وپیش ازین غیر شرح شمسیہ وشرح صحائف از علم منطق وکلام در ہند شایع نہ بود۔ سلطان سکندر لودی[1] مقدم ایشاں را گرامی داشت ومراسم اعزاز واکرام فوق الحد بہ تقدیم رساند۔ وفات مولانا عبداللہ در سنہ ۹۲۲ اثنین وعشرین وتسعمائۃ اتفاق افتاد اُولٰئِکَ لَہُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی تاریخ یافتہ اند آرام گاہ دہلی۔

(۱۲) مولانا الہداد جونپوری قدس سرہٗ

ذات والا صفاتش بہ مقتضائے اسم خود موہبت ربانی وعطیۂ یزدانی بود مفتاح خزائن مقال ومصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلنبی[2] نور اللہ ضریحہ ومرید راجی حامد شہ مانک پوری است[3]۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس وتصنیف صرف ساخت وتصانیف رائقہ وتوالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ شرح بزودی وحواشی برحواشی ہندیہ وحاشیۂ تفسیر مدارک[4]۔

(۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہٗ

جونپوری الاصل برہانپوری المولد است[5]۔ در وصیت نامۂ خود می فرماید بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ[6]۔

---

[1] متولد ۸۵۵ھ تخت نشینی سنہ ۸۹۴ھ بعد از وفات پدر خود سلطان بہلول لودی۔ نام اصلی او نظام خان بود بعد از تخت نشینی بہ علاؤ الدین سکندر شاہ ملقب ساخت وبر طریق پدر خود رعایت دین وملت بر جمیع امور مقدم میداشت وبسال ۹۱۵ھ در بلدۂ آگرہ وفات یافت مدت سلطنت او بست ویک سال وچند ماہ بود (مفتاح التواریخ ۱۲/۱۴۰) [2] صاحب نزہتہ الخواطر از تلمذ مولانا الہداد جونپوری پیش مولانا عبداللہ تلنبی انکار کردہ (رک ج ۴ رقم ۷۷ واخبار الاخیار ۱۹۴ وخزینۃ الاصفیا ۱: ۴۰۹) [3] بن ابو حامد بن عزیز الدین بن شہاب الدین بن حسام الدین بن شہاب الدین المگرویزی المالک پوری المتوفی سنہ ۹۰۹ھ۔ از کبار مشائخ چشتیہ وی بود مرید شیخ حسام الدین مانک پوری (نزہتہ الخواطر ۴ رقم ۱۵۱) [4] وبسال ۹۲۳ھ وفات یافت تاریخ وفاتش "شہنشاہ دوران" است ومراد از حواشی ہندیہ شرح کافیہ است از مولانا شہاب الدین دولت آبادی واین شرح بغایت عمدہ ونادرۂ روزگار است وبر این شرح مثل دیگر علمائے ہند شیخ مزبور نیز حاشیہ نوشتہ وتفسیر مدارک تالیف ۱۲ [5] بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان المتقی القادری الشاذلی المدنی الچشتی [6] وصیت نامہ مفصل در اخبار الاخیار ص ۲۵۸ باید دید۔

Marfat.com

والدمن در صغرسن مرا مرید شیخ باجن برہان پوری ساخت[1]۔ چون بہ سن تمیز رسیدم شیخ را پیر خود گرفتم بہ موافقت والد خود بنا بر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید شیخی کردہ شود بعد بلوغ مختار است اگر خواہد ہمان شیخ را پیر خود گیرد۔ واگر خواہد شیخی دیگر اختیار کند و چون والد و شیخ من فوت کردند خرقۂ مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پوشیدم بعد ازان صحبت شیخی خواستم کہ مرا ارشاد کند و دلالت بہ طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم و مدتے صحبت شیخ حسام الدین متقی[2] دریافتم بعد ازان بہ حرمین شریفین رفتم۔ و با شیخ ابوالحسن بکری[4] صحبت داشتم۔ و خرقۂ قادری و شاذلی و مدنی اخذ نمودم۔ و نیز ہر سہ[3] خرقہ از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم[5]۔ انتہی

آن جناب در سنہ ۹۵۳ ثلث و خمسین و تسعمائۃ بہ صوب حرمین شریفین خرامید و در مکہ معظمہ رحل اقامت افگند۔ و از کثرت ریاضت و تقوی و نشر علوم ظاہر و باطن فلغلۂ بہ ملاء اعلیٰ رسانید۔ خواص و عوام بقاع مقدسہ بہ کمال فضل و ولایت او اعتراف داشتند۔

---

[1] نام وی شیخ بہاء الدین و عرف شیخ باجن است و سلسلۂ نسب این طور است: شیخ باجن بن حاجی معز الدین بن شہاب الدین بن شیخ ملک بن مولانا احمد الخطابی المدنی و خطابی نسبت است بہ نفیل بن خطاب کہ آن برادر حقیقی حضرت عمر بن الخطاب است شیخ باجن مرید شیخ رحمت اللہ بن عزیز اللہ (سنہ ۹۶۷ھ) است و بسال سنہ ۹۱۲ھ وفات یافت و پدر وی حاجی معز الدین از اکبر خلفائے مخدوم جہانیان جلال بخاری (سنہ ۷۸۵ھ سنہ ۷۸۶ھ) است درک: نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۱۱۱ و اردو ترجمہ گلزار ابرار ۲۱۲۔ ۴ ۲۱ و برائے احوال شیخ رحمت اللہ المتوکل درک: نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم (۲۰۱) ۱۲ ۔ [2] الصالح الفقیہ الشیخ عبدالحکیم بن بہاء الدین برہان پوری اخذ علم و طریقت از والد خود کرد و (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۲۷۹) ۱۲ [3] از اعاظم خلفائے خاندان چشت است و فاضل کامل و شیخ علی متقی از اکابر تلامذہ اوست بسال سنہ ۹۶۰ھ وفات یافت تاریخ وفات در "زاہد دین پیشوای متقی" یافتہ اند درک: خزینۃ الاصفیاء ۲۶۴۔ ۲۷۴ اخبار الاخیار ۲۱۳۔ ۴ ۲۱ نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۵۵ اقتصار۔ [4] ابوالحسن البکری الشافعی (۸۹۹ھ ۹۵۲ھ) ہو محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن احمد البکری الصدیقی مفسر، متصوف مصری گفتہ اند کہ تصانیف وی از چہار صد متجاوز اند من جملہ آن شرح منہاج النووی و تحفہ واہب المواہب فی بیان المقامات والمراتب (تصوف) و "الدرۃ المکللۃ فی فتح مکۃ المبجلۃ (درک: ایجاز الابرار للخفاجی ۲۳۷ والنور السافر ۴۱ فی ترجمۃ ابنہ محمد بن محمد۔ کشف الظنون ۱: ۳۷۷ ہدیۃ العارفین ۲: ۲۳۹ شذرات الذہب ۸: ۲۹۲) [5]

Marfat.com

شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم[1]۔ صاحب صواعق محرقہ در ابتدار حال استاد شیخ بود آخر خود را تلمیذ می خواند ورسم ارادت بجا آورد و خرقۂ خلافت پوشید عدد تصانیف او از صد متجاوز است۔ کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی[2] را بر ابواب فقہیہ ترتیب داد۔ و وجوہ تصرفات را بہ قدر طاقت استیعاب نمود۔ شیخ ابوالحسن بکری می فرمود۔ للسیوطی منتہ علی العالمین وللمتقی منتہ علیہ۔" وفات او دوم جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ خمس وسبعین وتسعمائۃ اتفاق افتاد۔ شیخ مکہ" تاریخ است[3]۔ عمر گرامی نود سال شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ در ترجمہ مشکوٰۃ در کتاب الامارہ والقضا از شیخ عبدالوہاب متقی[4] نقل کردہ می فرمود:۔

"یک بار می بہ خاطر شیخ علی متقی رحمۃ اللہ رسید کہ ثواب عدالت بے شمار است اگر بہ دست آید غنیمت است۔ چند گاہ بہ این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد کہ شغل دنیا با حضور و جمعیت خاطر جمع می شود یا نہ۔ چون سلطان محمود گجراتی کہ بہ غایت معتقد و منقاد حضرت شیخ بود۔ این حکایت شنید و غنیمت دانست۔ وسعادت کار خانہ

---

[1] احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الانصاری، شہاب الدین شیخ الاسلام المعروف بہ ابن حجر ہیتمی مکی (۹۰۹ - ۹۷۴ھ ۱۵۰۴ - ۱۵۶۷م) تالیفات وے معروف اند من جملہ آن الصواعق المحرقہ علی اہل البدع والضلال والزندقہ و تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج للبیضاوی (در فقہ شافعی) والفتاوی الحدیثیہ (۴ جز کامل) مطبوع ومشہور اند (رک: النور السافر ۲۸۷ وآداب اللغۃ ۳: ۳۴۴ خلاصۃ الاثر ۲: ۶۶) (ذیل الفوائد البہیہ ۲۴۰ - ۲۴۱ والبحر للنواب ۳۴۳ - ۳۴۴)۔ [2] جلال الدین سیوطی المتولد ۸۴۹ھ والمتوفی ۹۱۱ھ تالیفات وی فوق سہ صد بیان کردہ اند واو علوم اوائل را در تالیفات وی محفوظ کردہ (رک: الطراز ۲۳۷ - ۲۳۸ البدر الطالع ۱: ۳۲۸ - ۳۳۵ - الضوء اللامع ۴: ۶۵ - ۷۰ النور السافر ۵۴ - ۵۸ روضات الجنات الخوانساری ۳۲۴ - ۳۳۷ اتحاف النبلاء ۲۸۹ ہدیہ العارفین ۱: ۳۴۵ - ۳۴۵ شذرات الذہب ۸: ۵۱ - ۵۵) واما تالیفات وی جامع صغیر وجمع الجوامع ۱۲ [3] وایضاً "متابعۃ النبی" و "قضی نخبۃ (اخبار الاخیار ۲۶۶) [4] المتوفی ۹۷۵ھ بن شیخ ولی اللہ منہ وی ثم برہان پوری۔ در مکہ مکرمہ رسید شیخ علی متقی را ملازمت گرفتہ واز ۹۶۳ھ تا وفات شیخ ۹۷۵ھ مدت ۱۲ سال در مکہ اقامت اختیار کرد و رسالہ اتحاف المتقی فی فضل الشیخ علی متقی در احوال شیخ خود از و یادگار است۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی او را بیعت کردہ وصحبتہائی داشتہ واخبار الاخیار حکایات از و نقل کردہ (رک: اخبار الاخیار ۲۶۹ - ۲۷۸ خزینۃ الاصفیا ۱۳۸ - ۱۴۰ القصار ۹۶ - ۹۷)

Marfat.com

سلطنت شمرد و بپیش شیخ منصب وارونگی اختیار کردند۔ و به دارالعدالة نشستند و جمعی از خادمان و پاجیان که در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نهادند۔ به سلطان رسید که شیخ با آن تقوی و دیانت که داشتند رشوت می گیرند۔ و افراط و تفریط می نمایند سلطان باور نه داشت گفتند جماعه که همیشه با ایشان می باشند رشوت می ستانند البته شیخ نیز می دانند و روا می دارند۔ چون شیخ شنیدند که به سلطان این چنین رسانیده اند چندگاه در مقام اصلاح این کار بودند آخر دیدند که راست نمی آید۔ روزے در چبوترهٔ عدالت نشسته بودند عصائے خود گرفته برخاستند و به یاران سلام علیک کردند و برخاسته و دیدند و گفتند که این هر دو کار جمع نمی شود۔ والعاقبة بالخیر۔

(۱۴) شیخ محمد بن طاهر الفتنی قدس سرہٗ

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است بعد تحصیل کتب متداولہ جادہ نورد حرمین شریفین گردید و علماء مشائخ آن دیار کرامت آثار را دریافت بسیما شیخ علی متقی که از حاشیهٔ محفل اشرف فیوض فراوان اندوخت و به سعادت ارادت والا فائز گشت۔ و عنان به وطن اصلی گردانید۔ و هنگامهٔ افادهٔ علوم و اعلاء کلمة الحق گرم ساخت۔ و بر وفق وصیت شیخ خود قدس سرہ همیشه مدار بر لئے امداد نسخه نویسانِ علوم حل می کرد به حدے که در وقت درس گفتن هم به حل کردن مرکب مشغول می بود۔ تا دست نیز در کار باشد۔ تالیف مفیده وارد۔ مثل مجمع البحار در غرائب الحدیث و مغنی در اسماء الرجال و غیرهما[1]۔ و او در شکست بواهیر مهدویه که هم قوم او بودند۔ و اقتداء سید محمد جونپوری می کردند[2] مثل استاد خود کمر بر بست و مهد کرد که تا داغ بدعت از پیشانی این طائفه نه شوید دستار بر سر نه بندد۔ چون اکبر بادشاه در سنه ۹۸۰ ثمانین و تسعمائة گجرات را تسخیر کرد۔ و در پتن با شیخ ملاقات واقع شد۔ بادشاه دستار

---

[1] و تذکرة الموضوعات۔ قانون الموضوعات فی ذکر الضعفاء والوضاعین [2] سید محمد جونپوری بانی فرقهٔ مهدویه در هند و فتنهٔ آن مشهور است در سنه ۹۱۰ھ وفات یافت رک: تذکرهٔ علمائے هند ۱۹۷-۲۰۱ و هدیه مهدویه مولانا محمد زمان شاهجهان پوری و شیخ محمد اکرام ص۔

Marfat.com

بدستِ خود بر سر شیخ پیچیده و فرمود باعث ترک دستار به سمع رسیده نصرت دین متین برفق ارادهٔ
شما بر ذمهٔ معدلت من لازم است۔ دران سال حکومت گجرات به خان اعظم میرزا عزیز کوکه تفویض
یافت[۱] و به اعانت خانِ اعظم آکثر رسوم بدعت برانداخته شد اما عنقریب صوبهٔ گجرات بر عبدالرحیم
خانخانان[۲] قرار گرفت و به حمایت او طائفه مهدویه باز از کمین برجستند۔ شیخ دستار از سر بکشاد و
عزم آگره کرد که ماجرا را به سمع اکبری رساند و تمارکی به عمل آرد۔ شیخ وجیه الدین علوی[۳] قدس سره
هر چند به طریق کنایه منع کرد و فرمود عالم مظهر اسماء جمالی و جلالی است، حفظ آثار و احکام هر اسم
صراطی است مستقیم سودمند نیفتاد۔ رخت کوچ بربست۔ جمعی از مخالفان در پے افتادند
و مابین اجین و سارنگ پور ریخته شهید ساختند۔ فی سنه ۹۸۶ ست و ثمانین و تسعمائة نعشِ او را از
مالوا به فتن برده در مقابرِ اسلاف او دفن ساختند یکے از احفاد او شیخ عبدالقادر بن شیخ ابوبکر
مفتی مکهٔ معظمه[۴] بود و در علم و فضل و فصاحت و بلاغت سیّما نقاهت ممتاز عصری زلیست۔ و
سالها بر مسند افتاد حرم محترم سربلندی داشت۔ و از تواليف اوست فتاوی در چهار مجلد
و نسخه منشات۔ وفاتش در سنه ۱۱۳۸ ثمان و ثلثین و مائة و الف واقع شد۔ شیخ عبدالله طرفه[۵] انصاری
مکی شافعی استاد شیخ عبدالقادر و در مدح تلمیذ قصیده پرداخته در آنجا نسب شیخ محمد طاهر
جد او به صدیق اکبر رضی الله عنه می رساند و می گوید ؎

قد کان جدّ ابیك بُلّ ضریحه ۔۔۔ من اوحد العلماء و الفضلاء
اعنی محمد طاهر من منجی ۔۔۔ الصدیق حَقِّقه بغیر مراء

اما شیخ محمد طاهر به اتفاق جمهور از قوم بوهره است[۶] و کلام شیخ عبدالحق دهلوی در اخبار

---

[۱] خان اعظم مرزا عزیز کوکه۔ و کوکه برادر رضاعی را میگویند و مرزا عزیز برادر رضاعی اکبر شاه بود و بسال نوزدهم از جلوس جنت مکانی سنه ۱۰۳۳ھ با اجل طبعی وفات یافت (مفتاح التواریخ ۱۹۸ و مآثر الامراء ۶۷۵ ÷ ÷

[۲] عبدالرحیم خان خاناں۔ پسر بیرم خاں خان خاناں تولد سنه ۹۶۴ھ و وفات سنه ۱۰۳۶ھ مدفون در دهلی (مفتاح التواریخ ۲۳۲ مآثر الامراء ۷۱۳ - ۷۹۳ ÷ [۳] رک: رقم ۱۵ ذکر فضلاء ۱۲ [۴] شیخ عبدالقادر بن ابوبکر الصدیق الحنفی الهندی محی الدین ابوالفرج الفقیه المفتی ببلد الله الحرام اکتساب علم از شیخ عبدالله انصاری کرد تولد سنه ۱۱۳۳ھ تبیان الحکم بالنصوص الدالة علی الشرف من الامم" الفتاوی فی اربع مجلدات "قطع الجدال تحقیق مسئله الاستبدال، مجموعة المنشآت (رک: تذکره علمائے هند ۱۲۸ و ۱۹۱ و العارفین ۱۲ ص ۶۰۳ ÷ [۵] شیخ عبدالله بن طرفه الانصاری ۱۲ [۶] حضرت النواب صدیق حسن خاں در تحقیق قوم بوهره یک رساله تالیف کرده (تقصار ۱۸۰) ÷ ÷

Marfat.com

الاخیار ہم تصریح می کند۔ وصدیقی بعضے می گویند بہ اعتبار نسب از جانب مادر بود و بعضے می گویند از جہت اعتقاد بود کہ چون شیعہ خود را حیدری می گویند او خود را صدیقی خواند۔

(۱۵) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہٗ

دانائے علوم جہتین وخازن کنوز نشاتین است۔ ولادت او در محرم ۹۱۱ھ احدی عشر و تسعمائۃ واقع شد مولد او چانپانیر است وہمانجا نشو ونما یافت۔ و در بلدۂ فاخرۂ گجرات فنون متعارفہ از ملا عماد طارمی[1] کسب نمود و در سمِ ارادت بہ خدمت شیخ قاضن[2] قدس سرہ بجا آورد۔ و چون محمد غوث گوالیاری[3] قدس سرہٗ بہ احمد آباد تشریف فرمود۔ شیخ وجیہ الدین در جمال ہمایوں محویتی بہم رسانید۔ و در سایۂ تربیت شیخ کار تمام کرد۔ و سالہائے دراز بر مسند افادہ و افاضہ نشست و شرق و غرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت۔ تعداد تصانیفش حاشیہ

---

[1] الشیخ الفاضل محمد (م ۹۴۲ھ) بن محمود الطارمی عماد الدین وطارم قریۃ فی خراسان تلمیذ جلال الدین محمد بن السعد الدوانی (م ۹۰۸ھ) مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی وقاضی علاء الدین عیسیٰ گجراتی احمد آبادی وغیرہما بردی تخرج نمودند نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۸۷۴ (م ۹۷۲ھ)

[2] الشیخ محمد بن العلاء المنیری المعروف بہ شیخ قاضن (م ۸۹۲ھ) شطاری خلیفۂ اعظم شاہ عبد اللہ شطاری (م ۸۳۲ھ) اردو ترجمہ گلزار ابرار ۲۰۳ - ۲۰۴ ونزہۃ الخواطر ج ۳ رقم ۱۹۰ و ۱۲۸) ۱۲

[3] محمد بن خطیر الدین بن عبد اللطیف شطاری سلسلۂ نسب ایشان بہ چند واسطہ بہ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری (م ۶۲۷ھ) متصل می شود شیخ عطار در فتنۂ چنگیز خان شہید شد و در تاریخ وفات وی اختلاف است، اسرار نامہ و تذکرۂ اولیاء از وی و آثار او در نفحات الانس جامی مفتاح التواریخ ص ۴۵ خزینۃ الاصفیاء، شیخ محمد غوث گوالیاری مربی و پروردۂ حاجی حمید بن ظہیر شطاری (م ۹۳۰ھ) است سلسلۂ شطاری در ہند بہ مساعی ایشان مقبول شد و بانی این سلسلہ در ہند عبد اللہ شطاری است پسر عبد اللہ شطاری ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست شطاری (م ۹۴۶ھ) بعد این طریقہ از پدر خود اخذ کرد و از آن حاجی حمید حضور و ازان شیخ محمد غوث گوالیاری کہ در عہد ہمایون با بر مقرب شہنشاہ بود و شیخ وجیہ الدین علوی خلیفۂ اوست و خلیفۂ اعظم شاہ عبد اللہ شطاری شیخ قاضن است۔ شیخ غوث گوالیاری را متعدد تالیفات اند من جملہ آن الجواہر الخمسہ اولاً در ۹۱۹ھ تصنیف کرد من بعد بسال ۹۵۶ھ آنہا مرتب کرد بترتیب جدید (۲) کلید مخازن درین رسالہ از حقیقت مبدأ و معاد بحث کرد و این مسئلہ از مشکل ترین مسائل کلامیہ و صوفیہ است و فلاسفۂ یونان درین مسئلہ نیز بحث کردہ اند (۳) البصائر والضمائر موضوع این ہر دو صحیفہ علم تصوف و مبادی و مقاصد این ہر دو علم است (۴) بحر الحیاۃ۔ این رسالہ در اصل ترجمہ کتاب "امرت کنڈا" است کہ اشغال جوگیہ و سنیاسیہ در آن مذکور اند (۵) کنز الوحدۃ در این رسالہ اسرار توحید و انواع ایمان را مبحث قرار دادہ است (۶) شرح کلید مخازن ۱۲

Marfat.com

بیضاوی حاشیۂ نخبہ[1] در اصول حدیث حاشیۂ عضدی حاشیہ تلویح حاشیہ بزدوی حاشیۂ ہدایہ فقہ حاشیۂ شرح وقایہ حاشیۂ مطول و مختصر حاشیۂ اصفہانی[2] حاشیۂ شرح عقائد تفتازانی[3] حاشیہ بر حاشیۂ قدیم محقق دوانی[4] حاشیۂ شرح حکمۃ العین[5] شرح مقاصد حاشیۂ شرح قطبی حاشیۂ شرح چغمنی[6] شرح تحفۂ شاہی[7] شرح رسالہ فارسی ملا علی قوشجی[8] حاشیۂ شرح ضیائیہ شرح ارشاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی شرح ابیات منہل[11] شرح جام جہان نما[12] شرح کلید مخازن[13] رسالہ حقیقت محمدیہ۔ وفاتش روز یکشنبہ بست و نہم صفر ۹۹۸ھ ثمان و تسعین و تسعمائۃ واقع شد لہم جنات الفردوس نزلا۔ تاریخ است مضجع احمد آباد۔

---

[1] نخبہ رسالہ ایست در اصول حدیث بغایت مختصر نامش نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر تالیف حافظ ابن حجر العسقلانی (۷۷۳ - ۸۵۲ھ) صاحب فتح الباری شرح البخاری بعد ازان مؤلف براین رسالہ شرح بسیط نوشت اسم شرح نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر است براین شرح مؤلف علماء حواشی و شروح نوشتہ من جملہ آن شرح بسیط للشیخ محمد اکرم بن عبد الرحمن السندی (— —) است الموسوم بہ امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر و نیز بر شرح است از شیخ ابو الحسن بن محمد صادق سندی المدنی الموسوم بہ بہجۃ النظر علی شرح نخبۃ الفکر و الشیخ المزمل وجیہ الدین گجراتی نیز بر شرح مؤلف یک شرح نوشت مگر احسن ترین شرح آن شرح فارسی است کہ تالیف مولوی محمد حسین اسرائیلی ہزاروی است آنکہ تلمیذ حضرت الشیخ المحدث السید نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) المعروف بہ "حضرت میاں صاحب" بود

[2] ای فی فروع حنفیۃ۔ اول شیخ الاسلام ترغیناقی ۵۹۳ھ [3] شرح مختصر فی الکلام للاصفہانی و بر حاشیہ است از علامہ مزبور [4] رسالہ العقائد النسفی بغایت مختصر است در علم اصول الدین کہ از لمحات قلم شیخ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد النسفی ۵۳۷ھ است و بر آن رسالہ متعدد علماء شروح نوشتہ من جملہ آن شرح علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ است کہ در مدارس دینیہ متداول است مؤلف از شرح در ۷۶۸ھ فراغت یافت (کشف الظنون ج ۱ ص ۱۱۹) و بر این شرح حاشیہ شیخ مزبور است [5] در علم منطق از دبیران کاتبی المتوفی ۶۷۵ھ تلمیذ نصیر طوسی (۵۹۷ - ۶۷۲ھ) ای بر شرح قاضی زادہ رومی و این شرح ملخص الجغمینی محمود بن محمد۔

[6] در ہفت اقلیم این کتاب را بہ میلانا قطب الدین علامہ شیرازی نسبت دادہ کہ در علم ہیئت است شیخ وجیہ الدین بر این کتاب حواشی نوشتہ (ہفت اقلیم ص ۲۵۰ ط کلکتہ بحوالہ حواشی مقالات الشعراء از پیر حسام الدین صاحب راشدی) [7] رسالۂ فارسی در علم ہیئت تالیف ملا علی قوشجی (م ۸۷۹ھ) علاء الدین علی بن محمد الحنفی الشہیر القوشجی تلمیذ المولیٰ قاضی زادہ موسیٰ الرومی شارح ملخص الجغمینی و تجرید العقائد و غیرہما (ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۷۳۶، و ثقافۃ الہند ۲۷۷) : [8] در علم نحو و ایضاً باین نام کتاب ایست للشیخ ابی محمد عبد اللہ بن جعفر المعروف باین درستویہ النحوی المتوفی ۳۴۷ھ [11] برائے تعریف کتاب المنہل رک، حواشی رقم ۳۲۔

[12] جام جہان نما۔ رسالہ ایست در علم تصوف از رشحات قلم فیض محمد شیرین (یا محمد عز الدین الغربی) المعروف بہ شیخ مغربی المتوفی ۸۰۹ھ این رسالہ دو مرتبہ چاپ شدہ طہران ۱۳۱۳ھ بمبئی ۱۳۲۱ھ رک : فہرست کتابہائے چاپی فارسی ج ۱ ص ۴۶۵ - ۴۶۶ [13] مؤلف رسالہ بعد از خطبہ میگوید : طائفہ از دوستان کہ طالب علم توحید بودند ازین فقیر التماس نمودند کہ یک رسالہ بسازد بقیہ حاشیہ ص ۱۸۳

Marfat.com

(۱۶) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علما و صنادید فضلا است۔ جدِ ینجمین او از دیار یمن برآمده گردِ جهان گردید و فراوان عجائب صنع الٰہی مشاہدہ کرد۔ و در مائۂ تاسعہ در قصبۂ اپل از توابع سیوستان سند بار غربت کشاد و متوطن و متاہل گردید۔ شیخ خضر در مبادی مائۂ عاشرہ بہ گلگشت ہند شتافت و بلدۂ ناگور را محلِ اقامت ساخت۔ شیخ مبارک در سنہ ۹۱۱ احدی عشر و تسعمائۃ در آنجا جامۂ عنصری پوشید۔

بیان حواشی صفحہ ۱۸۲۔ کہ جامع کلیات توحید و مراتب وجود باشد و از برائے ہر مرتبہ دائرہ پرواز و صورت ہر مرتبہ را بدائرہ بنماید و بمفاتیح صور محسوسات و معانی و معقولات بکشاید۔ بندہ التماس ایشان را اجابت کردہ بعد استخارہ بانشای این دوائر مشغول شدم و این رسالہ را بانجام جہاں نما تمام کردم امید بحضرت ہیچون چنان است کہ این مختصر را از خطا در زلل کفایت دارد و انہ علی ما یشاء قدیر و بالاجابۃ حدیر۔ و این رسالہ مشتمل است بر دو دائرہ و ہر دائرہ مشتمل است بر دو قوس و خطی کہ برزخ است بین القوسین۔ دائرۂ اول در احدیت و واحدیت و وحدت و اعتبار وجود و علم و شہود و نور و تعین و تجلی اول۔ و دائرہ دوم در ظاہر وجود کہ وجوب وصف خاص اوست و برزخیت ثانی و حقیقت ایشان است و برزخ بین الوجوب والامکان و تعین و تجلی ثانی ہکذا: شکل دائرۂ اول۔

و بر این رسالہ متعدد علما شروح نوشتہ یکے شرح شیخ ابراہیم الشطاری البرہانجی الگجراتی (سنہ ۹۰۹ھ) است کہ مرید و خلیفۂ شیخ محمد غوث الگوالیری (سنہ ۹۷۰ھ) است صاحب الجواہر الخمسہ و غیر آن است شارح در دیباچہ می نگاشتند کہ من این شرح باشارہ رفیق خود شیخ محب اللہ نوشتہ ام و این شرح در مطبع ابو العلائی واقع گلزار حوض حیدرآباد دکن در سنہ ۱۳۱۳ھ طبع شد و در خاتمہ شرح صاحب مطبع نوشتہ کہ این طبع نقل نسخہ است کہ در سنہ ۱۱۹۱ھ رقم شدہ راقم الحروف مخطوطۂ رسالہ (عربی) و شرح شطاری طبع مذکور در مکتبۂ ذاتی مولوی شمس الدین تاجر کتب لاہور ملاحظہ نمود۔ و برائے احوال شیخ مغربی رک: خزینۃ الاصفیا ۲: ۳۰۳۔ سنہ ۱۳ کلید مخازن تالیف محمد غوث گوالیاری کہ در این رسالہ شیخ شطاری از حقیقت مبدأ و معاد بحث کردہ و این مسئلہ را اصعب ترین مسائل کلامیہ است علمائے تصوف و فلاسفۂ یونان نیز در این بحث مساہمت ایشان کردہ اند و الشیخ المزبور بر آن شرح نوشتہ ۱۲ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سہ تحفہ شاہی از علامہ قطب الدین محمد ابن مسعود شیرازی رالمتوفی سنہ ۷۱۰ھ) کہ بنام وزیر امیر شاہ محمد ابن صدر السعید تاج الدین ابن معتز نوشتہ است و ایک جلد و مشتمل بر چہار ابواب (کشف)

Marfat.com

وبعد وصول بہ ایام شباب جانب احمد آباد رفت واز خطیب ابوالفضل گازرونی و دیگر اکابر آنجا فراوان کمالات اندوخت۔ و در سنہ ۹۵۰ خمسین و تسعمائۃ رخصت نہضت بہ صوب آگرہ کشید و قریب پنجاہ سال در آن مکان انجمن افادہ را گرامی بخشید۔ از غراب آنکہ پانصد مجلد ضخیم بدستِ خود تحریر نمود۔ و در پایانِ عمر با آنکہ با صرہ از کار رفتہ بود بہ قوتِ حافظہ تفسیری بہ قید قلم آورد۔ در چہار مجلد مسمی بہ منبع عیون المعانی[1] عبارت را مسلسل تقریر می کرد و دبیران کسوت تحریر می پوشانیدند۔ وفاتش ہفدہم ذی القعدہ سنہ احدی والف اتفاق افتاد۔ خوابگاہ آگرہ۔

(۱۷) شیخ ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک مذکور

پنجم شعبان سنہ ۹۵۴ اربع وخمسین وتسعمائۃ در آگرہ بہ وجود آمد۔ وفنون متداولہ را نزد پدر در چہارده سالگی بہ انجام رسانید۔ وحکمت وعربیت را بیشتر مشق کرد۔ وغلغلۂ یکتائی در ہم عصران بلند ساخت۔ ودرین وادی جرسی می جنباند ؎

"آنم کہ فنونِ ذو فنون دارم — انوار چراغ رہنمونان دارم
این کالبدم ز خاکِ ہند است ولی — در ہر بن مو ہزار یونان دارم"

چون جوہر قابلیت او بہ عرض اکبر بادشاہ رسید در سنہ ۹۷۴ اربع وسبعین وتسعمائۃ منشورِ طلب صادر گشت۔ وبعد ادراک ملازمت مورد عنایات گردید۔ وبہ مزید تقرب ومصاحبت اختصاص یافت۔ وبہ خطاب ملک الشعرائی[2] تارک مباہات بہ شعری رسانید۔ اوصاف شیخ آنچہ بہ شاعری تعلق دارد در دفترِ شعرا بہ تحریر می آید[3]۔

واو در سنہ ۹۹۹ تسع وتسعین وتسعمائۃ بہ رسم سفارت از درگاہِ اکبری جانب راجہ علیخان

---

[1] در نسخہ بتہ اسم این تفسیر منبع نفائس العیون مذکور است واللہ اعلم ؛ ؛ ؛

[2] اولا غزالی مشہدی (۹۳۰-۹۸۰) از پیشگاہ اکبر باین خطاب نامور گردید (منتخب التواریخ ۳۳۶) وبعد امیدن آواز صحرائے فنا بمرغزار بقا شیخ فیض باین لقب سرفراز شد در عہد جہانگیر بادشاہ طالب آملی (م ۱۰۳۸ھ) ودر زمان صاحبقران ثانی جہان (م ۱۰۳۷) ابوطالب کلیم ہمدانی (م ۱۰۶۱ھ) باین خطاب سکۂ تفاخر در آفاق زدند (سرو آزاد ۱۵-۱۶۰) وشمع انجمن ۳۶۱ ؛ [3] رک سرو آزاد ۱۵-۲۱ ؛

Marfat.com

والی خاندیس[1] رخصت یافت۔ و بعد ابلاغ احکام از ہمانجا بہ اولائے سفارت نزد برہان شاہ[2] والی احمدنگر مامور گردید۔ و در ۱۰۰۲ھ اثنین والف بہ پایۂ سریر اکبری معاودت نمود۔ و دہم صفر ۱۰۰۴ھ اربع والف قالب تہی کرد[3]۔ و نزد پدر خود مدفون گردید۔ وقت احتضار نیم شبے اکبر پادشاہ بہ عیادت آمد۔ و سر او را گرفتہ بر زانوے خود گذاشت۔

برہان فضیلتِ فتیح فیضی سواطع الالہام[4] تفسیر بے نقطہ است کہ درین ہزار سال پیشتر ہیچ مستعدی را میسر نہ شد۔ طرفہ این کہ این چنین کار دشوار را در عرض دو سال از مبدء بہ منتہی رسانید۔ میر حیدر معمائی کاشی[5] تاریخ اتمام تفسیر کہ در ۱۰۰۲ھ اثنین والف صورت گرفت۔ سورۂ اخلاص برآورد و دہ ہزار روپیہ صلہ یافت۔ فضلاء عصر برین تفسیر توقیعات نوشتند مثل

---

[1] الملک الفاضل علی بن مبارک بن عادل بن حسن بن نصیر الفاروقی، راجہ علیخان البرہان پوری الملقب بہ عادل شاہ بعد وفات برادر خود محمد شاہ در ۹۸۴ھ بر سریر سلطنت جلوہ افروز شد و بسیاست و تدبر حکمرانی کردہ با سلطان اکبر شاہ تیموری مصالحت کردہ مدد گار او شد و علماء و مشائخ را محب و قدردان بود در ۱۰۰۴ھ وفات یافت و در برہانپور مدفون شد (تاریخ فرشتہ ۲: ۲۸۸-۲۸۹)۔ [2] امیر کبیر برہان بن احمد بن الحسن البحری الاحمد نگری المعروف بہ برہان نظام شاہ۔ بعد از وفات والد خود در ۹۱۴ھ بر سریر سلطنت احمد نگر نشست و عمر وی ہفدہ سال بود۔ کمل خان دکنی امور سلطنت در دست خود گرفتہ بتربیت و تعلیم برہان فرو گذاشت نکرد بعد از تعلیم برہان شاہ امور سلطنت دست خود گرفتہ و با شارہ شاہ طاہر الحسینی در اشاعت تشیع تعصب شدید نمود و تبرا و دشنام طرازی بر خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم شروع کردہ علمائے اہل سنت والجماعۃ را قید کرد بعد ازان بتلقین شیخ طاہر از دشنام خلفاء توبہ کرد و مذہب امامیہ شیعہ اختیار کرد شیخ شاہ محمد نیشابوری و ملا علی گل ستر آبادی و ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و غیرہم علماء شیعہ از مازندران وارد دکن شدند در ۹۶۱ھ وفات یافتہ در احمد نگر مدفون شد (تاریخ فرشتہ ۲ و نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۹۹) [3] تاریخ وفاتش خالدنی النار است (شمع انجمن ۳۶۱) [4] کتاب منفرد است در تفسیر لم یستقرآن لیکن مؤلف دکنی شیعی ملحد بود در حالت کفر و ضلالت تالیف کردہ نعوذ باللہ من اولئک الشیطان

[5] فیضی تخلص از کاشان است۔ فہم عالی و سلیقہ وارد و در فن معما تاریخ گوئی بے بدل، بلکہ علیرا ازین دو نمیداند کہ اسے دیگر ہم می باشد ہمراہ خواجہ حبیب اللہ از گجرات بہ لاہور آمد: (ما معتقد بہ از سرکار بادشاہی و دیگران اہل دخل گرفت و بر سفینہ نشستہ متوجہ وطن گردید چون نزدیک بکنار رسید سفینہ او تباہی شد و ہر چہ داشت بتاراج رفت و در اواخر ماہ حادی عشر بدار آخرت شتافت (منتخب التواریخ ۳۵۱ و آئین اکبری شمع انجمن ۱۶۴)

Marfat.com

شیخ یعقوب کشمیری[1] و سید محمد شامی[2] و ایضاً ملا ظهوری ترشیزی[3] قصیدهٔ غرائے در تقریب بمقتدر باعی در لطائف اہمال نظم کرد۔ و ملا ملک قمی[4] نیز رباعیات در سلک نظم کشید چون نسخه تفسیر کم یاب[5] است تفسیر سورهٔ کوثر که اقصر سور است به تحریر می آید: تا کیفیت آن فی الجمله چهره وضوح وانماید۔

" بسم الله الرحمن الرحیم لما ارتحل ولد رسول الله صلعم وادرکه السام وسمعه العاص وکلم وهو عسور لا ولد له لو ادرکه السام هلك و حسم اسمه صلعم ارسل الله انا اعطیناك محمد الکوثر العطاء الکامل علما وعملا والمورد الامرء ماء والاحمد هواء وورد

---

[1] صرفی تخلص (۹۷۸-۱۰۰۲) خلف شیخ حسن گنائی عاصی از اکابر کشمیر بود علوم متعارفه بخدمت محمد شاه آنی؛ تلمیذ مولانا عبدالرحمن جامی و نیز بخدمت ملا نصیر اکتساب نموده و بزیارت حرمین شریفین شرف اندوز شده از شیخ حسین خوارزمی تعلیم باطن و سند حدیث از شیخ ابن حجر مکی (۹۷۹-۹۹۵ھ) و اکثری از عظمای مشائخ عرب و عجم را ملازمت نموده فوائد کثیر اندوخته رخصت ارشاد و هدایت یافته مریدان وی بسیار بوده‌اند و تالیفات وی مشهور از آنجمله پنج کتب مقابل خمسه مولانا گفته: مسلک الاخیار، مثنوی وامق و عذرا، مثنوی لیلی مجنون، مغازی النبوت مقامات مرشد علاوه ازین مناسک حج، شرح بخاری، حاشیه توضیح تلویح، حاشیه رباعیات رساله از کار و غیره از و یادگار اند (تذکره رحمان علی ۲۵۵ حدائق الحنفیه ۲۹۴-۲۹۵ منتخب التواریخ ۳۲۷-۳۲۸)

[2] الشیخ الفاضل محمد بن ابو محمد شامی برادرزاده شیخ زین الدین المجتهد الشیعی العامل و مسلک او باب مناسب داخل است و بصفت شجاعت و شفاعت موصوف در فنون عربیه مثنی کسائی بود و بدایونی از رقعات او یک رقعه نقل کرده ذکر بهته الخواطر ج ۵ رقم ۵۴۹ و منتخب التواریخ ۳۲۴

[3] شهنشاه دولت سخن که بنهال کلام موزون از یمن تربیت او سر به طارم اخضر کشید نام او محمد طاهر است ملا ملک قمی صبیه خود را در عقد ازدواج مولانا کشید وفات ملا ظهوری در دکن ۱۰۲۵ھ واقع شد "گلزار ابراهیم" "خوان خلیل" و ساقی نامه و دیوان شعر از و یادگار اند (سرو آزاد ۳۳-۳۶ نزهته الخواطر ج ۵ رقم ۳۸۲ منتخب التواریخ ۳۵۹ شمع انجمن ۲۸۴-۲۸۶)

[4] مشهور سخن سرایان است در عهد اکبری در ۱۰۲۴ھ وفات یافت در نهد وارد شده مرتضی نظام شاه بعد ازان برهان شاه والی احمد نگر تقریب حاصل کرد و در بیجاپور دامن دولت ابراهیم عادل شاه گرفته از مقربان بساط عزت گشت و باتفاق مولانا ظهوری الزبور کتاب "نورس" را کرنه هزار بیت است بنام عادل شاه تمام کرده نه هزار هون بالمناصفه صله یافتند (سرو آزاد ۳۱-۳۳ نزهته الخواطر ج ۵ رقم ۶۹۹ مفتاح التواریخ ۲۲۳)

[5] در مطبع نولکشور چاپ شده ۱۲

ماء المدام وهو مورد رسول الله صلعم اعطاه الله صلعم
کرما او المراد الاولاد او علماء الاسلام او کلام الله المرسل فصل
دواما لربك الله لا لما سواه کما هو عمل مرء مراء عمدا لا سهوا و
انحر واسدح لله واعطه اهل السؤال وهو عکس الکلام الاول
المصرح لاحوال اهل السهو والصد واعمالهم ان شانئك عدوك
هو الابتر المعدوم لا ولد له واما الله اولادك ومرامم اوامرك
ومکارم عصرك ومحامد مراسمك "

حواشی

نعام مرگ۔ وصم عیب کردن۔ عسور بالفتح وشوار زاینده۔ حسم بالفتح بریدن۔ اعرّ بالفتح
گوارا تر۔ مرائی ریاکننده۔ سرح ذبح کردن۔ مراد از کلام اول سورهٔ ماعون است۔
وایضاً موارد الکلم نام رساله دارد غیر منقوط در علم اخلاق۔ و ترجمه لیلاوتی که کتابے است
به زبان هندی در علم حساب[۲]۔

(۱۸) شیخ عبدالحق دهلوی قدس سرهٗ

اشتهارش گوش جهانیان را نواخته و خامه مور خان به تحریر مناقب همایوں اجمالاً و تفصیلاً
پرداخته بسطرے چند بر لوح سنگی نقش کرده و رقبهٔ مزار فائض الانوار تعبیه کرده اند۔ درین جریده
بر عبارت لوح اکتفا رود۔ و آن این است :-

"مجملی انا حوال کرامت منوال این مقتدائے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق
واسعة آنکه از مبادی شعور به طاعت حق و طلب علم کمر بسته نزدیک بآوان بلوغ اکثر علوم دین
تحصیل کرد۔ و درسن بست و دو سالگی از همه آن فارغ شده و کلام مجید از بر گرفته بر مسند افاده

---

[۱] این کتاب لیلاوتی بزبان فارسی در لکهنو بزمانه سلطنت سلاطین اودهه چاپ شده ۱۲ [۲] مثنوی "نل و دمن" ترجمه
فارسی "نسنده چرت" ملک الشعراء بثری هرش در سنسکرت نظم کرده فیضی این ترجمه را در ۱۰۰۳ھ مکمل کرد۔ ملا بدایونی می
نویسند: والحق مثنوی است که درین سی صد سال مثل آن بعد از امیر خسرو شاید و هند کسے دیگر گفته شد۔ و نیز کتاب "کرناوار" بصوب فیضی
منسوب کرده اند۔ شیخ ابوالفضل بعد فائق و در ۱۰۰۱ھ از مسودهٔ تبییض در آورد و در کتاب منتخب التواریخ ۳۹۶ و حاشیه بر آئین اکبری ص ۱۸۹
ایڈیشن سرسید۔

Marfat.com

نشست۔ وہم در عنفوانِ جوانی جاذبۂ الٰہی در رسید۔ بہ یک بار دل از یار و دیار برکندہ متوجہ حرمین محترمین گشت۔ مدتے مدید بہ آن مقاماتِ شریفہ اقامت ورزیدہ بہ اقطاب زمان و اولیاء کبار صحبت ہا داشتہ بہ وقائع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت و علاوہ (این) تکمیل فن حدیث نمودہ با برکات فراوان بہ موطن مالوف مراجعت فرمود۔ و مدت پنجاہ و دو سال بہ جمعیت ظاہر و باطن تمکن یافتہ تکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد۔ و بہ نشر علوم سیما علم شریف حدیث پرداختہ بہ نہجی کہ در دیار عجم احدی را از علماء متقدمین و متاخرین دست نہ دادہ است ممتاز و مستثنیٰ گردید۔ و در فنون علمیہ خاصہ فن حدیث کتبِ معتبرہ تصنیف کردہ[1] چنانکہ علماء زمان را اقتنا بہ آن ورزیدہ دستور العمل خود دارند۔ و اہل دانش از خواص و عوام بہ جان خریداری می نمایند۔ تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بہ صد مجلد[2] و بہ حسب شمار ابیات پانصد ہزار رسیدہ است۔ در محرم ۹۸۵ھ این نور باتم پرتو ظہور بہ عالم عنصری داد و در ۱۰۵۲ھ بہ تمام آگہی و کشادہ پیشانی بہ عالم قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیاء و تاریخ رحلت فخر العالم است،

(۱۹) شیخ نور الحق

خلف الصدق شیخ عبد الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہما تلمیذ و مرید و مقبول والد بزرگوار و وارث کمالاتِ صوری و معنوی آن یگانۂ روزگار است۔ چون صاحب قرآن شاہجہان انار اللہ برہانہ از ایام شاہزادگی بر جواہر استعداد عالی او اطلاع داشت۔ وقت برافراختن رایاتِ توجہ جانب

---

[1] چند کتب در علم راقم الحروف برسیدہ: لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح (عربی)، "تائیت بالسنۃ فی امام السنۃ (عربی)، رسالۂ اقسام حدیث (عربی)، رسالہ شب برات (فارسی)، جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین (عربی)، جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ (عربی فارسی)، ترجمۃ الاحادیث الاربعین (عربی)، اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ (فارسی)، اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی المشکوٰۃ (عربی)

[2] استاذ خلیق نظامی در حیات عبد الحق و ندوۃ المصنفین، از ۶۰ عدد تالیفات تجاوز نہ کردہ و شیخ عبد الحق مزبور گو بہ لقب محدث مشہور است اما دستگاہش در فقہ بیشتر از مہارت در علوم سنت سنیہ است و لہذا جانب داری اہل رائے جانب او گرفتہ معہذا جا بہ حمایت سنت صحیحہ نیز نمودہ طالب علم را باید کہ در تصانیف وی خذ ما صفا و دع ما کدر پیش نظر دارد و زلات تقلید او را بر محامل نیک فرود آرد از سوء ظن در حق چنین بزرگواران خود را زود گرداند (تقصار ۱۱۲) ۱۲

دکن شیخ را قضاء مستقر الخلافہ اکبر آباد تفویض فرمود مدتے بہ قضاء آن مصر جامع پرداخت۔ و حق این منصب نازک نوعی کہ باید بہ تقدیم رساند۔ تصانیف فراوان دارد۔ چنانچہ شیخ عبدالحق قدس سرہٗ بہ تحریر ترجمہ مشکوٰۃ دست احسان کشادہ او نیز بہ تحریر ترجمۂ صحیح بخاری۔ صلے فیض عام دادہ۔ نود سال عمر یافت و در ۱۰۳۷ھ ثلث وسبعین والف بہ جوار رحمت آسود آرام گاہ دہلی۔

(۲۰) ملا محمود جونپوری

نقاوۂ علماء اشراقیین وسلالۂ حکماء مشائین است نسبش بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منتہی شود۔ در فنون عقلی ونقلی سیما حکمت سرآمد افاضل ومشار الیہ اناامل بود نزد استاد الملک شیخ محمد افضل جونپوری تلمذ نمود و در عرض ہفدہ سالگی فاتحۂ فراغ خواند و کمیت قلم در میدان تصنیف جولان داد۔ و شمس بازغہ در حکمت و فرائد در فن بلاغت املا کرد۔ مدۃ العمر تولے از و سر برنہ زد کہ ازان رجوع کردہ باشد ہرگاہ سائلی مسئلہ می پرسید اگر دل حاضری بود بہ جواب می پرداخت والا می گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست و او صاحب

صلے منجملہ آن واما شرح شمائل ترمذی (قلمی نسخہ کتب خانہ رامپور) ۲۔ تفسیر سورۂ فاتحہ (قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۳۔ حاشیہ علی شرح جامی (کتب خانہ آصفیہ) ۴۔ شرح مطالع (۵) شرح ہدایہ (۶) شرح قرآن السعدین (مثنوی امیر خسرو) بنام نور العین (۷) رسالہ در بیان رؤیا (۸) محی القلوب (۹) زبدۃ التواریخ (کتب خانہ آصفیہ) ٭

۵۲ المولود ۹۷۷ھ محمد بن محمد سلطان بن فرید الدین بن بہاء الدین عثمانی افضل الفضلاء عصر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ از نسل عثمان ہارونی بود در سال ۱۰۶۲ھ وفات یافت ملا محمود جونپوری (م ۱۰۶۲ھ) از ارشد تلامذہ او بود تذکرہ علمائے ہند ۱۸ از نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۹۳ سبحۃ المرجان ۱۲۹۰۲ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۵۳ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری (طبع ۱۲۹۸ھ مطبع علوی محمد علی حسن خاں لکھنؤ) (رک: حیات شیخ عبدالحق خلیق نظامی ۲۵۹-۲۶۰) ٭ ۵۴ و خلف آن شیخ نور اللہ است و شیخ نور اللہ را چہار فرزند خلف اند و شیف اللہ مؤلف اشرف الوسائل شرح شمائل و شیخ محب اللہ مولف منبع العلم شرح صحیح مسلم ۵۵ علیم اللہ و جاء اللہ۔ شیخ محب اللہ حافظ محمد فخر الدین مؤلف شرح حصن حصین فارسی و ترجمہ فارسی کتاب عین العلم مولفہ شیخ محمد بن سلطان بلخی و فرزند حافظ فخر الدین، شیخ الاسلام محمد بود کہ صاحب تالیف است و فرزند ش شیخ سلام اللہ رامپوری است کہ مؤلف محل بحل اسرار مؤطا مالک است و علاوہ ازین تالیفات دیگر نیز دارند و شیخ نور الاسلام و محمد سالم خلف شیخ سلام اللہ رامپوری نیز از علماء بودند و ماخوذ از حیات شیخ عبدالحق خلیق نظامی ۳۶۱-۲۶۴ ٭ ٭

Marfat.com

قران ثانی شاہجہان[1] را بہ رصد بستن راغب ساخت۔ وزیر از بعضے وجوہ رائے بادشاہ را برگردانید وگفت مہم بلخ در پیش است وخزائن فراوان مطلوب وزمینے کہ برائے رصد تجویز کردہ بود بعد چندے ظاہر شد کہ یکے از حکماء پیشین آن محل را برائے رصد اختیار کردہ بود۔

شیخ محمد افضل استاد علامہ فرمود از وقتے کہ علامہ تفتازانی[2] و جرجانی[3] از عالم رفتہ اند کسے اجتماع و فاضل بہ این فضیلت در یک شہر نشان نہ دادہ یعنی ملا محمود و شیخ عبدالرشید کہ ذکرش می آید۔

شاہ شجاع[4] بن صاحبِ قران شاہجہان نزد علامہ تلمذ کرد و بہ امیر الامرا شایستہ خان[5] فرامد گذرانید۔ واو را رسالہ ایست در فن نایکا بہید بہ زبان فارسی و آن چنان است کہ ہندیان معشوقہ را بہ اعتبار اداہا و انداز و درجاتِ عمر و مراتب الفت و بے الفتی وغیر ذلک چندین قسم گفتہ اند و ہر

---

[1] شہاب الدین محمد خلف سوم جہانگیر بادشاہ۔ ولادت سنہ ۱۰۰۵ھ جلوس ۱۰۳۷ھ وفات ۱۰۷۶ھ مفتاح التواریخ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱

ہر قسم را نامی معین ساختہ و اشعار آبدار در ہر قسم بہ نظم آوردہ۔ رحلت ملا محمود نہم ربیع الاول ۱۰۶۲ھ
اثنین وستین والف اتفاق افتاد روزگار ناتوان عین در عین حیات استاد بساط زندگانی ملا محمود
در نوردید۔ تا چہل روز استاد را کسے تبسم نہ دید و بعد چہل روز استاد بہ شاگرد ملحق گردید۔ شخصے
این مصراع تاریخ یافت ع

زمحمود وافضل بگو آہ و آہ ۱۰۶۲ھ

(۲۱) شیخ عبدالرشید جونپوری ملقب بہ شمس الحق قدس سرہٗ

از کبار اولیاء اعاظم علماء است شاگرد شیخ فضل اللہ جونپوری[1] و مرید پدر خود شیخ مصطفیٰ
و او مرید شیخ محمد[2] بن شیخ نظام الدین امیتوی است قدس اللہ اسرارہم۔ و خلافت از سلاسل
دیگر نیز داشت[3] در اوائل حال مشغول درس بود۔ آخر ہمہ را ترک دادہ بہ مطالعۂ کتب حقائق
سیما تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی[4] قدس سرہٗ میل کلی بہم رساند و عبارات شیخ را کہ محل

---

[1] ای ملا افضل جونپوری بن حمزہ ماژندرانی کہ افضل الفضلای و اعلم العلماء دہر بود و بلقب استاذ الملک
شہرت یافت بسال ۹۷۷ھ در قصبہ ردولی تولد یافت و از حلقۂ درس ملا محمد حسین استفادہ کرد و می تلمیذ ظاہری ملا طاہر
لاہوری و حکیم اسماعیل بود ملا افضل جامعہ علوم عقلیہ و نقلیہ بود و متشرع و متقی خوش خلق و سلیم المزاج اوقات عزیزش
والما در خدمت علم صرف می کرد ملا محمود جونپوری صاحب الشمس بازغہ و دیوان عبدالرشید صاحب رشیدیہ از ارشد
تلامذہ وی بودند در ۱۰۴۲ھ وفات یافت (تذکرۂ رحمان علی ۱۸ سبحۃ المرجان ۹۰۲ نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۹۳ تاریخ جونپور
۱۱۷-۱۱۲ :) [2] شاہ جمال مصطفیٰ جونپوری ۱۰۲۲ھ بعد در عہد عالمگیر وفات یافت (چین قلیچ خان لاہوری از استفادہ
کردہ زبدۃ الخواطر ج ۵ رقم ۱۹۰) [3] الغثمانی از رجال مشہور بفضل و صلاح است در ۱۱۰۱ھ وفات یافت (نزہت
الخواطر ج ۵ رقم ۵۸۴) [4] شمس الحق حضرت مخدوم آفتاب ہندی سہروردی و خاندان مخدوم قطب الدین بنیادل (۷۷۶-
۹۲۵ھ جونپوری و خاندان مخدوم شیخ اوحدی و غیرآن (تاریخ جونپوری ۶۴۷) [5] ابن عربی (۵۶۰-۶۳۸ھ ۱۱۶۵-
۱۲۴۰م) محمد بن علی بن محمد ابوبکر الحاتمی الطائی المعروف بہ محی الدین ابن عربی الملقب بہ "شیخ اکبر" فیلسوف از آئمہ متکلمین
در ہر علم بنابر شطحات شیخ بعض علماء او را تکفیر و ی فتوی دادند و اکثر علماء در مدح و قدح شیخ کتب و رسائل نوشتہ شیخ مجدالدین
فیروزآبادی صاحب قاموس (۸۱۷ھ) بنام "الاغتباط بمعالجۃ ابن الخیاط" رسالہ تالیف کرد و قال الشعرانی قصد گفتہ و اجاب
فیہ علی سؤال عن ابن عربی و عن مطالعۃ کتبہ شیخ سعدالدین الحموی (۷۲۷ھ) و کمال الدین زملکانی (۷۲۷ھ) و الشیخ
عزالدین بن عبدالسلام ابن عربی را مدح کردہ الصلاح الصفدی (۷۶۴ھ) و در تاریخ خود بر احوال شیخ مفصل
نوشتہ حافظ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) و در مدافعت عن ابن عربی بنام "تنبیہ الغبی علی تنزیہ ابن عربی" بقیہ ص ۱۹۲

Marfat.com

طعن علمار ظاہر است بر محامل نیک فرود می آورد۔ و با ارباب دول آمیزش نمی کرد صاحب قران شاہجہان بہ استماع اوصاف قدسیہ خواہش ملاقات نمود۔ و منشور طلب مصحوب یکی از ملازمان آداب دان فرستاد۔ شیخ ابا کرد و قدم از کنج عزلت بیرون نہ گذاشت تصانیف مفیدہ دارد مثل رشیدیہ در فن مناظرہ و زاد السالکین و شرح اسرار الخلوہ[1] کہ مختصری است از ابن عربی و رسالہ محکوم مربوط ترجمہ بعض مواضع کلام ابن عربی و حواشی متفرقہ بر شرح مختصر عضدی[2] و حواشی فارسی بر کافیہ و مقصود الطالبین در اوراد و وظائف و دیوان شعر شمسی تخلص می کرد۔ سنت نماز صبح خواندہ تحریمہ فرض بستہ بود کہ داعی حق را لبیک اجابت گفت۔ فی سنہ ۱۰۸۳ ثلث و ثمانین والف۔

بقیہ حاشیہ صـ۱۹۱ تالیف کرد شیخ ابراہیم بن محمد حلبی (د) بر این رسالہ سیوطی بنام تفسیر الغبی فی تکفیر ابن عربی نوشتہ و در این سلسلہ در ج ذیل کتب را مطالعہ باید کرد عنوان الدرایہ الروضۃ الغنا النعمان آفندی اسرا المجتبی فی ضریح ابن عربی عبد الغنی نابلسی۔ الرد المتین علی منتقض العارف محی الدین محمد بن سعد انکلستی الفتح الربانی از شوکانی۔ مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی و امام شوکانی گفتہ از این قسم فتاوی بر اہل علم پرہیز لازم است (التاج ۱۲۴)، شیخ طہ عبد الباقی سرور در سیرت شیخ مستقل تالیف نوشتہ۔ تالیفات شیخ از قسم کتب و رسائل بہ چہار صد رسیدہ من جملہ آنہا الفتوحات المکیہ و خصوص الحکم مشہور تر اند شیخ عبد الوہاب شعرانی سنہ ۹۷۳ھ فتوحات مکیہ را اختصار کردہ آن را بہ "مواقع الانوار القدسیہ المنتقاۃ من الفتوحات المکیۃ" موسوم کرد من بعد آن مختصر را بنام "الکبریت الاحمر من علوم الشیخ الاکبر" مختصر کردہ در ک: فوات الوفیات ۲: ۲۴۱ مفتاح السعادۃ ۱: ۱۸۷ میزان الاعتدال ۳: ۱۰۸ لسان المیزان ۵: ۳۱۱ نفح الطیب ۱: ۴۰۴ شذرات الذہب ۵: ۱۹۰ معجم المطبوعات ۱۷۵ التمور یہ ۳: ۲۰۱ مرآۃ الجنان یافعی ۴: ۱۰۰) ۱۲ نام این کتاب در اصل "الانوار" در اسرار خلوۃ است مولانا السید عبد الحی در نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۶۱۱ این کتاب را باسم اسرار السالکین ذکر کردہ رک: زرکلی ۸: ۱۷۰: شیخ جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر المعروف بہ ابن حاجب نحوی (د ۵۷۰-۶۴۶ھ) یک کتاب در اصول فقہ بنام "الاصول" تالیف کرد من بعد این را اختصار کردہ آنکہ بنام مختصر الاصول ابن حاجب مشہور است بر این مختصر علامہ عضد الدین عبد الرحمان بن احمد الایجی (د ۷۵۶ھ) یک شرح تالیف کرد آنکہ بنام شرح مختصر عضدی شہرت دارد این شرح متداول است سید شریف جرجانی بر آن حواشی و حواشی شریفیہ، نوشتہ و صاحب ترجمہ را نیز بر این حواشی متفرقہ اند ۱۲

Marfat.com

(۲۲) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی برداللہ مضجعہ

علامۂ زمان وافتخار زمانیان است۔ الحق در جمیع فنون درسی مثل او از زمین ہند برنہ خاست۔ آثار دانش باین کیفیت وکمیت وحسن قبول بر صفحۂ روزگار نہ گذاشت۔ مولد ومنشاء او سیالکوٹ از توابع لاہور ست ودر عنفوان سن تمیز دامن ہمت بہ طلب علم برزد بیشتر نزد ملا کمال الدین کشمیری[1] کہ متوطن بلدۂ سیالکوٹ وبلند پرواز عالم ملکوت بود تلمذ نمود، ودر فرصت کمی ہلال استعدادش بدر کامل گشت وعرصۂ جہان را بہ لوامع فیض مملو ساخت۔ در عہد جہانگیری بہ معاش ضروری ساختہ در وطن مالوف بسر می برد۔ چون نوبت وارائی ہندوستان بہ صاحب قران شاہجہان انار اللہ برہانہ رسید[2] وطائفہ علماء شعراء ارواجی دیگر پدید آمد۔ ملا درین عہد بارہا خود را بہ درگاہ خلافت رسانید۔ ہرگاہ وارد حضور می گردید بہ رعایت نقود نامعدود مخصوص می گشت۔ ودو بار بہ زر سنجیدہ شد ومبالغ ہم سنگ ہم گرفت وچند قریہ بہ رسم سیورغال انعام شد۔ ملا بہ حضور خاطر وفراغ بال در وطن مالوف اقامت داشت وتخم علم وفضل در سرزمین سینہ ہا وسفینہ ہا می کاشت۔ تصانیف او در بلاد عرب وعجم سائر ودائر است۔ بہ این تفصیل۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ شریفیہ[3]۔ شرح مواقف[4]۔ حاشیہ شرح عقائد

---

[1] بن موسیٰ الحنفی جامع علم وعمل وزہد وتقویٰ بود مدتے مدید در لاہور وسیالکوٹ بر مسند تدریس وتلقین متمکن بود وافادہ وافاضۂ خلق نمودہ شیخ احمد مجدد الف ثانی نیز از تلامذہ وی اند در ۱۰۱۷ھ در بلدۂ لاہور وفات یافت مولانا رحمان علی در تذکرہ نوشتہ کہ قبرش فی زماننا مغفول واست ملحق حق قطب وتاج الاولیاء ملا کمال است (رک: نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۰۵ تذکرہ علمائے ہند ۷۳) [2] (۱۰۲۷-۱۰۶۸ھ) ::

[3] در حاشیہ ص ۲۰۴ مذکور شد کہ کتاب شریفیہ تالیف سید شریف جرجانی (۸۱۶ھ) است کہ بر شرح مختصر الاصول عضدی حواشی نوشتہ صاحب ترجمہ بر این کتاب حاشیہ نوشت وکتاب دیگر شریفیہ شرح سراجیہ است در علم فرائض [4] از عبدالرحمن عضد الدین الایجی المتوفی ۷۵۶ در علم کلام است وبر آن سید جرجانی شرح نوشتہ آنکہ باسم "شرح مواقف" شہرت دارد ::

Marfat.com

تفتازانی۔ حاشیہ خیالی[۵۱]۔ حاشیہ شرح شمسیہ[۵۲] حاشیۂ عبدالغفور۔ تکملہ حاشیہ عبدالغفور حاشیہ شرح مطالع[۵۳] حاشیہ شرح عقائد ملاجلال دوانی[۵۵]، دُرّہ ثمینہ[۵۶] در اثبات واجب تعالیٰ حواشی در کنار شرح حکمۃ العین۔ حواشی در کنار شرح ہدایہ حکمت۔ حواشی در کنار مراح الارواح۔ دوازدہم ربیع الاول ۱۰۶۷ھ سبع وستین والف طور مار حیات پیچیدہ۔ و در سیالکوٹ مدفون گردید۔

(۲۳) ملا عصمت اللہ سہارنپوری نوراللہ مرقدہ

از مشاہیر علماء ہند ست اگرچہ مکفوف البصر اما بینایان را راہ دانش و بینش می نمود۔ عمرہا درس گفت و تصانیف مفیدہ بہ قلم آورد۔ از تحریر آتش حاشیۂ شرح ملا متداول است وفاتش در ۱۰۳۹ھ تسع وثلاثین والف اتفاق افتاد۔ درین سال قلم مستانہ می خرامد و آہنگی از مقام حجاز سر می کند۔ در سال مذکور نوزدہم شعبان شب چہارشنبہ باران شدید بر زمین مکہ معظم بارید۔

---

[۵۱] ای السید احمد بن موسیٰ الشہیر خیالی المتوفی بعد سنہ ۸۶۰ھ بر شرح سعد تفتازانی ۔

[۵۲] شمسیہ۔ کتابیست در منطق کہ نجم الدین عمر بن علی القزوینی المعروف بہ کاتبی (۶۹۳ھ) تلمیذ نصیر الدین طوسی بہ نام خواجہ شمس الدین محمد تالیف کردہ و ازین وجہ موسوم است بہ شمسیہ۔ علامہ قطب الدین رازی (۷۶۶ھ) یک شرح این کتاب بنام وزیر غیاث الدین محمد وزیر سلطان خدابندہ نوشتہ کہ مشہور است بنام تحریر القواعد المنطقیہ فی شرح شمسیہ و این را قطبی نیز گویند بر این شرح قطب مشاہیر علماء حواشی نوشتہ اند من جملہ آنہا حاشیہ سیالکوٹی است میر سید شریف (سید السند) جرجانی (۸۱۶ھ) بر این شرح نیز حاشیہ نوشتہ است کہ مشہور است بہ "حاشیہ کوچک" و او را "میر قطبی" و "شرح شریفیہ در منطق" نیز گویند ۱۲ [۵۳] مولانا عبدالغفور لاری (۹۱۲ھ) از عمدہ ترین تلامذہ مولانا عبدالرحمان جامی (بود ملقب بہ ضی الدین است او بر الفوائد الضیائیہ آنکہ شرح کافیہ ابن حاجب است، حواشی نوشتہ تا مفردات ملا عبدالحکیم سیالکوٹی آن حواشی را تکملہ نوشت بحیث لا یمکن التمییز بینہما (حدائق الحنفیہ ۱۴۱، ۳۵۳۔ تذکرۂ علمائے ہند ۱۲۵)۔ [۵۴] سراج الدین محمود بن ابی بکر الارموی (۶۸۲ھ) در منطق یک کتاب بنام "مطالع الانوار" نوشتہ مولانا قطب الدین رازی (۷۶۶ھ) این کتاب ارموی را شرح نمودہ بہ "لوامع الاسرار" موسوم کرد۔ من بعد این شرح باسم "شرح مطالع" مشہور شد بر این شرح علامہ سیالکوٹی حاشیہ نوشت نیز بر این شرح قطب میر سید شریف جرجانی (المتوفی ۸۱۶ھ) حاشیہ نوشتہ کہ آنرا حاشیہ شریفیہ مطالع میگویند ۱۲ [۵۵] المتوفی ۹۰۸ھ و ابن شرح دوانی بر عقائد عضدیہ است ۔ [۵۶] دُرّہ ثمینہ رسالہ است ۔

Marfat.com

وسیلے عظیم درونِ مسجد در آمدہ تا طراز جامۂ کعبہ بلند گردید مقام زیر آب ماند۔ و ناودان فرو افتاد۔ و درون خانہ یک قدِ آدم آب ایستاد۔ مقدار قامت آدمی مسجد از خاک و خاشاک پُر گشت۔ و مزہ آب زمزم تغیر یافت۔ بہ حدے کہ از گلو فرو نمی رفت و بشتم شعبان روز پنجشنبہ بعد عصر خانۂ کعبہ فرو نشست۔ و بنائے کہ حجاج کردہ بود افتاد از جہت شامی تمام و از جہت شرقی حتی الباب و از جہت غربی سہ ربع۔ اللہ اکبر بعد ظہور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سقوط کعبۂ شریفہ گاہے واقع نہ شد۔ درین حادثہ چہار ہزار خانۂ عباد موافقت خانۂ خدا کرد۔ و قریب پانصد کس بہ طوفانِ فنا رفت۔ سلطان مراد رابع[1] بن سلطان احمد والی روم انار اللہ برہانہ بہ تعمیر خانۂ مبارک امر فرمود۔ و در سنہ ۱۰۴۰ اربعین و الف عمارت ہمایون بہ اتمام رسید۔ و بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ سلطان مراد بہ احراز این سعادت عظمیٰ فائز گردید۔ و عمارت مسجد حرام کہ الآن موجودہ است پیش ازین سلیم ثانی[2] رفع اللہ قدرہ در سنہ ۹۸۰ ثمانین و تسع مائۃ بنا نہادہ۔ و جانب شرقی و شمالی مرتب ساختہ بہ معمورۂ اخروی شتافت۔ فرزند ارجمندش سلطان مراد ثالث اکرم اللہ مثواہ بہ تعمیر باقی پرداخت۔ و در سنہ ۹۸۴ اربع و ثمانین و تسعمائۃ بہ انجام رسانید۔ حسن این عمارت عالی شان تعلق بہ مشاہدہ دارد۔

(۲۴) میر محمد زاہد الہروی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم[3] در بلدۂ فاخرۂ ہرات متولد گردید۔ و در دار الملک کابل توطن

---

[1] بن سلطان احمد بن محمد بن سلیم والی روم المولود ۱۰۱۸ھ سریر آرائی ۱۰۳۲ وفات ۱۰۴۹ھ... (البدر الطالع ج ۲ ص ۳۰۰) [2] سلطان سلیم بن بایزید بن محمد بن مراد بن بایزید بن مراد بن اورخان بن عثمان الغازی (موسس سلطنت عثمانیہ) مترجم لہ در ۸۷۲ھ ولادت یافت سریر آرائی ۹۱۷ھ وفات ۹۲۶ھ پسرش سلطان سلیمان بن سلیم المولود ۹۰۰ھ سریر آرائی ۹۲۹ھ وفات ۹۷۴ھ پسرش سلیم ثانی بن سلیمان بن سلیم اول المذکور ولادت ۹۲۵ سریر آرائی ۹۷۴ وفات ۹۸۳ھ (البدر الطالع ج ۱ ص) و اما عاصر بیت اللہ الحرام پس مراد بن سلیم بن سلیمان است آنکہ در ۹۹۳ھ وفات یافت و در ۹۸۲ھ تخت سلطنت را زینت دادہ در ۱۰۰۳ھ وفات یافت (البدر الطالع ج ۲ ص ۳۰۱ مفتاح التواریخ ۱۹۹) [3] نیز برائے احوال قاضی اسلم ہروی رک: تذکرۂ علمائے ہند ۷۸، ابزم تیموریہ ۲۱۴-۲۱۵ حدائق الحنفیہ ۱۲۴ نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۹۰ ابجد العلوم ۹۰۴

Marfat.com

برگزید۔ قاضی از اولاد مولانا خواجہ کوہی[1] است کہ از مشاہیر مشائخ خراسان بود۔ در اوائل سلطنت جہانگیری بہ ارادۂ تحصیل علم جانب لاہور شتافت۔ و در حلقۂ درس شیخ بہلول[2] کہ از صنادید علمار آن مکان بود تلمذ نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل بہ مستقر الخلافہ اکبر آباد رفتہ باریاب محفل جہانگیری گردید و بہ واسطۂ قرابتی کہ با مولانا میر کلان محدث نور اللہ ضریحہ داشت مورد عنایات سلطانی شد۔ و منصب قضا رکابل تفویض یافت۔ مولانا میر کلان نبیسۂ[3] مولانا خواجہ کوہی است۔ علم از علما را عیان عصر فرا گرفت۔ و حدیث از میر جمال الدین[4] محدث و سید میرک شاہ[5] سند کرد۔ و سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت و بسیار سازاکا بر سلسلۂ علیۂ نقشبندیہ را دریافت۔ و چون وارد ہند گشت۔ اکبر شاہ مراسم احترام فوق الحد بجا آورد۔ و برائے تعلیم شاہزادہ سلیم برگزید۔

---

[1] ابن وی خواجہ محمد سعید خراسانی المعروف بہ میر کلال از اساتذہ علی قاری بود۔

[2] چشتی صابری مرید شاہ بھیکہ چشتی از قوم افغانان بود علوم منقول و معقول از سید عبد الرشید و سید عتیق اللہ جالندھری حاصل کرد و وضع قلندرانہ داشت تقریباً نود کتب جلد تصنیف فرمود سید عظیم اللہ جالندھری ہم در علوم ظاہری شاگرد وی بود (خزینہ ج ۱ ص ۴۹۸) [3] محمد سعید الحنفی الخراسانی المعروف بہ میر کلان محدث معلم شاہزادہ نور الدین محمد جہانگیر علوم عقلیہ بر ملا عصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ اسفرائینی (سنہ ۹۴۳ھ) حاصل کرد حدیث بر سید نسیم الدین میرک شاہ بن جمال الدین حسینی ہروی سند کرد ملا علی قاری در شارح مشکوٰۃ المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ سید غضنفر بہروالی (متوفی سنہ ۱۰۴۰ھ) در علم حدیث از تلامذہ بودند و سنہ ۹۸۳-۸۱ در اکبر آباد انتقال نمود "فخر زمانہ" تاریخ وفات است (تذکرۂ علمائے ہند ۲۳۰-۲۳۱ حدائق الحنفیہ ۳۸۵ ابجد العلوم ۹۰۴ و بوستان اخیار ۲۱۹ نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۵۰۲) [4] میر جمال الدین ناشی عطار اللہ بن فضل اللہ الحسینی الشیرازی الملقب بہ جمال حسینی و معروف بہ میر جمال الدین صاحب روضۃ الصفا در وصف وی قصیدہ گفتہ از تالیفات وی کتاب روضۃ الاحباب فی سیر النبی و الآل و الاصحاب کتاب بے نظیر است شاہ عبد العزیز دہلوی در عجالۂ نافعہ گفتہ: اگر نسخہ صحیحہ این کتاب میسر شود از ہمہ کتب سیرت بہتر است مگر شیخ عبد اللہ السلطانپوری (متوفی سنہ ۹۹۱-۹۵) گفت این کتاب از تالیفات شیخ جمال الدین محدث نیست زیرا کہ در جزء ثالث این کتاب در وصف علی گفتہ۔

ہمیں بس بود حق مانی او: کہ کردند شک در خدائی او۔ و ازین بیت عقیدہ حلول ظاہر میشود۔ میر جمال جملہ علوم و فنون از عم خود سید اصیل الدین حسینی و معاصرین ایشاں حاصل کرد و در مدرسہ سلطانیہ شریفیہ در گنبدے کہ والا مقبرہ خاقان منصور است و در خانقاہ اخلاصیہ بدرس و افادہ اشتغال داشتہ رک: روضۃ الصفا ۸۱-۸۲ روضات الجنات ۴۹۹-۴۷ فوائد الرضویہ (عباس قمی) ج ۱ ص ۲۶۳ حدائق الحنفیہ ۳۶۸-۳۶۹ مقالات الشعراء و حواشی آن سید راشدی ۵۲۷-۵۴۸

[5] نام وی محمد بن عطار اللہ الحسینی الدشتکی الشیرازی و نسیم الدین لقب المعروف بہ میرک شاہ در علوم حدیث و دیگر فنون تلمیذ پدرش محمود سید جمال الدین محدث است سن وفات وی مذکور نیست (رک: روضۃ الصفا ۸۳۰)

Marfat.com

وجم غفیر از مردم این ملک از مولانا علم حدیث اخذ نمودند۔ ملا علی قاری[1] از مولانا حدیث سند کرد چنانچہ در عنفوان مرقاۃ شرح مشکوۃ می گوید کہ:

"ثم انی قرات بعض احادیث المشکوٰۃ علی منبع بحر العرفان مولانا التہیر بمیر کلان وھو قرا علی زبدۃ المحققین وعمدۃ المدققین میر کشاہ وھو علی والدہ السیّد السند مولانا جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب وھو علی عمہ السید اصیل الدین الشیرازی[2] رحمھم اللہ تعالیٰ"

مولانا در محرم سنہ ۹۸۳ ثلاث وثمانین وتسع مائۃ در عمر صد سالگی متوجہ دار البقا گردید۔ خوابگاہ آگرہ۔ چون قاضی محمد اسلم مدت ہا بہ قضاء کابل پرداخت۔ و بہ تدین وتورع اشتہار یافت جہانگیر بادشاہ اورا در حضور طلبیدہ قضاء عسکر را نیز بہ او داشت۔ وچون صاحب قران شاہجہان سریر سلطنت را آرایش داد۔ قاضی را بران عہدہ بحال داشت و بہ منصب ہزاری پایہ اش افزود۔ قاضی مدت سی سال قضاء عسکر را باکمال دیانت ادا کرد۔ وہمیشہ منظور نظر خسروانی بود۔ ودر سنہ ۱۰۵۲ اثنین وخمسین والف پادشاہ اورا بہ زر کشید وشش ہزار وپانصد روپیہ ہم سنگ تسلیم شد۔ ودر سنہ ۱۰۶۰ ستین والف روزے اسپان را بہ طریق معتاد از نظر بادشاہی می گذرانیدند۔ ناگہ اسپ بہ جولان آورد ناگاہ بہ قاضی می رسد قاضی را اناستیلا رو ابہمہ یا لغزی دست می دہد و بر زمین می افتد۔ قریب چہار ماہ ازین آسیب صاحب فراش بود۔ بعد حصول عافیت التماس رخصت کابل نمود۔ درجہ پذیرائی یافت۔ وسیور غال کابل وجز آن کہ زیادہ بر وہ ہزار روپیہ بہ طریق انعام علاوہ منصب بہ او مقرر بود بہ دستور سابق مسلم ماند۔ ودر آغاز سنہ ۱۰۶۱ احدی وستین والف قضا کرد۔ قبرش

---

[1] علی قاری زین سلطان محمد الہروی الحنفی المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ

[2] نامش عبداللہ و اصیل الدین لقب است سلسلہ نسب وی:۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللطیف بن جلال الدین یحییٰ الشیرازی الاشتکی الہروی تلمیذ شرف الدین عبدالرحیم مرہی محدث (م ۹۲۹ھ) شیخ اصیل در سنہ ۹۸۴ھ وفات یافت از یادگار او کتاب درج الدرنی میلاد وسید البشر و ہزار مزار (مزارات ہرات) است رک روضۃ الصفا ج ۷ ص ۲۷ و ہدیۃ العارفین ۱: ۴۷۰۔

Marfat.com

در بلدهٔ لاہور است۔ خلف الصدق او میر محمد زاہد پہلوان میدان تحقیق و پیش رو کوچہ تدقیق است۔ وقت طبعش خون از رگِ اندیشہ چکانیدہ و لطافت ذہنش رنگ سخن را بہ مرتبہ بورسانید علم از پدر بزرگوار و دیگر علمار روزگار اخذ کرد۔ اما بہ قوت ادراکِ خداداد قدم از استادان پیش گذاشت و رایت فوقیت در مستعدانِ زمان برافراشت۔ و در رمضان ۱۰۶۴ھ اربع وستین و الف از پیشگاہ صاحب قران ثانی شاہجہان بہ خدمت واقعہ نویسی دار الملک کابل مامور شد۔ و در سال ہشتم جلوس عالمگیری بہ منصب احتساب اردوے پادشاہی معزز گردید۔ و بعد چندی صدارت کابل تفویض یافت۔ و بہ این تقریب در وطن مالوف گوشۂ جمعیتی گرفتہ متاع گرانمایۂ علم را در چار سوئے عالم رواج می داد و کتب غرابہ خامہ وقت طراز بہ تحریر آرد مثل حاشیۂ شرح مواقف[1] و حاشیۂ شرح تہذیب علامہ دوانی[2] و حاشیۂ تصور و تصدیق ملا قطب الدین رازی[3] و حاشیۂ شرح ہیاکل[4] از محمد اسلم خان فرزندزادہ میر استفسار رفت کہ سال وفات میر چیست۔ گفت ۱۱۱۱ھ احدی و مائۃ والف مرقد او در کابل است

(۲۵) ملا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ مضجعہ

امام اساتذہ و مقتدائے جہابذہ است۔ معدن عقلیات و مخزن نقلیات اصلش از شیخ زادہ ہائے سہالی من اعمال لکھنو است۔ شیخ زادہ ہائے سہالی دو فریق از و انصاری

---

[1] المواقف فی علم الکلام للعلامہ عضد الدین عبد الرحمن بن احمد الایجی القاضی۔ این کتاب برائے غیاث الدین منصور خوانندہ تالیف و سید شریف جرجانی ۸۱۶ھ بر این شرح نوشت و این کتاب بہ شرح مواقف مشہور است میر مزبور بر این شرح حاشیہ نگاشت (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۷۵۱ ورک حاشیہ ۵ ص ۲۰۴۸) [2] تہذیب المنطق و الکلام۔ للعلامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ این متن لغایت مختصر بود حصۂ منطق وی احسن و مشہور تر بود علامہ جلال دوانی (م ۹۰۷ھ) بر این حصہ شرح نوشتہ و بر این شرح متعدد علمار حواشی تعلیق کردہ منجملہ آن حاشیہ میر مزبور است ۱۲ [3] قطب الدین محمد بن محمد رازی المعروف بہ تحتانی از مشاہیر در زمان خود بود تالیفات و حواشی کتب فنون از و معروف اند منجملہ آن رسالۂ "تصور و تصدیق" است میر مزبور بر آن حاشیہ نوشت ❊

[4] نام کتاب ہیاکل النور است کہ تالیف شیخ شہاب الدین یحیی بن حبش السہروردی المتوفی ۵۸۷ھ است بر این کتاب مولانا جلال الدین دوانی (م ۹۰۷ھ) شرحے نوشتہ میر زاہد ہروی بر این شرح حواشی نوشتہ (درک کشف الظنون ۲: ❊

Marfat.com

وعثمانی۔ ریاستِ شہر وزمینداری آنجا تعلق بہ ہر دو فریق دارد۔ ملا قطب الدین از شیخ زادہائے انصاری است۔ کسبِ کمال بہ خدمت ملا شیخ دانیال جوراسی[1] از تلامذۂ ملا عبدالسلام دیوہ[2] و قاضی گھاسی نمود[3] و دست بیعت بہ قاضی گھاسی داد قاضی گھاسی عمدۂ تلامذہ و اکمل خلفاء شیخ محب اللہ الہ آبادی بود[4]۔ ملا قطب الدین عمرہا انجمن درس آراست۔ و جہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایۂ تکمیل رساند۔ و امروز سلسلۂ استفادہ اکثر علماء کشور ہندوستان بہ او منتہی می شود۔ شیخ زادہائے عثمانی از جہت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد اللہ خان زادہ[5] ساکن پنیتی پور کہ از سہالی پنج کروہ است اتفاق کردہ بر ملا شبخون آوردند۔ و این چنین عالم عدیم المثل را شربت فنا چشانیدند۔ ملا بر شرح عقائد علامہ دوانی حاشیہ[6] دقیقی تعلیق کردہ بود فتنہ جویان وقت شبخون خانہ ملا آتش زدند۔ حاشیۂ مذکور در ضمن اثاث البیت طعمۂ آتش بیداد گردید۔ شہادت ملا در ۱۰۱۳ھ ثلث و مائۃ و الف واقع شد۔ شخصے مصراع تاریخی در بحر خفیف یافتہ کہ دران ترکیب توصیفی قطع می شد لہذا فقیر مصراع را در وزن رباعی بردہ سہ مصراع دیگر ساخت کہ ؎

علامۂ بحر ز اخذ فضل و ہنر — در دامنِ ارباب طلب ریخت گہر
دل خون شد و تاریخ وفاتش فرمود — قطب عالم شدہ شہید اکبر

---

[1] الحنفی العمری نسب او بہ شیخ زین الدین علی الاودی (م ۸۰۱ھ) ابن اخت الشیخ نصیر الدین محمود الاودی ثم الدہلوی تلمیذ مفتی عبدالسلام دیوی (م ۱۰۳۹ھ) و مرید شیخ سخی حفید شیخ نظام الدین امیٹھوی (م ۹۸۱-۹۷۹ھ) و شیخ قطب الدین محمد سہالوی از تلامذہ وی است ذ: نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۲۲۲ : ۲ رک : رقم ۲۴ ذکر فضلاء۔

[2] شیخ صدر الدین بن قاضی داؤد چشتی الہ آبادی المعروف بہ قاضی گھاسی المتوفی فی عہد عالمگیر ۱۲ھ دانشمند متبحر از مشاہیر علمائے صوفیہ در علوم ظاہر و باطن سرخیل امثال و اقران خود بود نسبش از بوساطت شیخ فرید شکر گنج بحضرت عمر رض پیوندد خرقۂ خلافت از شیخ ابوسعید گنگوہی (م ۹۴۹ھ) حاصل فرمود و بلقب شیخ کبیر مشہور شد و حضرت ایشان از اکابر شاہجہانی اقوال ابن عربی بودند مثل ابن عربی بروی نیز علماء جرح و مدح کردہ اند صاحب تصانیف مشہور است ازان جملہ شرح خصوص عربی و فارسی و رسالہ تسویہ مشہور اند و رسال ۱۰۵۲ھ آن آفتاب عالمتاب در پردۂ عدم متواری گشت قاضی گھاسی الہ آبادی (صدر الدین بن قاضی داؤد و پیر سید کبیر قنوجی از ارشد تلامذہ و خلفاء وی بودند درک : تذکرہ علمائے ہند ۱۷ از نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۴۲ : ۳

[3] دوانی بر عقائد عضدیہ شرح نوشت و ملا بر آن شرح حاشیہ است :

(۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نوراللہ مرقدہٗ

اصلش از سادات امیتی من مضافات اودھ است۔ از وطن خود نقل کردہ شمس آباد را مشرق انوار ساخت شمس آباد از توابع قنوج است۔ سید علامہ تحریر و فہامہ بے نظیر بود تلمذ از فضلاء عصر نمود۔ آخر در حوزہ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی[1] در آمد و قسطی از علوم فراگرفت۔ و فاتحہ فراغ خواند۔ و در شمس آباد مسند افادہ گسترد۔ و جم غفیر را بہ افاضہ دانش و بینش مرتبہ کمال و تکمیل کرامت نمود۔ ملا قطب الدین شہید می فرمود کسے کہ خواہد مغز سخن را دریابد سید قطب الدین را دراک نماید قریب ہفتاد سال عمر یافت و در ۱۱۲۱ھ احدی و عشرین و مائۃ و الف ورق حیات گرداند۔

(۲۷) قاضی محب اللہ بہاری

بحرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صوبہ بہار در عنفوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب ادائل را واسطہ جا بجا تحصیل نمود و انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی[2] رسانید و بہ رہنمونی این قطب الا درجات کمال را طے کرد و بعد از تجلی بہ زیور فضائل بار سفر جانب دکن بر بست و در بارگاہ خلد مکان راہ یافتہ بہ منصب قضا ربلدۂ لکھنؤ اعزاز اندوخت۔ بعد چندے معزول شد باز عنان بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضا رحیدر آباد سجل امتیاز بدست آورد۔ ناگاہ بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خمار عجبی کشید آخر بہ شفاعت بعضے عمدہا تقصیر عفو شد۔ و بہ تفویض معلی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کبن بہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم را حکومت صوبہ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت در رکاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون خلد مکان را نیت عزیمت بہ کشور جاودانی افراشت۔ و شاہ عالم با عساکر منصورہ از کابل متوجہ

---

[1] رک، رقم ۲۵ ذکر فضلاء سلسلہ المذکور حالا و رقم ۲۶ ؛

ہندوستان گردید اختر طالع قاضی محب اللہ عروج عظیم کردو بہ مرحمت منصبی بلند و صدارت مجموعۂ ممالک ہندوستان وخطاب فاضل خان سرمایہ مباہات بدست آورد۔ اما عمر وفا نہ کرد شاہ عالم بہ اکبر آباد رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشت فی سنہ ۱۱۱۹ھ تسعۃ عشر ومائۃ والف نتیجہ طبع وقاد وش سلم العلوم[۱] در منطق و مسلم الثبوت[۲] در اصول فقہ و رسالہ جوہر فرد در مسئلہ جزء لا یتجزی امروز دست گردان علما است۔

---

[۱] بعد از وفات شاہ عالم بہادر شاہ در سنہ ۱۱۲۴ھ جنگے عظیم در لاہور میاں پسران او واقع شد یعنی جہاندار شاہ رفیع الشان وجہان شاہ باتفاق امیر الامراء ذوالفقار خاں یک طرف شدہ بر سر عظیم الشان کہ خود مالک تخت شمردہ آمدہ شروع بمحاربہ نمودند۔ چون عظیم الشان کشتہ شد تخت وخزانہ بدست جہان شاہ افتاد بعدہ معز الدین جہاندار شاہ بتعاون امیر الامراء و رفیع الشان جہان شاہ مع پسرش فرخندہ اختر شہید ساخت و بے مزاحمت فرے در سنہ ۱۱۲۴ھ در لاہور بر تخت سلطنت نشست (مفتاح التواریخ ۲۹۹) ۱۲ [۲] از کتب متداولہ است در علم منطق کہ مؤلف بر این متن نخر نمودہ و بعینہٖ حل معضلات کہ در شرح مطالع وغیرہ مذکور اند انہا را بنفس خود نسبت دادہ شارحین را در مشکل انداختہ فی الجملہ متنے مختصر و جامع است علماء فن بر این کتاب شروح نوشتہ اسامی خود زندہ داشتہ اند یکے شرح ملا محمد حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ است کہ وی بر مسلم الثبوت تا مبادی الاحکام نیز شرح نوشتہ تاریخ وفات ملا بہ دریافت نرسیدہ دوم شرح قاضی مبارک گوپامؤی بن شیخ محمد دائم (۱۱۶۲ھ) کہ این شرح بر منطقیت او شاہد عدل است سوم شرح ملا حمد اللہ ولد حکیم شکر اللہ سندیلی (۱۱۶۰ھ) است بہ تصدیقات کہ معروف بحمد اللہ است چہارم شرح ملا مبین است پنجم شرح بحر العلوم است بر مسلم و مسلم دایں ہمہ شروح مقبول و متعارف اند و علماء بر آنہا حواشی نوشتہ اند (ثقافۃ الہند ۲۵۵-۲۶۰) [۳] مسلم الثبوت در اصول فقہ) این ہم متن متین است بر آن نیز علماء شروح و حواشی نوشتہ اند از انجملہ فواتح الرحموت فی شرح مسلم الثبوت علامہ عبد العلی بن نظام الدین سہالوی (۱۲۲۵ھ) ونفائس الملکوت للمولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ الکھنوی و شرح علم المسلم للمولوی مبین بن محب اللہ الکھنوی و شرح علیہ للشیخ احمد عبد الحق الکھنوی و کشف المبہم شرح المسلم للقاضی بشیر الدین القنوجی و شرحہ للشیخ عبد الحق بن فضل حق الخیر آبادی در ک: ثقافۃ الہند ص ۱۲۶ ⁂ ⁂ ⁂

[۴] سید عبد الحی الکھنوی در ثقافۃ الہند نیز این رسالہ ذکر کردہ (ص ۲۶۵) نیز رسالہ[۵] مغالطہ عامۃ الورود و کتاب[۶] افادات و منبہات بر مسلم (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۶) ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

Marfat.com

(۲۸) حافظ امان اللہ

بن نور اللہ بن حسین بنارسی از حفاظ قرآن واز فحول علماء ہندوستان است در معقول ومنقول کوس شہرت می نواخت۔ ودر علم اصول فقہ علم امتیاز می فراخت متنی درین علم تصنیف نمودہ وبہ مفسر موسوم ساختہ وخود شرح آن نوشتہ محکم الاصول[۱] نام گذاشتہ وبر تفسیر بیضاوی وعضدی وتلویح[۲] وحاشیۂ قدیم وشرح مواقف[۳] وشرح حکمۃ العین وشرح عقائد ملاجلال دوانی وغیرہا حواشی دارد وحاشیہ بر رشیدیہ[۴] مناظرہ نوشتہ وابحاث باقیہ را رد نمودہ۔ و محاکمہ در مسئلہ حدوث دہری کہ محقق جونپوری ملا محمود[۵] درین مسئلہ بامیر باقر استرآبادی[۶] معارض است در سلک تحریر کشیدہ واو چندی از خلد مکان بہ منصب صدارت بلدۂ لکھنؤ مامور بود۔ مشار الیہ بہ تقریب صدارت وقاضی محب اللہ صاحب[۷] سلم بہ تقریب قضا دران بلدۂ فاخرہ مجتمع بودند وباہم طریق مباحثہ علمی مسلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاہجہان آباد وارد الہ آباد شد واز خدمت والائے شیخ محمد یحییٰ المدعو بہ شیخ خوب اللہ الہ آبادی[۸] قدس سرہٗ کہ احوال

---

[۱] قاضی محب اللہ البہاری در مسلم الثبوت بر محکم الاصول اعتراضات کردہ وبوجوہ ضعف این کتاب را بیان نمودہ۔

[۲] التلویح علی التوضیح فی الاصول للتفتازانی ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

[۳] شرح مواقف السید الشریف الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ وبہ اذن شرح وحہ وعلیہ حاشیہ للشیخ المزبور ❊ ❊

[۴] در علم مناظرہ از شیخ عبد الرشید المعروف بہ شمس الحق جونپوری ۱۰۸۳ھ ۵ رک: رقم ۲۰ ذکر فضلاء ۱۲

[۵] میر محمد باقر داماد الشیعی استرآبادی ثم الاصبہانی خلف سید شمس الدین محمد داماد۔ پدرش بہ دختر شیخ علی عاملی عقد کردہ بہ داماد اشتہار یافت بعد وفات البہاء العاملی تولیۂ ریاست علماء در بلاد عجم باو مفوض شد در ۱۰۴۱-۴۰ھ بہ نجف اشرف وفات یافت۔ تالیفات کثیرہ دارد من جملہ آنہا الافق المبین مشہور تر است برائے فہرست تالیف او رک: ہدیۃ العارفین ج ۲ ص ۶۷۶-۶۷۷ ایضاً برائے احوال رک: مفتاح التواریخ ۲۳۸ ۵ المزبور ۲۷ ۵ برادر زادہ حقیقی وداماد وسجادہ نشین شیخ محمد افضل الہ آبادی (۱۱۲۵ھ) است در ۱۱۴۲ھ در جوار رحمت اسود آیۂ کریمہ "لقد رضی" تاریخ است شیخ یحییٰ کتب ورسائل تصنیف کردہ من جملہ آنہا وفیات الاعلام بہ نمط نفحات الانس لجامی وچہار مجلد مکتوبات ورا اظہار حقیقت تصوف واغاثۃ القاری فی شرح خلاصۃ البخاری وشرح رسالہ یکینہ (حاشیہ دستور المبتدی وصرف) مشہور ومعروف اند تذکرہ علمائے ہند ۵۹-۵۰ مفتاح التواریخ ۱۳۱ انور العارفین ۴۶۴-۴۶۵ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

Marfat.com

ایشان به تقریب ترجمه زائر در مجلد ثانی مذکور می شود[1] استفاده طریقهٔ انیقهٔ نقشبندیه نمود و بآن مشغولی ورزید
بعد ظهور اثر معهود این طایفهٔ علیه حضرت شیخ فرمودند که ظاهر البعد اجتماعی که سید سند[2] را با خواجه علاء الدین
عطار[3] عطر مرقدهٔ اتفاق افتاد این قسم اجتماع نه شده باشد لکن شما از سید درین طریق راجح اید و من در جنب خواجه
رتبه ندارم حافظ امان الله تو اضع کرد که شما قدم به قدم خواجه اید و من با سید مساسے ندارم عنقریب همان ایام
در بنارس که مقسط الراس اوست انتقال کرد و کان ذلک فی سنة ۱۱۳۳ ثلث وثلثین ومائة والف وهما نجا مدفون گردید -

(۲۹) شیخ غلام نقشبند لکهنوی قدس سرهٗ

علامه ایست جامع عجائب وغرائب علوم وخدا رسی است خازن اسرار معلوم ومکتوم آبا کرام
آن جناب متوطن قصبهٔ کهوسی تابع بلدهٔ جون پور واز عظمار آن مکان اند پدر بزرگوار او شیخ عطاء الله
به اشارهٔ روحانیت شاه نقشبند قدس سرهٗ غلام نقشبند نام گذاشت - آن جناب از ابتدا تا انتها
در ظل تربیت میر محمد شفیع قدس سرهٗ که برخے نزد شیخ عطاء الله والد شیخ غلام نقشبند تلمذ کرده بود
جاگرفت - وهمت به احراز فضائل صرف کرده در سن هژده سالگی منتهی الجموع فنون کمال گردید و
سن بست ویک سالگی تیمناً قدرے نزد شیخ الشیخ خود شیخ پیر محمد لکهنوی قدس سرهٗ خوانده رسم

---

[1] رک = سرو آزاد ۲۱۱ - ۲۱۲ - [2] سید مسند - خواجه سید شریف جرجانی (۷۴۰-۸۱۶ھ) از جمله منتظران
ومقبولان خواجه علاؤ الدین عطار است بعد از بیعت حالات بیخودی واستغراق چنان بروی غالب شد که از خود هم
خبر نداشت وسید جرجانی گفته: تا من بصحبت نرین علی لالا نرسیدم از فیض نرستم وتا بصحبت عطار نه
پیوستم خدای را نشناختم درک: خزینة ج ۱ ص ۵۶۲ تلخیصا، ۵۸، [3] خواجه علاؤ الدین عطار نام وی محمد بن
البخاری است قصبه عقدی را وطن شاه بهاؤ الدین نقشبند معروف است در ۸۰۲ھ رحلت نمود درک: خزینة
الاصفیاء ج ۱ ص ۵۵۱-۵۵۳ [4] الشیخ عطاء الله الکنتوری بن محمد شریف بن تاج محمود الحسینی المداری از مشایخ
مشهور دودمان خود بود علوم شریف از شیخ پیر محمد سلونی در ۹۹۶ھ - ۱۰۰۹ھ اخذ کرد وخرقه مداریه از پدر خود پوشید بعد
سنه ۱۰۱۱ھ وفات یافت درنزهة الخواطر ج ۴ رقم ۲۵۰ - [5] بن اولیاء جونپوری ثم اللکهنوی - دانشمندے بود در العلوم
ظاهری وباطنی صاحب التصانیف الرائقه والتالیفات الفائقه کتب درسیه بر قاضی عبد القادر عمری لکهنوی
وبیعت طریقت بر دست عبد الله السیاح دکنی چشتی داد - کتاب منازل اربعه در سلوک، سراج الحکمة حاشیه شرح
هدایة الحکمت الصدر الشیرازی وحاشیه بدایة وقایة والفتاوی الفقهیه وغیرها رسائل از وی یادگار اند - الشیخ المزبور در ۱۰۸۵ھ
وفات یافت زبدة الخواطر ج ۴ رقم ۱۳۹ تذکره علمائے هند ۳۰۲-۳۰۵ خزینة الاصفیاء ج ۱: ۴۸۲ - ۴۸۳ ÷

Marfat.com

فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتداء تحصیل شبے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ تکمہ ہائے پیش جامۂ مرا بدست مبارک وا می کنند۔ در عین خواب تعبیر الہام شد کہ کہ ابواب علم بر من کشایند وشرح صدر می فرمایند۔ محل اقامت میر محمد شفیع شاہجہان آباد بود[1]۔ وتکیۂ ایشان در سان مصر جامع مشہور ست۔ شیخ غلام نقشبند برائے زیارت میر قدس سرہٗ ہم در ایام حیات وہم بعد از ممات او بہ شاہجہان آباد می رفت وکسب برکات می نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت کرد جمیع خلفاء ارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہٗ اتفاق کردند وسجادہ را بہ انتظار قدوم میر معطل داشتند۔ تا آنکہ میر بہ لکھنو رسید وبہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ باید نشاند وبرائے جلوس او روزے مقرر فرمود ما فی الضمیر با احدے تا بہ حدے کہ با شیخ غلام نقشبند ہم ظاہر نہ کرد اہالی وموالی شہر در روز موعود فراہم آمدند وبر مزار شیخ محفل عظیمی انعقاد یافت۔ میر محمد شفیع برخاست وسجادہ پیش صف اکابر فرش کرد ودست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشاند وخود در قدم افتاد۔ حضار محفل وضیع وشریف تبعیت میر کردند۔ وسر در قدم گذاشتند قدر ومنزلت شیخ غلام نقشبند از ینجا توان دریافت کہ حضرت میر او را شائستۂ خلافت دیدہ بجائے میر نشاند وآداب مریدانہ بجا آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیگر داد ومرجع طلاب ظاہری وباطنی گردید۔ وجہلے را بہ یمن تربیت از کمالات جہتیں گران مایہ ساخت سلسلۂ اکثر فضلاء عصر بہ آنجناب منتہی می شود۔ شاہ عالم بہادر شاہ[2] ایشان را تکلیف ملاقات کرد۔ اعزاز واکرام پیش از ہدیہ تقدیم رساند مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظِ شریعت بود وبر وفق الحب للہ والبغض للہ چون از کسے امرے نا ملایم شرع سرزد غبار سخت بر دامنِ خاطر والا می نشست واگر آن کس توفیق توبہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطاف می گردید۔

نقل است کہ روزے قلندرے از فرقۂ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از مشاہدۂ بعضے

---

[1] میر از ذریۂ محمد خالہم انوار الخوافی (۸۳۷ھ)۔ بود ولادت ونشات بمدینۃ لاہور پذیرفت وتربیت از شیخ پیر محمد لکھنوی یافت در ۱۱۰۹ھ وفات یافت "پاک نجدا پیوست" تاریخ وفات است نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۵۹۸ ۔ [2] قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ خلف دویم عالمگیر بادشاہ غازی المتولد ۱۰۵۳ھ جلوس ۱۱۱۹ھ وفات ۱۱۲۴ھ۔

Marfat.com

اوضاع خلاف شرح برآشفت و فرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا میسر می شود نہ شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قلندر گفت یا شیخ باش تا ما ہم دیدار خدا میسر می شود و ہم شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شما را ہیچ نہ خواہد شد۔ شیخ پرسید چرا؟ گفت شما را خود مدۃ العمر پیرا من گناہ نہ گردیدہ اید فردا بے مواخذہ شما را داخل بہشت می کنند۔ و ما خود غرق گناہیم فردا ما را در حضور رب العزۃ تعالیٰ شانہٗ می برند۔ و حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعتِ ما مشتی عاصیان قدم رنجہ می فرمایند۔ شیخ را ازین کلام رقتے دست داد۔ و چہ خوب می گوید صاحب بردہ[1]

لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا تاتی علی حسب العصیان فی القسم

مناسب این نقل فقیر را واقعہ عجیبے مشاہدہ افتاد۔ در ایام اقامت مدینہ منورہ موافق غرہ شعبان ۱۱۵۱ھ احدی و خمسین و مائۃ و الف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت قبا کردیم۔ و بہ سیر بستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم۔ این بستانی است در قبا مشہور کہ آن را بستان قُویم نیز گویند (بہ ضم قاف و فتح واو) و در جماعت قلندری بود از ماوراء النہر شخصے دید کہ قلندر خوشۂ تاکے غورہ و زدیدہ در زنبیل خود پنہان کرد۔ آن شخص یاران را از خیانت قلندر آگاہ ساخت۔ یاران زبانِ ملامت دراز کردند کہ سرقہ ہمہ جا مذموم است سیما در چنین مقام شریف لطیف۔ چون از ہر جانب قلندر را ہدف ناوک طعن ساختند قلندر گفت یاران شما خود عاقل آید۔ می دانید کہ این خوشۂ خام قابل تناول نیست اما مراد را ارتکاب این فعل مقتدی است گویند اگر کسے مال شخصے را خیانت کند۔ در دیوان قیامت مالک و خائن را یک جا کنند۔ من مروی ام سرتاپا غرق معاصی۔ روسے وراہے نہ دارم کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریاب شوم۔ خوشہ از باغ حضرت وزدیدہ ام کہ شاید بہ تقاضائے این خوشہ مرا در جناب حضرت برند۔ و بہ

---

[1] ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید (۶۰۸ھ - ۶۹۵ھ) بن حماد البوصیدی۔ این قصیدہ مشتمل بہ یکصد و شصت و پنج بیت است۔ بوصیری درین قصیدہ معارضہ کرد قصیدۂ "بانت سعاد" را کہ این در اصل مشہور ببردہ است و قائل آن کعب بن زہیر است۔ بوصیری در آخر قصیدہ خود چند اشعار گفتہ مشتمل بر دعا و مناجات و این بیت در آخر قصیدہ رقم ۱۵۸ است و قبیلہ:-

یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت ان الکبائر فی الغفران کاللمم

Marfat.com

مشاہدۂ جمال جہان آرا شرف اندوز شوم۔ از استماع این سخن حاضران را حالتے دست داد مردے باشندۂ روم نعرہ زدہ بر زمین افتادہ غلطیدن گرفت و در فقلۂ قلندر دویدہ رومالے گرہ بستہ در زنبیل قلندر انداخت۔ چون تحقیق کردہ شد زر سرخ و سفید رائج آن دیار کہ مقابل چہل روپیہ ہند باشد در رومال بستہ بود۔ قلندر را پاداش حسن نیت در اینجا خود نقد دادند در انجا تا چہ رسد

وفات شیخ غلام نقشبند قدس سرہٗ سلخ ماہ رجب ۱۱۲۶ھ ست و عشرین و مائۃ والف واقع شد۔ آرام گاہ مبارک لکھنو تصانیف ایشان۔ تفسیر انوار القرآن ربع قرآن با حواشی۔ تفسیر سورہ اعراف با حواشی تفسیر سورۂ مریم۔ تفسیر سورہ طٰہٰ۔ تفسیر سورۂ محمد تفسیر سورۂ یوسف۔ تفسیر سورۂ الرحمٰن تفسیر سورۂ عم با حواشی۔ تفسیر سورۂ کوثر۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ تفسیر آیۃ اللہ نور السمٰوٰت والارض تفسیر انا عرضنا الامانۃ تفسیر آیۂ افحسبتم۔ تفسیر آیہ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذلک غدا۔ تفسیر آیۂ الرحمٰن علی العرش استوی۔ تفسیر آیۂ کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کتاب فرقان الانوار لامعہ عرشیہ در مسئلہ وحدت وجود شرح قصیدۂ خمریہ[1] در علم عروض وغیر ذلک۔

(۳۰) شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیتوی نور اللہ ضریحہ

بن شیخ ابو سعید[2] بن شیخ عبید اللہ[3] بن شیخ عبد الرزاق[4] بن مخدوم خاصہ[5] قدس سرہٗ و ابن مخدوم

---

[1] در علم عروض و قوافی المشہور بہ اتم المرامزہ تالیف علامہ ضیاء الدین ابو محمد عبد بن محمد الخزرجی المالکی الاندلسی۔ بر این قصیدہ چند علماء شروح نوشتہ من جملہ آن شرح قاضی زکریا بن محمد الانصاری المتوفی ۹۲۶ھ است المسمیٰ فتح رب البریہ بشرح القصیدۃ الخزرجیہ نیز شرح شمس الدین محمد بن یحییٰ التمانی الشافعی المسمیٰ رفع حجاب العیون القاہرہ عن کنوز المرامزہ واز تالیف وی در ۸۸۹ھ فراغت یافت والشیخ المزبور نیز بر این قصیدہ شرح نوشتہ رک: کشف الظنون ج ۲ ص و ثقافۃ الہند ۱۲: [2] المتولد ۱۰۰۰ھ المتوفی ۱۰۶۱ھ (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۴۰)

[3] از اصحاب علم و طریقت بود المولود ۹۶۸ھ والمتوفی ۱۰۳۷ھ (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۴۴۴) [4] المتوفی ۱۰۰۰ھ اخذ علوم از شیخ نظام الدین بن محمد یٰسین عثمانی امیتھوی (۹۰۰ھ ۹۷۹) کرد من بعد در جونپور رفتہ زانوئے تلمذ پیش شیخ عبد السلام القلندر بن محمد جونپوری (۹۷۶ھ) طے کرد شیخ جعفر بن نظام الدین امیتھوی (۱۰۴۵ھ) و قاضی حسین ستر کی (بعد ۱۰۲۰ھ) از تلامذہ وی بودند (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۳۴۰) [5] خاصہ خدا بن خضر بن گدن بن خیر الدین الصالحی المکی الملقب بہ بہاء الحق الحنفی الامیتھوی (۹۲۲ھ) شیخ احمد بن ابی سعید الامیتھوی در مناقب الاولیاء نوشتہ کہ نسب ایشان بہ شیخ عبد اللہ علمبردار الصالحی المکی متصل می شود۔ شیخ مزبور تلمذ پیش شیخ محمد بن عبد العزیز جونپوری کرد و اخذ طریقت از مولانا نور الحق بن علی انصاری سیدہوری کرد (رک: نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۱۸۱)

Marfat.com

خاصه از مشاهیر بزرگان امیتی من توابع لکهنو است. ونسبش به صدیق اکبر رضی الله عنه منتهی می شود. مولد و منشار ملا جیون امیتی است. حامل کلام آلهی و ورد دانش عقلی و نقلی بحر لامتناهی بود. آغاز حال به ارادهٔ کسب علم در قصبات پورب گردید. واز فضلا عصر استفاده نمود. وفاتحهٔ فراغ از ملا لطف الله کوروی[1] گرفت. آخر کشش طالع او را به خلد مکان رسانید و سلطان به خدمت او تلمذ کرد. ملا ساده وضع واز تکلفات رسمی بیگانه بود. بادشاه با او حسن ظنی داشت. واعزاز واحترام فراوان می کرد. وهم چنین شاه عالم بهادر شاه نسبت سینهٔ پدر عمل می نمود ولوازم تکریم فوق الحد بجا می آورد. ملا حافظ خیلے بلند واشت عبارات کتب درسی صفحه صفحه وسق وسق از بر می خواند. وقصیدهٔ طولانی را به یک شنیدن یاد می گرفت. سعادت زیارت حرمین شریفین زادهما الله شرافه اندوخت. وایام زندگانی به شغل درس وتحریر تصانیف صرف ساخت. وفاتش در سنه ۱۱۳۰ ثلثین ومائة الف در دار الخلافه شاهجهان آباد اتفاق افتاد. نعش او را به امیتی برده دفن ساختند. از مصنفات اوست تفسیر آیاتی که مستنبط مسائل فقهی است. مسمی به تفسیر احمدی[2] و نور الانوار شرح منار[3] (اصول فقه) :

(۳۱) سید سعد الله بن سید غلام محمد سلونی قدس سره

مجدد قول سلونی وکواکب فلک رهنمونی است. ولادت او در قصبهٔ سلون از مضافات الہ آباد واقع شده همانجا نشو ونما یافته. واو دختر زادهٔ شیخ پیر محمد سلونی[4] است که

---

[1] از فحول علما بود واخذ علوم از شیخ جمال اولیا الچشتی الکوروی (سنه ۹۷۳ھ سنه ۱۰۴۰ھ) کرد. شیخ احمد بن ابی سعید امیتھوی المزبور وقاضی علیم الله الکجندوی (سنه ۱۱۱۵ھ) از تلامذه وی بوده (نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۵۳۵) [2] یا تفسیرات احمدیه. [3] منار الانوار فن متین است واصول فقه از شیخ ابو البرکات نسفی سنه ۷۱۰ھ بر آن فن ملا مزبور شرح نوشته وآن شرح از متداولات است ودر تفریعات تعصب مترشح.

[4] بن عبد النبی بن ابو الفتح بن الهداد بن من الله بن بهاء الدین العمری الجونپوری ثم السلونی. از مشاهیر مشائخ بود ولادت وی در سنه ۹۹۶ھ ووفات سنه ۱۰۹۹ھ است تلمیذ وخلیفه در طریقت شیخ عبد الکریم بن سلطان مانک پوری (سنه ۱۰۵۰ھ) بود جمیع عمر در ارشاد وتلقین وتدریس صرف کرد (نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۱۳۷).

Marfat.com

از کبار اولیا بوده - ولست و دوم محرم ۱۰۹۹ تسع و تسعین والف به عالم قدس خرامیده مناقب او مشهور عالم است -

سید سعد الله در صغرسن به اکتساب علم موفق گشت - و در فرصت قلیل مسافت طلب طے کرد - و در عین شباب مسند تدریس آراست و پهلو به مدرسان کهن سال زد و تصانیف غرا پرداخت - خاصه در علم حقائق و حکمت و معقولات تحریرات علیا جلوه پیرا ساخت[1] - مرید پدر بزرگوار خود است - و او مرید جهجانی و او مرید صوفی فیروز و او مرید سید وجیه الدین علوی احمد آبادی قدس الله اسرارهم - سید سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت - و چندی در ام القری طرح اقامت ریخت - و قبول عظیم یافت اکابر و اصاغر بقاع مقدسه سررشته اعتقاد بدست آوردند - و فنون ظاهر و طریق باطن اخذ کردند - شیخ عبد الله البصری المکی قدس سره المتوفی ۱۱۳۴ اربع و ثلثین و مائة والف که اعلم علماء زمان و بالاتفاق استاد جهانیان است والیوم سلسلهٔ اجازت اکثر علماء عرب و عجم به او می رسد - طریقهٔ علیه قادریه از خدمت سید اخذ کرد فرزند ارجمندش شیخ سالم رسالهٔ اجازت والد ماجد جمع کرده است در آنجا می نویسد: -

"مشایخه فی الطریق واساتذه فی ارشاد والتحقیق جملة اجلاء منهم العلامة المحقق السید سعد الله الهندی عن السید عبد الشکور عن شاه مسعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراهیم الحسینی عن الشیخ عبد الله الحسینی عن الشیخ عبد الله الحسینی عن الشیخ عبد الرزاق عن سیدنا عبد القادر الجیلانی قدس الله اسرارهم -

سید سعد الله بعد معاودت از حرمین شریفین در بندر مبارک سورت بار اقامت کشاد و مرجع و معتقد فیه عالمیان گشت - خلد مکان اخلاص و اعتقاد عظیم داشت - رحلت سید بست و هفتم جمادی الاولی ۱۱۳۸ ثمان و ثلثین و مائة والف واقع شد - آرامگاه بندر سورت[2] -

---

[1] من جمله آن حاشیه بر حکمت" و رساله کشف الحق" و رساله چهل بیت مثنوی" و رساله ثبوت مذهب شیعه" و رساله تحفة الرسول" و حاشیه بین الوصول" و آداب البحث" و منطق و حواشی بر حاشیه قدیم و جدید" و غیره تصانیف عالیه و اشعته ۱۲ ۱۲ ۲ نزد مکان خود در مغل سرا مدفون شد و مقالات الشعراء

(۱۲۲۷ - ۱۲۲۳) ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

Marfat.com

سلسلۂ اجازت

(شیخ عبداللہ البصری المکی ۱۱۳۴ھ)

تا

سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ

الشیخ عبدالقادر الجیلانی

الشیخ عبدالرزاق

الشیخ عبداللہ الحسینی

الشیخ عبیداللہ الحسینی

الشیخ ابراہیم الحسینی

الشیخ جعفر احمد الحسینی

الشیخ علی الحسینی

الشاہ مسعود الاسفرائنی

السید عبدالشکور

السید سعداللہ

الشیخ عبداللہ البصری

Marfat.com

(۳۲) مولانا نورالدین نوراللہ ضریحہ

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی[1] علامۂ زمان و یگانۂ اقران است۔ و در عین عصر مثل اولئ کم گذشتہ۔ نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی[2] و ملا فریدالدین احمد آبادی[3] تلمذ کرد و مسر آمد ارباب دانش گردید۔ و در سنہ ۱۱۴۳ ثلث واربعین ومائۃ والف شرف زیارت حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود۔ و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی[4] ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہ بیعت کرد و خلافت خانوادہا حاصل نمود۔ و مدرسۂ خانقاہ رفیع البنیانی تعمیر کرد۔ و از ابتداء تحصیل تا انتہاء عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت و عالمے را بہ تبحر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلک تحریر کشید۔ مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازدہ ہزار بیت و تفسیر ربانی بر سورۃ البقر سی ہزار بیت۔ و حاشیہ بر اوائل

---

[1] بن مولانا سلیمان اصل زادبوم ایشان گروہ است مولانا سلیمان مزبور وارد احمد آباد گجرات گردید و از خدمت شیخ عبدالحق دہلوی (سنہ ۱۰۵۲ھ) کسب فیوض نمود و فاضل متبحر گشت پسرش مولانا احمد آیۂ روزگار بود در ہمہ علوم دست رسا داشت و در اکثر علوم تصانیف نادرہ دارد علم معقول بدیار گجرات از و رواج یافتہ منجملہ مصنفاتش فیوض القدس نام کتابے است در علم کلام اکثر تحصیل وی پیش مولانا محمد شریف (بودہ شرح مواقف و اکثر علوم عقلیہ از مولانا ولی محمد خانور گجراتی) و تصوف از زبان شیخ فرید اخذ کرد۔ و ریاضی پیش امیر قباد بدخشی مخاطب بہ دیانت خان (سنہ ۱۰۹۳ھ) گذرانیدہ بعض علوم از مولانا سلیمان گرفتہ در سنہ ۱۱۱۲ھ بعالم قدس شتافتہ مولانا نورالدین گجراتی تاریخ وفات وی درین مصرع یافتہ ؎

شمعی کہ بود بہ انجمن علم گل شد تذکرۂ علمائے ہند ۱۲-۱۳)

[2] الحنفی الگجراتی در معقول و منقول از مشاہیر علما بود (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۵۰۰)

[3] الشیخ العالم الفقیہ محمد بن سید جعفر بدر عالم بن سید جلال مقصود عالم بن محمد الحسینی البخاری ابوالمجد محبوب عالم الگجراتی (سنہ ۱۱۴۵ھ - سنہ ۱۱۱۱ھ) جاذبہ خدا طلبی و عادۂ اکتساب علمی در جبلت وی بود از مشائخ و علمائے صوفیہ احمد آباد گجرات است تصانیف کثیرہ دارد از انجملہ دو تفسیر یکے فارسی بروایت اہل بیت و دوم عربی بطور جلالین و زینت المشکوٰۃ علاوہ تدریس و مطالعہ کتب علمیہ بسے عبادت و ریاضتہا مے کرد (تذکرہ علمائے ہند ۲۱۴ - ۲۱۵ نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۴۸۲)، والدش سید جعفر در سنہ ۱۰۵۵ھ وفات یافت کتاب روضات شاہی از و یادگار است (تذکرہ علمائے ہند ۲۱۴) ٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

تفسیر بیضاوی و نور القاری شرح صحیح البخاری و حاشیۂ قویمہ بر حاشیۂ قدیمہ و حاشیۂ شرح مواقف[1]۔ و حل معاقد حاشیۂ شرح مقاصد[2]۔ و حاشیۂ شرح مطالع[3]۔ و حاشیۂ تلویح۔ و حاشیۂ عضدی[4]۔ و معول حاشیۂ مطول۔ و حاشیۂ شرح وقایہ۔ و حاشیۂ شرح ملا۔ و حاشیۂ منہل[5]۔ و حاشیۂ شمسیہ منطق و شرح تہذیب المنطق[6] کہ ادق تصانیف اوست۔ و طریق الامم شرح

---

[1] المواقف فی علم الکلام۔ للعلامہ عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد الایجی القاضی۔ وی این تالیف برائے غیاث الدین منذیر خدابندہ کرد و سید شریف علی بن محمد جرجانی ۸۱۶ھ بر این شرح نوشت۔ مولانا مزبور بر ین شرح حاشیہ نوشت (کشف الظنون ۲: ۱۶۵۰) [2] مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین للسعد تفتازانی واز مؤلف بسان شرح است و این کتاب معروف بہ شرح مقاصد است۔ مؤلف تمن را بدستش مقاصد ترتیب داد و در ۷۸۴ھ فراغت یافت درین شرح مغالطہ عامہ الموسوم بہ "الجد الاصم" مشہور است (کشف الظنون ج ص ۹۲۴) مولانا المزبور این شرح حاشیہ نوشت [3] نام کتاب "مطالع الانوار" است (در فن منطق و حکمت) آنکہ تالیف قاضی سراج الدین محمود بن ابی بکر الارموی المتوفی ۶۸۲ھ است فضلاء تمن این کتاب را بہ تدریس و بحث اختیار کردہ اند و این کتاب بر دو طرف مرتب است طرف اول در منطق و طرف ثانی در فلسفہ است علامہ قطب الدین محمد بن محمد رازی تحتانی بر این تمن شرح نوشتہ الموسوم بہ "لوامع الاسرار" برائے غیاث الدین وزیر خدابندہ متعدد علماء بر این شرح حواشی نوشتہ من جملہ آن حاشیہ سید شریف مشہور است مولانا مزبور نیز بر این شرح رازی حاشیہ تالیف کرد (کشف الظنون ۲: ۱۷۵۳) [4] العضدی یک کتاب است در علم نحو کہ از رشحات قلم امام ابی علی الحسن بن احمد الفارسی النحوی (م ۳۷۷ھ) است (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۱۷۰) مولانا المزبور بر آن حاشیہ نوشت [5] نام کتاب "المنہل الصافی فی شرح الوافی" است۔ علامہ محمد بن عثمان بن عمر البلخی یک کتاب بے نوشتہ و اورا باسم "الوافی" موسوم کرد بعد ازان شیخ امام محمد بن ابی بکر السامینی المتوفی ۸۲۸ھ بر آن شرح نوشتہ و ملک ہند المستنصر باللہ شہاب الدین احمد را ہدیہ پیش کرد (کشف الظنون ج ۲ ص ۲۰۲۶) و تمن این کتاب المنہل در آن در دیار ہند متداول بود۔ مولانا المزبور بر آن حاشیہ نوشت [6] تہذیب المنطق والکلام۔ تالیف سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ بغایت مختصر این کتاب بر دو فن مشتمل است مگر فن منطق وی احسن و مشہور تر است بر این تمن متعدد علماء شروح نوشتہ منجملہ آن شرح علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانی المتوفی ۹۰۱ھ است غیر تمام۔ بعد ازان فاضل شہیر بر ابو الفتح السعید۔ می المتوفی ۹۵۰ھ بر آن شرح تکملہ نوشت و دوم شرح مولانا مزبور است و سوم شرح ایزدی۔ عبد اللہ بن شہاب الدین حسین الیزدی الشہاباوی الشیعی نزیل بغداد المتوفی ۱۰۱۵ھ بالمشہور ۹۸۱ھ نام شرح وی تحفۃ الشاہیجہانیہ فی شرح تہذیب التفتازانیہ است و تل من یعرف الشرح بہذا الاسم (ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۷۴۳۔ ۷۴۴ و کشف الظنون ج ۱ ص ۷۴۰)

Marfat.com

فصوص الحکم۔ وشرح مثنوی مولوی روم۔

ولادت او در احمد آباد سنہ ۱۰۶۴ اربع وستین والف وفات شب نہم ماہ شعبان سنہ ۱۱۵۵ خمس وخمسین ومائۃ والف واقع شد۔ اعظم الاقطاب تاریخ یافتہ اند۔ عمرش نود ویک سال قبرش قریب خانقاہش۔

سید سعد اللہ بلگرامی سنہ ۱۱۵۵ھ قدس سرہٗ چندی در مدرسہ مولانا اقامت داشت چنانچہ در فضل اول گذارش یافت۔

(۳۳) ملا نظام الدین

خلف الصدق ملا قطب الدین شہید سہالوی[1] طاب ثراہما۔ استاد جہان وتحریر زمان بود۔ ابتدائے حال بہ طلب علم گرد قصبات پورب برآمد۔ واز علماء عصر فنون درسی اکتساب نمود۔ آخر بہ جناب شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ پیوست۔ وبقیہ کتب تحصیلی گذرانید۔ وفاتحہ فراغ خواند۔ و ہم در لکھنو رحل اقامت افگند وتمام عمر بہ تدریس وتصنیف اشتغال ورزید واعتبار واشتہار عظیم یافت۔ امروز علماء اکثر قطر ہندوستان نسبت تلمذ بہ مولوی دارند۔ وکلاہ گوشۂ تفاخر می شکنند۔ وکسے کہ سلسلۂ تلمذ باو می رساند بین الفضلاء علم امتیاز می افرازد۔ ومردم بسیار را دیدہ شد کہ تحصیل جاہائے دیگر کردند وبرائے اعتبار فاتحۂ فراغ از مولوی گرفتند۔ مرید شیخ عبد الرزاق بانسوی[2] است۔ واز خدمت میر سید اسماعیل بلگرامی[3] خلیفہ شیخ عبد الرزاق مسطور قدس اللہ اسرارہما نیز ارشاد وتلقین گرفت وفیض ہا اندوخت۔ از تالیفات اوست حاشیۂ شرح ہدایہ حکمت حکیم صدرائے شیرازی[4] وشرح مسلم الثبوت۔

فقیر بہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۸ ثمان واربعین ومائۃ والف در بلدۂ لکھنؤ یک صحبت مولوی را دیدم۔ طریقۂ سلف صالحین داشت۔ وشعشعۂ تقدس از ناصیۂ ہمایون می تافت نہم جمادی الاولیٰ روز چہار شنبہ سنہ ۱۱۶۱ احدی وستین ومائۃ الف سفر گزین ملک جاودانی شد آرام گاہ لکھنؤ محرر سطور گوید ؎

عالم کامل امام عصر استاد جہان — طائر روحش بہ سیر جنۃ المأوی شتافت
سال تاریخ وفاتِ او بہ طور تعمیہ — گفتہ شد ملا نظام الدین دل فردوس یافت

[1] رک: رقم ۲۵ ذکر فضلا ۱۲ [2] رک: رقم ۱۷ ذکر فقرا ۱۲ [3] رک: رقم ۷۰ ذکر فقرا ۱۲ [4] رک: حواشی در ذیل ۱۲

Marfat.com

برملتفتانِ این اوراق وحقائق جویان انفس وآفاق جلوہ پیرا باد۔ کہ سرزمین پوربؔ از قدیم الایام معدن علم وعلماست۔ سید محمد کرمانی[1] صاحب سیر الاولیا کہ مرید سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی[2] است قدس سرہٗ می گوید کہ مولانا فرید الدین[3] شافعی شیخ الاسلام اودھ بود۔ مولانا علاؤالدین نیلی اودھی[4] پیش شیخ الاسلام قاری کشاف بود۔ ومولانا شمس الدین یحییٰ[5] ودیگر علماءِ اودھ سامع بودند" ترجمۂ مولانا شمس الدین یحییٰ در اوائل ابن فصل گذشت۔ اگرچہ جمیع صوبہ جات ہند بہ وجود حاملان علوم تفاخر دارند سیما حصار پائے تخت خلافت کہ بہ واسطہ مرجعیت صاحب کمالان ہر قسم در آنجا فراہم می آیند۔ واز تراکم افکار واجتماع عقول اہل ہر عصر کمالات نفس ناطقہ را چہ علم عقلی ونقلی وچہ غیر آن بہ پایۂ بالاتر می رسانند۔ اما صوبہ اودھ والہ آباد خصوصیتی دارد کہ در ہیچ صوبہ نہ توان یافت۔ چہ تمام صوبہ اودھ واکثر صوبۂ الہ آباد بہ فاصلۂ پنج کروہ نہایت دہ کروہ تخمیناً آبادی شرفا ونجبا است کہ از سلاطین وحکام وظائف وزمین مدد معاش داشتہ اند۔ ومساجد ومدارس وخانقاہات بنا نہادہ ومدرسان عصر در ہر جا ابواب علم بر روئے دانش پژوہان کشادہ وصلائے اطلبوا العلم در دادہ۔ وطلبۂ علم خیل خیل از شہرے بہ شہرے می روند۔ وہر جا موافقت دست بہم داد۔ بہ تحصیل مشغول می شوند۔ وصاحب توفیقانِ ہر معمورہ طلبہ علم را نگاہ می دارند۔ وخدمت این جماعۂ را

---

[1] سید محمد بن سید مبارک بن سید محمد کرمانی ہندی معروف بہ امیر خورد۔ در زمان صغر اشرف بیعت شیخ نظام الدین اولیا مشرف شدہ وبعضے مجلسہا را دیدہ وبعد از و در خدمت خلفاء او بودہ واز شیخ نصیر الدین محمود (۷۵۶ھ) تربیت یافتہ پدر واعمام واجداد از نزدیکان شیخ بودہ اند واکثر از آنچہ در تالیف خود "سیر الاولیاء" نقل کردہ بواسطہ آبائے کرام خود کردہ رحمۃ اللہ علیہ وکتاب او واراى تراجم شیوخ چشتیہ است در دہ باب رک: اسٹوری ج۱ ص۴۴۹ ہدیہ العارفین ج۲ ص۱۱۶ اخبار الاخیار ص ۹۷ ؛ [2] محمد بن احمد بن علی البخاری الملقب بہ ایضاً نظام المشائخ محبوب الٰہی المتوفی ۷۲۵ھ رک: تذکرۂ رحمان علی ۲۴۰ تاریخ مشائخ چشت نظامی ۱۷۱-۱۷۵ [3] از علمائے اودھ بود پیش مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ تفسیر کشاف می خواند مرید وخلیفہ خواجہ نظام الدین محمد بدایونی (۷۲۵ھ) رک: اخبار الاخیار ۹۳ تذکرۂ رحمان علی ۱۴۱-۱۴۲ تقصار الامیر القنوجی ۴۴ تاریخ مشائخ چشت ۱۷۹) [4] از مشاہیر علماء اودھ در علم نحو ولغت وعربیہ بے مثال بود علمائے مشاہیر ومشائخ کبار بروئے تلمذ کردہ در ۷۵۲ھ۔ ۱۳۵۱ء وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج۲ رقم ۱۸۹) [5] رک: رقم ۳ ذکر فضلاء ۱۲

Marfat.com

سعادت عظمیٰ می دانند۔ صاحب قِران ثانی شاہجہان انار اللہ برہانہ می گفت "پورب شیرازِ مملکتِ ما است" و تا حدود سنہ ۱۱۳۰ ثلثین مائۃ والف ہنگامۂ علم و علما درین گل زمین گرمے داشت۔ تا آنکہ برہان الملک سعادت خان نیشاپوری در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم صوبۂ اودھ شد[1] و اکثر بلاد عمدۂ الہ آباد نیز مثل دار الخیور جونپور و بنارس و غازی پور و کرہ و مانک پور و کورہ جہان آباد و غیرہا ضمیمہ حکومت گردید و وظائف و سیور غالات خانوادہ ہائے قدیم و جدید یک قلم ضبط شد۔ و کار شرفا و نجبا بہ پریشانی کشید۔ و اضطرار معاش مردم آنجا را از کسب علم باز داشتہ در پیشہ سپاہگری انداخت و رواج تدریس و تحصیل با آن درجہ نماند مدارسی کہ از عہد قدیم معدن علم و فضل بود یک قلم خراب افتاد و انجمن ہائے ارباب کمال بیشتر برہم خورد انا للہ و انا الیہ راجعون و بعد ارتحال برہان الملک نوبت حکومت بہ خواہرزادہ او ابو المنصور خان صفدر جنگ رسید و وظائف و اقطاعات بدستور زیر ضبط ماند۔ و در اواخر عہد محمد شاہ سنہ ۱۱۵۹ تسع و خمسین و مائۃ والف صوبہ داری الہ آباد نیز بہ صفدر جنگ مقرر شدہ۔ و تتمہ وظائف آن صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ مانده بود بہ ضبط در آمد و در عہد احمد شاہ صفدر جنگ بہ پایۂ وزارت اعلیٰ صعود نمودہ[2]۔ و نائب صوبہ کار بر ارباب وظائف تنگ تر گرفت۔ و تا حین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً و بوجود این خرابی ہا رواج علم خصوص معقولات بہ کیفیتی کہ آنجا است در قلمرو ہندوستان ہیچ جا نیست ہنوز علما رفحول جلوہ طراز اند۔ و بہ وصول اقصیٰ مراتب کمال

---

[1] محمد شاہ۔ ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ غازی ولد جہان شاہ ابن شاہ عالم بہادر شاہ۔ در سنہ ۱۱۲۱ھ در ہفتدہ سالگی در اکبر آباد بر تخت شاہی نشانیدہ محمد شاہ موسوم ساختند و در عہد ایشان نواب برہان الملک سعادت خان ناظم صوبہ اودھ شد و در سنہ ۱۱۵۱ھ وفات یافتند تاریخ وفات "سعادت نمک حرام بمرد" و بعد وفات او نواب منصور علیخان کہ داماد او بود بخطاب نواب صفدر جنگ بر مسند امارت نشست و در سنہ ۱۱۶۱ھ محمد شاہ وفات یافت (مفتاح التواریخ ص ۳۲۶ و ۳۲۱ و ۳۰۵) [2] بعد وفات محمد شاہ پسرش بالقاب مجاہد الدین محمد ابو النصر احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی سریر سلطنت را رونق بخشید... (سنہ ۱۱۶۱ھ تا سنہ ۱۱۶۷ھ) و خلعت وزارت بنواب صفدر جنگ و میر بخشی گری بصلابت خان ذو الفقار جنگ مرحمت فرمود و در سنہ ۱۱۸۸ھ وفات یافت (مفتاح التواریخ ۳۳۴-۳۳۵) مفتاح التواریخ ۳۲۷ و مآثر الامراء ؛

Marfat.com

ممتاز مصرعہ

باصد جہان کدورت بازاین خرابہ جائے است

درصوبۂ اودھ محروسہ بلگرام از قدیم منشار فضلار کرام ومظہر علمار عظام است وفراوان دانش مندازین شہر برخاستہ ومجلس افادہ واستفادہ بہ کمالِ خوبی آراستہ اما کسے بہ استیفادہ احوال ایں اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدما بیشتر بہم عنانی منہم من لم نقصص ۔ سبیل گم نامی پیمودند وشمر قلیل بہ تبعیت منہم من قصصنا علیک ۔ درعرصۂ معارف جلوہ نمودند ۔ واصل ایں است کہ مردم ہند درحفظ احوال مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم اہتمامی داشتہ اند وبہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ ۔ وکتابے مستقل درین باب از سلف وخلف استماع نیفتاد ۔ کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلۂ علما واتقیار روزگار بود ۔ بقول اصح ہندی الاصل است ملا علی قاری در شرح عین العلم گوید :۔

"ھو من فضلاء الھند وصلحاءھم علی ما صرح بہ الشیخ ابن حجر العسقلانی فی شرح مقدمتہ[1]"

کسے از مورخان ہند احوال او را ضبط نہ کرد وباوجود این چنین تصنیف عالی گویا نامش از صفحۂ روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلار شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر بہ مضمون خان لم یصب وابل فطل[2] کار بستم وآنچہ در کتب معتبرہ اجمالا مشاہدہ شد واز ثقات استماع افتاد قلمی ساختم ۔ اسامی بزرگان جامع علوم صوری ومعنوی در فصل نخستیں گذارش یافت درین فصل نیز

---

[1] کذا فی المطبوع وفی الکشف کما صرح ابن حجر فی مقدمتہ وزاد وقیل انہ منسوب الی بعض فضلاء بلخ واللہ اعلم بتصحیح نسبتہ فی تحفتہ ترجمتہ انتہی وصحح عند بعض انہ الشیخ الامام العالم العلامۃ محمد بن عثمان بن عمر البلخی الحنفی وھو مصنف الوافی فی علم النحو کشف الظنون ۱۲۱۱ ایضاً فی ھدیۃ العارفین (۲: ۱۸۷) :۔ محمد بن عثمان بن عمر البلخی الھندی الحنفی النحوی المتوفی ۵۹۳ھ صنف عین العلم وزین الحلم فی اختصار احیاء العلوم للغزالی وقد طبع الکتاب فی لاھور واثبت علیہ اسم ھذا المؤلف وقد رایت نسخۃ خطیۃ عند احد الاخوۃ مکتوب علی وجہ الکتاب تالیف محمد بن عثمان الخ ومراد از ابن حجر کی است نہ کہ عسقلانی شارح بخاری فالعسقلانی زیادہ از بعضے نساخ است واللہ اعلم ۱۲ سلہ رک ۔ السورۃ البقرۃ آیت رقم ۲۶۵ ۔

Marfat.com

بعضے اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً بہ صفت فضیلت اشتہار داشتہ اند۔ این فصل را بہ ذکر مناقب و نشر مآثر والا زیب و زینت وا وہی شود۔ علامہ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی در مثنوی امواج الخیال بہ توصیف فضلا رشہری پردازد ؎

وقت نشانِ نکتہ پرداز — در ہر سرِ کوچہ اش سخن ساز
بشگافتہ ہر یکے بہ تحقیق — از وقت لغز مغز تدقیق
برابروے خود نمودہ واجب — تنقیح اصول ابن حاجب
برچشم شمردہ فرض چون دین — تلویح رموزِ حکمۃ العین
ابروے بیانِ شان رفیع است — مفتاح معانی بدیع است
ہر بحث کہ دل کند بصد غور — در چیز حل کشند فی الفور
از منطق شان خطا نفور است — تصدیق بہ حکم شان ضرور است
ہر فرد یگانہ اماثل — شیرازۂ نسخۂ فضائل
دانائے حقائق کیانی — اشراقی حکمتِ یمانی"

(۳۴) سیّد رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است۔ سلسلۂ نسبش بدین طریق۔ سید رفیع الدین بن سید بدرالدین بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربع محلہ سیدوارہ بن سید حسین معروف بہ سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود بدہن بن سید بدہن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن ناصر بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہ کہ ترجمہ انش در فصل اول گذارش یافت[1]۔

سید رفیع الدین در مبادی عہد جوانی و تباشیر صبح زندگانی بہ ارادۂ طلب علم از وطن مالوف برآمد۔ و قلمرو فنون عقلی و نقلی یک قلم در نوردید۔ و عروس علم را بہ زیور حسن عمل آرایش داد۔ و بہ مصداق عادۃ القمراء الی ابراج بیوت قدوم بر سواد بلگرام افشاند و بقیۃ العمر سالکان مسالک تلمذ را بہ درجات کمال رساند۔ خط شان نسخ بہ پختگی و شیرینی می نوشت۔ و کتب درسی پیش از حصر در قید کتابت آورد۔ امروز

---

[1] رک: رقم ۲ ذکر فقرار

Marfat.com

صحائف کثیرہ مثل مطول وتلویح اصول بہ خط شیرین نمطا وموجود است ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ تحشیہ نمود و دلیلے بر فضیلت واستعداد خود واگذاشت در خاتمۂ تلویح بہ خط خاص خود می نویسد۔

"قد وقع الفراغ من تسوید ہذہ النسخہ الشریفہ المسماۃ بالتلویح فی شرح التوضیح بمدرسۃ استاذی العلامہ النافع للخاصۃ والعامۃ اعلم العلماء اکمل الاتقیاء حامی اہل الشرع والایمان ماحی اثار الظلم والطغیان الحضرۃ العلیہ شیخ حسین بن شیخ داؤد متع اللہ الطالبین بطول بقائہ فی افضل الایام یوم الجمعۃ الثامن عشر من شہر ربیع الاول سنۃ خمس وتسعین وتسع مائۃ مالکہ وکاتبہ رفیع الدین بن بدر الدین بن تاج الدین بن الحسین الحسینی والمامول من القارئین لہذا الکتاب والمستفیدین بہ ان یذکروا الکاتب المذنب فی اوقاتہم الشریفۃ بدعاء الخیر وسلامۃ الایمان واللہ سبحانہ ہو المستعان"

(۳۵) سیّد حسین

بن سید نوح عرف سید پیارہ بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ۔ ترجمۂ سید محمود اکبر اصالۃً وترجمۂ سید محمد نوح ضمناً در فصل گذشتہ گذشت[1]۔ سید حسین سید الانزاد وفاضل خوش استعداد بود۔ صاحب ہمت عالی ونہج قویم ومظہر "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" باوصف این فضائل کمال صلاح وتقویٰ داشت ودر نہایت تواضع وشکست نفس معاشرت می کرد عمرے دراز یافت واز ابتدا تا انتہا در وطن مالوف بہ طور انزوا گذرانید وہمواره بہ تشغل کتاب وعبادت رب الارباب ذخیرۂ اخروی اندوخت در یکے از قبالات شرعیہ دستخط سید حسین وبرادرش سید حسن کہ ترجمۂ او می آید مشاہدہ افتاد تاریخ تحریر بر قبالہ سنہ ۱۰۰۸ ثمان والف ہجری رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] رقم: راقم الحروف

Marfat.com

(۳۶) سید حسن برادر اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیه مهارت کلی داشت۔ کتاب قدوری[1] فقه من اوله الی آخره محشی به خط شریف او امروز موجود است و در عصر خود ممتاز اقران می زیست و تمام عمر در وطن بسر برد۔ ذهم شعبان المعظم متوجه دار البقا گردید رحمة الله علیه۔

(۳۷) قاضی الهداد

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محله سیدواره است که نسب ایشان به قاسم[2] بن محمد بن ابی بکر رضی الله عنهم می رسد۔ فرشوریان بلگرام را شعوب و قبائل بسیار است و مناصب شرعیه شهر مجموع از عهد قدیم باین دودمان تعلق دارد۔ از چندی قضا و رشیوخ عثمانیه نقل کرده و افتاد عدالت و لقب قضا در قبیلهٔ خاص قاضی الهداد باقی است۔ چون قاضی الهداد در عصر مشتری دار برآسمان رشد برآمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی[3] که اباعن جد تعلق به عشیرهٔ عثمانیان داشت اخذ کرد۔ او به کمال تدین این منصب جلیل القدر را سرانجام می داد تا آنکه قاضی محمود ابن قاضی کمال بدرگاه اکبر بادشاه شتافته و بر اوج ترقی صعود نموده به والا پایه امارت رسید۔ دوم شوال سنه الف فرمان قضائے آل تمغا بنام پدر بزرگوار خود حاصل نموده منصب مورونی را بدست آورده تا الیوم

---

[1] المختصر در فروع حنفیه تالیف ابو الحسین احمد بن محمد القدوری البغدادی الحنفی المتوفی سنه ۴۲۸ھ المعروف بالقدوری و این را "الکتاب" نیز گویند۔ متن متین در فقه حنفی معتبر و متداول در میان ائمه اعیان بحسب تعداد بعض شارحین بر دوازده هزار مسائل مشتمل است۔ این کتاب را متعدد شروح متعارف اند یکے آنها شرح ابو بکر علی المعروف بالحدادی سنه ۸۰۰ھ است الموسوم به الجوهرة النیرة که آن مختصر است از شرح السراج الوهاج و این شرح غیر معتبر است (کشف الظنون ۲: ۳-۴)۔ [2] از نقبای سبعه مدینه و سادات طالبین بود در سنه ۷۰۰ھ رحلت نمود۔ [3] ابو الفتح قاضی کمال الدین بن بندگی قاضی عبد الله اعلم عرف دادے دایم خلف الصدق قاضی محمود الهداد۔ قاضی کمال سنه ۹۱۷ھ متولد شد در حیاة والد خود عهدهٔ قضا سرانجام داد قاضی الهداد بوساطت ملا فیضی منصب قضا بنام خود حاصل کرد تاهم سپرد بیم قاضی کمال، قاضی محمود این عهده را از قاضی الهداد بفرمان شاهی واپس گرفت در سنه ۱۰۰۱ھ قاضی کمال وفات یافت (تاریخ خطهٔ بلگرام ۱۵۵ - ۱۶۵)۔

Marfat.com

این منصب به اولاد وے مقرر است اما ازان وقت لقب قضا در قبیلہ قاضی الہداد حاوی فضل خداداد بود۔ و در تفقہ و دیانت و امانت ابو یوسف عصر می زیست۔ ابتداء حال شوق دانش اندوزی در سرش افتاد بہ رہنمونی خضر توفیق جادۂ طلب در نوردید۔ و از خدمت شاہ عبدالرحمٰن جانباز لاہوری[1] قدس سرہٗ نظر تربیت یافت و کتب تحصیلی گذرانیدہ کمال مولویت بہم رساند آنگاہ رخصت انصراف یافتہ بہ دارالکرام بلگرام معاودت فرمود و بر استحقاق برمسند قضا متمکن گشت۔ و طیلسان راستی و درستی بر دوش گرفت۔ مردم دور و دست رجوع فتوی بادمی کردند۔ و در احقاق حق و رفع منازعت توسل می جستند۔ قاضی چون از کار حکومت بازمی پرداخت متوجہ درس می شد۔ و بہ افاضۂ انوار دانش و بینش حلقۂ درس را رشک حلقۂ چشم می ساخت۔ وقتے نسخۂ از تہذیب المنطق بدست کاتب الحروف افتاد۔ توجہی بہ خط قاضی زادۂ طبع خودش بر حاشیۂ نسخۂ مذکور بہ نظر در آمد خالی از برجستگی نبود بر بعضے سجلات شرعیہ وستخط او معائنہ افتاد۔ تاریخ تحریر سجل لبست و ہشتم شعبان سنہ ۹۹۹ تسعۃ و تسعین و تسع مائۃ۔[2]

(۳۸) قاضی عنایت اللہ

خلف الصدق قاضی الہداد مذکور۔ از آغاز تحصیل تا انتہا در حلقۂ درس والد ماجد تلمذ کرد و قسطی وافر و نصیبی متکاثر از فضیلت برگرفت۔ و بر مسندِ افتار شہر متمکن گشت۔ و این منصب والا را بر وجہ احسن بر تقدیم رساند۔ و چون میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما متوجہ سیر دہلی گردید۔ قاضی عنایت اللہ را حسب الاستدعا رمشار الیہ مرید بقیۃ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ ساخت و شجرۂ طیبۂ بزرگان سلسلہ از خدمتِ شیخ برائے قاضی آورد و رحمۃ اللہ علیہ۔

---

[1] ابن ظاہر الدین العباسی تلمیذ عبداللہ بن الہداد عثمانی و ۹۷۲ھ رحلت نمود۔ نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۲۸۷

[2] سال تولد ۹۱۷ھ است و فات سنہ ۱۰۰۱ھ و عمرش ۸۴ سال و ملا شیخ فیروز عثمانی این قطعہ در تاریخ وفات گفت ؎

صبر بہتر ازین ملال منال (مفتاح التواریخ ۱۹۸)

Marfat.com

(۳۹) شیخ کمال بن مکرم رح

از شیوخ فرشوری بلگرام وعظمائے این مقام است منصب تولیت اراضی مدد معاش از عہد قدیم بہ عشیرۂ خاص شیخ کمال تعلق دارد۔ والی یومنا ہذا باقی است مردم ارباب علم وفضل بسیار ازین دودمان برخاستہ اند شیخ کمال بدر آسمان کمال وسرآمد اقران و امثال بود و در جمیع علوم درسی از علامۂ تفتازانی وفہامۂ جرجانی یاد می داد۔ زہے صاحب دولتے کہ از بدایت عمر تا نفس واپسین بہ خدمت علم شریف گذرانید واوقات گرامی را منقسم بہ چہار جزو ساخت۔ جزوی برائے تقدیم عبادت مولیٰ تعالیٰ شانہ وجزوے برائے اثبات صور علمی در مرآت ضمائر معنی طلبان وجزئی برائے آراستن طرۂ خط بر عارض قرطاس و جزئی برائے ادائے حقوق اقارب واحباب خط عربی در نہایت جلا وشیرینی ویختگی می نوشت۔ کتب درسی از صرف ونحو ومنطق وحکمت ومعانی وبیان وفقہ واصول وتفسیر وغیرہا مجموع بہ دستِ مبارک کتابت کرد وہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ محشی ساخت بہ حیثیتی کہ متن محتاج شرح وشرح محتاج حاشیہ نہ ماند۔ واین کتب را منورۂ صحائف آسمانی ونسخہ الواح ربانی توان گفت کہ در تمام کتاب یک نقطہ غلط نہ توان یافت حقا ثم حقا کہ بدست یاری خامۂ مشکبار ریاحین عجبی بر تربت خود نشاند ورواح ثواب تا دم صبح قیامت وقف دماغ خود ساخت۔ چہ جزئ کشان مدارس علم در ہر عصر فیض ہا ازین صحف مکرمہ برگرفتند وزمزمۂ دعوات اجابت طراز بہ ملاء اعلیٰ رسانید ند ومی رسانند۔ درین ایام بہ تصرف حوادث روزگار کتب مذکور از کتب خانۂ او متفرق شدند۔ برخے جا بجا در بلگرام است۔ وپارۂ در اطراف واکناف دائر گشت از بعضے قبالات شرعیہ بہ وضوح پیوست کہ شیخ کمال در ۹۹۴ھ اربع وتسعین وتسع مائۃ بر صدر حیات متمکن بود واین بیت در مرثیۂ او بہ نظر رسید ؎

در واوحسرتا کہ زوالِ کمال شد بر طالبان حیاتِ دو روزہ وبال شد

Marfat.com

(۴۰) شیخ عبدالکریم بلگرامی

از عشیرۂ شیخ کمال مرقوم است۔ دانش مند والا منزلت و صدر نشین مسند تولیت بود در عنفوان نشو و نما کلام اللہ را ازبر کرد و علم از علمار قبیلۂ خود فرا گرفت و در جمیع علوم عقلی و نقلی سیما فنون عربیہ علم انادلا غیری افراشت۔ مقامات حریری تمام بر نوکِ زبان داشت و نثر عربی بر خوبی انشا می کرد۔ شغل شریفش همواره ریاض طاعت آراستن بود و حدیقۂ افادۂ پیراستن خط عربی و فارسی جید می نوشت۔ و در تیز دستی قصب السبق می ربود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مضجعہ می فرمود۔ کہ برائے من در عرصہ سہ روز حاشیہ شمسیہ کتابت کرد۔ در پایان عمر چند مقامہ بر طرز مقامات حریری و شرح فارسی بر مقامات در سلک تحریر کشیدہ بر اس مائۃ ثانی عشر رخت سفر بہ عالم قدس کشید۔

(۴۱) مولوی شیخ عبدالغفور

برادر صغیر اعیانی شیخ عبدالکریم مذکور از مشاہیر علمار شہر و نحاریر فضلار عصر است تحصیل کمالات از اکابر دودمان خود و استادان دیگر کرد و در فنون عقلی و نقلی تبحر اندوخت و دوام بہ اشاعۂ فیض و افادۂ طلبہ پرداخت و فرادانِ تلامذۂ را بہ پایۂ دانش مندی رسانید۔ استاد المحققین میر محمد طفیل نور اللہ مرقدہٗ بزرگوار می اصول در خدمت مولوی گذرانیدہ مے فرمود مولوی با من مکرر نقل کرد کہ از مطالعۂ کتب فلاسفہ مرا میلانی بہ مذہب این طائفہ بہم رسید روزگارے درین تیہ سرگردان بودم تا آنکہ شبے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کلمۂ چند مرا ارشاد فرمودند و زنگار شکی کہ بر مرآت خاطر نشستہ بود و در ساختند۔ و حقیقت دین اسلام چون روز روشن بر من منکشف شد۔ فالحمد للہ علی افضالہٖ نقش نگین او و ربک الغفور ذو الرحمۃ۔ صاحب نشاۃ جامع القوامین کہ در مکتب ہا عظیم رواج دارد شاگرد مولوی است نامش خلیفہ شاہ محمد متی در بلگرام بسر بردو بہ خدمت مولوی عبدالغفور تلمذ نمود۔ و در منزل میر سید اسمعیل فاضل کہ ترجمہ

Marfat.com

اش می آید اقامت داشت۔ در منشات خود نامہ بہ اسم مولوی عبدالغفور درج ساختہ ہر چند کلامش رتبہ ندارد اما مقصود اینجا تذکرہ حال مکتوب الیہ است نہ عبارت آرائی کاتب۔ سرخی مکتوب این است:۔

"مکتوب سوم در جواب عنایت نامہ فیض شمامہ قبلہ ارباب فضائل کعبہ اصحاب فواضل مولوی شیخ عبدالغفور زینت بخش بلگرام لازال معمورا بالکرام تحریر یافت"

والقاب در نفس مکتوب چنین نوشتہ:۔

"پیوستہ ذات قدسی صفات آن مجمع فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف دقائق معقول ومنقول واقف حقائق فروع واصول مقتدائے کاروانِ منازلِ تحقیق پیشوائے رہروان مراحل تدقیق مدالله ظلال نواله وکمالہ فیض بخش عقیدت آشنایان وہدایت فرمائے عبودیت گرایان باد"

(۴۲) شیخ عنایت اللہ

خلف الصدق شیخ عبدالکریم مسطور رحمہما اللہ تعالیٰ عجوبہ زمانہ ونادرہ یگانہ است۔ علم از پدر بزرگوار ودیگر دانش مندانِ روزگار اخذ نمود۔ ودر جمیع فنون عربی وفارسی وہندی از سنسکرت وبھاکا وموسیقی ہندی اقتداری بہم رساند۔ وخطوط ہفت قلم مشق کرد۔ وقرآن مجید را یاد گرفت ودست بہ دامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکالپی قدس سرہٗ زد۔ ونسبت ہم پیرگی با سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی داشت وتصفیۂ قلب وتزکیۂ باطن وتہذیب اخلاق بہ منتہیٰ رسانید ومصاحبت امرا پردہ کروے کار ساخت۔ خیر اندیش خان کنبو عالمگیری اعزاز واکرام افزون از حد می کرد۔ وبہ علاقۂ محبت او چند در مقام امادہ رحل اقامت افگند۔

واز عجائب اطوارش اینکہ ہمیشہ طرف سحر بر می خاست ونقشے از نغمات ہندی می خواند بعد ازان تہیۂ نماز صبح می کرد ولباس فاخرہ پوشیدہ وسلاح بستہ بہ وضعی کہ بہ دربار امرا می رفت خود را آراستہ متوجہ نماز می گردید۔ وارکان نماز را بہ خضوع وخشوع تمام ادا می کرد۔ چون سبب اختیار این وضع استفسار کردند فرمود ہر گاہ بہ دربار ارباب ودل ثیاب مکلف پوشیدہ وسلاح بر خود

Marfat.com

راست کرده می رویم دربارگاهِ سلطان ازل بطریق اولیٰ باہیئت آراستہ باید رفت۔ وبہ منطوق حدیث شریف "صفهم فی القتال وصفهم فی الصلوٰة سوا ظاہرا و باطنا" خود مستعد جہاد باید ساخت۔

وللناس فی مایعشقون مذاهب

بعضے رباعیات مولانا سحابی استرآبادی[1] کہ مضامین آن تعلق بہ آیات قرآنی دارد شیخ عنایت اللہ بر آن رباعیات شرحی نوشتہ۔ انتقال او از کدورت گاہ فنا بہ صفوت کدہ بقا در عشرۂ ثانی بعد مائۃ و الف واقع شد۔

(۳۴) میر سید اسمٰعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صغریٰ است و داماد میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر قدس اللہ اسرارہما سلسلۂ نسب او بایں طریق۔ میر سید اسماعیل بن سید قطب عالم بن سید دولارہ بن سید عبدالنبی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن پیارے بن حسن بن سید محمود محمد بن تتمہ نسب در ترجمۂ سید رفیع الدین عنقریب گذشت[2]۔ سید از فحول علماء وجہاندۂ فضلا است۔ وبہ دو واسطہ شاگرد امیر فتح اللہ شیرازی[3] در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع جم غفیر دانش آموزان را کامل مکمل ساخت و بر حاشیۂ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت وباوصف علو مرتبۂ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت بود۔ ومید فیض رسانی طولی داشت۔ وعلم موسیقی ہندی خوب می دانست واز مہرۂ دقائق این فن می زیست۔ ابتداءً بہ قصد تحصیل علم از بلگرام رخت سفر بر بست۔ و بہ خدمت ملا عبدالسلام[4] دیوہ پیوست۔ ونسخہ ہائے متداولہ درسی اکثر بہ خدمت ملا گذرانید۔ وتربیۂ فضیلت بہم رسانید۔ بعد ازان بہ خدمت مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی[5] اشتغال داشتہ عارسبق نمود۔ مولوی عذر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجایش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سبق

---

[1] سحاب گوہر پاس اسرار و آفتاب سرگرم افاضۂ انوار، و سار شاد حقائق و معارف بے نظیر افتادہ در حدود سنہ [illegible] در نجف فنای صوری را با فنای معنوی ہم آغوش ساخت ہفتاد و ہزار رباعی گفتہ بود از انجملہ قریب بیست ہزار در سفائن مردم مرقوم بود باقی ماند ورک: سرو آزاد ۱۴۱-۱۵: ۲ رک، رقم ۴۲ ذکر فضلار ۳ رک = رقم ۴۶ ذکر فضلار ۲ رک، رقم ۴۴ ذکر فضلا ۲ رک، رقم ۲۲ ذکر فضلار: ∴ ∴

Marfat.com

فلان شخص اختیار افتد میر به جهت ناخن بندی سماعت قبول کرد۔ اما در وقت درس مهر سکوت بر لب زده می نشست و اصلا حرف نمی زد۔ برین اسلوب مدتے بسر آمد۔ روزے مولوی عبدالحکیم فرمود مدتہا گذشت۔ گاہے حرفی از شما سر برنہ زد۔ سید عرض کرد کہ در وقت غیر منصب من ہمین سماع است۔ اگر وقتے علیحدہ قسمت فقیر مقرر شود بہ قدر استعداد حرف توان زد۔ مولوی فرمود درین ایام بین العصر والمغرب فرصتی ہست برائے سبق شما مقرر کردیم سید روز دیگر درس مستقل شروع کرد و بحث و گفتگو را بجائے رساند کہ وقت نماز شام رسید۔ مولوی نماز را ادا کردہ باز متوجہ درس شد۔ و تا نماز عشا گفتگو بحال بود۔ مولوی چون دید کہ سر رشتہ سخن آخر نمی شود فرمود فردا اول روز باید آمد درس ہائے دیگر را موقوف کردہ اول بہ تحقیق این مبحث می پردازیم۔ فردا صبح باز سید حاضر شد و طلبا دیگر نیز حاضر شدند و از چاشت تا استوا بحث قایم بود سہ روز متواتر برین منوال گذشت و سلسلہ بحث انقطاع نہ پذیرفت آخر مولوی با سید فرمود بارے حل این مقام بر شما ہم بہ نوعی ظاہر شد۔ سید عرض کرد کہ یکے از محشیان درین محل حاشیہ بہ قلم آوردہ و حاشیہ کہ از تحریرات خودش بود برآوردہ از نظر گذرانید مولوی جواہر تحسین افشاند و فرمود مطلب حاشیہ بسیار دقیق و نازک واقع شدہ اما عبارت خالی از اضطراب نیست۔ بعد ازین مولوی استفسار کرد کہ تحصیل شما از کجاست۔ عرض کرد کہ از خدمت مولوی عبدالسلام دیوہ۔ مولوی توہم کرد کہ مبادا ملا عبدالسلام برائے انزام من شاگرد خود را فرستادہ باشد۔ سید قسم یاد کرد کہ این امر را اصلا دخلی نیست۔ و محض بارادہ استفادہ در جناب عالی رسیدہ ام۔ و بقیہ کتب بخدمت مولوی خواند و فاتحہ فراغ گرفت و روزگارے بہ تعلیم و تدریس گذراند۔ بعد چندی بہ نواب نجابت خان صفوی[1] پیوست و بہ مزید تقرب اختصاص یافت و با وصف ملازمت پیشگی ہموارہ ہنگامہ درس می آراست نوبتے دو کس از فضلاء بالادست سرکار نواب سعداللہ خان وزیر اعظم[2] صاحب قران ثانی جہان کہ یکے در قومیت شیخ بود و دیگرے افغان بخانہ نواب نجابت خان آمدند و در مجلس نواب با بعضے فضلاء سرکار نواب گفتگوئے واقع شد۔ نواب

---

[1] سیومین پسر میرزا شاہرخ والی بدخشان است تولاش در ہند واقع شد در عہد جنت مکانی در سال سیوم شاہجہانی بخطاب نجابت خان و منصب دو ہزاری افتخار اندوخت و در عہد عالمگیر خطاب والای خانخانان بہادر سپہ سالار سرمایہ بلند رتبگی اندوخت و بسال ۱۰۷۵ھ وفات یافت (ماثر الامراء ج ۳: ۸۲۱ - ۸۲۸ مفتاح التواریخ ۲۷۱)

[2] و بسال ۱۰۶۶ھ وفات یافت (مفتاح التواریخ ۲۶۱)

Marfat.com

مغلوبیت فضلا رخود استشمام کرد سید اسماعیل حاضر مجلس نه بود نواب مسرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را رسانید و پائیں مجلس نشست و تقریر طرفین را گوش کرد آنگاہ بآن ہر دو فاضل خطاب کرد کہ این طرف ہم متوجہ باید شد۔ ہر دو عنانِ بحث بہ جانب سید تافتند۔ سید بہ زبانِ شیرین و بحث ہائے قوی آنہا را مغلوب ساخت۔ فاضلے کہ افغان بود طریق کج بحثی پیش گرفت تا بجائے کہ دست بہ قبضۂ شمشیر برد سید برجستہ شمشیری کہ بر مسند نواب موضوع بود بدست آوردہ از نیام کشید۔ مردم در میان آمدہ طرفین را باز داشتند۔ نواب نجابت خان علم و شجاعت سید مشاہدہ کرد بغایت مسرور گردید۔ و فرمود سید ما صاحب السیف والقلم است۔ سید اسماعیل آخر الامر ملازم پیشگی را گذاشتہ در بلگرام منزوی گردید۔ و جماعۂ طلبہ را برمائدۂ افادہ صلائے عام در داد۔ و بقیہ ایامِ زندگانی را بہ شغل شگرف تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چہارم شوال روز شنبہ ۱۰۸۸ھ ثمان و ثمانین والف رختِ سفر ازین عالم بربست ختم اولیا ز تاریخ یافتہ اند[1]۔ خوابگاہش بلگرام۔

درین محل شبدیز قلم را مہمیز دہم و احوال ملا عبدالسلام دیوی و استاد او ملا عبدالسلام لاہوری و امیر فتح اللہ شیرازی بزبان تقریر حوالہ می کنم۔

(۴۴) ملا عبدالسلام ساکن دیوہ

از مضافات صوبۂ اودھ۔ اصنافِ علوم را سیما عربیت در سرزمین مولد خود تحصیل نمود۔ قائد قسمت او را بہ لاہور آورد۔ و در ظل رافت ملا عبدالسلام لاہوری رسانید ہر چہ خواندہ بود بخدمت ملا تصحیح نمود۔ و قدم بر قدم استاد گذاشت۔ و چنانچہ اتحاد اسمی متحقق بود نسبت فضیلت نیز رتبہ مساوات بہم رساند۔ چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید۔ آخر ملازمت صاحب قران ثانی بجہان دریافت۔ و چندی بہ منصب افتاد عسکر مامور گردید و در کبر سن دست ازین منصب باز داشتہ در دار السلطنت لاہور رنگ انزوا ریخت و تشنۂ کامان علوم را بہ کوثر افادہ

---

[1] و نیز تاریخ وفاتش یافتہ اند۔ (۱) سید افضل زمانہ (۲) قضا ختم اولیا (۳) پنجمین شوال میرم داخل جنت شدہ ۱۰۸۸ھ (۴) عاشق غنیہ حق بود (۱۰۸۹) و مدت حیاۃ او از کلمہ سید ہ ۷ استخراج می یابد تاریخ تولدش از الفاظ افضل زمانہ ۱۱۱۴ھ

Marfat.com

سیراب می ساخت۔ وحاشیہ برتفسیر بیضاوی درسلک تحریر کشید۔[1]

(۴۵) ملا عبدالسلام لاہوری

معدن عقلیات ونقلیات بود۔ وفنون ادب وفقہ واصول رانیکو می دانست علم از امیر فتح اللہ شیرازی وغیرہ فراگرفت[2]۔ وقریب شصت سال درس گفت وجمعی کثیر را بپایۂ فضیلت برساند۔ وحاشیہ برتفسیر بیضاوی تعلیق نمود وقریب نود سال عمر یافت۔ می گفت سخنانِ بسیار برکتب متداولہ داشتم۔ وبرارباب استعداد عرض کردم۔ ودر معرض قبول افتاد اما از کثرتِ اشتغال درس فرصت تحریر نیافتم۔ الحال کہ ضعف قوی مستولی گشت وقوتِ حافظہ روبہ انحطاط آورد ہمہ از خاطر برآمد۔ بر فقدان این صور ذہنی تاسف می نمود۔ در سنہ ۱۰۳۷ سبع وثلثین والف کتاب زندگانی برہم نہاد۔

(۴۶) امیر فتح اللہ شیرازی

درحکمت عملی ونظری یکتائے روزگار بود۔ ودر دانشگاہ خواجہ جمال الدین محمود و مولٰنا کمال الدین شروانی ومولانا کردو میر غیاث الدین منصور شیرازی[3] تلمذ نمود۔ وقدم از اساتذہ

---

[1] تفسیر بیضاوی۔ المسمیٰ بہ "انوار التنزیل فی اسرار التاویل" تالیف ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن قاضی القضاۃ الامام الشیخ امام الدین عمر بن قاضی القضاۃ الامام فخر الدین محمد بن الامام صدر الدین علی، الشافعی البیضاوی (بیضا بلدہ است درعلاقہ اصطخر ہشت فرسخ از شیراز) [2] کتب درسیہ بہ شیخ اسحاق بن کاکو (۹۹۶ھ) والشیخ سعداللہ (۹۹۹ھ) وقاضی صدر الدین (۹۹۰ھ) قرارت کرد۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی (۱۰۵۸ھ) ومفتی عبدالسلام المزبور سابقاً وشیخ محمد میر بن القاضی سائیں السیوستانی لاہوری (۱۰۴۵ھ) صاحب آثر الامرار د) نوشتہ کہ ملا مفتی معسکر بود وتامدت این منصب را سرانجام داد ودرّ بادشاہ نامہ" عمرش۔ نوشتہ ومدت درس پنجاہ سال واللہ اعلم ۱۲ (نزہتہ الخواطر ج رقم ۳۵۰

[3] بن میر صدرالدین شیرازی (۹۰۰ - ۹۴۸) علامہ دہر المشہور بین الانام تالیفات محاکمات برشرح تجرید مابین پدر خود وعلامہ دوّانی وشرح ہیاکل النور سہروردی (۸۵۰ھ) وتعدیل المیزان ومعیار الافکار ومعارج و لوامع درعلم ہیئت وغیر ذالک (رک: مقالات شعرار ۵۵۹ - ۱۲)

Marfat.com

پیش گذاشت عادل شاه بیجاپوری[1] بهزاران خواهش اورا از شیراز به دکن طلبید و وکیل مطلق خودساخت روزگارے برین منوال گذشت - آخر در سنه ۹۹۱ احدی وتسعین وتسع مائة اکبر بادشاه اورا منشور طلب فرستاد - وحسب الطلب به فتح پور سیکری رسید - خانخانان[2] وحکیم ابوالفتح[3] استقبال کرده به ملازمت آوردند و مورد اصناف نوازش گردید - و در کمتر فرصت بدولت مصاحبت فائز شد و قامت امتیاز بخلعت صدارتِ کل آراست - دختر مظفر خان تربتی[4] بسلک ازدواج درآورد - گویند به منصب سه هزاری رسیده بود - و در سنه ۹۹۳ ثلث وتسعین وتسع مائة بخطاب امین الملکی بلند رتبه گردید - حکم شد که راجه تودر مل[5] مهمات ملکی ومالی را به صواب دید میر سامان انجام دهد میر فصلی چند متضمن کفایت سرکار و رفاه رعایا از نظر گذرانید - درجه استحسان یافت و در همین سال بخطاب عضد الدوله نامور ی اندوخت - و بر هنمونی راجه علی خان والی خاندیس[6] دستوری یافت - از آنجا به تاکامی برگردید - و بخان اعظم که برائے تاخت ولایت دکن و مالش سران آن دیار تعیین شده بود پیوست -

---

[1] پسر سلطان ابراهیم عادل شاه - بعد از وفات پدر در سنه ۹۶۵ھ در بیجاپور دکن بر سریر حکومت نشسته و بعد از سلطنت بست و سه سال در سنه ۹۸۸ھ از دست خواجه سرای کشته شد - رک : مفتاح التواریخ ۱۸۹)

[2] مرزا عبدالرحیم خان خانان پسر مرزا بیرم خان المتولد ۹۶۴ھ والمتوفی ۱۰۳۶ھ کتاب تزک بابری مانند یادگار است که بحکم عرش آشیانی از ترکی به فارسی نقل کرد - برائے تفصیل احوال رک : مآثر الامرا (۲۹۳ - ۲۱۳، مفتاح التواریخ ۲۳۲ نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۳۳) [3] بن عبدالرزاق الگیلانی الشیعی، دور الحادی فقه و ذو هم اخلاق ضرب المثل بود - شرح قانونچه (طب) و شرح اخلاق ناصری و مجموعه رسائل مسمی به "چهار باغ" از و یادگار اند بسال ۹۹۷ھ در بلدهٔ "حسن ابدال" وفات یافت (رک : منتخب التواریخ ۲۳۵ مآثر الامرا ۵۵۸ - ۵۶۲ نزهة الخواطر ج ۴ رقم ۲۰) [4] خواجه مظفر علی نام دیوان بیرم خان بود - در عهد عرش آشیانی به والا منصب دیوانی بخطاب مظفر خانی سربلند گردید و بعد ازان بخطاب جمله الملکی اعتبارش افزود و به ایالت بنگاله نیز دستوری یافت و در سنه ۹۸۱ھ بمنصب وزارت سرفراز گشت جامع کبیر آگره از و یادگار است در سنه ۹۸۸ھ در معرکه کشته شد (مآثر الامرا ۲۲۱ - ۲۲۷) [5] دیوان محمد اکبر شاه بود آبادی ملک عزل و نصب کارپردازان .. خالصهٔ حواله او بود در سال ۹۸۰ بصوبه داری ملک بنگاله هم معزز و ممتاز گشته و در سنه ۹۸۱ھ در لاهور درگذشت (مفتاح التواریخ ۱۹۴) [6] شاه علی بن مبارک بن عادل بن حسن بن نصیر الفاروقی المعروف به راجه علیخان برهانپوری - بعد وفات برادر خود محمد شاه در سنه ۹۸۴ھ در برهانپور دار الحکومت خاندیس بر سریر سلطنت نشست و بعقل و تدبر حکمرانی کرد مرد عادل و فاضل بود اهل علم را تقرب کرد در سنه ۱۰۰۴ھ وفات یافت (رک نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۴۷۳) ۱۲

Marfat.com

چون خان اعظم[1] باشهاب الدین احمد خان[2] و دیگر سرداران کمکی بدسلوکی پیش گرفت ۔ راجه علی خان نفاق امرا مشاهده کرد ۔ لشکر دکن بخود متفق ساخت ۔ وکیر بمقابله بست ۔ هرچند میر خواست که اورا براهِ آرد صورت نه بست ۔ ناچار به گجرات نزد خانخانان رفت که اورا به کمک بردآن هم بعلتی دست نداد ۔ از انجا خود را بحضور پادشاهی رسانید و در ۹۷۷ سبع وتسعین وتسع مائة وقت معاودت بادشاه از سیر کشمیر به عارضه جسمانی در شهر ماند و جان بقابض ارواح سپرد ۔ اول در خانهٔ میر سید علی همدانی قدس سرهٗ گذاشته بودند بحکم پادشاه از انجا برآورده بر فراز کوه سلیمان که جایٔ دلکشائے ست نقل کردند ۔ پادشاه از فوت میر بسیار متاسف شد و بر زبان گذرانید که میر وکیل وحکیم وطبیب ومنجم ما بود اندازهٔ سوگواری که تواند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی وهمگی خزائن در برابر خواستی درین سودا فراوان سود کردمے ۔ وآن گرامی گوهر را بس ارزان خریدمی

شیخ فیضی گوید ؎

شهنشاه جهان را در وفاتش دیده پرنم شد　　سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون عالم شد

از مصنفات او تکمله حاشیهٔ علامه دوانی بر تهذیب المنطق[4] وحاشیه بر حاشیهٔ مذکور متداول است ۔ تصانیف علمائے متاخرین ولایت مثل محقق دوانی و میر

---

[1] ای مرزا عزیز کوکه مخاطب باعظیم خان کوکلتاش پسر خواجه خان اعظم ۔ در ۱۶ سنه از جلوس بخطاب اعظم خان نام برآورده وبنال پور بجاگیر او مقرر شد و در ۳۳ سنه باجل طبعی مسافر دار الملک بقا گردید ۔ رک : مفتاح التواریخ ۱۹۹

[2] از سادات نیشاپور است منصب پنج هزاری سرافتخار برافراخته بسپه سالاری مملکت مالوه یقین گشت بعد از یک سال بسبب اختلال حکومت گجرات بدو عوض یافت وبعد از عزل ونصب در ۹۹۹ سنه رخت هستی بربست ۔ مآثر الامرا ج ۲ ص ۵۶۷ - ۵۷۰)

[3] المتولد ۷۱۴ سنه که تالیفات وی بر یکصد و بفتاد و چند زاند منجمله آن مجمع الاحادیث ، شرح الاسماء الحسنی ، ذخیرة الملوک ، شرح خصوص الحکم ، مرآة التائبین ، شرح قصیده همزیه فارضیهٔ ادب بعربیین وقواعد عشره مشهور اند ۔ رک : حدائق حنفی ۲۹۷ ، خزینة الاصفیا ۲ : ۲۹۳ ، تذکره علمائے هند ۱۴۸)

[4] تهذیب المنطق والکلام علامه سعد الدین تفتازانی والمتوفی ۷۹۲ سنه ، بر حصه منطق وی علامه جلال الدین دوانی (۹۰۷ سنه) شرح نوشته ناقص میر آن شرح را تکمله نوشته بعد برآن حاشیه نوشت وکشف الظنون ؛

[5] علامه جلال الدین محمد دوانی ۹۱۸ سنه ابن سعد الدین سعد علامه در ۹۳۰ سنه تولد یافت تالیفات وی کثیره است صاحب ریحانة الادب (۲ : ۲۶) فهرست آنها تا ۲۹ ذکر کرده من جمله آن حاشیه قدیم وجدید شرح تجرید الکلام قوشجی (المتوفی ۸۷۹ سنه) وحاشیه بر تحریر القواعد المنطقیه شرح شمسیه "لقطب الدین رازی (۷۶۶ سنه) و العقائد العضدیه ، وحاشیه قدیم وجدید بهر اسم "تنویر المطالع" بر شرح مطالع رازی وبر حاشیه شرح مطالع سید شریف (۸۱۶ سنه) مشهور ومتداول اند ۔ رک : البدر الطالع ۲ : ۱۳۰ والنور السافر ۱۳۳ ، کشف الظنون ۱۸۴ ، مواضع اخری منه و آداب اللغة ۳ : ۲۳۸ و معجم المطبوعات ۱۹۸)

Marfat.com

صدر الدین[1] میر غیاث الدین منصور[2] و میرزا جان میر[3] بہندوستان آورد۔ و در حلقۂ درس انداخت۔ و جم غفیر از حاشیہ محفل میر استفادہ کردند۔ و ازان عہد معقولات را رواجی دیگر پیدا شد[4]۔

(۴۷) ملک بہاء الدین نور اللہ ضریحہ

ساکن محلہ خوردپورہ معروف بہ ملک بہلی بفتح باء موحدہ و ہاء مختفی و لام مشدد و مکسور بکسر مجہول و یاء تحتانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری[5] قدس سرہٗ و دودمان او بملک اشتہار دارد۔ وجہ تلقب از ملک فیض اللہ کہ از بنی اعمام ملک بہاء الدین

---

[1] میر صدر الدین شیرازی (م ۱۰۵۹ھ) محمد بن ابراہیم المعروف بالاخوند از مشاہیر علمائے فلسفہ بود از تالیفات وی "اسفار اربعہ" و شرح ہدایۃ الحکمت للابہری و دیگر رسائل مشہور اند و میر صدر الدین شیرازی آخر کیست وی ابو المعالی و نقش بلسان ارباب فضل و کمال "صدر العلماء" و "صدر الحقیقۃ" از بنی اعمام امیر اصیل الدین عبد اللہ بن عبد الرحمان الحسینی الدشتکی الشیرازی است و تلمیذ ملا قطب الدین و خواجہ نصیر الدین محمد طوسی (م ۶۷۲ھ) ہما است میر مزبور در معارضہ علامہ دوانی حواشی قدیمہ و جدیدہ نوشتہ و مجموعہ رود و این ہر دو فضلا بر شرح تجرید قوشجی مشہور بہ "طبقات الصدریہ و الجدیدیہ" است و مثل آن بر شرح مطالع قطب رازی نیز حواشی نوشتہ بیک دیگر معارضہ کردہ اند و برائے تفصیل رک: حواشی مقالات الشعراء حسام راشدی تحت ترجمہ صدر شیرازی و پسرش غیاث منصور،

[2] میر غیاث الدین منصور بن میر صدر الدین شیرازی (۹۰۰-۹۴۸ھ) تالیفات وی در فلسفہ و کلام اہمیت دارند منجملہ آن محاکمات میان جلال و صدر بر شرح مطالع و شرح تجرید مشہور اند نیز شرح بر کتاب ہیاکل النور سہروردی (م ۵۸۷) و شرح بر رسالہ اثبات واجب پدر خود و تعدیل المیزان در منطق کہ خلاصہ منطق شفا است و خلاصۃ الخلاصہ معیار الافکار۔ معالم الشفاء در (لب) سفر دوم (سفیر در ہیئت) حاشیہ بر شرح شفا و حاشیہ بر شرح حکمت العین و رد دوانی بر حاشیہ شمسیہ خلاصۃ التلخیص اختصار کتاب تلخیص معانی و رد بر حاشیہ تہذیب منطق للدوانی و اخلاق منصوری و غیرہا معروف اند در رک: مقالات الشعراء و حواشی آن از حسام راشدی از ص ۵۹

[3] حبیب اللہ بن عبد اللہ العلوی الدہلوی شمس الدین (م ۹۹۴ھ) المعروف بہ فاضل میرزا جان شیرازی از تالیفات وی معروف اند: النوذج الفنون۔ حاشیہ علی شرح تجرید العقائد القدیمہ و الجدیدہ و حاشیہ علی شرح ابن سینا للنصیر طوسی و حاشیہ علی شرح حکمۃ العین لمبارک شاہ و حاشیہ علی شرح الشمسیہ للشیرازی و حاشیہ علی حاشیۃ الخطائی للمطول و حاشیہ علی حاشیۃ الخطائی للمختصر و حاشیہ علی لوامع الاسرار شرح مطالع الانوار فی المنطق و الحکمۃ و حاشیہ علی شرح السید للمواقف و حاشیہ علی المطول و حاشیہ علی شرح القطب الشیرازی للمختصر المنتہی در رک: ہدیۃ العارفین ۲۶۲-۲۶۳ و اعلام للزرکلی ج ۶ ص ۱۷۲ و نفث الیمم ۲۸۲ طبع کلکتہ

[4] و مخفی نماند کہ این افاضل اربعہ آنچہ در فن منطق و حکمت و کلام و معانی و اصول فقہ نوشتہ خلاصہ دقائق متاخرین است و بعد ازان فضلاء ہند و پاک این دقائق را مبحث قرار دادہ تدقیق و تدقیق کشیدہ در مصارعۃ و ہنیہ مشغول شدہ علوم حکمت و الغایت فروغ دادند کہ محل آن متصور نیست۔

[5] شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری (م ۳۹۶ھ) ہراتی از بزرگترین رجال تصوف و دانش خراسان است کہ کتب رسائل و مناجاتہا و اشعار زیادی باو منسوب است و در تازی و فارسی نویسندہ و شاعر زبردستی بود کہ بعضے از کتب خود را خود املا می نوشت و برخی را ہم بطور املا می گماشتگان و مریدان او نگاشتند اشہر ازین کتاب آنکہ باو منسوب است طبقات صوفیہ (امالی میر بصوات) است آنکہ بتصحیح و حواشی آقای عبد الحی حبیبی در

Marfat.com

است استفسار رفت گفت که بزرگان ما را در فرامین وسجلات ملک الامرا نوشته اند۔

ملک بہاء الدین فاضلی است صاحب ذہن بلند وطبع وقت پسند اول بہ گوپامو رفتہ نزد ملا وجیہ الدین گوپامؤی[1] تلمذ کرد۔ بعدہٗ از خدمت مولوی قطب الدین شہید سہالوی تحصیل نمود و در جمیع فنون درسی سرمایہ فراوان اندوخت سیما ام العلوم نحو وصرف کہ درین دو فن مہارتی عظیم داشت۔ و در وطن مالوف قدم افشردہ علی الدوام با فائدہ طلبا می پرداخت و در عشرۂ اولی بعد مائۃ والف متوجہ نزہت کدۂ بقا گردید۔ قبرش زیر بلندی روضہ خواجہ عماد الدین بلگرامی[2] قدس سرہٗ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمۂ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین احمد در فصل اول گذارش یافت[3]۔

(۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از اولاد سید محمد صغری ساکن محلہ میدانپورہ واز اعاظم علما واتقیا است۔ بسلسلہ نسبش برین وطیرہ سید ضیاء اللہ بن خان محمد بن عبد الغفار بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکی اربعہ محلہ سیدوارہ بن سید حسین عرف سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود بدہن۔ نسب مافوق در ترجمۂ سید رفیع الدین مسطور گردید۔ تزویج سید عبد الغفار جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف اوچھی از قبیلہ پیچ بہیہ شدہ بود و چون سید محمد اشرف پسرے نداشت سید عبد الغفار داماد خود را متبنیٰ ساخت۔ سید عبد الغفار باین علاقہ از محلہ سیدوارہ نقل کردہ سکونت میدانپورہ گرفت۔ سید ضیاء اللہ در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد۔ وکسب فضائل منظور نظر ہمت ساخت و در قصبات پورب بطور طلاب این دیار سائر و دائر گشت۔ واز علمار عصر فنون درسی اخذ نمود و با جناب سید احمد بن سید محمد کالپوی[4] قدس اللہ اسرارہما غائبانہ عشق باخت واین بیت بنظم در آوردہ ؎

---

[1] بن عیسیٰ بن آدم بن محمد الصدیقی الگوپاموی سبط شیخ جعفر بن نظام الدین عثمانی امیتھوی و پدرش ایشان سبط شیخ البدیہ خیر آبادی بود۔ قرارت علوم بر جد خود شیخ جعفر نمود شیخ محمد افاق لکھنوی وقاضی عصمۃ اللہ بن عبد القادر العمری از تلامذۂ ذی یوذند۔ ملا مزبور در تالیف "فتاوی ہندیہ" شریک بود و کتاب حصن حصین را شرح نوشتہ و بر خیالی و مطول حواشی وادد وغیر آن رسائل در تصوف انشا یادگار اند در ۱۰۸۳ھ وفات یافت (نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۷۳۶) [2] رک: رقم ۲۵ ذکر فضلاء [3] رک: رقم ۱ ذکر فقرار ۱۲ [4] رک: رقم ۶۹ ذکر فقرار ۱۲ [5] در گذشت رقم ۳۹ و ۴۰ ذکر فقرار ۱۲ ؛

Marfat.com

کاپلی مکہ بلگرام یمن — اے تو احمد منم اویس قرن[1]

بعدہ بہ ملازمت اقدس حضرت امیر رسید و بعضے نسخ تصوف فرا گرفت۔ و در بلگرام بر سجادۂ خدا پرستی و تدریس علوم تمکن ورزید و جم غفیر طلبہ را بہ کام دل فائز ساخت۔ حضرت سید بغایت متقی و پرہیزگار بود۔ و در نصرت دین متین و اقامت احکام سنت سنیہ قدمی راسخ داشت و در تاریخ بست و پنجم ماہ شعبان روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۰۴ اربع و مائۃ و الف شبستان خاک را ضیا بخشید۔ و حسب الوصیہ پایان مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ بیرون حرم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید راقم الحروف گوید ؎

خورشید سپہر علم و فضل و تقوے — آن میر ضیاء اللہ روشن سیما

دامن افشاند بر شبستانِ جہان — تاریخ شنو بمنزل قدس ضیا

تاریخ انتقال سید ضیاء اللہ مرحوم در بیت سنہ ۱۱۰۳ ثلاث و مائۃ و الف ثبت شدہ و در نسخ اوائل مآثر الکرام بہمین سال ثبت است۔ آخر بہ تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال مشارالیہ سنہ ۱۱۰۴ اربع و مائۃ و الف است۔ رباعی موافق این سال بنظم در آمد۔ سید ضیاء اللہ و پدر علامہ میر عبد الجلیل کہ ذکرش تحریر می یابد[2] ہم عمر بودند و از ایام صبا اخلاص و ربط خاص داشتند۔ سید ضیاء اللہ این نامہ بمیر احمد ترقیم نمودہ کہ شمہائے موزون کہ در صورت سخن تجلی داشت اگرچہ نمکین بود شیرین افتاد بریں عید می خواستم قربان شدن ایام تشریق گذشتہ بود برائے نثار زر ہا می جستم جز نقد جان بدست نیامد۔ ازین حسرت جواہر منثور تلاش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد ؎

اول بہ کرشمہ اش سلامی — وز دیدہ بہ غمزہ اش پیامی

---

[1] اویس قرنی۔ تابعی معروف آنحضرت در حق وی بشارت دادہ (الصحیح للمسلم ص ۳۱۱ ج ۲) و قرنی نسبت بسوئے احد اجداد اوست کہ اسم او قرن بن ردمان است بعضے او را افضل التابعین قرار دادہ مگر این مطلقاً صحیح نیست امام احمد گفتہ افضل تابعین سعید بن المسیب است و این معنی موافق مذہب اہل مدینہ است و اہل بصرہ افضل تابعین حسن بصری را قرار دادہ حضرت الامیر القنوجی گفتہ افضلیت اویس بلحاظ کثرت ثواب است و افضلیت سعید بلحاظ معرفت علوم و احکام و اصحاب تذاکر حکایتہا آوردہ بوی منسوب کردند واللہ اعلم بصحتہا در جنگ صفین مقتول شد ذہبی در میزان الاعتدال گفتہ: لولا ان البخاری ذکر اویساً فی الضعفاء لما ذکرتہ اھ لانہ من اولیاء اللہ الصادقین (تقصار ۲۳-۲۴)

[2] ۵۲ رک: رقم ۵۸ ذکر فضلاء

از نالہ بعشوہ اش دعائے — وز ہجر بہ وصل او ثنائے
از اشک بہ پائے او سجودے — واز آہ بگوش او درودے
از گریہ بخندہ اش نیازے — واز غم بہ نشاطِ او گدازے
از دست دعا بدامنِ او — وز روح نثار برتنِ او
شوقی ز نیاز من نسیازش — آہی ز خروش من بسازش
چون خط شریف دلبر آمد — از نخل امید من بر آمد
لطفی کہ بنامہ اش نہان بود — برگشتہ تیغ ہجر جان بود
ہجری کہ بود مراد دلبر — از وصل ہزار بار خوش تر
چون جان برضای دوست لبیک است — از ہر چہ رضای اوست مشتاق است
ہمت بمراد او کنم صرف — شد ختم سخن بذکرِ این حرف

ترجمۂ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت[1] و فرزند دیگرش سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرۂ از علم داشت و حافظ قرآن و قاری خوش الحان بود و بہ تحریر خط نسخ یاقوت را عرق آب خجالت می ساخت۔ کلام اللہ و تفسیر مدارک بخط او امروز سواد باصرہ را نورے تازہ و جلائے بے اندازہ می بخشد در سن ہشتاد سالگی بست و یکم ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائۃ والف بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ و در باغ مقابر آبا رخود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید اشرف بن ضیاء اللہ بزرگ عہد بود و بہرہ از فضیلت داشت و پیوستہ بہ مطالعہ کتاب و تلاوت قرآن و عبادت عالم آفرین تعالیٰ شانہ و تعمیر وقت می کوشید تا آنکہ در عشرۂ رابع بعد مائۃ والف متوجہ نشیمن قدس گردید و برابر والد مرحوم خود پائین درگاہ خواجہ عماد الدین قدس سرہٗ آسایش گرفت۔ سید غلام حسین بن سید محمد اشرف مسطور کتب درسی بہ ترتیب از جناب استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی روح اللہ روحہ تحصیل نمود۔ جوانی صالح و متقی بود و مدۃ العمر پیرامن مناہی نگردید و در عمر سی و یک سالگی با برادر اعیانی خود سید احمدی در ماہ شعبان سنہ ۱۱۴۴ اربع و اربعین و مائۃ متوجہ سفر از وطن شد و این

---

[1] رک: رقم ۷۰ ذکر فقرار

Marfat.com

اول سفر او بود۔ در اثنار راہ قریب اٹاوا از دست قطاع الطریق ہر دو برادر بعز شہادت فائز شدند۔

(۴۹) سید عنایت اللہ

بن سید عبد الستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعۂ محلہ سیدوارہ فقیہ بے بدل و طبیب بالادست بود و طبعی بلند و ذہنی آسمان پیوند داشت و در عصر خود ریشۂ عجبی در روایت کشی دواند۔ و استخراج مسائل فقہی را بپایۂ اعلیٰ رساند مفتیان زمانہ اقرار نامہ تفوق او در دست داشتند۔ در روایت طلبان از بلاد دور دست بخدمت او می رسیدند۔ ابتدائے حال قرآن مجید را یاد گرفت و در حوزۂ درس میر سید اسماعیل بلگرامی[1] تربیت یافت۔ و منازل تحصیل علمی بہ ترتیب عبور نمود و اکثر بہ مطالعۂ کتاب اشتغال داشت۔ فوتش در سنہ ۱۱۲۰ عشرین و مائۃ و الف واقع شد و در باغ احداث کردۂ خود مدفون گردید از اولاد او دو پسر رتبۂ فضیلتی بہم رسانیدند۔ اول سید محبوب فاضل مستعد بود ہموارہ با فائدہ طلبہ می پرداخت۔ استاد المحققین میر طفیل محمد[2] روح اللہ روحہ با او خوش طبعی ہائے نمکین داشتند۔ و عشرۂ ثالث بعد مائۃ و الف ازین عالم در گذشت۔ دوم سید مرتضیٰ معروف بہ سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرد۔ و طبابت از پدر آموخت و سر آمد اطباء شہر شد۔ خصوص در نبض شناسی دستی عالی بہم رساند و درمان مرض مسیحائی بکار می برمی بردو تالیفی درین فن جمع کردہ و یازدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۸ ثمان و خمسین و مائۃ و الف نبض حیات او ساقط شد۔ و در مقابر اسلاف خود آرمید عمرش قریب بہ ہشتاد سال۔

(۵۰) میر سید خیر اللہ بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین نہج سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید بن سید طیب بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سرہٗ از مستعدان زمانہ و صاحب کمالان یگانہ است ظریف طبع لطیفہ سنج خوش خلق بود و فضائل رضیہ

---

[1] رک: رقم ۴۳ ذکر فضلاء [2] رک: رقم ۶۸ ذکر فقراء

Marfat.com

وشمائل سنیه بسیار داشت وخالی از تشنهٔ معنی نبود ومثنوی مولوی روم را دران عصر به ازو کسے درس نمی گفت وهمیشه تقدیم عبادت وتشغل کتاب سرمایهٔ اخروی می اندوخت۔ خلیفه شاه محمد صاحب[1] جامع القوانین ثمنوی مولوی روم از خدمت میر سند کرده ومکتوبے بنام میر درنشات خود آورده۔ عنوان مکتوب این است :۔

"مکتوب نهم۔ بخدمت خلاصهٔ خاندان اصطفا نقاوهٔ دودمان ارتضا۔ شرافت ونجابت ومنگاه میر سید خیر الله تحریر یافت۔ برضمیر خورشید نظیر آن زینت افزائے محفل سخن رونق بخش مضامین نو وکهن۔ نگاه آموز چشم بینش۔ چراغ افروز بزم آفرینش نمک خوان اهلیت مردمک دیدهٔ قابلیت۔ مبدع قوانین مروت مخترع آئین فتوت۔ اختر منیر برج نقابت گوهر بے نظیر درج نجابت مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح ولائح باد"

سید خیر الله پنجم شوال روز چهارشنبه ۱۱۱۴ھ اربعة عشرة ومائة والف به جنت الماوی خرامید ودر بلگرام در مقابر آبا مدفون گردید۔ انتقال میر بموت فجاة واقع شد۔

"روی بیهقی فی شعب الایمان عن ابی السکن الهجری قال مات خلیل الله فجأة ومات داؤد فجاة ومات سلیمان بن داؤد فجأة هو تخفیف علی المؤمن وتشدید علی الکافر"

درین محل خامهٔ تر دست سلسلهٔ گفتگوے دیگر می جنباند وبتقریب واقع سید خیر الله واقعه سید محمد نوح والد مولف کتاب بغرض ارباب عبرت می رساند۔ نهم محرم شخصے در بلگرام بموت فجاة درگذشت والد مرحوم بدفن میت پرداختند وبخانه برگشتند۔ این سانحه سرمهٔ عبرت در چشم ایشان کشید وطلسم هستی هباء منثورا بنظر در آمد یا میر سید محمد خلف[2] الصدق علامه مرحوم میر عبد الجلیل خطاب کردند که دو قضیه ازین قبیل مشاهده شد یکے انتقال سید خیر الله بن سید عبد الحمید دوم وفات سید محمود پدر سید لطف الله که ترجمهٔ او در فصل اول در سلک ارادت مندان سید العارفین قدس سره نگارش یافت[3]۔ شب دهم محرم در بلگرام چند جا تشریف بردند آخر در محلهٔ خود یعنی میدانپوره برآمدند۔ و بر صفه تابوت امام علیه السلام

---

[1] رک : رقم ۶۵ ذکر فضلا ۱۲ [2] رک : رقم ۲۷ ذکر فقرا ۱۲ [3]

نشستند و بعد فصلی لفظ اللہ برکشیدند و جان بجہان آفرین تسلیم نمودند ؎

سبکروان زخم آسمان برآمده اند زراستی چو خدنگ از کمان برآمده اند

و این حادثہ شب دہم محرم یک پاس شب باقی مانده ۱۱۶۵ خمس وستین ومائة والف واقع شد روز شہادت امام علیہ السلام وقتے کہ آفتاب بہ یک نیزہ رسید در باغ محمود نزد قبر والد خود سید فیروز[1] در خلوت کدۂ خاک آسایش گزیدند۔ عمر شریف ہفتاد سال۔ راقم الحروف گوید ؎

میر سید نوح آن نخل ریاضِ مکرمت روزِ عاشورا علم افراخت در ملکِ بقا

سائلی پرسید از آزادسالِ رحلتش گفت حشر والدِ ما با شہید کربلا ۱۱۶۵ھ

(۵۱) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جہان بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ کسب علوم متداولہ از خدمت میر سید اسماعیل بلگرامی[2] نمود۔ وعلم حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی[3] سند کرد۔ و با علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی ربط خاص بہم رسانید و قواعدِ علمی بیش از حصر اخذ نمود۔ و بر شمائل النبی ابی عیسی ترمذی[4] وحصن حصین[5] ترجمہ بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ افتتاح ترجمہ شمائل نبی بے الف و لام و تاریخ ختم کہ در ۱۰۹۶ سنہ ست تسعین والف دست داد سید ضیاء اللہ بلگرامی درین قطعہ نظم ساخت ؎

چو سید فیض منطوق فضائل مترجم ساخت از جہد کماہی

سزد گر چرخ ذکر سعی خیرش علم گردانداز مہ تا بہ ماہی

---

[1] رک: رقم ۲۲ ذکر فقراء [2] ک: رقم ۷۰ ذکر فقراء ۱۲ [3] ک: رقم ۳۴ ذکر فقراء ۱۲۶

[4] محمد بن عیسی الترمذی صاحب الجامع و شمائل للترمذی کتابیست در سر احوال و فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر آن متعدد علماء شروح نوشتہ و مشہور ترین شرح شمائل ملا علی قاری است ۱۲ [5] الحصن والحصین من کلام سید المرسلین للشیخ شمس الدین محمد ابن الجزری المتوفی ۷۳۹ھ این کتاب جامع ادعیہ و اذکار ماثورہ است ؛

Marfat.com

بحمد اللہ کہ شد این گنج معنی نصیب عہد عالمگیر شاہی
زیمن صحبت سید مبارک خدا کردش باین دولت مباہی
خرد تاریخ ترتیبش رقم زد زہے گنجینۂ فیض آلہی

مخفی نہ ماند کہ زمینداری بلگرام تعلق بہ قبائل اربعہ محلۂ سیدوارہ دارد۔ سید محمد فیض در عصر خود این عہدہ را بہ رونق تمام سرانجام داد۔ ولوائے دہر بہ وشوکت بآسمان افراخت اتفاقاً او را با خان عالم نامی حاکم شہر نزاعی رو داد بست و نہم رمضان ۱۱۰۳ھ ثلث ومائہ والف کار بجدال وقتال انجامید۔ خان عالم غالب آمد۔ واثاث البیت سید محمد فیض مجموع بتاراج رفت۔ درین ہنگامہ ترجمہ مسطور ہم برہم خورد۔ سید محمد فیض کمر بہ تدارک بست و از بلگرام قصد دکن معسکر عالمگیر خلد مکان کرد۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بپاس ربط قدیم درین سفر بر قامت سید محمد فیض پرداخت۔ و درین وقت کہ آشنایان بیگانہ می شوند ادائے حقوق آشنائی بر خود لازم گرفت سید محمد فیض بہ اردوے عالمگیری رسیدہ ماجرا بہ مسامع خلافت رسانیدہ و خان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و بہ وطن عطف عنان نمود۔ درین وقت ترجمہ را تلاش کرد۔ چند جزو از وسط کتاب بدست آمد۔ بار دیگر ہمت بہ ترتیب ترجمہ گذاشت و دوازدہم ذی الحجہ ۱۱۱۲ھ اثنا عشر ومائۃ والف باتمام رسانید۔ تاریخ ختم ثانی این فقرہ یافت "قد تم بعون اللہ الاحد ورسولہ احمد"۔ استاد المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مرقدہ و مدتہا بخانہ سید محمد فیض تشریف داشتہ اند۔ مشار الیہ دقائق خدمت گزاری کما ینبغی مرعی می داشت و وفاتش در سنہ ۱۱۳۰ ثلثین ومائۃ والف واقع شد۔ قبرش در بلگرام بر چبوترہ کہ درمین حیات برائے دفن خود ساخت عمرش قریب بہ شصت سال۔

(۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پیچ بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ اولاد سید محمد صغری است قدس سرہٗ باین طریق سید محمد باقر بن سید داور بخش بن سید ابو الفتح بن سید عبد الباقی بن سید کمال الدین بن سید حسین بن سید فضل اللہ۔ باقی نسب در فصل اول تحت ترجمۂ سید اجمل

Marfat.com

تحریر یافت[۱] سید محمد باقر فاضل جید صاحب طبع بود۔ و در فن لغت عربی خوض لانہایہ داشت۔ کسب کمال بخدمت سید فرید الدین معروف بہ سید بدلی بلگرامی کرد[۲]۔ بعدہٗ بہ جناب سید نور اللہ[۳] برادر اعیانی سید العارفین میر سید لطف اللہ[۴] قدس اللہ اسرارہما تلمذ نمود۔ ذکر ہر دو استنادوالا نژاد در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامہ نامی میر عبد الجلیل بلگرامی[۵] استجلاب فوائد کرد۔ و در ہر فن دستگاہی بہم رساند و خط شیرین بدست آورد۔ و شان خط علامہ مرحوم اختیار کرد۔ و در ۱۱۳۱ھ احدی و ثلثین و مائۃ و الف رخت سفر از خاکدان فانی بہ ریاض جاودانی بربست۔ عمرش قریب بہ شصت سال۔ خواب گاہ بلگرام۔

(۵۳) سیّد عبد اللہ

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ ست۔ و در علوم عربی و فارسی و ہندی استعداد عالی داشت۔ و در فنون درسی تلمیذ قاضی علیم اللہ کچندوی بود۔ و خطوط بہ ہفت قلم نگارش می نمود۔ و در فنون سپاہگری و استعمال اسلحہ و آلات حرب و اکثر صناعات اہل حرب وقوفی داشت۔ و در بریدن گل کاغذین کارہائے دست بستہ می کرد۔ ہموارہ صاحب اعتبار زیست۔ و اکثر بہ رفاقت نواب مبارز الملک سربلند خان[۶] بسر برد و بخدمت عدالت عسکر می پرداخت۔

شیخ قوام الدین احمد آبادی[۷] بافقیر نقل کرد کہ چون سربلند خان تونی کرت اولی در ۱۱۲۴ھ

---

[۱] رک: رقم ۸؛ ذکر فقرا ۱۲ [۲] رک: رقم ۶۶ ذکر نقرا ۱۲ [۳] رک: رقم ۵۳ ذکر نقرا ۱۲ [۴] رک: رقم ۹۴ ذکر نقرا ۱۲ [۵] رک: رقم ۵۸ ذکر فضلا ۱۲ [۶] نواب مبارز الملک سربلند خان تونی۔ نامش میر محمد نبیع وطنش تون کہ نہر لیست در ایران۔ در عہد خلد مکان با پدر خود میرزا محمد افضل المخاطب بہ مقتدر ے خان، از ایران بہند پاک آمد و بعد وفات پدر خود بلیاقت کار داری بمناصب چہرہ عزت برافروخت و پس از بلشکر بادشاہی رسیدہ ہدیہ بیگم صبیۂ روح اللہ خان بخشی را بعقد مناکحت در آمد چوں ہدیہ بیگم خواہر عائشہ زوجہ سلطان عظیم الشان بود بنا بر آن بسلطنت شاہزادہ در عہد خلد منزل بخطاب سربلند خان نامور شد و بعد از تغیرات بصوبہ داری گجرات علم کامیابی برافراخت و بعد ورود نادر شاہ در ۱۱۵۸ھ بنہان خانہ نیستی در شد و در تاریخ مظفری سال وفاتش ۱۱۵۴ھ مزبور است رک: مآثر الامراء ۳: ۸۰۱-۸۰۷ / ۱۲۷۸ [۷]

Marfat.com

اربع وعشرین ومائۃ والف ناظم صوبہ احمد آباد شد۔ سید عبداللہ را منصب صدارت احمد آباد تفویض نمود۔ سید با ارباب وظائف وادرارات سلوک پسندیدہ کرد۔ وغربا وضعفارا بہ احسان فراوان نواخت۔ استعداد سید بلند بود۔ شاہ اسداللہ نبیرہ[1] وصاحب سجادہ شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی[2] قدس سرہٗ شرح مواقف[3] بخدمت سید گذرانیدہ۔ ومن ہدایۂ فقہ تحصیل نمودم وفی مابین مولانا نورالدین وسید من واسطہ ارتباط شدم۔ وبخدمت مولانا گفتم کہ در عہد حکومت محمد اعظم شاہ فلان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید ومباحثہ علمی درمیان آوردہ صحبت را منجر بہ رنجش ساختند۔ الحال چنین نباید کرد۔ این معنی را بخدمت سید ہم اظہار نمودم۔ سید گفت چرا این طور حرف بر زبان آوردید۔ ذکر علمی مضائقہ ندارد بلکہ سبب افادہ واستفادہ است۔ سید بخانہ مولانا تشریف آوردہ وذکر علمی درمیان آمد۔ سید باستعداد تمام سخن کرد نوعی کہ مولانا وسائر مستعدان مجلس محفوظ شدند۔ ولب بہ تحسین وآفرین کشودند۔ آخر الامر او را در دار الخلافہ شاہجہان آباد بیماری استسقا عارض شد بہمان حالت در بلگرام آمدہ بہ فرصت کمی جان بہ جہان آفرین سپرد وسمت غربی باغ محمود در مقابر قبیلۂ خود مدفون گردید۔ وکان انتقالہ ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف نام قاضی علیم اللہ کچندوی در فصل اول چند جا گذشت درین فصل ہمین جا بتقریب تلمذ سید عبداللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعۂ فضلا است معرفت قلم ذکر قاضی بر سامع مجامع عرض می دارد۔

۵۴ قاضی علیم اللہ کچندوی[5]

کچندو بہ کاف تازی وجیم فارسی مفتوحتین ونون ساکن ودال مہملہ قصبۂ ایست برلب دریائے

---

[1] رک: رقم ۱۵ ذکر فضلا ر ۱۲

[2] رک: رقم ۳۲ ذکر فضلا ر ۱۲

[3] شرح مواقف۔ المواقف در علم کلام تالیف عضد الدین عبدالرحمٰن بن احمد الایجی القاضی۔ قاضی عضد این کتاب را برائے غیاث الدین وزیر خدابندہ تالیف کرد وسید شریف جرجانی ۸۱۶ھ بر آن حاشیہ نوشت واین شرح بہ اسم شرح مواقف نامور شد (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۶۵۱) ۱۲

[4] رک: رقم ۳۲ ذکر فضلا ر ۱۲

[5] بن بدہ بن معروف الحنفی القدوائی الکچندوی۔ جدوی "معروف" پسر بنت الشیخ جمشید راجگیری بود۔ (نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۳۶۶)

Marfat.com

گنگ چہار کروہ از بلگرام۔ قاضی از اولاد اخی جمشید راجگیری[1] و از مشاہیر علمار این دیار است۔ روزگارے بر قاضی حبیب اللہ سندیلوی[2] تلمذ کرد۔ وفاتحہ فراغ از ملا لطف اللہ کاکوروی[3] گرفت۔ ودر کچند و برسند قضا رمورث متمکن گشت و افادۂ طلبہ پیش نہاد ہمت ساخت۔ بعد چندے عزل قضا اتفاق افتاد قاضی بہ دکن رفتہ خلد مکان را ملازمت کرد۔ چون سادہ وضع و از فنون زمانہ بیگانہ بود۔ ودر اوصاف و اخلاق یاد از صحابہ کرام می داد۔ بادشاہ را حسن اعتقادی بہم رسید۔ قضا بدستور سابق ارزانی داشت۔ و ہی بطریق سیورغال از مضافات بانگرموٴ و صد ہون نقد از طلائے مسلوک دکن وقت رخصت رعایت نمود۔ قاضی بہ وطن اصلی عود کرد و تتمہ ایام زندگانی بہ افادۂ علوم ربانی صرف ساخت و در ۱۱۱۵ھ خمسہ عشر و مائۃ و الف بہ روحانیان پیوست نعش اورا از کچند و بہ راجگیر برده در جوار مرقد منور اخی جمشید قدس سرہٗ دفن کردند۔

امام مولوی لطف اللہ کوروی استاذ قاضی علیم اللہ عمدۂ علمار عصر بود۔ و دانش مندان بسیار از درس گاہ او نشو و نما یافتند۔ از انجملہ مولوی علی اصغر قنوجی[4] نور اللہ ضریحہ بن شیخ عبد الصمد

---

[1] مرید و خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں بود آنحضرت وی را بخطاب اخی یادی فرمود لہذا مخاطب بخطاب اخی گردید سالہا تربیت یافت آخر عطای خرقہ خلافت صاحب ولایت دیار قنوج شد و بسبب ازدحام خلق از قنوج برآمدہ بموضع راجگیر متوطن شد و در ۸۰۸ھ از ین جہان پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست و بوفات وی تفوہ مشہور است (خزینۃ الاصفیار ۲: ۶۳ - ۶۴ نقصار للنواب ۹۱ - ۹۲)

[2] الحنفی از مشاہیر زمان خود بود و در فقہ و اصول فقہ و علوم عربیہ ید بیضا دارد۔ بر شیخ جمال اولیا چشتی کوروی تلمذ با شیخ احمد بن ابی سعید الامیٹھوی و شیخ علی اصغر از تلامذہ وی بودند (نزہۃ الخواطر ۵ رقم ۵۳۵، ۱۰۵۴ھ - ۱۱۴۰ھ) تاریخ وفات مفسر مفسر مشہور دحرتالیفات: "اللطائف العلیہ فی المعارف الالہیہ" "تبصرۃ المدارج" در علم سلوک، "القصیدۃ المہیمنیۃ النفحۃ المحمدیۃ"، "النفائس العلیہ فی کشف اسرار المہیمنیہ" تفسیر ثواقب التنزیل و کہ در ایجاز و اختصار ہم پلہ جلالین است و در علوم ادبیہ و مسائل شرعیہ بر کشاف و بیضاوی تفوق میخواہد، شرح خصوص الحکم و حضرت النواب در القصار ۱۸۹ نوشتہ کہ: در اللطائف العلیہ حضرت المؤلف مسائل خصوص را با دلہ کتاب و سنت قوت دادہ و تحقیقات زادہ آوردہ و اما تالیف "قصیدہ مہیمنیہ" مشتمل است بر یکصد و ہشتاد و پنج بیت نزہۃ الخواطر ۶ رقم ۳۶۱ حدائق الحنفیہ ۴۳۸ تذکرہ علمائے ہند ۱۴۱ - ۱۴۲ خزینۃ الاصفیار ۲: ۳۸ و ہدیۃ العارفین ۱: ۷۶۶ و الجد للنواب ۱۳۰ - ۱۳۱۔

Marfat.com

عالم بالا دست وعامل خدا پرست بود۔ نسبش بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتہی می شود بعضے اجداد او بہ تصاریف روزگار از مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ بہ کرمان افتاد و در آنجا باقامت کشاد۔ یکے از اسلافِ او مولانا عماد الدین کرمانی[1] است صاحب فتاوائے عمادیہ۔ شیخ مبارک[2] فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجہ ہندوستان شد و طرح اقامت در بلدۂ قنوج ریخت۔ ازان وقت اعقاب او درین بلدۂ فاخرہ سکونت دارند مولوی علی اصغر در سن شباب شوقِ علم بہم رساند مختصرات و متوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل نمود۔ و مطولات از مولوی لطف اللہ کوروی روح اللہ روحہ فرا گرفت۔ شیخ احمد ملا جیون امیتوی کہ ذکرش گذشت و مولوی علی اصغر ہر دو باہم نزد مولوی لطف اللہ فاتحۂ فراغ خواندند۔ مولوی علی اصغر جانب لکھنؤ شتافت۔ و با شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ بیعت کرد۔ و اربعینات کشید۔ و اجازت ارشاد گرفتہ بہ قنوج مراجعت نمود۔ و تا نفس واپسین پا در دامنِ عزلت پیچیدہ۔ و مدت شصت سال درس گفت خلقے کثیر در حوزۂ درس او منتہائے فضیلت حاصل کردند۔ و در آخر عمر تفسیری بر کلام اللہ نوشت مسمی بہ ثواقب التنزیل[3]۔

فقیر دو سہ صحبت مولوی را دریافت ذات قدس معلی بود۔ در سنہ ۱۱۴۰ اربعین و مائۃ و الف متوجہ دار البقا گردید پیش مسجد خود زیر صفہ مدفون گشت۔ راقم الحروف این مصداع تاریخ یافت ؎

شد نہان آفتاب صبح علوم

(۵۵) میر عبد الہادی

بن عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم سید عالی مقدار و دانش مند بلند اقتدار ست۔ نسخۂ جامع معقول و منقول و لوح محفوظ فروع و اصول۔ حسن سیرتش تفسیر انک لعلی خلق عظیم و حسن صورتش توضیح ماھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم در ریعانِ آگاہی نطق ہمت باحراز کمالاتِ انسانی بر لبست۔ و کتبِ مبادی تحصیل

---

[1] "الفوائد البہیہ" این چنین نوشتہ: عماد الدین والد صاحب "الفصول العمادیہ" است و نام مؤلف عبد الرحیم ابو الفتح زین الدین است و در نسبت وی قدرے ارتباک است و از تالیف این در سنہ ۶۵۱ھ بسمرقند فارغ شد رک الفوائد ۲۹۴ [2] شیخ مبارک [3] رک حاشیہ ص ۲۳۹ ؛

Marfat.com

از خدمت میر سید اسمٰعیل بلگرامی[1] استفادہ نمود۔ بعد انتقال میر خود را بہ حلقہ درس مولوی سیّد قطب الدین شمس آبادی[2] رسانید۔ و نسخ او اسط از جناب مولوی اخذ کرد۔ از انجا بہ حوزہ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی[3] پیوست۔ و بقیہ تحصیل بہ انجام رسانید و رسم فاتحہ فراغ بجا آورد۔ و علم امتیاز در تلامذہ حضرت ملا برافراشت۔ و بہ وطنِ اصلی معاودت نمودہ ہنگامہ درس گرم ساخت۔ اکثر مستعدانِ عصر از جناب سید کسب کمال نمودند و مرتبہ مولویت حاصل کردند۔ بعد چندین بہ اقتضائے حرکاتِ فلکی عازمِ اردوے خلد مکان گردید و بہ عطائے منصبی و تفویض بعضے خدمات صوبہ الہ آباد و موضع نیدکی از توابع صوبہ مذکور سمتِ امتیاز پذیرفت۔ آخر دست از ہمہ باز کشیدہ رخت بہ وطن مالوف کشید۔ و مرکز وار قدم افشردہ حلقہ درس بر خود فراہم آورد۔ و بقیۃ العمر بہ افادہ علوم و صحبت اہل کمال خوش گذرانید۔ و بستم شہر ربیع الاول سنہ ۱۱۳۳ ثلث و ثلثین و مائۃ و الف بہ عالمِ قدس خرامید۔

(۵۶) شیخ جمال اللہ

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و احفاد قاضی البداد است کہ ترجمہ اش بالاگذشت[1]۔ مردے دردمند۔ بسیار خلق و متواضع بود۔ و بہرہ وافی از فضیلت داشت و دوام بہ تشغل کتاب و افادہ طلبہ می پرداخت۔ روزے در مجلس ما فقیر گفت کہ در نہر الفائق[2] و دیگر کتب فقہ گوید در باب امامت صلوٰۃ کہ المتیمم عن الجنابۃ اولی بالامامۃ من المتیمم عن الحدث اگرچہ قول مجتہد ما را سند است و وجہی داشتہ باشد اما دل می خواہد کہ علم بہ وجہ

[1] رک ۱ قم ۳۱ ذکر فضلا ۲ رک ۲ قم ۲۵ ذکر فضلا ۳ رک ۳ قم ۲۷ ذکر فضلا ۵ شرح کنز الدقائق فی فروع الحنفیہ شیخ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد المعروف بہ حافظ الدین نسفی المتوفی سنہ ۷۱۰ھ مولانا سراج الدین عمر بن نجیم شارح درین کتاب آثار متقدمین و فوائد افکار متاخرین را لباب جمع نمودہ خصوصاً شرح زین العابدین (ابن نجیم مصری سنہ ۹۷۰ھ) الموسوم بہ بحر الرائق را تلخیص کرد و ایں شرح ممزوج است از کتاب الطہارۃ تا باب الحبس من کتاب القضاء قال فی کشف الظنون مؤلف ابن جار سیدہ محبوس شد و کتاب کنز الدقائق را متعدد شروح است یکے شرح فخر الدین زیلعی (د سنہ ۷۴۳ھ) است الموسوم بہ تبیین الحقائق لما اکتنفہ من الدقائق و ثانی شرح قاضی بدر الدین محمود بن احمد العینی (د سنہ ۸۵۵ھ) است الموسوم برمز الحقائق و آن عینی غیر شارح بخاری است (کشف الظنون ج ۲ ص ۳۳۵ رباب الکاف)

Marfat.com

حاصل شود۔ گفتم ہمین وقت وجہی بہ خاطر رسیدہ کہ تیمم جنب بہ منزلہ غسل است و تیمم محدث بہ منزلہ وضو پس صاحب طہارت کبریٰ اولی باشد باامامت از صاحبِ طہارت صغریٰ چہ احتمال دارد کہ جنب و محدث را پیش ازین جنابتی بلاشعور ایشان عارض شدہ باشد پس صاحب طہارت کبریٰ از نجاست حکمی سابق و حال طاہر گشت و احتمال در و مرتفع گردید۔ و صاحب طہارت صغری ازین احتمال خالی نیست و در صورتیکہ مغتسل از جنابت و متوضی از حدث جمع شوند احتمال نجاست حقیقی ہم از مغتسل مرتفع می شود۔

و او در سپایانِ عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد۔ و در شہر بردہ کہ از گجرات فاصلہ چہل کردہ دارد بیمار شد۔ و در ۱۱۳۷ سبع و ثلثین و مائۃ و الف بادیہ سفر آخرت پیمود۔ و ہمانجا مدفون گشت۔ عمرش قریب پنجاہ و پنج سال۔

(۵۷) میر احمد

بن سید عبداللہ بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہٗ والد میر در اصل سید عبداللطیف برادر اعیانی سید عبداللہ است۔ چون سید عبداللہ پسر نہ داشت میر احمد را بہ فرزندی گرفت و او نقش نگین خود احمد بن عبداللہ ساخت۔ لہذا باین نسبت بین الجمہور اشتہار دارد صاحب فضائل و حسن شمائل بود۔ و در اقران و امثال و بمزید وجاہت و عمدگی امتیاز داشت۔ ذکر برادرش سید معین الدین در ضمن ترجمۂ سید جان محمد بعد ازین می آید[1]۔

سید احمد را در عرف مدا و سید معین الدین را مونان می گفتند۔ چون ہر دو برادر تمام عمر بہ ثروت و جمعیت گذرانیدند و در مردم شہر ضرب المثل بود کہ "مدا مونان سدا مونان"۔ سید احمد خط نستعلیق و شکستہ بہ جودت می نوشت و در فن سیاق دستی قوی داشت ضابطہ او چنین بود کہ ہر روز بلا ناغہ بعد ادائے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ و ازین التزام کتب بسیار از قلم جواہر رقم او صورت گرفت و امروز حاضر است۔

میر جواد بے مثل و شجاع بے نظیر بود۔ و از طرف نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالم گیری

---

[1] رک: رقم ۵۹ ذکر فضلاء

Marfat.com

به حکومت موضع پہاسو بعدہٗ موضع داسنہ وغیرہ از توابع دہلی پرداخت وکوسِ دیانت می نواخت وباوصفِ اشتغالِ حکومت اوقات گرامی را بہ تقدیم عبادت الٰہی مامور می داشت۔ وچہارم جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ ست وتسعین والف بریاض فردوس خرامید۔ انتقال او در شہر مراد آباد قریب بلدہ سنبل واقع شد۔ سید معین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ نعش او را بہ وطن رسانند۔ جسد او را اول در مراد آباد بہ خاک امانت گذاشتند وبعد شش ماہ بہ بلگرام آوردہ در باغ محمود دفن ساختند۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ وَ تحیتہم فیہا سلام تاریخ برآورد۔

میر در عہد سلطان اورنگ زیب عالمگیر خلد مکان مطابق ۱۰۹۲ھ اثنین وتسعین والف در کنار باغ محمود چاہے ساختہ کہ ہم چشمی باکوثر دارد۔ وازان وقت مجموع ساکنان محلہ میدان پورہ وحوالی آن آب ازین چاہ می خورند۔ مولف کتاب تاریخ درین قطعہ ضبط کرد ؎

محیط جود واحسان میر احمد — کہ فیضش در جہان گردید ساری
عمارت کرد چاہِ خیر بنیاد — کہ دارد تا قیامت استواری
زآبِ حوض کوثر جام سرشار — جزائے این عمل باید زیاری
بکام تشنگان تاریخ سالش — رقم کردم زلال خیر جاری

۱۰۹۲ھ

میر از اقران سید ضیاء اللہ مرقوم الصدر است ومحل ترجمہ او مقدم بود لیکن برائے اتصال ترجمہ او با ترجمۂ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آوردہ شد پیشتر گذارش یافت کہ میر احمد وسید ضیاء اللہ باہم روابط روحانی داشتند۔ ودرین محل از مکاتیب جانبین دو نامہ بر بالِ کبوتر روزگار می بندم

نامۂ سید ضیاء اللہ بہ میر احمد

"درخرمن کائنات کردیم نگاہ — یک دانہ محبت است وباقی ہمہ کاہ

"سبحان اللہ زہے آن یک دانہ درجنب قیمت آن گوہر یک دانہ کم از دانۂ خشخاش است

Marfat.com

"ابوّت و نبوّت پناہ آدم صفی اللہ علیہ السلام در طلب این دانہ از فقدان نعمتِ بہشت
نیندیشید و ہر تعبے و شدتے کہ فرا پیش آمد بہ اختیار برکشید۔ یعقوب علیہ السلام از شوق
این دانہ بہ حدے دانہائے اشک ریخت کہ وابیضت عیناہ من الحزن مفسر آن شد صدر
نشین محفلِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از آنے کہ استغنا بآن دانہ بہم رساند چندان غنا حاصل
کرد کہ ہر چند کوہہائے مکہ را طلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آور دند بگوشہ چشم نہ گریست۔
ورفعنا لك ذكرك ببین این ہمت است۔ بالجملہ ہیچ متنفسی درین عالم نیست
و نبودہ و نخواہد بود کہ اثرے ازین خیال از سر نداشتہ باشد۔ مجنون بیچارہ سرگشتہ ہمین طلب
از جہان رفت۔ فرہاد مسکین نیز درین ذوق جان داد۔ زلیخا بہ قوتہ ہمین دانہ پسر را از کنار
پدر جدا ساخت۔ دلے برہانلئے کہ از طلب این دانہ نادانا نہ گذشت۔ آدمیم بر سر مدعا بندہ
ہر چند باذواق طیبۂ محبان و حوصلہ ایشان آشنائے ندارد لیکن بہر حال یک گونہ لذت سماع
پیدا کرد کہ باستنادِ آن می رسید۔ و ازینجاست کہ خود را خاکپائے اہل محبت می شناسد۔
اما ہیچ معلوم نشد کہ آن عزیز دانہ خود را کہ مقسوم ازل است مگر پیش طائرے انداختند کہ چیدہ
پرواز کردیا بر اتب توسن سفر بر آمیختند کہ بہ گلو فرو کشید۔ کیفیت بے توجہی را نوعی کہ واقعی
است پیدا بر نگارند کہ رافع خدشاتِ باطل گردد۔ بر تقدیرے کہ مخلص را از رعات حقوق
دوستانہ مقصر دانستہ عوض نمودہ باشند۔ جائے آن دارد۔ اما چون عوض بدی بہ بدی
و مذہب دوستی نامحمود است بایستے کہ نظر بر تقاعد و تکاسل این طرف نینداختہ باوائے
احسان از خود می شدند۔ و بہ ابنائے احوال بہمت اشتمال مرہون منت می ساختند۔ مگر
عہود حمی و حقوق صبا از یاد رفت ؎

اے عجب آن عہد و آن سوگند کو — وعدہائے آن لبے چون قند کو ؎
گر فراق بندہ از بد بندگی است — چون تو باید بد کنی پس فرق چیست

جواب میر احمد بہ سید ضیاء اللہ

"عنبرین شمامہ مشام نگانگی را عطر آمود ساخت۔ و خاطر پراگندہ را بہ جمعیت فراہم آورد۔

Marfat.com

ملازماً گرانباری کوہہائے محبت بہ حکمی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ معلوم است کہ ہیاکل افلاک باچنان رفعت وسائر مکونات باآن ہمہ عظمت درتحمل این بارچہ پیچ تاب خوردند وپشت خم گشتہ سر انکار باززدند۔ وسرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بچہ آسانی برگرفت واولیار امت قدس اللہ اسرارہم بہ طفیل متابعت آنرا از دانۂ خشخاش ہم کمتر انگاشتند وبدوش نیاز برگرفتہ نعرۂ ہل من مزید زدند۔ لکن ما حیوان صفتان از ان دانہ ہمین دانہ پنداشتیم کہ ثمرہ اش سہو ونسیان وبرگش غفلت وعطلت است الحمد للہ والمنہ کہ فریاد انا ظلمنا عذرخواہ است واشک ندامت شوینۂ دلخ گناہ ؎

بغیر از عذر تقصیر اندرین راہ ندارد چارۂ بیچارہ درویش

"باری باستمداد ہمت عزیزان وبرکت انفاس ایشان امید ہست کہ پردۂ غفلت ونسیان از پیش این خیراندیش برانداختہ شود وزورۂ از عالم محبت نصیب گردد ؎

کوتاہ کنم سخن کزین پس وصل است جواب نامہ دلبس"

(۵۸) میر عبدالجلیل نوراللہ ضریحہ

خلف الصدق میر احمد مرقوم باتفاق جمہور از خواص اتقیا واجلۂ علمار عالی مقدار نامدار ودر تزکیۂ قلب وتصفیۂ باطن وتقدس ذات وجلائل صفات یگانۂ روزگار ہموارہ دل بیاد سلطان حقیقی بستند۔ وکمر بخدمت سلطان مجازی ؎

مرد حق در عین دنیاداری از دنیا بری ست ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری ست

واز مناقب عظیمۂ ایشان این کہ بہ یمن طالع بیدار شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ را در خواب می بینند ودست بیعت می دہند۔ ودر قصیدۂ منقبت زبان بادای شکر این عطیۂ کبریٰ می کشایند کہ ؎

دین پناہا تفضلے آگاہا دلِ پاکِ تو شمع عرفان است
کردہ ام بیعت تو در سُدیا ایں سعادت ز فضلِ رحمن است
دستم آخر گرفتۂ بہ کرم مے شناسم کہ این چہ احسان است

Marfat.com

من و این رتبہ از کجا لیکن مور پروردۂ سلیمان است

ودر عالم بیداری اویسی سید یسین حموی[۱] صاحب سجادۂ غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی[۲] رضی اللہ عنہ بودہ اند و غائبانہ بیعت حاصل کردہ۔ آن جناب کتب اوائل بہ مشارکت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی[۳] قدس سرہٗ بخدمت میر سید سعد اللہ بلگرامی گذرانیدند[۴] بعدہٗ در قصبات پورب سائر و دائر گشتند۔ و کتب اواسطہ از مواضع متفرق کسب نمودند و آخر در حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی[۵] سرشتۂ تحصیل بہ انتہا رسانیدند۔ و علم حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی[۶] نور اللہ مضجعہ سند نمودند۔ و در جمیع علوم عقلی و نقلی خصوص حدیث و تفسیر و لغت و فنون عربیت و تاریخ و موسیقی اقتداری عظیم بہم رسانیدند حافظۂ شریف بہ مرتبہ بود کہ قاموس اللغہ من اولہ الی آخرہ ازبر داشتند[۷]۔ و احادیث نبوی و اسماء الرجال و اشعار و امثال و اخبار فن تاریخ آن قدر مستحضر بود کہ محاسب اندیشہ پی بہ کمیت آن نمی تواند برد چشم روزگار کہن سال صاحب کمالی باین جامعیت کہ مشاہدہ کردہ و نام بلگرام بہ میامن وجود فائض الجود شہرۂ آفاق گردیدہ۔ ملاقات آن جناب با سید علی معصوم مدنی[۸] مصنف سلافۃ العصر در اورنگ آباد دکن

---

[۱] ولادت ۱۱۷۴ھ وفات ۱۲۵۱ھ سلسلۂ قادریہ بآن منتشر گردید رک: خزینۃ الاصفیا ج ۱ ص ۹۴، ۲، ۳۵ رک: رقم ۵۸ ذکر فضلا [۴] رک: رقم ۸۴ ذکر نقرا [۵] احوال ایشان مرقوم رقم ۲۹ ذکر فضلا [۶] رک: رقم ۳۴ ذکر نقرا

[۷] یعنی القاموس المحیط لمحمد بن یعقوب مجد الدین الفیروز آبادی (۷۲۹-۸۱۷ھ) این کتاب متعدد مرتبہ در مصر چاپ گردید بر آن متعدد شروح و حواشی مرقوم اند اما اشہر و انفع آنہا شرح مرتضیٰ زبیدی است الموسوم بہ "تاج العروس فی شرح القاموس" و شیخ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری (المتوفی ۱۲۶۷ھ) این کتاب را باضافات و زیارات بزبان فارسی مرتب کردہ آں را "منتہی الارب فی لغات العرب" موسوم کردہ است و این ترجمہ در چہار ارباع در لاہور چاپ شدہ است و برائے احوال زبیدی رک: ضمیمہ این کتاب [۸] میر علی المعصوم المدنی (۱۰۵۲-۱۱۱۹ھ) ابن سید نظام الدین احمد بن سید معصوم الشیعی الدشتکی الشیرازی المعروف بہ سید علی معصوم و علیخان از مشاہیر ادباء و صنادید شعراء است مؤلف "سلافۃ العصر فی محاسن اعیان العصر ط" و "الطراز" و لغت برنسق قاموس فیروز آبادی "انوار الربیع فی انواع البدیع ط" "الدرجات الرفیعۃ فی طبقات الامامیہ والشیعہ" و دیوان شعر و کتاب "سلوۃ الغریب" کہ در آں احوال رحلت خود از مکہ بصوب حیدر آباد بیان نمودہ "ریاض السالکین شرح صحیفہ کاملہ۔ خاندان میر علی معصوم در شیراز بیت علم و فضل بود و مدرسہ منصوریہ شیراز منسوب بجد او میر غیاث الدین منصور (۹۰۰ھ ۹۴۸ھ) قصہ نکاح جد ایشان میر معصوم و پدر وی سید نظام الدین احمد را مؤلف در "سرو آزاد" (۲۸۷-۲۸۹) بہ شرح و بسط رقم نمودہ رک: نزہۃ المجالس ۱: ۲۰۹-۲۱۳ ابجد العلوم ۹۰۸ ایضاح المکنون ۱: ۴۴۱ و ۴۸۷ والبدر الطالع ۱: ۴۲۸ و نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۳۵۴-۷۲۷-۲-۹۰-S-K-ROCK)

Marfat.com

اتفاق افتاد۔ سید علی می گفت من در تمام عمر خود جامع علوم مثل میر عبدالجلیل ندیدم۔ ترجمہ سید علی معصوم در دفتر ثانی مسطور می شود و شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ ہمیشہ تعریف و توصیف می نمود۔ شیخ غلام نقشبند دائرۂ تاریخی از نتائج فکر خود بہ علامہ مرحوم فرستادند و طریق وضع دائرہ بر زبان قلم نیاوردند۔ آن جناب بقوتِ فکر کنہ دائرہ دریافتہ دائرہ دیگر بازیادت لطافت از خود طرح کردہ بحضرت شیخ ارسال داشتند۔ حضرت شیخ مکتوبی بخط خاص قلمی فرمودند کہ نسخۂ اش این است بہ

"میر والا مدارج انسانی مجمع فیوضات ربانی سلامت گرامی نامہ خلعت شمامہ مشتمل بر رسیدن بلگرام و تفویض خدمت بخشی گری و وقائع نگاری گجرات رسید مسرت فراوان بخشید۔ الحمد للہ کہ بر وفق خواہش دوستان باجمعیت این طرف تشریف آوردند۔ فقیر را مخلص صمیم دانستہ از یاد و دعا غافل ندانند حق سبحانہ ہمیشہ در ترقی جمعیت نشاتین دارد۔ دیگر رسالۂ اعجاز طراز و دائرہ رسید زبان از مدحتِ آن قاصر است حقا کہ ذات سامی آیات درین زمانہ بے عدیل است اللہ تعالیٰ این۔ افادہ مستدام دارد زہے فطرت صائب و ذہن ثاقب کہ سرش معلوم نمودہ دائرہ از خود وضع نمودند غرض کہ کمال سامی از تحریر بیرون است دیگر از اشتیاق گرامی صحبت چہ بر گذارد اللہ تعالیٰ بوجہ میسر آرد والسلام"۔ انتہی المکتوب۔

بر طریق دائرۂ مذکور محرر سطور ہم دائرۂ تاریخ وصال علامہ مرحوم طرح کردہ در مجلد نشانی خواہد آمد[2]

---

[1] رک ۲۸۶ - ۲۸۹ کتاب مذکور ۱۲

[2] رک: سرو آزاد ۲۵۶ و آن دائرہ این است۔

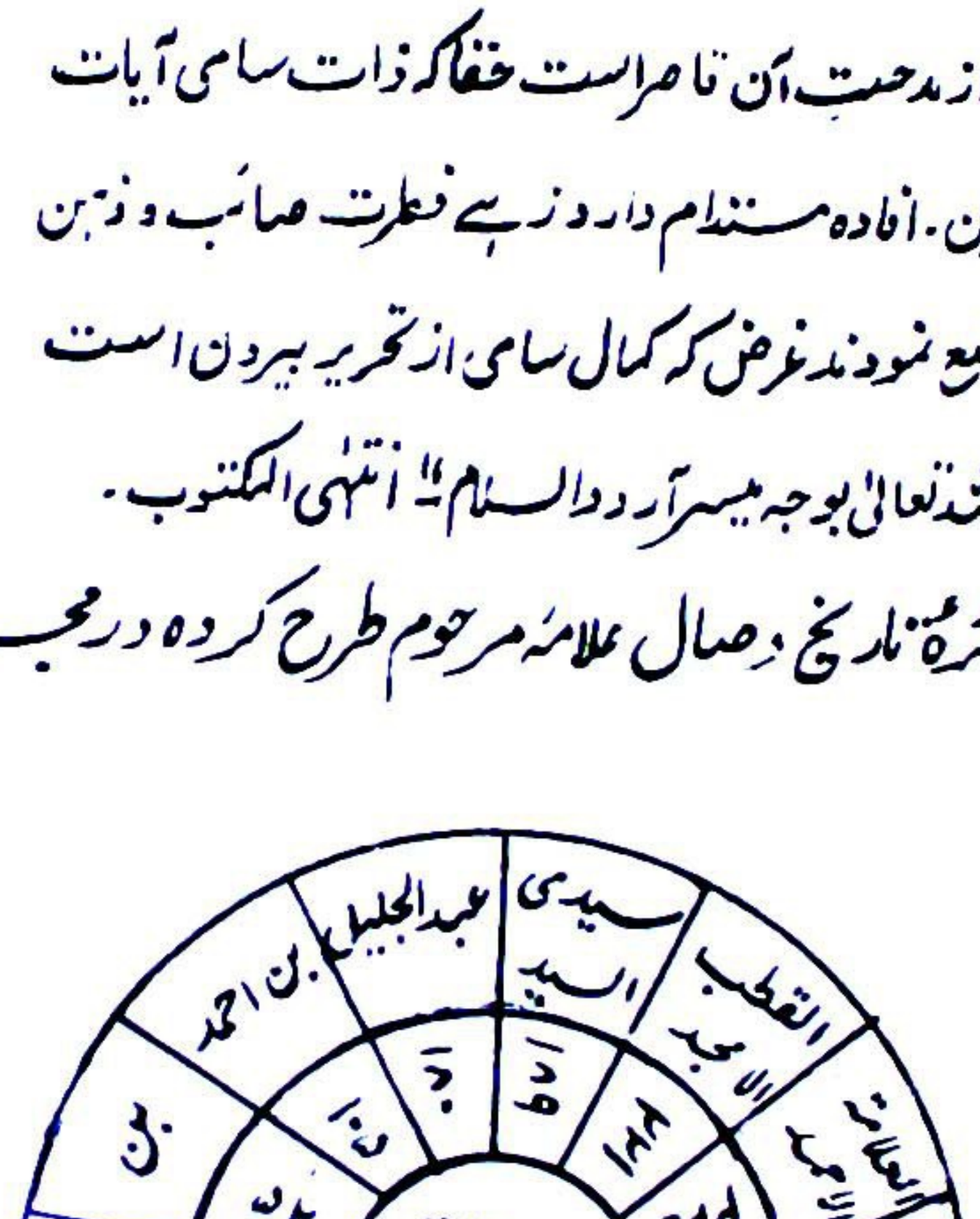
عبدالجلیل بن احمد
سیدی السید
القطب المجید
العلامۃ
الفہامۃ
الفاضل
الکامل
الفہیم
الحبر
النحریر
البحر
الغطریف
الشہیر
النبیل
الوجیہ
الفقیہ
الاریب
الاوحد
الاکمل
الاعلم
الاعلی
الاجل
الاکرم
الاعظم
الاعز
الاسعد
الاسنی
الاشرف
الافخم
الاعلی
الاسمی
الاسنی
الاشرف
الافخم
الاعلی
الاسمی
الاسنی
الاشرف
الافخم
الاعلی
الاسمی

بقیہ حاشیہ ص ۲۴۷

پس عددے کہ بدان شمار مقرر شدہ اگر فرد باشد بازخانہ منتہی را مبدأ گردانیدہ تعداد نمایندہ مرۃ بعد اخریٰ و دورۃ فدورۃ تا آنکہ منتہی مبدأ اصل گردد اکنون مقدار عددش بگیرند کہ مجموع اعداد و فاصلہ تاریخ شود و اگر زوج باشد خانہ مابعد منتہی را مبدأ گردانند و ہمیں غط شمار منجر شود تا آنکہ منتہی خانہ ماقبل مبدا اصل گردد پس بدستور مجموع اعداد حاصلہ تاریخ شود۔

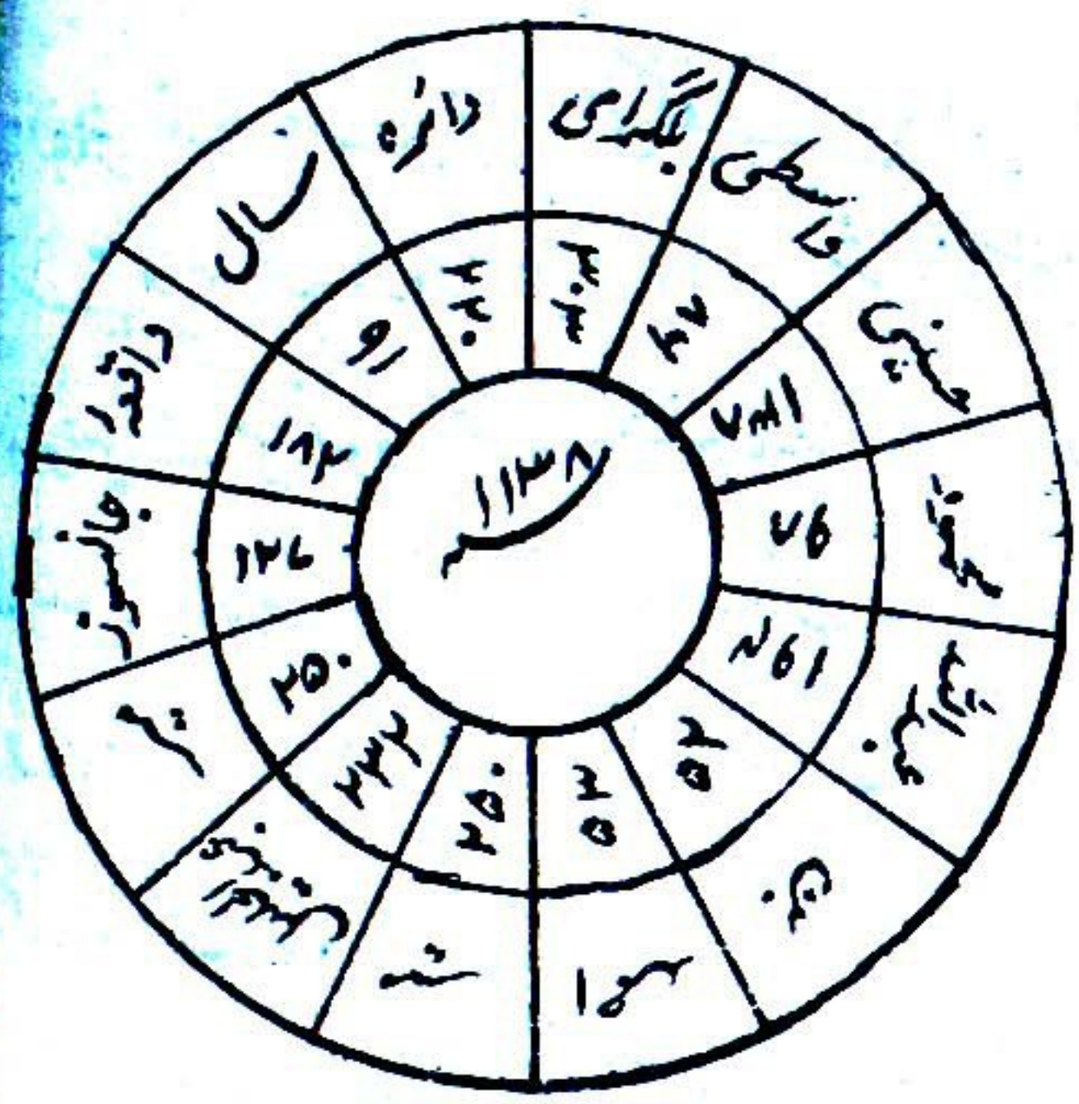

مخفی نماند کہ مراد از اصناف در اعداد مستثنیٰ مثلین و سہ مثل فصاعداً باشد و اطلاق ضعف از روی لغت بر سہ مثل فصاعداً آمدہ است برخلاف مصطلح علماء حساب فی القاموس: الضعف بالکسر المثل الی مازاد یقال لک ضعفہ بریدون مثلیہ وثلثۃ امثالہ لانہ زیادۃ غیر مخصوصہ و دیگر تاریخ گفتہ است سید محمد اعظم ولد قاضی غلام صفی شاہ پوری: در صنعت مشہورہ دائرہ بر صفت اطراد یعنی اسامی چہار پشت بترتیب آمدہ بازیادتی اظہار نسب و مقام اصل و مسکن حال و استخراج حسب سابق است درک: مقالات الشعراء ص ۱۳۴ رقم ۴۴۳)؛

و مثل این دائرہ است کہ چوں شیخ الہ یار بن شیخ عبدالسبحان المخاطب بہ رستم زمان خان ۱۱۴۳ھ وفات یافت شیخ روح الامین خان بلگرامی تاریخ او گفتہ کہ آخرین مصرعہ این است۔

ناگہاں ہاتفے از در دکشید آہ و بگفت۔
آہ رو داد الہ یار لشکر اسلام۔

شیخ غلام حسین ثمین بیت آخر را تبدیل دادہ دائرہ تصنیف اخذ نمودہ کہ ازان تاریخ شہادت او استخراج می یابد بیت و دائرہ این است۔

ناگہاں ہاتف غیب از سر اعلام بگفت
حرمتے دادہ الہ یار بفوج اسلام

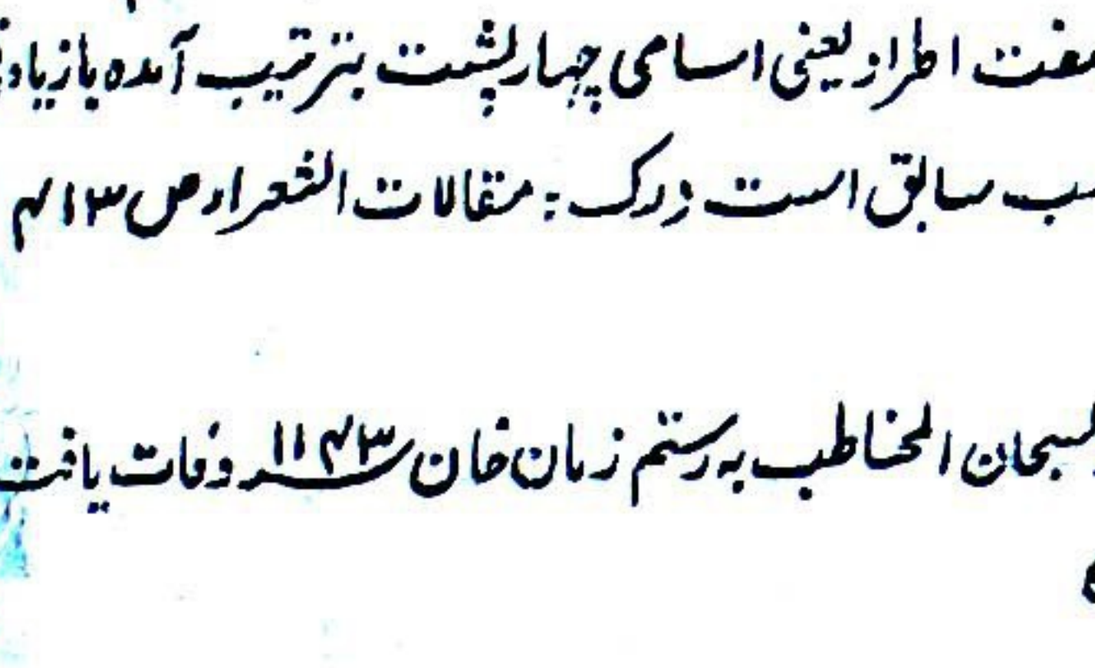

Marfat.com

آن جناب بعنایات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند۔ و بمنطوق آیۂ فیض پیرآیۂ وَ اٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ النحل آیۃ ۱۲۲) از جمیعت صوری و معنوی حظی وافر داشتند۔ ابتدائے حال باتفاق استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ ارادۂ تحصیل علم قصد مستقر الخلافہ آگرہ کردند۔ و با نواب فضائل خان میر منشی[1] خلد مکان کہ دران ایام از ملازمت سلطانی واماندہ دران بلدہ گوشہ نشینی اختیار کردہ بود برخوردند و بہ اعانت او چندی در آن مقام رحل اقامت افگندند تا آنکہ شاہ حسین خان[2] از درگاہ خلد مکان بہ دیوانی سرکار لکھنو مامور شدہ از دکن بہ اکبر آباد رسید آن جناب بہ رفاقت شاہ حسین خان از اکبر آباد بہ لکھنو آمدند و مدت پنج سال در آنجا بسر بردند و از خان مذکور رعایات فراوان مشاہدہ کردند۔ ابتدائے ترقی صوری ازین جا است و تلمذ بخدمت شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ درین ایام واقع شد۔ چون شاہ حسین خان از دیوانی لکھنو معزول شدہ۔ بہ دیوانی صوبۂ پٹنہ منصوب گردید در رفاقت او بہ بلدۂ پٹنہ تشریف بردند و چندی دران الکہ بہ جمعیت گذرانیدند و بہ تقریبی آمدن بلگرام اتفاق افتاد۔ درین ایام سید محمد فیض زمیندار بلگرام بعلت حادثہ خان عالمی چنانچہ در ترجمۂ او سابق تحریر یافت[3]۔ بارادہ درگاہ خلد مکان عازم دکن شد۔ علامۂ مرحوم بنا بر ربطی کہ با سید محمد فیض داشتند کمر رفاقت بر بستند و باتفاق خود را بار دوے خلد مکان رسانیدند ملاقات آنجناب

---

[1] الامیر الفاضل میر ہادی پسر میر حاجی الاکبر آبادی الخاطب بہ فضائل خان۔ از امراء عالمگیر بود قرارت علم بر شیخ عبد العزیز بن عبد الرشید الحسینی الاکبر آبادی کرد و شہزادہ محمد اعظم بن عالمگیر باین طور سے تقرب حاصل کرد کہ شہزادہ در جمیع مہمات بر آن اعتماد کرد آخر الامر از خدمت شاہی سبکدوش شد و در خانہ خود نشستہ بہ درس و افادہ مشغول شد بعدہ عالمگیر او را ناظر خزانہ کتب منصوب ساخت خان مزبور در علوم و فنون یگانۂ روز بود در ۱۱۱۴ھ رحلت نمود رک: مآثر الامرار ج ۳ ص ۳۸ نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۷۶۲)

[2]

[3] رک: رقم ۱۵ ذکر فضلاء ۱۲

Marfat.com

با ناصر علی[1] در اورنگ آباد درین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت بلگرام دست داد۔ درین ایام خبر رسید که شاه حسین خان در مرشد آباد دار الملک بنگاله بپیالهٔ مرگ چشید۔ آن جناب در تاسیخ می فرمایند ؎

خانِ خورشید نسب شاه حسین ذاتِ او مظهر آیات جلی
آن امیری که در انواع شکوه داشته مرتبه بے بدلی
گوهر فکر وزیران جهان پهلوی رائے منیرش عملی
در هزار و صد و هشت از هجرت کرد نهضت به ریاض ازلی
سال تاریخ خرد گفت چنین باد حشرش به حسین بن علی ۱۱۰۸ھ

بعد وفات شاه حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا هم[2] زلف شاهزاده عظیم الشان[3] بن شاه عالم از بنگاله ارادهٔ آستانِ خلد مکان کرد وارد بلگرام شد و در دیوان خانهٔ علامه مرحوم روزے چند آرام گرفت داود علامهٔ مرحوم باتفاق در ۱۱۱۱ھ احدی عشر و مائة والف راهگرای دکن شدند۔ و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور از توابع بیجاپور سراوق عالمگیری

---

[1] ملا ناصر علی سرهندی شاعر باکمال، یگانهٔ روزگار و صوفی مشرب بود۔ استفاده از جناب شیخ محمد معصوم (۱۰۷۹) خلف الصدق حضرت مجدد الف ثانی نمود و با اسرار وابستگی پیدا کرده به خوش عیشی فراوان زیست مرثیا فقیر الله مخاطب به سیف خان بدخشی و شاه عادل پسر خواجه شاه مخاطب شریف خان و نصنفر خان و ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مکان و غیرهم را ملازمت گرفت و در مدح ایشان سخن را جولانی داد چون ذوالفقار خان به تسخیر ملک کرناٹک متوجه گردید باو هم رکاب شد و در آن نواحی باشاه حمید مجذوب اعتقاد تمام بهم رسانید و در مدح او پرواز داد۔ آخر الامر از دکن بدار السلطنت شاه جهان آباد آمده اقامت ورزید تا آنکه در ۱۱۰۶ھ بجنة الماوی خرامیده (مفتاح التواریخ ۲۸۹ خزانهٔ عامره ۳۲۸ حاشیه مقالات شعرا از سید حسام راشدی ۱۹۲ و سرو آزاد کلمات الشعرا ۷۷-۱۲ ؛

[2] میر محمد رضا ۱۲ ۵۳ از زمان عالمگیر بادشاه بصوبه داری ملک بنگاله سر بلندی داشت و مدتے در شهر پٹنه برائے نظم و نسق آن دیار استقامت گزیده آن شهر را به عظیم آباد موسوم ساخته بود چون خبر بیماری شاه عالم بن عالمگیر بادشاه شنید پسر خود محمد فرخ سیر را نیابت خود گذاشته پیش پدر آمده بود و در محاربه جهاندار شاه کشته شد (مفتاح التواریخ ۲۹۹) ۱۲ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

را دریافتند۔ روزے علامۂ مرحوم وارد مجلس میرزا یار علی بیگ سوانح نگار حضور معلیٰ شدند۔ میرزا ضابطہ داشت کہ ہمیشہ کتاب قاموس تصحیح و مقابلہ می کرد و اوقات را صرف این شغل می ساخت۔ آن جناب اشکالی چند از قاموس بر مستعدان محفل عرض کردند۔ ناخن اندیشۂ ہیچ کس بگرہ کشائی وا نرسید۔ آن جناب با فادۂ حل مقامات پرداختند و حضار لب بہ تحسین کشودند۔ میرزا یار علی بیگ لوازم قدرشناسی چنانچہ باید بجا آورد و باظہار کمالات صوری و معنوی۔ خاطر بادشاہ را متوجہ ساخت۔ بادشاہ بہ منصب شایستہ و جاگیر چند از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گری و وقائع نگاری گجرات شاہ دولہ پیرایۂ امتیاز بخشید۔ آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند ؎

مرا از جنابِ خلافت عطا شد زروے کرم خدمتِ عیش افزا
خرد گفت تاریخ تفویض خدمت وقائع نگاری گجرات زیبا

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در ذی الحجہ سال مسطور بوصول بلگرام مسرت اندوختند۔ و در محرم سنہ ثلث عشر و مائۃ و الف از بلگرام متوجہ گجرات شدند و غرۂ شہر ربیع الاول ہمین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چہار سال ہر دو خدمت را باستقلال تمام سرانجام دادند۔ و در سنہ ست عشرہ و مائۃ و الف عزل درمیان آمد آن جناب متوجہ وطن شدند و در ماہ جمادی الاولیٰ ازین سال سواد بلگرام را از پرتو قدوم منور ساختند۔ درین وقت از ولادت مولف اوراق سہ ماہ گذشتہ بود۔ میرزا یار علی بیگ غائبانہ نقش قدردانی زد۔ و ہم درین سال بخدمت بخشی گری و سوانح نگاری و وقائع نویسی سرکار بہکر و سرکار سیوستان از پیشگاہ خلد مکان برائے ایشان گرفت۔ و سند درست کردہ مصحوب قاصد اجیر روانہ بلگرام ساخت۔ و قلمی نمود کہ عوض دو خدمت چند خدمت تفویض شد۔ باید کہ تعب سفر دکن نہ کشند و از وطن روانہ مکان خدمت شوند۔ و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بھکر و سیوستان فرستاد۔ و از تقرر خدمات با علامۂ مرحوم مردم آنجا را اعلام نمود۔ قضارا قاصدے کہ رخصت بلگرام یافتہ بود در اثنای راہ تلف شد۔ چون زمانہ بسیار از میعاد قاصد گذشت۔ میرزاے قدرشناس سنہ ثلث

Marfat.com

از دفاتر بادشاہی درست کردہ باقاصدے ارسال بلگرام نمود۔ آن جناب بعد وصول این نوید در ماہ جمادی الاول ۱۱۱۱ھ سبعۃ عشر ومائۃ والف از بلگرام سمند عزم جانب ملک سندھ بہ خرامش آوردند۔ وچہارم رجب المرجب سال مذکور بلدۂ بھکر از جلوۂ والا برافروختند ومسندِ خدمت را بہ تمکّن عالی زینت بخشیدند۔ ولبعد رحلتِ خلدمکان چون قدر ومنزلت آن جناب نقش خاطر شاہزادہا وجمیع ارکان سلطنت بود ودر طبقات لاحقہ بے آنکہ از بھکر حرکت کنند ارکان سریر خلافت در ہر عصر سند استقلال خدمات ارسال نمودند تا آنکہ در عہد محمد فرخ سیر بادشاہ از زیرنگی قدرت الٰہی پرگنہ جتوی از توابع سرکار بھکر ریزہ ہائے نبات مثل ژالہ خورد از ابر بارید، وبہ نزول این حلاوۂ غیبی کام وزبان عالمے شیرین گردید۔ آن جناب درین سانحہ غریب رباعی انشا کردہ در فرد وقایع معروض بارگاہ خلافت داشتند کہ ؎

فرخ سیر آن شہنشہ بابرکات — چرخ از آداب او شدہ شیرین حرکات
در سند ہر زمین عہد عشرت مہدش — بارید سحاب ریزۂ قند و نبات

میر جملہ سمرقندی[1] کہ دران زمان رائق وفائق مہمات سلطنت بود وسوانح حضور معلی با وتعلق داشت وآخر صدر الصدور شد بہ مجرد ملاحظہ فرد وقائع بے آنکہ حکم بہ تحقیق کند حمل بر خلاف واقع نمودہ در اوائل ۱۱۲۶ھ ست وعشرین ومائۃ والف معزول ساخت آنجناب در ہمین سال از بھکر جانب دار الخلافہ شاہجہان آباد حرکت کردند ودر خلوتے کہ نواب قطب الملک سید عبد اللہ خان وزیر اعظم وامیر الامرا سید حسین علیخان

---

[1] نامش عبد اللہ در عہد خلدمکان ابتداءً تعلقہ قضای جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ مضاف صوبہ بنگالہ یافت پسر قاضی بلدۂ عظیم آباد گردید ودر عہد فرخ سیر (۱۱۲۴ - ۱۱۳۱) بمنصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار وخطاب میر جملہ خان خانان معظم خان بہادر مظفر جنگ بلندی یافت اگرچہ بظاہر داروغگی دیوان خاص وداروغگی ڈاک داشت اما بحرمیت فرق الفرق اختصاص گرفتہ وبتخط پادشاہی باختیار او قرار یافت واز تسلط سادات بارہہ بدرجہ زدہ کہ از جانب آنہا یک راہ دہ ساختہ بہ پادشاہ میرسانید واین معنی باعث کشیدگی خاطر سید عبد اللہ خان وسید حسین علی خان گشتہ از آمد ورفت دربار پائی کشیدند وبینہما حوادث ظہور یافتند آخر در عہد فردوس آرام گاہ درگذشت (رک: مآثر الامرا ومفتاح التواریخ) ۱۲

یک جا بودند[1] کیفیت به معرض اظهار آوردند و رباعی مسطور به سمع رسانیدند۔ امیر الامرا در همان مجلس حکم بحالی خدمات فرمود آن جناب سند حاصل کرده به بلده بهکر فرستادند۔ و شیخ محمد رضا بهکری[2] فرستادند۔ و شیخ محمد رضا بهکری را غائبانه نائب ساختند۔ و در سنه ۱۱۳۱ ثلثین و مائة و الف خود مستعفی شده خدمات را بنام فرزند ارجمند میر سید محمد رضا مدظله[3] گرفتند و در سنه ۱۱۳۲ اثنین و ثلثین و مائة و الف بعد شانزده سال بلگرام را از مقدم سامی مستعفی ساختند۔ و یک سال اقامة گزیده متوجه دار الخلافه شاهجهان آباد شدند کاتب الحروف در وقت مقدم شریف بوطن هفده ساله بود و این اول رویت است که در سن شعور فقیر واقع شده و بنده و میر محمد یوسف[4] که ماهر دو دختر زاده حقیقی آن جنابیم به شرف تلمذ سعادت اندوختیم۔ و سند حدیث مسلسل بالاولیه و حدیث الاسودین[5] و اجازت اکثر کتب احادیث حاصل کردیم بعده در سنه اربع و ثلثین و مائة و الف ماهر دو برادر به دار الخلافه شاهجهان آباد رفتیم و در آنجا قریب سه سال صحبت

---

[1] این هر دو برادر از سادات بارهه بودند سید عبد الله خان از عهد بهادر شاه (۱۱۱۹ھ ۱۱۲۴) بصوبه داری آله آباد و حسین علیخان بصوبه داری بهار سرافرازی داشتند و در عهد فرخ سیر (۱۱۲۴ھ ۱۱۳۱) سید عبد الله خان بخلعت وزارت و خطاب قطب الملک بهادر یار وفادار ظفر جنگ و سید حسین علیخان بخلعت امیر الامرا ممتاز گردیدند و در عهد محمد شاه (۱۱۳۱ھ ۱۱۶۱) حسین علیخان که برادر خود بود حسب اشاره بادشاه در اثنائے راه دکن از دست میر حیدر خان کاشغری بسال ۱۱۳۲ھ کشته شد و قطب الملک در سنه ۱۱۳۳ھ امیر گشته چند سال در مجلس بود تا آنکه در سنه ۱۱۳۹ او را از هر دو برادر میر عبد الجلیل واسطی در شهادت حسین علیخان قصیده گفته مشتمل بر لسبت و پنج بیت که هم مرتبه و هم تاریخ است درک: مفتاح التواریخ ۳۰۶ - ۳۰۷ مآثر الامرا ۳۹۲ نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۵ - ۱۳۵ - ۱۳۶

[2] در اصل از اهالی تتر بود بعد ازان در بلدهٔ بهکر اقامت گزید در زبان عربی و فارسی مهارت تامه داشت از عهد عالمگیر (۱۰۶۸ - ۱۱۱۸ھ) تا عهد محمد شاه (۱۱۳۱ - ۱۱۶۱) خدمات حکومت سرانجام داد و در این مدت هفت بادشاه تیموری بر سریر نشسته (۱) عالمگیر (۱۰۶۸ - ۱۱۱۸) ۲ - شاه عالم (۱۱۱۹ - ۱۱۲۴) ۳ - جهاندار شاه (محمد معز الدین ۴ - محمد فرخ سیر (۱۱۲۴ - ۱۱۳۱) ۵ - رفیع الدرجات (۱۱۳۱ھ ۳ ماه) شاهجهان ثانی (۱۱۳۱ھ ۳ ماه) ۷ - محمد شاه (۱۱۳۱ - ۱۱۶۱ھ) و در سنه ۱۱۴۳ھ وفات یافت میر قانع تاریخ وفاتش در "محمد رضا" داده "جان" "در جنان" شد (۱۱۴۳ھ) و دریافت ای بکشیدن عدد جان از عدد اسم و افزودن عدد جنان بر باقی درک: مقالات شعرا ۲۵۱ - ۲۵۳) صبح گلشن ۱۷۵. نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۵۷۸ تحفة الکرام (۴۰۱)

[3] درک: رقم ۶۵ ذکر فضلا

[4] درک: ۶۶۰ ذکر فضلا

[5]

عالی دریافتیم۔ وبعض کتب حدیث وبرخی از کتاب قاموس وفنون دیگر کسب نمودیم از عہد عالم گیر خلد مکان تا عصر محمد شاہ جمیع[1] امرائے عظام اعزاز واکرام جناب اقدس بجامی آوردند وتشنہ صحبت والا بودند۔ طریقہ آن جناب صدیق وصفا وطاعت الٰہی ودوام آگاہی بود۔ وکمال تمکین ووقار داشتند۔ وباوصف اختیار خدمات پادشاہی سرمیئے از دقائق دیانت وامانت فرو نمی گذاشتند۔ سید حسین امتیاز خان متخلص بہ خالص صفاہانی[2] از دیار ہند عازم ولایت شدہ۔ چون بہ بیوستان رسید خدایار خان مرزبان سند در سنہ ۱۱۲۲ اثنین وعشرین ومائۃ والف سید حسین را بہ قتل رسانید واموال لکوک را متصرف شد وبہ علامہ مرحوم پیغام کرد کہ این خبر در سوانح پادشاہی طوریکہ واقعی است داخل نباید کرد وہزار اشرفی طلا کہ مقابل چہاردہ ہزار روپیہ باشد تسلیم می کرد علامہ مرحوم دست بر درزدند وفرمودند بہ عنایت الٰہی ثروتی دارم محتاج نیستم اگر امروز خبر واقعی بہ قلم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالیٰ شانہٗ چہ جواب دہم۔ واکثر خبر ارباب استحقاق خصوص بطریق اخفا گرفتند۔ وبر مضمون فیض مشحون ان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم عمل می کردند۔ وبعد ادائے فرائض وسنن اعظم اشغال مطالعہ کتاب بود۔ وروز جمعہ بعد نماز صبح تا قبل استوا دلائل الخیرات[3] ختم می کردند۔ ودرمیان حرف نمی

---

[1] ولادت عالمگیر ۱۰۲۸ھ جلوس ۱۰۶۸ھ وفات ۱۱۱۸ھ عہد عالمگیری ۵۰ سال ولادت محمد شاہ ۱۱۴۱ھ جلوس ۱۱۳۱ھ وفات ۱۱۶۱ھ مدت سلطنت ۳۰ سال ودرین مدت از عالمگیر تا محمد شاہ ہفت پادشاہ تیموریہ درگذشتند ۱۲

[2] خلف میرزا باقر قوچی بعد ورود ہند در دکن خلد مکان را ملازمت اختیار کرد ودر سلک ملازمان سلطانی منتظم گردید وبخطاب امتیاز خان سرفراز شد در عہد شاہ عالم (۱۱۱۸-۱۱۲۴) علم دیار ایران شد چون بہ بیوستان رسید از دست خدایار خان مرزبان سند در) کشتہ شد میر عبد الجلیل واسطی بلگرامی تاریخ او یافتہ آہ آہ امتیاز خان زرک سرد آزاد ۱۳۹ مفتاح التواریخ ۲۹۶ مقالات الشعراء ۱۸۸ - ۱۸۹

[3] دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر الصلوۃ علی النبی المختار (علیہ الصلوۃ والسلام) للشیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان بن ابی بکر الجزولی السملالی الشریف الحسنی المتوفی ۸۷۰ھ کتاب جامع است مسلمان دور شرق وغرب بہ قرارت آن دوام کنند۔ وشیخ محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی الفضولی بر آن کتاب شرح نوشتہ الموسوم بہ "مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات" ودر نسخہائے دلائل الخیرات اختلاف بین است اصح ترین ومعتبر نسخہ شیخ ابی عبد اللہ محمد صغیر سہیلی است آنکہ مولف ہفت سال قبل از وفات خود تصحیح کردہ است (کشف الظنون ۱: ۹۵ ۴) ۱۲

Marfat.com

زدند۔ و نسخہ شمائل الخیرات مذکور خلیفہ خاص بود بدست مبارک خود تحریر نمودند۔ و امروز
این نسخہ موجود است۔ و قریب استوا بہ غسل مسنون روز جمعہ پرداختہ متوجہ مسجد می شدند۔
و در ماہ مبارک رمضان رفتن بہ بیت الخلا نمی رفتند۔ و در سفر و حضر نماز تراویح ترک نمی
شد۔ و از صفات رضیہ این کہ چون قصد کتابت می کردند اول تسمیہ و حمد و صلوٰۃ بر قرطاسی
معین می نوشتند بعد ازاں شروع بہ کتابت مقصودی می کردند و تا آخر عمر این عمل ترک نہ
شد۔ کتاب خانۂ عظیمی و زمرۂ باقیات صالحات گذاشتہ اند اکثر این کتب را بدست
مبارک خود اصلاح و مقابلہ نمودہ اند و نسخ بسیار بہ خط خاص نوشتہ اند۔ در اوائل خط
نستعلیق بغایت شیرین می نوشتند۔ بعدہٗ از نستعلیق خطی طبعی ایجاد کردند۔ نہایت
شیرین و دل نشین کہ چشم ناظران را جلای افزاید۔ و ذوق کتابت بہ مشابہ داشتند کہ در اواخر
ایام اقامت بھکر کتاب مبارک صحیح بخاری[1] را ستکتاب نمودند و در صدد مقابلہ بودند
کہ عزل خدمت مذکور میان آمد۔ آن جناب بہ عزم شاہجہان آباد خیمہ را بہ نوشہرہ کہ موضعی است
در سواد بھکر برآوردند و محض برائے مقابلۂ صحیح بخاری مدت شش ماہ مکث کردند چون
توابع و لواحق بسیار در رکاب بود مبالغ الوف بہ صرف در آمد و الیوم آن نسخۂ متبرکہ در
کتاب خانۂ والا موجود است۔ تاریخ ولادت باسعادت کہ بہ خط خاص مشاہدہ افتاد۔
نیز دہم شوال ۱۱۷۱ھ احدی و سبعین و الف مولد و منشاء بلگرام۔ و وصال والا شب شنبہ
بست و سوم شہر ربیع الاخر ۱۲۳۹ھ ثمان و ثلثین و مائتہ و الف در دار الخلافہ شاہجہان آباد
واقع شد۔ نعش مبارک حسب الوصیہ بہ دار السلام بلگرام نقل کردہ روز جمعہ اول وقت
عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در قدم پدر بزرگوار سید احمد مرحوم دفن ساختند۔
عمر شریف شصت و شش سال ماہ و دو روز از نتائج طبع والا مثنوی است مسمی بہ امواج
الخیال[2] در تعریف بلگرام مطلعش این ست ؎

---

[1] تالیف ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ
[2] امواج الخیال۔ و درین کتاب نسب سادات بلگرام لازم گرفتہ شد و درین مثنوی اکثر قواعد موسیقی
ہندی ضبط نمودہ (سرو آزاد ۲۷)

Marfat.com

آب وگلِ من کہ فیض عام است　　از خطۂ پاکِ بلگرام است

ہمانا درین مطلع اشعاری است باین کہ عنصر لطیف بہ مسقط الراس رجوع می کند و فرع باصل باز می گردد۔ واز جملہ آثار کرامت این کہ جسدِ مبارک باوجود حرارت آفتاب وامتداد مدت کہ در عرض چہاردہ روز تابوت از شاہجہان آباد بوطن رسید سالم و صحیح برآمد و در ہیچ عضو اصلا تغیری راہ نیافت جسدِ مطہر را از تابوت بر چہار پائے گرفتند نوعے کہ میت تازہ را می گیرند۔ و بر لب قبر آوردند۔ و چادر زیر کمر گرفتہ در لحد فرود آوردند استاذ المحققین میر طفیل محمد طاب ثراہ در قبر در آمدہ بخاک سپردند۔ راقم الحروف آیہ کریمہ اولئک لہم عقبی الدار جنات عدن[1] تاریخ برآورد۔ وایضاً آیۂ کریمہ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ[2] در تفسیر بیضاوی گوید[3] الحسنی الجنۃ والزیادۃ ھو اللقاء طرفہ آنکہ آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ اکثر بزبان شریف جاری می شد و در نشأت والا بیشتر واقع شدہ۔ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق ایشان پارۂ از نشأت والا جمع کردہ اند وقتے سید اسمٰعیل بلگرامی خلیفہ شاہ عبدالرزاق بانسہ[3] قدس اللہ اسرارہم رقعہ بہ علامہ مرحوم تحریر نمودند۔ نسخہ اش این است:۔

"میر صاحب مشفق مہربان فیض رسان سلامت۔ حقیقت نوم ویقظہ بر ارباب معانی منکشف و ہویدا است بعضے نوم را بر یقظہ ترجیح دادہ اند و بعضے یقظہ را بر نوم این معنی را مشروحاً تحریر فرمایند والسلام علیکم وعلی من لدیکم"

علامہ مرحوم جواب تحریر آوردند نسخہ اش این است:۔

---

[1] سورۃ رعد آیۃ رقم ۲۱ - ۲۲　[2] سورۃ یونس آیۃ رقم ۲۵　[3] این قول ابوبکر صدیق بلفظہ قیل آورده و لفظ او این است وللذین احسنوا الحسنی المثوبۃ الحسنی "وزیادۃ" "وما یزید الی مثوبتہ تفضلا لقولہ ویزیدہم من فضلہ وقیل الحسنی مثل حسناتہم والزیادۃ عشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف واکثر وقیل الزیادۃ مغفرۃ من اللہ ورضوان وقیل الحسنی الجنۃ والزیادۃ ہو اللقاء" راقم الحروف گوید تفسیر زیادۃ باللقاء مرفوعاً ثابت است کما فی الصحیح وابن ماجۃ والترمذی ومسند احمد واین قول ہم اکثر صحابہ کرام است لیکن معتزلہ این قول را انکار کردہ رؤیت باری تعالیٰ را در آخرۃ نیز) محال پنداشتہ اند درک: تفسیر بیضاوی ص (۳۵۸) طبع ہند نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۲ھ ۱۲　[4] برائے احوال رجوع کن رقم ۳۴ ذکر فضلاء و برائے احوال عبدالرزاق بانسہ رقم ۱۷ ذکر فقراء ۱۲

Marfat.com

در بیدار دل۔ خوابیدۂ ہوا۔ ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت۔ از معارضۂ قوم در تفصیل یقظہ و نوم نگارش رفتہ۔ رمز آگاہا اگرچہ منطوق کلام الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا و حدیث شریف[1] اختصام ملاء اعلی در تصعید عمل متیقظ بہ بالا رو بہ انحطاط درجہ جواب دارد ؎

چشم تو نہ بخت ماست پر خواب چراست

اما مضمون کریمہ وتحسبہم ایقاظا وہم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال[2] با عتبار کفالۂ تقلیب کہ مشتمل است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود خوابیدگان دارد ؎

زہے مراتب خوابی کہ بہ ز بیداری است

و اگرچہ ظاہر خطاب قم یا نومان ناظر بہ تدمیم است۔ اما تعطیہ بہ فضل عبا مشعر بغایت تعظیم و ہم چنین مضمون این منظومہ ہندی ع

یار آیو تب گا تون سوی کیسین بہگت پرایت ہوی

اگرچہ ایمائے بہ نقیض نوم دارد۔ اما نحوائے دوہرہ ؎

"سپنین دیکھو پیہ مین کھل گئی آنکھ ابہاگ اور گنوادت سوی سب ہون تو گنوا یو جاگ

از غایت نزاکت کارے مبنی است بہ تفضیل نوم بر بیداری خوشا خجالت آن عاشقی کہ در شب ہجرت بہ خوابش آئی و او سر مسار برخیزد تحقیق مقام آنکہ تا سرے بہ خیال او داری اگر بیداری ست بہ از نوم و اگر نوم ست بہ از بیداری نمک ریزی شبلی در چشم و مژہ برائے رفع خواب و خوابیدن عبود ہفت سال و اول در آمدن او بہ بہشت۔ ہر دو صواب است این است ما حضر فکر سقیم و ذوق کل ذی علم علیم"

حواشی رقعہ

قولہ۔ اختصام ملاء اعلی۔ در حدیث شریف آمدہ کہ در رفع سہ عمل ملائکہ با ہم خصومت می نمایند یعنی الطعام طعام و نرمی کلام و نماز در حالی کہ مردم خوابیدہ باشند۔ حدیث بتمامہ در

---

[1] رک: تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۴ ص ۱۷۳-۱۷۴ ؛ [2] سورۃ کہف آیۃ ۱۷ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

مشکوٰۃ در فصل ثالث از باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ مسطور است[1] **قولہ**۔ باعتبار کفالہ تقلیب یعنی نقلبہم صیغہ متکلم دلالت می کند کہ حق تعالیٰ خود تقلیب اصحاب کہف نمود۔ **قولہ** قم یا نومان در غزوۂ خندق شب فرار کفار را بر وسر ما سخت وباد تند بود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ الیمان را برائے استخبار لشکر کفار فرستاد ودعا فرمود تا سرما وجوع از وے دور شد۔ ہمین کہ برگشت باز سرما در واثر کرد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل عبا یعنی گوشہ زائد لباسی کہ بر دوش مبارک بود پوشانید۔ وپائے مبارک بر سینۂ او گذاشت تا تسکین یافت وبخواب رفت۔ چون وقت نمازِ صبح نزدیک رسید فرمود قم یا نومان[2] یعنی برخیز اے بسیار خواب **قولہ** عبود بفتح عین مہملہ وتشدید باء موحدہ مضموم نام غلامی سیاہ کہ ہفت سال خوابید واول در بہشت در آید سببش این کہ پیغمبر آن عصر را امت در چاہی حبس کردند عبود ایمان آورد وپنہان از قوم خبرے گرفت۔ قصہ بہ تفصیل در قاموس در مادۂ "عبد" مذکور است[3] وچون درین کتاب نسب سادات

---

[1] فی قصۃ طویلۃ من حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ واین حدیث را امام احمد در مسند وترمذی در سنن خود روایت کردہ فرمود این حدیث حسن صحیح است وامام بخاری این صحیح را تصحیح کردہ است (رک مشکوٰۃ طبع نور محمدی کراچی ص ۶۷)۔ [2] نومان بفتحہ نون وسکون واؤ ضبط کردہ اند وفی القاموس ونوم اگفتہ:۔ وہذا یختص بالنداء وقصہ حذیفہ یمان مذکور است در نہایۃ ابن اثیر (نوم) وصحیح مسلم ۲: ۱۰۷ من روایۃ ابراہیم التیمی عن ابیہ وایضاً ابن کثیر ج ۳ ص وفتح القدیر للشوکانی ج ۴ ص ۱۲ [3] وفی التاج ۲: ۱۲ ۴ (عبد) در حدیث معضل آمدہ بروایت محمد بن کعب القرظی: ان اول الناس دخولاً الجنۃ عبد اسود یقال لہ عبود وذالک ان اللہ عز وجل بعث نبیا الی اہل قریۃ فلم یؤمن بہ احد الا ذالک الاسود وان قومہ احتفروا لہ بئراً فصیروہ فیہا واطبقوا علیہ صخرۃ فکان ذالک الاسود یخرج فیحتطب فیبیع الحطب ویشتری بہ طعاماً وشراباً ثم یاتی تلک الحفرۃ فیعینہ اللہ تعالیٰ علی تلک الصخرۃ فیرفعہا ویدلی لہ ذالک الطعام والشراب وان الاسود المذکور احتطب یوماً ثم جلس لیستریح فضرب بنفسہ الارض فنقبہ الا یسیر فنام سبع سنین ثم ہب من نومتہ وہو لا یری الا انہ نام ساعۃً من نہار فاحتمل حزمتہ فاتی القریۃ علی عادتہ فباع حطبہ ثم اتی الحفرۃ فلم یجد بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا وقد کان بدا لقومہ فیہ فاخرجوہ من البئر فکان یسئل عن مالک الاسود فیقولون لا ندری این ہو فضرب بہ المثل لمن نام طویلاً وفی المضاف والمنسوب لابی منصور الثعلبی قال الشرقی اصلہ ان عبوداً قال لقومہ انہ یونی لا علم کیف تندبونی اذا مت وقال ابن الحجاج:۔

تومروا فاصل الکہف مع ۔۔۔ عبود عندکم صراصد

وفی التکملہ عن الشرقی انہ کان رجلاً قمارت علی اہلہ وقال انہ ینبغی لا علم کیف تندبنی میتاً فندبنہ وہو حی علی الحال:۔

Marfat.com

بلگرام لازم گرفته شد ایراد قصیدهٔ که در بیان نسبِ خود به نظم آورده اند مناسب افتاد الحناب در مقام خود مضائقه ندارد. قصیده این است ؎

مائیم نخلِ سبز ریاض پیمبری — احسان ماست به همه از سایه گستری
نخلی که اصل ثابت او ختم انبیاست — فرعش گذشت از سر این چرخ چنبری
آن ختمِ انبیا که بتول است دخترش — آرائش منصه پاکیزه گوهری
آن دختر نبی که بود شوهرش ملی — دریائے فیض ساقی صہبائے کوثری
فرزندِ او ست خامس آل عبا حسین — فرمود در محیط شہادت شناوری
سجاد آنکه آدمِ آل حسین بود — ایزد نصیب دشمن او کرد ابتری
زید شہید مصحف اسرار اہلبیت — پیداست از مناقب او شانِ حیدری
عیسیٰ که شد بموتم اشبال مشتہر — کردی شکار شیر زردی دلاوری
سید محمد آنکه جہان را ز خلقِ او — پیچیده در دماغ نسیمِ معطری
سید علی که بر در عالم پناه او — کیوان ستاده است به عنوان قنبری
سید حسین شمشه ایوانِ مکرمت — روح الامین کند به رواقش کبوتری
سید علی عراقی کز فیض مقدمش — خاکِ عراق یافته از عرش برتری
سید حسن که اختر اوج سیادت است — کسب سعادت از نظرش کرد مشتری
سید علی که دشمن شوریده بخت را — سازد کباب آتش خورشید محشری
شاداب بی بہار گلستان خلق زید — می کرد در تحفظ دلہا صنوبری
سید عمر که سرور عالی مقام بود — در بزم او ہمیشه فلک گرم مجمری
زید سوم که خسرو اقلیم فقر بود — کردی ز روی آئینه دل سکندری
یحیی که در ریاض صفاتِ کمالِ او — یک شہر چشم حیرتیان کرد عبہری
سید حسین منتخبِ دودهٔ شرف — باشد چراغ انجمن افروز مبتری
داؤد آنکه دشمن فولاد جسم را — چون موم نرم ساخت ز دستِ بہادری
والا گہر ابوالفرح واسطی که شست — از آب ذوالفقار بسے نقش کافری

Marfat.com

سید ابوالفراس کہ ہنگام کارزار — آمد ز دستِ او ہمہ کارِ غضنفری
ثانی ابوالفرح کہ بآئین جد خویش — روز نبرد شیر نیستانِ صفدری
سید حسین صاحب شمشیر خونچکان — با طلب دشمنان نکبش کرد خنجری
سید علی کہ صارم خارا شگاف او — چون ذوالفقار دم زدہ از فتح خیبری
جد کلان محمد صغری کہ تیغ او — بر بلگرام یافتہ فتح و مظفری
مفتوح گشت در زمن شاہ التمش — تاریخ آن ز لفظ خداداد بشمری
در سال ششصد و چہل و پنج فوت کرد — آسود بر بساط معلائے عبقری
شعبان در روز چاردہم صخرۂ ثنین — کرد از جہان بہ ملک مقدس مسافری
باشد بہ بلگرام مزار مبارکش — بر مرقدش کنند ملائک مجاوری
سید عمر فروغ جبین محمدی — او راست بر سپہر شرف خان اختری
سید حسین از نظر التفاتِ او — مینا ز مردمی کند و سنگ گوہری
سید نصیر آنکہ بمصداقِ نام خود — باز مرہ ستم ز دوگان کرد یاوری
سید حسین کان سخا معدنِ صفا — از گوہرش جمالِ شرف یافت زیوری
سالار از فروغ ضمیر منیر او — در یوزۂ شعاع کند نہر خاوری
لطف اللہ آنکہ قطب سپہر ولایت ست — مردانِ راہ را بخدا کرد رہبری
دادن کہ نام اوست خداداد از پدر — صاحب کرامتی است ز تعریف ماوری
جد القبیلہ حضرت محمود دین پناہ — کردند جن و انس بہ حکمش مسخری
عالی جناب سید نوح آنکہ عرف او — باشد پیارہ سرو گلستان سروری
سید حسین خلق مجسم کہ ذاتِ او — خورشیدسان مثل شدہ در زدہ پروری
محمود در فضائل کسبی و موہبی — ہمتائے او نزادہ ز ارحام عنصری
عبد اللطیف آنکہ ز ابنائے روزگار — ممتاز بودہ در عمل فیض گستری
احمد کہ صاحب قلم و سیف قاطع ست — بہرام وار بر در او کردہ چاکری
عبد اللہ آن برادر عبد اللطیف کو — احمد پسر گرفت ز لطف برادری

Marfat.com

عبدالجلیل ازپس احمد منم کہ ہست — وصفی زمن فصاحب سحبان[1] وانوری[2]
آنجا کہ نغمہ نے کلکم شود بلند — آرند سر فرو متنبی[3] و بحتری[4]
مقصود من تفنن طبع است از سخن — ورنہ مرا بہ رتبہ من نیست شاعری
دریائے موج خیز علوم کہ می کند — با من خطاب جوہر اول ز مخشری
ایزد مرا بہ علم و عمل امتیاز داد — شانم بلند کرد و گر از تو انگری
با وصف این فضائل صوری و معنوی — گویم بہ نفس خویش کہ از جملہ کمتری
در یک ہزار دیک صد و یک کلک واسطی — افشانہ این لال بحر سخنوری

راقم الحروف سبط حقیقی آن جناب و ذرۂ دریوزہ گر آن آفتاب است بحال من ہیچمدان عنایتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافہ شاہجہان آباد مکرر فرمودند کہ می خواہم بہ وجہ شمانشانی از من باقی ماند۔ حقوق والا از تربیت دینی و دنیوی ازان زیادہ است کہ بہ ذرات زمینی با کواکب آسمان توان شمرد چیزے کہ از دست این ناتوان برآمد ہمین کہ ہر اکن فیض مواظبت سیامو جہۂ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست دعا بر داشتم و بزبان نیاز حضور دل

---

[1] سحبان وائل ... ـ ۵۴ھ) سحبان بن زفر بن ایاس بالوائلی۔ از قبیلہ باہلہ بود خطیب عرب المثل جاہلی اسلم فی زمن النبی صلعم ولم یدرکہ ورک : بلوغ الارب آلوسی ۳: ۱۵۶ شرح المقامات للشریشی ۱: ۲۵۳ تہذیب ابن عساکر ۶: ۶۵ خزانۃ الادب للبغدادی ۴: ۳۴۷ مجمع الامثال ۱: ۱۶۷ و صاحب الاصابہ رقم ۳۶۵۸ در اسلام وی شک ظاہر کردہ ۱۲ [2] شیخ اوحد الدین کرمانی استاد فن دیگے ار رسل شگفتہ قلمرو سخن است مداح و وظیفہ خور دسلطان سنجر سلجوقی بود در آخر عمر سری بہ بلخ کشید و در ۵۸۵ھ سکونت شہرستان عدم پرداخت دیوانش قابل دیدنی است (شمع انجمن ۲۱ - ۲۳) [3] ابو الطیب المتنبی (۳۰۳ - ۳۵۴ھ) احمد بن الحسین بن عبد الصمد الجعفی الکوفی شاعر حکیم و بے مثال بود۔ دیوان شعرا مشہور تر است نزد راقم الحروف نسخہ دیوان است کہ حسب زمان گفتار مرتب است برائے احوال وی رجوع کن : ابن خلکان ۱: ۳۶ معاہد التنصیص ۱: ۲۷ لسان المیزان ۱: ۱۵۹) [4] ابو عبادۃ ولید بن عبید اللہ البحتری (۲۰۶ - ۲۸۴) دیوان (صفۃ ابو بکر صولی) و کتاب معانی الشعر و کتاب حماسۃ از و یادگار اند اشعار وی بسلاسل الذہب معروف اند و بحتری احد سہ ثلاثۃ قلمرو سخن است و شخصیت بحتری و شعر او مستقل تالیفات معروف اند (وفیات الاعیان ۲: ۱۷۵ المعاہد ۱: ۲۳۴ والشریشی ۱: ۲۰۲ مفتاح السعادہ ۱: ۱۹۳)

Marfat.com

این خدمت بر تقدیم رساندم و ثواب یک عمره به روح اقدس نیاز کردم و بقدر استعداد که آن هم پرتو عنایات عالی است قصیده بزبان عربی در مدح انشا کردم امیدوارم که این هدیه حقیر از روح فیض رسان نظر قبول یابد و خدمتے که از نهایت اخلاص بجا آورده شد بجائے رسید که مولنا سید مصطفیٰ بن سید عمر روسی سورتی هرگاه این قصیده را شنید فرمود هذه قصیدة یحق ان یغبط فیها یعنی این قصیده استحقاق دارد که غبطه کرده شود در آن. و سید احمد امام زاده یمن شرحی برین قصیده نوشته.

سید احمد از اولاد ائمه یمن یعنی سلاطین آنجا است. و در طبقه سلاطین حال یمن اول کسے که به سلطنت رسید قاسم بن محمد ملقب به امام منصور بالله[۵۱] است از ذریات حسن مثنیٰ[۵۲] بن امام حسن سبط[۵۳] رضی الله عنه و پسر او حسن بن قاسم صاحب[۵۴] سیف و شجاع بے نظیر بوده. و ترکان روم که از ملتے بر دیار

---

۵۱ الامام الاعظم المنصور بالله القاسم بن محمد (۹۶۷ - ۱۰۲۹ھ / ۱۵۵۹ - ۱۶۲۰م) بن علی بن محمد بن علی بن رشید بن احمد بن امیر حسین بن علی بن یحییٰ بن محمد بن یوسف الاصغر الملقب بالاغشل ابن القاسم ابن الامام الداعی یوسف الاکبیر بن امام منصور یحییٰ بن الامام الناصر احمد بن الامام الهادی یحییٰ بن الحسین بن قاسم بن ابراهیم بن اسماعیل بن ابرهیم بن الحسن ابن الحسن بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب تالیفات (کتاب الاعتصام (حدیث) درین کتاب احادیث از کتب آئمه آل و محدثین جمع نموده مسلک راجح را باجتهاد خود ترجیح داد لیکن لم یتم بعد از وفات مولف علامه احمد بن یوسف بن حسین بن احمد زیاده (۱۲۵۲) این کتاب را تتمه نوشته به "انوار التمام") المشرقه بضوء الاعتصام" موسوم کرد و (۲) الاساس لعقائد الاکیاس (یا الاساس المتکفل لکشف الالتباس"، در علم اصول - بر این کتاب متعدد علماء شروح نوشته. علامه کردلی به اسم "النبراس" کتاب نوشته این را معارضه کرد بعده علامه العبدی بر کتاب کردی ردے کرد نام کتاب العبدی الاحتراس است (۳) کتاب الارشاد (۴) مرقاة الوصول - نیز مترجم را قصیده است - الجمله مترجم له مؤسس سلطنت قاسمیه است در یمن و اول کسے است که احکام ترک را از یمن اخراج نموده درک: البدر الطالع رقم ۲۷۰ و بلوغ المرام ۷۵ و الذریعه ۲: ۳ الاعلام زرکلی ۶: ۱۷ - ۱۸ ❊ ❊ ❊

۵۲ الحسن المثنیٰ المتوفی نحو ۹۰ھ. درک: تهذیب ابن عساکر ۴: ۱۶۲ بحواله زرکلی ۲: (۲۰۱) ۱۲ ۱۲ ۱۲

۵۳ الحسن السبط (۳ - ۵۰ھ) (۶۲۴ - ۶۷۰) خامس خلفاء راشدین و دوائم آئمه اثنا عشریه خلع نفسه عن الخلافة و سلم الامر لمعاویه فی بیت المقدس سنة ۴۱ھ و سمی بذالعام "عام الجماعة" مدت خلافته دی شش ماه و پنج یوم است درک: تهذیب التهذیب ۲: ۲۹۵ و الاصابة ۱: ۳۲۸ و الیعقوبی ۲: ۱۹۱ و تهذیب ابن عساکر ۴: ۱۹۹ حلیه ابی نعیم ۲: ۳۵ و ابن الاثیر ۳: ۱۸۲ صفة الصفوة ۱: ۳۱۵) ❊ ❊ ❊

۵۴ از ملوک اهل یمن (۹۹۶ - ۱۰۴۸) در عهد خود در یمن استقلال حاصل کرد (درک: البدر الطالع رقم ۱۳۳ و خلاصة الاثر ۲: ۳۹ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

Marfat.com

یمن مسلط شده بودند آنها را مغلوب ساخت. و در ۱۰۴۷ھ سبع واربعین والف قانصوه سردار ترکان امان خواسته از یمن بدر رفت و خود را به مکه معظمه رسانید و بقیه ترکان امیر مصطفی را سردار گرفتند و زبید را ضبط کردند. و از ترس شمشیر حسن نه توانستند پا قایم کرده و در ۱۰۴۹ھ تسع واربعین والف امیر مصطفی نیز از یمن برآمد و به مکه معظمه آورد. بلاد یمن به امام زیدیه قاسم بن محمد قرار گرفت و بعد فوت او پسرش بن قاسم[1] ملقب به موید باللہ بادشاه شد و بعد فوت او برادرش متوکل علی اللہ اسمٰعیل[2] بن امام منصور باللہ قاسم بن محمد به سلطنت رسید و بعد فوت او پسرش مؤید باللہ محمد بن اسماعیل[3] بر تخت نشست. و بعد فوت او مهدی لدین اللہ احمد[4] بن حسن مخرج اتراک بن قاسم بن محمد بر سریر فرمانروائے برآمد و بعد فوت او محمد[5] بن احمد بن حسن مخرج اتراک مسند ارائی آراست و بعد فوت او حسین[6] بن قاسم از احفاد منصور باللہ قاسم بن محمد جلوس نمود۔

---

[1] بن قاسم المؤید باللہ محمد بن قاسم (۹۹۰ - ۱۰۵۴ھ) الامام بن محمد بعد از وفات پدر خود امام قاسم بن محمد ۱۰۲۹ھ خلیفه شد کتاب تصفیة النفوس۔ خ" از تالیف وی است در ترک خلاصة الاثر للمحبی ۴: ۱۲۲ و البدر الطالع ۲: ۲۳۸ و بروکلمان S ۲ : ۵۶۰ زرکلی ۷: ۲۲۹ ؛ [2] المتولد ۱۰۱۹ھ سنہ ۱۶۱۰ء و المتوفی ۱۰۸۷ھ در ۱۰۵۴ھ ۱۶۷۶ء خلیفه منتخب شد و در ۱۰۷۰ھ بر جمیع یمن استیلا یافت و در مذهب زیدیه عالم مجتهد بود تالیفات: العقیدة الصحیحة فی الدین النصیحة۔ المسائل المرتضاة الی جمیع القضاة شرح جامع الاصول لابن الاثیر الجزری در مذهب زیدیه) شرح آن مسئله طلاق ثلاثه وغیر آن در ترک: هدیة العارفین ۱: ۲۱۸ - ۲۱۹ خلاصة الاثر للمحبی ۱: ۱۱۴ بلوغ المرام ۶۷ البدر الطالع ۱: ۴۴۶ زرکلی ۱: ۳۲۰) [3] ۱۰۴۴ - ۹۷ - ۱۰۴۴ھ مطابق ۱۶۳۴ - ۸۶ - ۱۶۱۷م) و در البدر الطالع مرقوم است که مترجم له بعد وفات امام مهدی احمد بن حسن در ۱۰۹۲ھ امام منتخب شد در ترک: بلوغ المرام ۸ خلاصة الاثر ۳: ۲۹۶ [4] (۱۰۲۹ - ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۲۰م - ۱۶۸۱م) و البدر شوکانی نقل است که بعد وفات اسماعیل متوکل علی اللہ مترجم له مدعی خلافت شد در ترک: البدر ۱: ۳۴ بلوغ المرام ۸ خلاصة الاثر ۱: ۸۱ زرکلی ۱: ۱۰۸) ؛ [5] الامام المهدی (۱۰۴۷ - ۱۱۳۰ھ) (۱۶۳۷ - ۱۷۱۸م) ۱۱۲۵ھ بعد وفات مؤید باللہ محمد بن متوکل علی اللہ اسماعیل و در ۱۱۲۹ھ بعد از منازعات و حروف مخلوع شد کتاب "الشمس المنیرة" از دیادگار است که در این مسائل متفرقه از تصانیف جد خود امام قاسم جمع کرده ترک: البدر الطالع ۲: ۹۷ - ۱۰۱) زرکلی ۶: ۲۳۹ هدیة العارفین ۲: ۴۳۱ بلوغ المرام ۸ - ۹) [6] الامام المنصور باللہ الحسین (۱۱۰۷ - ۱۱۶۱ھ) (۱۶۹۶ - ۱۷۴۸م) بن المتوکل علی اللہ القاسم بن حسین بن احمد بن حسن بن الامام القاسم - بعد از وفات متوکل علی اللہ قاسم بن حسین در ۱۱۳۹ھ بر سریر حکومت نشست۔ اولا بعد از نزاع بین در حق محمد بن اسحاق مخلوع شد بعد تغلب حاصل کرده (بلوغ المرام ۷۹ خلاصة ۵۹۵ البدر الطالع ۱: ۲۲۵ زرکلی ۲: ۲۷۵)

Marfat.com

وبعد فوت او متوکل علی اللہ قاسم[1] بن حسین بن احمد بن حسن مخرج اتراک علم فرمان دہی افراشت
وبعد فوت او ناصر لدین اللہ محمد بن[2] اسحاق بن احمد بن حسن مخرج اتراک نگین ملک بدست آورد
وبعد یک سال مخلوع شد۔ ونوبت فرمان روائے بہ حسین[3] بن متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن حسن
مخرج اتراک رسید۔ وبعد فوت او پسرش عباس[4] بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت۔ وامام
این عصر او ست۔ نسب شارح قصیدہ بہ دو واسطہ بہ امام مہدی لدین اللہ احمد بن حسن بن مخرج
اتراک می رسد برین نہج سید احمد بن[5] عبداللہ بن ابی طالب بن احمد بن حسن چند روز نوبت
سلطنت بعض ارض یمن بہ عبداللہ پدر شارح قصیدہ ہم رسیدہ بود۔ آخر حسین بن متوکل علی
اللہ قاسم مذکور عبداللہ[6] را بہ دغا قید کرد و سلطنت را منصرف گشت۔ عبداللہ تا وقت تحریر
در قید حیات است۔ سید احمد شارح قصیدہ بعد حبس پدر بہ ملک دکن افتاد و بانواب نظام
الدولہ شہید[7] بہ وساطت راقم الحروف ملاقات کرد۔ نواب فرادان رعایت و تعظیم و تکریم بجا آورد۔
قصیدۂ مذکور این است ؎

ادرك عیلا لقاء منك یکفیه ۔۔۔ طرفك الناعس المراض یشفیه
کتمتُ دائی عن العُذّال مجتهدا ۔۔۔ ما کنت ادری بنحول الجسم یُفشیه
قد اولنی عن سقام انت منشأه ۔۔۔ ونجنی من ضرام انت مُوریه
لقد ثنی عطفه عن مغرم دنف ۔۔۔ مجفهف ثقل الارداف یثنیه
دعی الاله سقامی لو یعالجه من ۔۔۔ اجبته بدواء الخمر من فیه
وحبذ العیش لو یمشی علی مقلی ۔۔۔ غض رطیب من العینین اسقیه

---

[1] المتوفی ۱۱۳۹ھ در ۱۱۲۹ھ اہل صنعا بر دست او بیعت خلافت دادند ک: ندکلی ۶: ۸۱۶ بلوغ المرام ۶۹ تاریخ الیمن البدر السافر الطالع ۲: ۴۲ المقتطف من تاریخ الیمن ۱۷۹-۱۸۱) [2] (۱۰۹۰-۱۱۶۷) از علماء مشاہیر و شاعر یگانہ بود پسرش دیوان او را جمع کردہ بہ "سلوۃ العشاق فی نظم المولی محمد بن اسحاق" موسوم کرد ک: طیب السمر البدر الطالع ۲: ۱۴۷ المقتطف ۱۸۴ ابر دکلمان ۲: ۴۷۵ زرکلی ۶: ۲۵۵ ÷ [3] المذکور صفحہ ص ۲۷۳ ÷ [4] المہدی الدین اللہ (۱۱۳۱-۸۹ ۱۱ھ) (۱۷۱۹-۱۷۷۵م) درک: البدر الطالع رقم ۲۲ بلوغ المرام ۷۰۔ ۱۴ زرکلی ۴: ۳۳۲) [5] پسر: دئمی نظام الملک است بعد وفات پدر در ۱۱۶۱ھ در دکن بر مسند ریاست نشست و در ۱۱۶۲ھ شہید شد درک: مفتاح التواریخ ۳۳-۳۳۳ ÷

Marfat.com

شان الحب عجيب فى صبابته ... الهجر يقتله والوصل يحييه
يا جارة هيجت بالنصح لوعته ... بحق مقلته العبراء خليه
لولاه ما شاقه عرف الصبا سحرا ... ولم يكن بارق الظلماء يشجيه
اليك يا رشا الوعساء معذرة ... انت عن رشا البطحاء تسليه
لوائمى قطعت اكبادهن متى ... راينه فى كمال الحسن والتيه
اياصواحب اكباد مقطعة ... فذ لكن الذى المتنى فيه
اذا رنى فمهاة البيد تشبهه ... او ماس فالبانة الخضراء تحكيه
غزالة تصرع الاساد قاطبة ... الا الذى سيد السادات يحميه
كهف الانام امام الكون اكرمه ... عون الذى حادث الايام يرميه
السيد المقتدى عبد الجليل له ... مجد اثيل من الآباء يحويه
جدى ملاذى واستاذى ومستندى ... رب الورى يضوف الخير يجزيه
علامة ناقد المعقول متقنه ... فهامة جامع المنقول محصيه
شمس تفيض علينا نورها ابدا ... حاشا اذا جنت الظلماء تطويه
بدر سناه اصيل غير منتقص ... وكل ليل كما فى الان تلفيه
بحر غنى عن الاصداف جوهره ... ونفس همته العليا تربيه
لقد تحلى بتقوى الله خالصة ... والله عن سائر الاكوان يغنيه
ان جل فى حضرة السلطان منصبه ... فليس هذا عن الرحمٰن يلهيه
توارث الفضل عن آباء قدما ... وبعد ذلك فى الاولاد يبقيه
رب السمٰوٰت والارض يوم غد ... من المواهب اعلاهن يوليه
يا ايها البحر شنفت المسامع من ... درا الى ساحل القرطاس تلقيه
ان ظل سحبان فى بطن الثرى رمما ... فانت من هذه الانفاس تحييه
وانت فى شعراء الغرس ابلغهم ... يا طيب ما بلسان الهند تمليه
مولاى اوتيت علما زانه عمل ... وعنصرا جوهر الحسنى يحليه

Marfat.com

لم یرتکب نافلوا لغزلان فشوته — الی سبیل التقی لوکنت تهدیه
ایا ابن احمد فرع المجدین اصله — محمد نور الدنیا تجلیه
خلقت فی نسب ال وفی حسب — مسلسل لیست الاقلام تحصیه
لان کسب المعالی من اولی شرف — اوخافکم من فخار انت مبدیه
ان الوری لعلوا لجاه یرفعهم — انت الذی بسمو النفس تعلیه
ماشاد مثلک بنیان العلا احد — نعم علی شرف الافلاک تبنیه
سقی الاله محلا انت ساکنه — ، اورق الغصن والوسمی یسرویه
نجاه خیر البرایا رب اهدله — منا صلوة مدی الایام ترضیه

حواشی قصیده

طرف بالفتح چشم فاتر است . مراض بالکسر بسیار مرض . عاذل ملامت گر .
ذلل بضم ذین وتشدید ذال جمع ذلول لاغر شدن - ضرام بالکسر هیزم افروخته . موری بالضم
برافروزنده آتش تولد تعالیه والموریات قدحافی القاموس ثنی عطف اعرض معترض بضم میم
وسکون عین معجمه وفتح راے مهمله اسیر محبت . ذنف بفتح نون وکسر آن دایم المرض مبضعف
باریک میان . ذروف مرین الاذف جمع . عرف بالفتح بوے خوش . بارق ابر یا برق . شجاء
غمگین کردن یا شجی مضارع آن . جاره تانیث جار یعنی همسایه . لوعه بالفتح سوزش دل .
مقله بالضم کاسه چشم . عبرار بالفتح گریان رشا بالفتحتین آهو بره . وعسار بالفتح زمین نرم
ریگستان نطعا بالفتح گذرگاه سیل پر سنگریزه ووادی مکه معظمه تیه بکسر تاء فوقانی تکبر . رنو
نگریستن رنا ماضی آن . مهاة گاو وحشی شعراء عرب معشوقه را به مهاة تشبیه دهند باعتبار
خوش چشمی چنانچه شعراء هند رفتار معشوقه را به رفتار فیل وکمر را به کمر شیر تشبیه دهند . واصل
این مست که اهل هر ولایت را مانوساتی است که در اشعار خود استعمال کنند . وذاق اینها را
نوش آید . هر چند مذاق غیر آن ولایت را مستنکر نماید . اگر غیر کسب زبان بکمال رساند
لاشک انکار او رنگ اقرار می کرد . ذوقی که اهل زبان در سیاق بند بعینه یا قریب آن او نیز در

Marfat.com

می یابد بید بالکسر بیابانها۔ میس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن بانہ درختی است کہ قد خوبان را بآن تشبیہ دہند فی القاموس جنۃ اللیل وعلیہ سترہ۔ تلفیہ مضارع الفار بمعنی یافتن ایلا بخشیدن یولیہ مضارع آن تشنیف گوشوارہ در گوش کسے کردن۔ رمّہ بالکسر وتشدید میم استخوان بوسیدہ رمم جمع۔ ناظر نقطۂ سیاہ چشم یا نگاہ۔ فخار بالفتح نازش۔ شرفہ بالضم کنگرہ۔ شرف بضم شین وفتح راء جمع وسمی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت۔

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامہ مرحوم میر عبد الجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن سید معین الدین بن سید عبد اللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہٗ سید معین الدین از عجائب روزگار و نوادر لیل ونہار بود وذہن وفطرت نظیر نداشت۔ علامہ مرحوم او را عقل مجسم می گفتند وتا آخر عمر پیش امرائے عہد معزز ومکرم زیست برادر کلانش میر احمد از طرف نواب مکرم خان[1] حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت۔ چنانچہ گذارش یافت[2] داد ہمراہ برادر بخدمت امینی آن مواضع مامور بود وہر دو برادر قسمی اخلاص واتحاد داشتند کہ یک جان دو قالب توان گفت وازینجا تدین ہر دو برادر توان دریافت کہ یکے را حاکم کردند دیگرے را امین۔ چون نواب مکرم خان بہ ایالت صوبۂ ملتان منصوب گشت۔ سید معین الدین را خدمت عدالت صوبہ مسطور تفویض نمود۔ سید این منصب نازک را براستی ودرستی پرداخت وضیع وشریف شہر را بہ عدل واحسان از خود راضی ساخت۔ وہم در ملتان سیزدہم شعبان سنہ ۱۱۰۳ ثلث ومائۃ والف بہ گلگشت فردوس برین خرامید۔ نرینہ نشش سید کرم اللہ کہ ذکرش می آید[3] بہ کریمہ یدخلہ جنات تاریخ یافت تبرش در ہمان شہر در جریم روضہ شیخ موسیٰ جیلانی قدس سرہٗ[4] متصل زینہائے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع شدہ

---

[1] در گذشت حاشیہ ص ۹۸ : [2] رک : رقم ۵۷ ذکر فضلاء [3] رک : رقم ۶۰ ذکر فضلاء
[4] سید موسیٰ پاک شہید فرزند سید حامد گنج بخش گیلانی جمال الدین ابو الحسن بعہد اکبر شاہ در سلسلۂ جرمہ شہادت نوشیدہ در ملتان آسودہ شیخ عبد الحق دہلوی از و استفادہ کرد (رک : خزینۃ الاصفیاء نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۷۰۵ ، واخبار الاخیار ۲۰۷ وخاتمہ اخبار الاخیار نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۷۰۵) ۔

Marfat.com

کاتب الحروف بنگام مراجعت از سفر سیوستان در حدود ۱۰۴۷ھ سبع واربعین وماتہ و الف بہ زیارت مرقد شریف و فاتحہ فالیحہ مستعد گردید۔

میر جان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۰۸۳ھ ثلث وثمانین والف اتفاق افتاد۔ سید عالم وفاضل وحافظ کلام اللہ وقاری بے نظیر بود۔ وخط نسخ جید می نوشت واز کثرت مصاحبت اہل فرس زبان فارسی در نہایت فصاحت وبلاغت می گفت وجوہر آبدار می سفت۔ نقاوت وطہارت بکمال داشت وشب وروز وراد اے نوافل وظائف مستغرق می ماند۔ می فرمود از سن بست سالگی نماز تہجد از من فوت نشد۔ شبہا کہ نماز می گذارد بہ حیثیتی حالت گریہ وتضرع روی داد کہ در و دیوار در رقت می آمد۔ وادعیہ را بہ سوز و دردی می خواند کہ جگر سنگ می گداخت۔ و در سال ست واربعین وماتہ والف جذبہ توفیق الٰہی او را دریافت منصب وجاگیر پادشاہی ترک داده ومصاحبت امرا ونعم دنیا واگذاشتہ اول از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام آمد واہل وعیال ومردم قبیلہ را جمع کرد وبا اینہا گفت "کہ نعمت وجمعیت دنیا بسیار دیدم وخدمت شما حسب الطاقہ بجا آوردم اکنون کہ صبح پیری از شب جوانی دمیدہ وچراغ زندگانی بہ آخر رسیدہ می خواہم کہ زیارت حرمین شریفین ودیگر اماکن متبرکہ رخت سفر بربندم وبقیہ ایام زندگانی را در طیبہ طیبہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ بسر آرم۔ مناسب آنکہ بہ طیب خاطر رخصت دہید وامروز این کس را کہ ایام حیاتش نفسی چند بیش نماندہ ازین عالم درگذشتہ آنگارید"

حاصل آنکہ بہ استرضاء اہل وعیال کوشیدہ وتلخی صبر برین جماعہ گوارا ساختہ رو براہ مقصود آوردہ وعازم بندر تتہ گردید وبتاریخ ہفدہم ربیع الآخر ۱۰۴۶ھ است واربعین وماتہ والف وارد سیوستان گشت۔ کاتب الحروف دران ایام ہمانجا بود بست وہشتم شہر مسطور از سیوستان روانہ بیشتر گردید۔ وپانزدہم جمادی الاولی سال مذکور در جہازی کہ روانہ بصرہ می شد نشست قضارا جہاز در برابر بندر عباسی شکست۔ وخلق کثیر واموال خطیر در لجہ ناکامی فرو رفت متصدیان جہاز بر کشتی صغیری کہ در رکاب جہاز می باشد نشستند ومیر را ہمدران کشتی گرفتند باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے برخورد۔ میر از انجا عازم بصرہ گردید وبعد از قطع صحاری

Marfat.com

بسیار وحبال دشوار گذار بہ مشقت تمام خود را بہ بصرہ رسانید واز آنجا بہ دار السلام بغداد و سامرہ ونجف اشرف وکربلائے معلیٰ شتافت وشرفِ زیارت مزارات عالیات این مواضع حاصل کرد۔

وچون نادرشاہ درعہدِ خود[1] رسوم بدعت از و یادِ ایران برانداخت۔ ہمراہ قافلہ تجار عنان بجانب مشہد مقدس تافت۔ وبہ زیارت امام ہشتم[2] سر بآسمان نہم رسانید۔ از آنجا احرام بیت اللہ بربست۔ ولبعد ادائے مناسکِ حج وعمرہ وفوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ آمد وبزیارت مرقد معطر روائح سعادت ابدی استشمام نمود۔ وحلقۂ باب شفاعت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بپسر پنجۂ اخلاص محکم گرفت۔ وبہ تمنائے موت در آن بقعۂ مبارک قدم از شہر بردن نگذاشت ودعائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ برزبان داشت اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک" آخر چند ماہ در آن شہر مبارک زندگانی یافت۔ درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نبوی می نشست ومصاحف وقف روضۂ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند۔ واوقاتِ گرامی را درین تشغل شگرف صرف می ساخت۔ تا آنکہ پانزدہم رجب المرجب ۱۱۷۹ھ تسع واربعین ومائۃ داعی حق را لبیک اجابت گفت۔

جنازۂ او را بدستور این بلدۂ شریفہ از مواجہہ خیر الانام ومابین بیت ومنبر گذرانیدہ بہ جنت بقیع برند وبپایان قبۂ سیدنا عباسؓ وائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ چہار درع جانب شرق بخاک

---

[1] نادرشاہ پسر امام قلی از طائفہ افشار بسال ۱۱۰۰ھ در دستگبرد خراسان تولد یافت بعد از ۱۱۳۲ھ بحضور شاہ طہماسب صفوی رفت وبسال ۱۱۴۵ھ طہماسب وپسرش عباس مرزا عزل کردہ بر تخت شاہی نشست ۱۱۵۱ھ تمام افغانستان وہند را تا دہلی فتح کرد وبہ خوارزم لشکر کشید وبر مملکتی وسیع از دجلہ وفرات تا دریائے سند حکم راند ودر ۱۱۶۰ھ بدست خدمہ ودربار یانش بقتل رسید۔ (رک بہ حواشی مقالات الشعراء از سید حسام راشدی ۲۲۴م۔ ۲۲۳م ومراجع آن)

[2] امام ہشتم یعنی امام علی موسیٰ رضا المتوفی ۲۰۳ھ نزد شیعہ امامیہ در واقع ائمہ اند آخر دی محمد بن حسن خالص است تولد محمد بن حسن در ۲۵۵ھ است گویند کہ دندان خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی در سرداب سامرہ نہان شد در ۲۶۶ھ ویا فعی گفتہ در ۲۶۵ھ بقول ابن الوردی عمر وی نزدیک بہ بیست نہ سال بود۔ سید حمیری محمد بن حنفیہ را مہدی موعود واعتقاد کردہ مگر فرقۂ عسکریہ از امامیہ می گوید کہ مہد موعود حسن خالص بن علی الہادی العسکری (۲۳۲۔ ۲۶۰) است کہ دیگر بار پیاید (رک بہ تعلیقات للنواب ۲۱۴م بحوالہ نور الابصار وما بسط کلام بر ظہور مہدی موعود در حج الکرامۃ فی آثار القیامۃ" وبد أفاقہ لما کان ما یکون بین یدی الساعۃ للامیر در تعلیقات گفتہ۔ وبعدہ در نور الابصار تتمہ کلام بر اخبار مہدی نوشتہ ۱۲

Marfat.com

سپر وندذ ہے صاحب دولتے کہ تمام عمر بہ نعمت وجمعیت گذرانید وور خاتمہ ایام زندگانی این ہمہ سعادات وبرکات حاصل کرد۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشار راقم الحروف در مدت اقامت طابہ مستطابہ ہر جمعہ بزیارت جنت بقیع می رفت ومزار شریف راہم زیارت می کرد۔ وبہ خواندن فاتحہ فایحہ سرمایۂ سعادت می انداخت۔ وبعد عطف عنان بہ جانب ہندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالے تکلیف کردند کہ قصیدہ بزبان عربی مشتمل بر احوال آن مرحوم انشا کردہ خود تقدیم فرمایش ضرور شد واین قصیدہ بہ نظم در آمد ؎

حتی الغمام بسا کب هتان ارضًا هناك مراتع الغزلان
وسقی ورود الرابیات کانها قلل بهن سواطع النیران
ورعی الاله ایا طحا حصبلها ازرت بدُرٍّ فی نحور غوان
وحمی ریاضًا ضرمت نسماتها نارا لغرام بهجة الولهان
واطال عمر ارائك سجعت بها ورق الحمی برقائق الالحان
وادام ظل الایك ایك خمائل فیها ظفرت بروّیة الجیران
وکسا الربیع ربی الحجاز مطارفا مصبوغة بغرائب الالوان
وروی مهیمن عصبة من طیبة سکنوا منازل مهجتی وجنانی
طوبی لقوم هاجروا وتوطنوا تلك الدیار معادن الایمان
منهم همام بارع متورع نجل النبی سلالة الاعیان
السید المقبول جان محمد هو فی الوری کالروح فی الابدان
والفاضل المتنسك الممتاز فی فن القرأة حافظ القرآن
سامی مدی فی لهجة عربیة فی الفارسیة اسبق الفرسان
قد لاح خط النفخ من اقلامه ابهی من الیاقوت والمرجان
وانظر الی هذ السواد کانه نبت البتفسج من اصول بنان
وهو المکین علی ارائك ثروة والمحتظی بمناصب السلطان
لما اکتسی برد المشیب وما ارتجی من عمره الا یسیر زمان

Marfat.com

ولی عن الدنیا وقد ترک الحمی نسجت علیه عناکب النسیان
ومشی الی خیر البقاع مهاجرا سحبا علی الاهداب والاجفان
حتی اذا بلغ المحیط وخاضه کسر السفینة طارق الحدثان
فطوی مفاوز لا یحل مسیرها الا لمن یسری علی التکلان
واناخ عند البصرة الفیحاء فالزوراء فبعض مراتع الاحسان
زار المزارات العلیه وارتوی منها وهن مناهل العطشان
ثم انثنی وسعی الی ام القری فاتی وحج البیت ذا الارکان
واتی المدینة واثر القطینها صلّی علیه مصور الاکوان
واقام منزویا بها متعبدا وحوی فیوض الواهب المنان
حتی توفی بعد عدة اشهر واقرنی اعلی قصور جنان
والمحتظی الخامس المعدود بعد العشر من رجب اجاب منادی الرحمٰن
دفنوه عند السبط سبط المصطفٰی شرقیه قبته لدی البنیان
ولعام رحلته وجدت مورخا ثقلت موازینه من الغفران
لما وصلت الی المدینة زرته واتیته بتحائف الریحان
ودعوت یا رحمان رَوِّ ضریحه وافض علیه سحائب الغفران
وارفع مکانته وزد اکرامه فی حضرة المختار من عدنان
صلوا علی هذا النبی وسلموا ما غنت الاطیار فی الاغصان

حواشی قصیده

سحاب - باران - بتان بفتح با وتشدید تا، فوقانی بسیار ریزنده - مراتع جمع مرتع بمعنی چراگاه - رود گل وسود بضمتین جمع - رابیه زمین بلند با بیات جمع - ارزنی باخیا دخل علیه عیبا کذا فی القاموس - فانیه زنی که بحسن خوبی بے نیاز باشد از زیور وزینت غوانی جمع ولهان بفتحتین شیفته - اراک بروزن سحاب درختے است که ازان مسواک سازند -

Marfat.com

ارائک جمع۔ ورقار کبوتر ورق بالضم جمع۔ ایک بالفتح درخت درہم پیچیدہ خمیل زمین نشیب حمائل جمع۔ مطرفہ چادر مطارف جمع۔ عصبہ بالضم جماعہ۔ بجل بالفتح فرزند سامی المہدی یعنی بلند غایت۔ اریکہ تخت ارائک جمع الاحتظار بہرہ مند گشتن ولیعدی بالباء کذا فی تاج المصادر۔ سحب بالفتح کشیدن۔ جمان بضم جیم مروارید فیجار بفتح فاء سیع ولف بصرہ نزدیک بغداد۔ منہل چشمہ مناہل جمع۔ الارتواء سیراب شدن ولیعدی بمن کذا فی تاج المصادر قطین ساکن قولہ وایتہ بتحائف الریحان در حرمین شریفین معمول است کہ وقت زیارت قبور ریحان ہمراہ می برند و بر قبور می گذارند و باغبان آنجا در رستہ جنت معلی بیع ریحان می فروشند چہ در حدیث شریف آمدہ کہ وضع سبزہ بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف عذاب است[۲] روضریجہ یعنی سیراب کن خاک او را افض یعنی بریز۔

(۶۰) سیّد کرم اللہ بن سید معین الدین بلگرامی

برادر اعیانی میر جان محمد مذکور است۔ ولادت او در ۱۰۸۷ سبع وثمانین والف اتفاق افتاد۔ صاحبِ اخلاق حمیدہ و اوصافِ پسندیدہ بود و حظی مستوفی از فضیلت داشت۔ و با کتب حدیث و سیر بیشتر اشتغال می نمود و در ایام کہولت بہ شوق تمام کلام اللہ را حفظ کرد۔ و در سجیۂ رضیہ تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانہ می زیست و مدتے از جانب دریائے علوم میر عبد الجلیل مرحوم نیابت بخشی گری و وقایع نگاری سرکار بہ سیوستان بجا آورد آخر بہ تقریبی جانب پنجاب رفت و دوم محرم روز جمعہ بعد نماز عصر ۱۱۳۲ھ اربع وثلثین ومائۃ والف در سواد بلدۂ سیالکوٹ از دستِ کفاری کہ دران حدود مستولی شدہ بود نوشِ شربت خوشگوار شہادت از جامِ سعادت چشید۔

---

[۱] رک: تاج العروس (زود)، [۲] لم یرد ذالک فی حدیث صحیح وانما ورد عن ابن عباس وجابر انہ وضع الجریدۃ فانما ہو تخصیص بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع الریاحین علی القبور غرس الاشجار علیہا واجمارہا وتبخیر بالعود واتخاذ السرج علیہا فلا شک فی کونہ بدعۃ وضلالۃ (مرعاۃ المفاتیح ج۱ ص۲۴۴)

Marfat.com

در روز شنبہ در بلدۂ مذکور متصل فرش دروازہ درگاہ حضرت امام الحق[1] کہ از ذریت طیبہ امام زین العابدین علیہ السلام[2] و صاحب ولایت آن مقام است مدفون گردید۔ میر کرم اللہ مرحوم مسجدی رفیع در سیوستان بنا کردہ و اثرے انا عمال خیر واگذاشتہ۔ مسجد مذکور پہلوے حویلی سوانح نگاری لب دریائے سند متصل درگاہ شیخ جمعہ قدس سرہ[3] واقع شدہ۔ بلدہ سیوستان از مشاہیر بلاد سند است۔ مخدوم لعل شاہباز قدس سرہ دریں شہر آسودہ است۔

اکنون خامہ تقریب جوید برخی از احوال مخدوم دریں محل۔ تحریر می آرد کہ بزرگی و تقدس مخدوم برعکس ظن بعضے اباحتیان جلوہ افروز شود۔

(۶۱) مخدوم لعل شاہباز الحسینی المزندی السیوستانی قدس سرہ

راقم الحروف بخط مولانا محب علی تتوی[4] کہ از بزرگان عہد بود و ذکر او در شاہجہان نامہا و دیگر کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ "حضرت مخدوم لعل شاہباز قدس سرہ اسم شریف وی عثمان است" و فقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ بایں روش کندہ بودند:۔

---

[1] سید امام علی لاحق سیالکوٹی از اعاظم احباب و کبرائے اصحاب جناب فریدالدین گنج شکر است از کمال او دلہا روشن و صاحب کرامات بود بعد از عطائے خرقہ خلافت بصوب سیالکوٹ شرف ترخیص یافت و لاحق لقب است کہ او را شیخ فریدالدین دادہ نہ او را امام الحق نوشتن صحیح نیست (رک خزینۃ الاصفیاء ج ۲، ۳۰۴ و تاریخ سیالکوٹ ۱۴۰-۱۳۶) [2] ابن حسین شہید۔ اوبا از کی دامین لقب و علی اصغر نام است در ۳۸ھ ۶۵۸ء از دنیا رفت پیش از وفات جد خود علی رضؓ متولد شد و در واقعہ کربلا بست و سہ سال بود مادرش سلافہ دختر یزدجرد بود از اکابر سادات اہل بیت و از بزرگان تابعین و مشہورترین ایشان است و در ہدایت ثقہ، قصیدۂ فرزدق در شان وی بمقابلہ ہشام بن عبدالملک معروف است۔ و آن قصیدہ را جامی بنظم فارسی ترجمہ کردہ حضرت الامیر القنوجی در تقصار (ص ۱۳) گفتہ کہ بعض معاصرین بالشرح آن قصیدہ پرداختہ اند وفات وی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ محرم ۹۴ھ ۷۱۲ء است (ابن خلکان، وفیات الاعیان ۱: ۳۲۰ و ابن سعد ۵: ۱۶۵ و الیعقوبی ۳: ۴۸ و حلیۃ الاولیاء ۳: ۱۳۳ و نزہۃ المجالس ۲: ۱۲۵ و المنہاج لابن تیمیہ ۲: ۱۳۱ و ۴: ۱۲۳) [3] مخدوم جمعہ وی اجل اولیاء عہد خود و اتقیاء عالم عامل و فاضل کامل بود معاصر سید علی ثانی شیرازی (م ۹۸۱ھ) و شیخ اسحاق ارغبانی (م ۹۷۵ھ) وفات وی اغلبا حوالی سنہ ۱۰۰۰ھ است (رک تحفۃ الکرام ۲: ۱۰۷ و تحفۃ الطاہرین ۲۰۶-۲۰۸) [4] محمد بن صدرالدین محمد یا سید علی مرید شیخ محمد بن فضل اللہ نائب رسول اللہ۔ تولد وی در ۹۸۲ھ است و در ۱۰۵۹ھ بساط زندگانی درنوشت (رک حافظ عبدالغفور تاریخ تولد و وفاتش یافتہ:۔ فضل یزدان ولادت سعدش:۔ جامع الفضل منتہای حیاتش:۔ برائے احوال رک نزہۃ الخواطر ۴: ۱۵۱ و شاہجہان نامہ ۱: ۳۶۱-۳۶۴ و مآثر رحیمی ۲: ۳۰۶، ۹۰-۹۲ و بادشاہ نامہ ج ۱ ص ۳۳۱-۳۳۲-۳۳۵-۳۳۶ مخدوم برہان پور کے سندھی ادیبا ۲۲۸-۲۵۹ مولانا محب علی سندھی از سید حسام راشدی:۔ ۱۲

"شیخ عثمان مرندی قطب دین باز پسید و مرند بفتح میم و را مهمله و سکون نون و دال مهمله قریه ایست از قرائے تبریز" انتہی۔

نسب شریفش بہ سیزده واسطه بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد[1]۔ صاحب تذکره مشائخ سند گوید،

"مولد و منشا حضرت مخدوم مرند است۔ بعد رسیدن به مرتبه رجال به خدمت بابا ابراہیم[3] کرمرید شیخ جمال مجرد بود ارادت آورد۔ و مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال بوده به مرتبه تکمیل رسید و خرقه خلافت و اجازت یافت و حصور و مجرد زیست۔ و آخر به هندوستان تشریف آورد۔ و خدمت شیخ فرید گنج شکر و شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا دریافت و با شیخ صدر الدین عارف صحبت ها داشت[4]۔ و در سیوستان رحل اقامت افگند"

ضیاء برنی در تاریخ فیروز شاہی[5] می آرد که:-

"چون آن حضرت به ملتان رسید خان شہید یعنی سلطان محمد قا آن[6] از معرفت و اعتقادے که داشت شرائط تواضع بجا آورد۔ و فتوح بسیار رسانید۔ و جهد بے شمار نمود که آن بزرگوار در ملتان استقامت دارد۔ و خانقاه برائے وے بنا نمود۔ آنحضرت بیا قامت آنجا رضا نداد۔ روزے خان شہید حضرت شیخ صدر الدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاہباز مرندی را در مجلس طلبید و به غزلهائے عربیه سرود داد۔ هر دو شیخ بزرگوار و جماعت دیگر از درویشان در سماع و رقص بودند خان شہید دست بسته ایستاده بود و زار زار می گریست" انتہی۔

چون وصول راقم الحروف دهم ربیع الاول سنه ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائة و الف به شهر سیوستان

---

[1] تفصیل شجره در تحفة الکرام ص ۴۲۸ ج دفینة الاصفیاء ۲: ۷۴ مذکور است اما بین ایشان در ذکر وسائط قدرے اختلاف است ؛ [3]

[4] شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا (المتوفی سنه ۶۶۱ھ) و شیخ صدر الدین عارف بن شیخ الاسلام (المتوفی سنه ۶۸۴ھ)، و شیخ فرید گنج شکر (المتوفی سنه ۶۶۴ھ)، درک۔ اخبار الاخیار ۲۶ و ۶۱ و ۵۲) و در تحفة الکرام (۳۶۷ ذکر جلال بخاری) ترقیم است که شیخ بہاؤ الدین و شیخ فرید و شیخ جلال بخاری و شیخ مرندی به لقب چہار یار مشہور اند ۱۲ [5] درک: تاریخ فیروز شاہی برنی ص ۶۷-۶۸ بقدری تصرف در عبارت برنی ۱۲ [6] بن سلطان غیاث الدین تغلق شاہ دہلی۔ بعد از وفات پدر خود در سنه ۷۲۵ھ در دہلی بر تخت فرمانروائی نشست۔ بعد حکومت قریب بست و هفت سال در سنه ۷۵۲ھ بر کنار دریائے سند در گذشت (مفتاح التواریخ ۸۸-۸۹)

Marfat.com

اتفاق افتاد و میر سید محمد خان بخشی گری[1] و وقایع نگاری تفویض نموده خود متحمل سفر جانب بلگرام بستند.
بعد اندک فرصت عزل خدمت رو نمود و گرد ملالی بر حاشیه خاطر فقیر نشست شبے در عالم رویا
مشاهده می کنم که از کوچه شهرے می گذرم شخصے پیش آمد از و استفسار کردم که پیشتر کوچه نافذ است
در جواب بزبان عربی گفت. سیلقاک رجال. قدمے چند رفته می بینم که سه کس از مشائخ بر وضع
و لباس اهل سند در مکانی نشسته اند یکے از ینها مقتدا است نزدیک رفته سلام دادم و روبروے
شیخ مقتدا بر دو زانوے ادب نشستم و سوال کردم که خدمت ما بحال می شود به مجرد استماع این حرف
سر به گریبان مراقبه برد بعد یک پاس کامل سر برآورد و فرمود بحال می شود گفتم این چنین است فرمود
ما می گوییم آخر بعد یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ به ظهور رسید چنان معلوم شد که آن
بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاهباز بوده اند قدس سره و مراقبه یک پاس کامل اشارت به
عرصه یک سال بود. وفات آن جناب بست و یکم شعبان سنه ۶۷۳ ثلث و سبعین و ستمائة واقع شده[2]

(۶۲) روح الامین خان[3]

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محله قاضی پوره است. تائید یافته روح القدس بود و در فنون
عربی و فارسی و هندی دم یکتائی می زد. و غالیه حسن و خلق دماغها را معطر می ساخت بسیار ظریف
طبع طلق اللسان لطیفه سنج بود. و از کمال قوت حافظه و استحضار مسائل علمی و حکایات و اشعار
هر سه زبان و قصائد و مثنویات طولانی از بر داشت. در هر عالمی که سوال می کردند. لب به حاضر
جوابی می کشود. و لبعادت ارادت سید العارفین میر سید لطف الله قدس سره شرف اندوز بود. با
این همه فضائل معنوی از دولت صوری حظی وافر داشت و کوس سخاوت و شجاعت می نواخت.
همیشه صاحب طبل و علم و فیل و حشم زیست و با مردم وطن و جوار و بیگانه و یگانه به احسان پیش آمد.
چندے بحکومت بست و دوآب محال عمده صوبه پنجاب که سیالکوت و جالندهر از ان جمله است

---

[1] رک: رقم ۶۵ ذکر فضلاء ۱۲ [2] و در خزینه وفات وی در هفتصد و بست و چهار مرقوم شاید که خط نسخی است (۲: ۷۴) [3] بن قاضی محمد سعید، همشیره الله یار خان شهید و نکاح او بود منظور ماتش قریب هفت هزار بیت است (مفتاح التواریخ ۳۲۱-۳۲۲ و تاریخ حفظ بلگرام از قاضی شریف)

[4] و دیگر نشست رقم ۹۴ ذکر فقراء ۱۲

Marfat.com

پرداخت۔ وایامے نیابت صوبہ داری اودھ بجا آورد۔ و آخر رفاقت برہان الملک سعادت خان نیشاپوری[1] ناظم صوبۂ آودھ برگزید و باوصف ملازمت ہیچ گاہ شغل کتاب از دست نداد۔ و در پایان عمر کہ سن شریفش از ہفتاد تجاوز نمود صحیح بخاری و صحیح مسلم را بدست خود کتابت کرد و محشی ساخت۔ و طرفہ استغراقی در خدمت حدیث شریف بہم رساند تا آنکہ پانزدہم ذی القعدہ روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائۃ والف در محاربہ ہند با نادرشاہ والی ایران کہ متصل شہر کرنال واقع شد[2] داد جلادت و مردانگی داوہ شربت شہادت بہ کام کشید و ہمانجا مدفون گردید۔ نظام الدین احمد صانع[3] بلگرامی کہ از احفاد او ست گوید ؎

شیر افگن صف شکن یدوح الامین خان آنکہ او — نقش اعداط بہ تیغ از لوح ہستی کرد حک
ترکتازا اگر رنج دیدی روز رزم — آب گشتی زہرہ اش از بیم بر اوج فلک
بسکہ می بخشید زر با جبہہ و او ست او — حاتم ثانی اگر گویم نباشد ہیچ شک
عالم تفسیر قرآن و حدیث مصطفے — ظاہرش انسان شمار و باطن او چون ملک
بو عثمانی نژاد و مولد او بلگرام — در سخن کامل عیار و نقد معنی را محک

---

[1] اسمش میر محمد امین بود در زمان شاہ عالم بہادر شاہ ابن خلد مکان از ایران در ہند آمدہ و چندے ہمراہ نواب سربلند خان صوبہ گجرات گذرانیدہ و رفتہ رفتہ در عہد عصر محمد شاہ بادشاہ بغایت خسروانہ بصوبہ داری اودھ و گجرات و بخطاب نواب برہان الملک سعادت خان سرفرازی یافتہ در سنہ ۱۱۵۱ھ بعد از محاربہ نادرشاہ و پیش از قتل عام نادر شاہی در شاہجہان آباد از درد زخمے واز شدت درد و نبلی جان بجان آفرین سپرد و در شاہ جہان آباد مدفون گردید (مفتاح التواریخ ۳۲۰ - ۳۲۱ و مآثر الامرا ۴۶۱)۔ [2] الجامع الصحیح لابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ) و الصحیح لابی الحسن مسلم بن الحجاج القشیری (م ۲۰۴ - ۲۶۱ھ) و کلا الکتابین یعدان من اصح کتب الحدیث و تلقتہما الامۃ بالقبول۔ [3] نادرقلی بیگ، در اطراف ملک شیوہ قزاقی و راہزنی پیش گرفتہ بتاخت و تاراج مشغول بود کہ شاہ طہماسپ پسر شاہ حسین صفوی برائے محاربہ اشرف خان او را ہمراہ گرفتہ در سنہ ۱۱۴۲ھ اشرف خان را شکست داد۔ و بعد از ہفت سال، بست و یکروز سلطنت ایران باز بخاندان صفویہ مستقل شد نادرقلی بیگ بخطاب طہماسپ قلی خان مفتخر گردید در آخر سنہ ۱۱۴۸ھ شاہ طہماسپ را مقید ساختہ خود بادشاہ ایران شد و در سنہ ۱۱۵۱ھ عزم تسخیر بملک ہند کردہ متوجہ آن سمت گردیدہ و در دہست کرنال (چہار منزل از شاہجہان آباد) محمد شاہ بادشاہ را ہزیمت داد و بعد صلح بہ محمد شاہ — او در شاہجہان آباد داخل شد دہلی را تاخت و تاراج کردہ و از نقود و اجناس و جواہر و آلات طلا و نقرہ و تخت طاؤس و ہر چہ در دست او افتاد بگرفتہ در سنہ ۱۱۵۲ھ کوچ بسوے ایران کرد آخر کار در سنہ ۱۱۶۰ھ باغوائے علی قلی خان کارش بآخر رسانیدہ و علی قلی خان باستمداد لوامراء بر تخت نشست خود را ملقب بہ علی شاہ ساخت (مفتاح التواریخ ۳۱۸ - ۳۲۰ و ۳۲۵)۔ [4] صانع تخلص المعروف بسی میاں ہمین نام تاریخ تولد است یعنی ۱۱۳۹ھ از عشیرہ قضاۃ عثمانی، مہذب و مؤدب در خدمت میر نوازش علی در سنہ ۱۱۶۷ھ تربیت یافت در آزاد (ص ۳۴۸) ؛

Marfat.com

شد بہ رزم شاہ ہند و خسرو ایران شہید ریخت شور ماتمش بر جان افگاران نمک
سال تاریخش نوشتم صوری و ہم معنوی سال ہجرت بد ہزار و یکصد و پنجاہ و یک

و بہ مقتضائے موزونی طبع متوجہ نظم می شد از دست ؎

در سایۂ مژگان رخ یار است بہ بینید آسایش گل در تہ خار است بہ بینید
ہر اشک کہ گل کرد ز نوک سر مژگان منصور صفت بر سر دار ست بہ بینید

(۶۳) سید عبد الواحد بلگرامی روح اللہ روحہ

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود اصغر قدس سرہٗ باتفاق جمہور صاحب فیض خدا داد است۔ و خداوند ولایت مادر زاد۔ ولادت او در ۱۰۹۵ھ خمس و تسعین و الف اتفاق افتاد۔ ابتدای حال نزد بعضے فضلاء عصر تلمذ نمود و از جناب استاد المحققین سید طفیل محمد نور اللہ ضریحہ نیز استفادہ کرد و فاضل مستعد بر آمد۔ و شاطبی[1] را یاد گرفت و طریق تقوی و تعبد بر گزید از صبح تا صبح دیگر جز ادائے فرائض و نوافل و تلاوت قرآن مجید و مطالعۂ کتاب و سلوک راہ الٰہی کارے دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در صورت انسان متخلق باخلاق حضرت یزدان مدۃ العمر ہیچ صغیرہ پیرامن او نگردیدہ باشد تا بہ کبیرہ چہ رسد۔ وقتے خادم او مشت خسی از پوشش خانہ ہمسایہ گرفتہ آتش افروخت و طعام پخت طعام نخورد کہ مشت خس بے اذن ہمسایہ گرفتہ شد۔ بست و سیوم شہر رمضان روز چہار شنبہ سنہ ۱۱۶۱ھ احدی و ستین و مائۃ و الف در دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ نزہت کدۂ فردوس خرامید۔ و در باغ مومن خان کہ در جوار آثار شاہ مردان[2] واقع است۔ مدفون گردید۔ راقم الحروف گوید ؎

سید متجمع علم و عمل در ریاضت ہمچو ماہ نو تمام

---

[1] شاطبی۔ ای رسالہ شاطبیہ یک : حواشی در ذیل ۱۲ [2] یا علی جی یا علی گنج قریب احاطہ کربلا۔ حکایت کنند کہ ادہم بائی زوجہ محمد شاہ بادشاہ آنکہ در عہد احمد شاہ خطاب نواب بائی و نواب قدسیہ صاحب الزمانی یافت، شیعی مذہب بود در ۱۱۳۷ھ سنگے یافت بر آن نشان قدم مبارک علی بود نواب قدسیہ بیگم آن سنگ را در حوض سنگ مرمر نصب کرد بدین وجہ این مقام بہ علی جی۔ شاہ مردان علی گنج مشہور شد۔ واقعات دار الحکومت دہلی ج ۳ ص ۶۰-۶۱)

Marfat.com

ہاتفی فرمود سال رحلتش رفت عبدالواحد قدسی مقام

سید خط نسخ بغایت شیرین می نوشت و نسخ کلام اللہ فراوان و کتب بے پایان بقلم جواہر رقم تحریر نمود و در اواخر ایام زندگانی بہ تحریر کتاب نہج البلاغہ سعادت اندوخت و در ایام اقامت وطن برلئے راقم الحروف شافیہ ابن حاجب کتابت فرمود و فقیر در ذیل کتاب این عبارت تحریر نمودہ۔

"تحریرت بحمد اللہ سبحانہ ہذہ النسخۃ المسماۃ بالشافیہ وہی لاعلاء قوانین الصرف شافیہ للشیخ العلامۃ ابو عمرو عثمان بن الحاجب الذی ثناءہ علی تعاطی ہذہ الصناعۃ واجب نعدہ اللہ بالرحمۃ الواسعۃ وادخلہ فی الجنان محلا واسعا استکتبتہا عن السید الباسع والنور الساطع حافظ کلام اللہ الجلیل السید عبدالواحد بن السید خلیل وانا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی الحسینی الواسطی البلگرامی اللہم اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات بالنبی العربی صاحب الشفاعات وصل وسلم علیہ و علی آلہ الاطہار وصحبہ الاخیار"

(۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سیّد درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بلگرام است نسبش برین منوال سید محمد اشرف بن سید عبدالدائم بن سید احمد بن سید عبدالفتاح بن سید فریدالدین بن سید محمد بن سید عبدالقادر بن سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاہ حسین بن شاہ اسمٰعیل بن سید برہان الدین بن سیّد تاج الدین بن سید الحمید بن سید نعمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد زاہد بن سیّد حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد تختہ بن سید علی بن سید حسین بن سید محمد مدنی معروف بہ شاہ ناصر مدفون ترمذ بن سید حسن حمیص بن سید موسیٰ خمیص بن سید علی بن امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی اللہ عنہ اول کسے کہ از اجداد ایشان از ترمذ بہ ہند آمد سید احمد تختہ است[1] بضم تاء فوقانی و خاء معجمہ و تا فوقانی بعد وصول ہند در بلدۂ

---

[1] از قدمائے مشائخ عظام و سادات لاہوری بود با شارہ غیبی از ترمذ عازم ہند پاک شد و در سفر دو صبیہ خود بی بی حاج و بی بی تاج ہمراہ خود داشت در بلدۂ کیچ مکران رسیدہ بی بی صبیہ کلاں خود را بہ شاہزادہ بہاؤالدین محمد بن سلطان قطب الدین محمد بادشاہ کیچ مکران کہ او را شیخ ابوالحسن ہنکاری (سید قریشی) بود عقد کرد و خود در لاہور وارد شد محلہ چہل بی بی سکونت پذیر گشت و بعد ازاں برادر زادہ حقیقی او شاہ زید نیز در لاہور وارد شد و سید مزبور دختر ثانیہ خود بی بی تاج را بہ شاہ زید تزویج نمودہ بطرف ہند رخصت فرمود سید توختہ در ۶۰۲ھ وفات یافتہ در لاہور محلہ چہل بی بی در طویلہ غلام محی الدین قریشی مدفون شد و توختہ بزبان ترکی ایستادہ را گویند و وی یکمرتبہ ہمہ شب بہ دہلیز دروازہ پیر خود ایستادہ بماند علی الصباح پیرا او را بلقب توختہ ملقب ساخت (ذکر خزینۃ الاصفیاء ۲: ۲۵۱-۲۵۲ ترجمۃ الخواطر ج ۱ ص ۹۳ تاریخ آئینہ اودھ ص ۷۲، عہد بنگش اردو ترجمہ ۲۷۹)

Marfat.com

لاہور اقامت گزید و ہمانجا بدار الاخرہ خرامید۔ از فرزندان او سید محمد بن سید قاسم در قنوج آمدہ متوطن شد۔ چون شیر شاہ شیر گڈھ را متصل داعی پور آباد ساخت۔ و سادات بخاریہ و دیگر بزرگان بلدہ قنوج را بہ سکونت آنجا تکلیف کرد۔ سید محمد قدس سرہٗ از قنوج بہ شیر گڈھ رفتہ رحل اقامت افگند۔ و چون عنقریب سلطنت از افاغنہ بہ تیموریہ عود کرد مردم قنوج بہ وطن اصلی رجوع کردند۔ سید محمد قدس سرہٗ فرمود۔ ما فقیریم ہمیں صحرا مناسب حال ماست و ہمانجا قدم اقامت افشرد۔ اما بعد وفات نعش او را بہ قنوج آوردہ دفن کردند۔ پسر ایشان بندگی سید حسن قدس سرہٗ مسجدی عالی در شیر گڈھ بنا نمودہ قطع تاریخ آن بنظر رسیدہ ماڈہ تاریخ۔ خیر المکان است[1] صاحب جود و سخا بود و طعامے عالم داشت قبر ایشاں در داعی پور است۔ سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر بن بندگی سید حسن مسطور قدس سرہٗ از داعی پور بہ بلگرام آمدہ طرح توطن ریختہ ازاں وقت ذریت طیبۂ ایشان در خطۂ بلگرام از محلۂ میدان پورہ اقامت دارد۔ سید اشرف درگاہی از یارانِ خاص علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل و استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی است۔ مرآۃ صور معانی بود و مرکز دائرۂ فضائل انسانی طریقہ سلف صالحین داشت و از جبین بینش انوار بزرگی می تافت۔ ولادت او در سنہ اربع و سبعین و الف رو داد۔ فرمود بندہ را باعث بر تحصیل علم علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل شدند بعد ازانی کہ پابند تاہل شدیم بہ کسب علم ترغیب نمودند۔ گفتم حالاکہ قدم در مرحلۂ شباب گذاشتم چہ حاصل می تواند شد بجا شدند۔ فرمودند البتہ نفعی خواہد بخشید۔ مختصرات را خود خوانا نیستند۔ و شرح ملا نزد سید نور اللہ برادر[2] جناب سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خواندم و مختصر معانی و حاشیۂ خطائی و[3] سہ مجلد از شرح وقایہ و شرح ہدایہ بہ حکمت بہ کتب معقولات در حلقۂ درس میر سید سعد اللہ بلگرامی[4] قدس سرہٗ تلمذ کردم۔ و کتب مناظرہ از خدمت ملا شہاب الدین چوبلی پوری[5] کہ از علماء وقت و تلامذۂ ملا باسو جایسی[6] بود اخذ نمودم۔ بعد ازاں در عالم نوکری افتادم خطش بسیار شیریں افتادہ و شان خط علامہ مرحوم مرقوم

---

[1] رک: ایضاً در عہد بنگش ۲۹۴ بہ ۵۲ المتوفی ۱۱۱۳ھ رک: رقم ۵۳ ذکر فقرار ۵۳ ای نظام الدین عثمان الملی

[2] رک: رقم ۸۴ ذکر فقرار چوبلی پور تہ یہ در نواحی قنوج۔ مولانا در منطق و فلسفہ از مشاہیر بود فنون از شیخ نظام مصطفی بن محمد الحسینی الاشرفی الجالسی انگرد رنزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۲۲ [3] رک: خواجگی

در ذیل [4] [5] [6]

Marfat.com

مشق کرده و در ایام تحصیل شرح وقایه را بخط شریف کتابت کرده و من اوله الی آخره بدقت تمام محنتی ساخته و اثرے نافع از خود واگذاشته تمسک و تعبد بدرجه کمال داشت. با آنکه اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گاهے نماز تهجد از دست نداد هنگامے که در طلب معاش از وطن مالوف برآمد نخستین باریاب محفل شاهزاده محمد اعظم[1] بن خلد مکان شد. و در سلک ملازمان باعتبار انتظام یافت و چندے در رفاقت نواب مبارز الملک سربلند خان تونی[2] به امتیاز تمام بسر برد. و خدمات عمده تفویض شد. و در پایان عشره خامس بعد مائة والف رفاقت نواب صفدر جنگ[3] که آخر به وزارت احمد شاه رسید[4] برگزید و در منتهائے عشره سادس که عمر گرامی قریب بنود رسید خود را از ملازم پیشگی معاف داشته به محروسه بگرام آمده قدم در دامن عزلت پیچید. همیشه اوقات گرامی به احراز سامان اخروی صرف می ساخت و به صوم و صلوة و تلاوت قرآن و مطالعه تفسیر و حدیث و تصوف می پرداخت از کبر سن و ضعف قوی طاقت قیام نمانده بود بزور عصایا اعانت دیگرے برمی خاست. روز عیدین سوار شده در مسجد جامع محله میدانپوره می آمد و با حاضران ملاقات می کرد و می گفت هرچند نماز عید به عذر شرعی از من ساقط است اما درین روز که به تصدیع تمام حاضر مسجدی شوم نیت آنست که نماز جماعت میسر شود و ملاقات با احباب دست دهد. خداوند سال آینده درمی یابم یا نے. آخر الامر نهم صفر سنه ۱۱۶۵ھ خمس وستین و مائة والف در عمر نود و یک سالگی دامن از غبار چشم پر چید دیگر بعالم روحانیان کشید نقش پرداز ادراک گوید ؎

میر اشرف سر آمد فضلا — برد تشریف سوئے منزل قدس
هاتفی گفت سال رحلت او — اشرف واردان محفل قدس ۱۱۶۵ھ

---

[1] پسر سوم عالمگیر پادشاه در سنه ۱۰۶۳ھ متولد شده و در سنه ۱۱۲۸ھ در احمد آباد بر سریر سلطنت نشست و در سنه ۱۱۱۹ھ در معرکه دهول پور مقتول شد (مفتاح التواریخ ۲۹۶) ؛ ؛

[2] رک : ح ص ۲۴۸ ؛ [3] رک : ص ۲۲۲ ؛ [4] عالمگیر ثانی (۱۱۶۱-۱۱۶۷)

Marfat.com

ذکر ابنین کریمین او میر عبدالواحد و بندگی حسن در دفتر شعرا می آید[1]۔

(۶۵) میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی[2] قدس سرہٗ السامی جناب ایشاں در تاریخ چاردہم شہر ربیع الاول روز شنبہ بعد نماز ظہر سنہ احدی و مائۃ والف در انجمن امکان جلوہ فرمودند بہ منطوق اَلْوَلَدُ الْحُرُّ یقتدی بِآبائہ الغر نسخہ جامعیت علوم اند و مرآۃ کمالات والد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات کہ درین فنون دستگاہی عالی دارند گوئے سبقت از اقران می ربایند کتب درسی نزد استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی[3] طاب ثراہ گذرانیدہ اند۔ و کمالات فراوان از حضرت والد اند وختہ پدر گرامی را نسبت بہ فرزند ارجمند ورائے شفقت لازمی ابوت عنایتی و محبتی خاص بود۔ درحینی کہ علامۂ مرحوم از بھکر بدار الخلافہ شاہجہان آباد عطف عنان نمودند۔ میر سید محمد را نزد خود طلبیدند و مقارن آن مسرعی رافرستادند کہ چندی دیگر توقف باید کرد و انتظار طلب متتبع باید کشید۔ ایشان در جواب قلمی نمودند کہ لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ علامۂ مرحوم ازین جواب خطی کردند و این رباعی رقم زدہ کلک گوہر سلک ساختند ؎

تا یاذن لی ابی بخطت دیدم — گلہائے طرب از چمن دل چیدم
از غایت اہتزاز پروانہ صفت — اے شمع پدر گرد سرت گردیدم

---

[1] میر عبدالواحد بلگرامی۔ تخلص واحد۔ شعر بزبان فارسی و ہندی می گفت۔ از یاران میر فطرت اللہ بے خبر بود و در ۱۱۳۴ھ در جنگ بہ کفار نواحی لاہور شہادت یافت نسخہ شکر ستان خیال کہ مشتمل بر نظم و نثر در وصف علویات غزل و رباعی و قطعہ و مثنوی و مخمس و ترجیع بند بدستور دیوان مرتب دارد و درین نسخہ ذوقی تخلص می کرد۔ و اما برادر صغیر او بندگی سید حسن بہ تخلص می کرد و در عنفوان شباب از وطن مالوف برآمدہ شاہزادہ عظیم الشان بن شاہ عالم ۱۲۴۷ را ملازمت کرد۔ پدرش سید محمد اشرف در آن وقت نوکر شاہزادہ محمد اعظم بن خلد مکان بود۔ در ۱۱۱۹ھ برحمت حق پیوست (سرو آزاد ۳۴۱ - ۳۴۷ ؛ ۲ رک: رقم ۵۸ ذکر فضلاء ۳ رک: رقم ۶۸ ذکر فقراء ۱۲ ؛ ؛ ؛

خدمت بخشی گری وسوانح نگاری ووقائع نگاری سرکار بهکهر وسرکار سیوستان که از عهد خلدمکان تا اواخر ایام سلطنت محمد فرخ سیر[1] نامزد علامهٔ مرحوم بود در صدر حیات خود مستعفی شد از پیشگاه سلطنت بنام دلدارشد مقرر نمودند. جناب میر سید محمد در سنه ۱۱۳۳ه ثلث ثلثین ومائة والف به محل خدمات رسیدند ومسند حکومت را از ابتدا تا انتها به آئین تدین وحسن معاملت رونق افزودند. وضیع وشریف آنجا تا الآن یاد می کنند وسبحهٔ ذکر خیر ووصف جمیل می گردانند وجناب سامی در سنه ۱۱۴۳ه ثلث واربعین ومائة والف کاتب الحروف را به سیوستان نائب گذاشته خود به محروسهٔ بلگرام تشریف بردند وچند گاه در وطن گذرانیده بنابر تخللی که در خدمت راه یافته بود بدارالخلافه دهلی حرکت کردند وبه توسل بعضے امرا آن خلل را رفع ساختند. ودر سنه ۱۱۴۵ خمس واربعین مائة والف کرت ثانی به سیوستان تشریف آوردند وفقیر را در اواسط سنه ۱۱۴۷ سبع واربعین ومائة والف رخصت هندوستان فرمودند. وخود به مراسم خدمت بدستور قیام نمودند تا آنکه نادرشاه بر دیار سندھ مسلط گردید وسر رشتهٔ خدمات بادشاهی گسیخت اما خدایار خان مرزبان سندھ آن جناب را نه گذاشت وبه اعزاز واکرام تمام در سیوستان نگاهداشت. وخدمت های شایسته بتقدیم رساند. وچون هنگامهٔ نادرشاهیان دران دیار گرم شد واوضاع ملک بر نسق قدیم نماند. خاطر اقدس از اقامت آنجا برنخاست ناگزیر از خدایار خان بزور رخصت گرفتند. ولبست وپنجم رمضان سنه ۱۱۵۵ خمس وخمسین ومائة والف از سیوستان برآمدند واز راه مارواڑ متوجه وطن شدند. بعد طے مراحل لبست وهفتم محرم الحرام مکرم سنه ۱۱۵۶ ست وخمسین ومائة والف به وصول بلگرام مسرت اندوختند.

مخفی نماند که در سنه ۱۱۱۶ ست عشر ومائة والف سال تولد راقم الحروف خدمات بهکهر وسیوستان از درگاه خلدمکان به علامهٔ مرحوم تعلق گرفت. چند کس از خاندان ما اصالةً ونیابةً برین خدمات

---

[1] معین الدین محمد فرخ سیر ولد عظیم الشان بن شاه عالم بهادرشاه ولادت او در سنه ۱۰۹۸ه بوقوع آمده در سنه ۱۱۲۴ه بعد از فتح یافتن بر جهاندارشاه در اکبرآباد بر تخت فرمانروائی جلوس نمود وبه سید عبدالله خان بخطاب قطب الملک بهادر یار وفادار ظفر جنگ خلعت وزارت بخشید وامیر الامرای به برادرش سید حسین علی خان مرحمت فرمود ودر سنه ۱۱۳۱ه بعد از عزل ومعدومی بصر مقتول شد (مفتاح التواریخ ۳۰۰-۳۰۳) [2] میان یار محمد یار ملقب به خدایار خان ولد نصیر محمد بن الیاس بن وائد بن آدم کلهوڑا در سنه ۱۱۳۱ه وفات یافت (تحفة الکرام ج ۳: ۱۰۶-۱۰۷)

Marfat.com

قیام نمودند۔ ابتداً علامہ مرحوم خود در بھکر نشستند و سید محمد اشرف بن سید عبدالعزیز راکہ بہ شرف مصاہرت والا اختصاص داشت در سیوستان نائب کردند بعد چندی میر محمد اشرف را رخصت وطن فرمودند و میر کرم اللہ[1] بن سید معین الدین عم زادۂ خود را بنیابت سیوستان تفویض نمودند تا آنکہ عزل خدمات پیش آمد علامہ مرحوم خود را بہ حضور خلافت رسانیدند و خدمات را بدستور سابق بحال ساختند و شیخ محمد رضا بہکری[2] را نوشتند کہ خدمات را سرانجام دہد و عقب آن سید محمد نوح والد[3] مؤلف اوراق را روانہ نمودند والد فقیر قریب ہفت سال بہ نیابت بھکر و سیستان پرداختند و چون خدمات بنام میر سید محمد مقرر شد ایشان در آنجا تشریف فرمودند و حضرت والد بہ وطن معاودت نمودند۔ و چندے کاتب الحروف نیابت خان صاحب اقبال خود بجا آورد نوعے کہ گذارش یافت۔ بعد چہل سال نیرنگی روزگار آنخورد و دودمان ما از ملک سندھ برگرفت و علاقہ بالکل منقطع گردید ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

جناب میر سید محمد بہ فضائل صوری و معنوی و شمائل سنیہ و خصائل رضیہ ممتاز بندد و در صدق و صفا و یک رنگی ظاہر و باطن بے انباز سیما جوہر ہمت و سخاوت بہ غایت عالی افتادہ مرید سید العارفین اند قدس سرہٗ و مقبول رب العالمین جل شانہٗ اوقات بہ مطالعۂ کتاب معمور می دارند۔ و کتب حقائق مثل فتوحات مکیہ[4] اکثر مطالعہ می فرمایند و در سنہ ۱۱۵۵ خمس و خمسین و مائۃ و الف کتاب مستطرف[5] را کہ در فن ادب کتابی است دلپذیر انتخاب کردہ اند۔ حمد و صلوٰۃ دیباچہ منتخب چنین در سلک تحریر کشیدہ اند:۔

"الحمد للہ الذی علمنا من البیان ما ہو مستطرف و الہمنا من الکلام ما ہو مستطرف و الصلوٰۃ و السلام علی من انزل علیہ نون و القلم و استدالیہ احادیث الکرم و علی آلہ الذین وجب علینا الاقتدار باثارہم

---

[1] ذکر فضلاء ۱۲ [2] از علماء مشاہیر و بھکری بود۔ در سنہ ۱۱۴۳ھ وفات یافت۔ درک: نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۵۷۸ تذکرہ صبح گلشن ۱۷۵ [3] درک و حواشی در ذیل: [4] حواشی در ذیل: [5] المستطرف فی کل فن مستظرف: تالیف شہاب الدین محمد (۷۹۰ - ۸۵۰ھ) بن احمد ابوالفتح الابشیہی المحلی۔ در آداب و مواعظ و حکایات و لطائف کتابے است بے نظیر مشتمل بر ۴۸ ابواب۔ باب اول در بیانی اسلام عقد کردہ و آخر کتاب بہ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی ختم کردہ و عقد ہر باب آیات و احادیث و حکایات و لطائف چنان بہ نضد نہادہ۔ و رسم نمودہ کہ از مطالعہ ہر باب فائدے دیگر حاصل شود این کتاب در مصر طبع شدہ بر حواشی آن کتاب غرات الاوراق است کہ استاذ مفتی برائے حواشی بر امالی آن کتاب را در مراجع شمار نمودہ۔

Marfat.com

"واصحابہ الذین حق علینا الاہتداء بانوارہم"

(۶۶) میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ

بن سید محمد اشرف بن سید عبدالعزیز بن سید معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہٗ صاحب شان عالی است وعزیز مصر صاحب کمالی۔ زلیخائے دانش را در پیرانہ سری بہ خلعت جوانی نواختہ۔ وحاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی بچہ مرتبہ ارزان ساختہ۔ طبع دقیقش نشتر عروق اشکالات۔ قوت حافظہ پرنیانہ فراوان معلومات۔ عمل کہ ثمرۂ شجرۂ علم است سرمایۂ بوستانش۔ وحسن وخلق کہ کل سرسبد آدمیت است پیرایہ گلستانش ولادت اولیست ویکم شوال روز دوشنبہ ۱۱۶۱ سنہ ست عشر ومائۃ والف دست داد۔ میرا فاوت انتساب ومولف کتاب سبطین حضرت علامی میر عبدالجلیل بلگرامی ایم ونسب مابہ چہار واسطہ بہم می پیوندد ونسبت خالہ زادگی خصوصیتی تازہ افزود۔ کتب درسی از بدایت تانہایت بہ جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ گذرانیدم۔ ولغت وحدیث وسیر نبوی درخدمت قدسی منزلت جدنا واستاذنا علامہ مرحوم مرقوم سند رسانیدم۔ وعروض وقافیہ وبعض فنون ادب از خدمت والائے میر سید محمد مسطور سلمہ اللہ تعالیٰ اخذ نمودیم۔ طریق تحصیل چنین بود کہ پیوستہ دو کتاب یا کتابے واحد از دو مقام بہ سماعت وقرارت یک دیگر می خواندیم وشبدیز سعی در مضمار تحصیل می راندیم اگر احیانًا یکے را عارضہ رومی داد سبق دیگرے در معرض توقف می افتاد۔ ودر وقت اقامت وطن وکسب علوم چندے اوقات در افادۂ طلبہ صرف گردید۔ میر محمد یوسف در ۱۱۶۵ سنہ سبع وخمسین ومائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد از بعض علمائے ریاضی دان آن بلدۂ علوم ریاضی ہیئت وہندسہ وحساب وغیرہا اخذ کرد وقدرتے عالی در فنون ریاضی بہم رساند[1]۔ وبہ ارادت سید العارفین قدس سرہٗ کامیاب است۔ واز سرمایۂ شریعت وطریقت کامل نصاب۔ وباوصف شواغل معاش تعبیر اوقات از دست نمی دہد ودر

---

[1] رک حواشی در ذیل

Marfat.com

حفظ شرائع جد وجهد تمام دارد و در سنه ۱۱۶۲ اثنین وستین و مائة والف کتابے تالیف نموده باسم
الفرع الثابت من اصل الثابت مشتمل بر چهار اصل و خاتمه در تحقیق مسئلهٔ توحید مختار او وحدت
شهود است تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شده و مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراهم
آورده شکر الله سعیه راقم الحروف در تاریخ اتمام کتاب گوید ؎

میر یوسف عزیز مصر کمال — از خم معرفت کشیده رحیق
کرد در وحدت شهود رقم — نسخهٔ تازه به فکر عمیق
از احادیث و از کلام الله — کرد اثبات حق زهے توفیق
هست این نقش دلنشین الحق — یادگارے ز خامهٔ تدقیق
سال تالیف این کتاب خرد — گفت "شمع مجالس تحقیق"

۱۱۶۲

(۶۷) سیّد سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مربی بلگرام که ترجمه اش در سلک مشائخ انتظام یافت سید
سعد الدین کتب درسی مجموع مرتب بخدمت میر سید نعمت الله سجاده نشین سیوم میر عبد الواحد
اکبر بلگرامی قدس الله اسرارهما گذرانید و استعدادی شایسته بهم رسانید و ایامے به تشغل تدریس
پرداخت. بعدازان در عالم نوکری افتاد. و شغل کتاب چندے از دست رفت آخر دست
از عالم نوکری کشیده مقیم وطن شد. و سر رشتهٔ اصل بدست آورده باشتغال
کتاب و افادهٔ طلاب مقید است.

(۶۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان الله عثمانی بلگرامی والد امروز برمسند شریعت شهر

ملاحظه رقم ۲۴ ذکر فقرا ۱۲ معروف قاضی محمد عثمان بن قاضی محمد ناصر (سنه ۱۱۲۹ھ ۱۷۱۵ء) ابن قاضی محمد فضیل
(سنه ۱۰۷۹ھ ۱۶۶۸ء) ابن قاضی محمد یوسف ثالث (سنه ۱۰۸۴ھ ۱۶۷۳ء) تولد قاضی احسان الله در سنه ۱۱۱۰ھ
۱۶۹۹ء و وفاتش در سنه ۱۱۹۴ھ ۱۷۸۰ء است (ملخص از تاریخ خطی بلگرام از قاضی محمد شریف ۱۲

Marfat.com

قیام دارد و شیخ عثمان در مبادی سن شعور او را خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام به عزیمت کسب علم برآمد و بطور طلبه پورب گلگشتی نمود و نزد ملا عظیم الدین[۲] ساکن ملاوه و فضلا دیگر تلمذ کرد و کتب فنون درسی من اولها الی آخرها مرتب گذرانید و خود را به والا پایه فضیلت برجسته رسانید اکنون در بلگرام به شغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاهراه بینش روشن می سازد۔

(۶۹) سیّد غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید خضر بن سید کمال الدین بن سید پیاره بن سید عالم بن سید حسین بن سید فضل الله نسب بالاتحت اسم سید اجمل بلگرامی به تحریر رسید مشار الیه ذهن صافی و استعداد وافی دارد۔ مختصرات اوائل نزد بعض تلامذهٔ ملا قطب الدین گوپاموی[۳] خواند و منقولات تمام و معقولات برخی در خدمت مولوی احمد الله فرزند تلمیذ و جانشین حاجی صفت الله[۴] خیرآبادی قدس الله اسرارهما تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین[۵]

---

[۱] شیخ عثمان احمد عرف قاضی احمد الله در (۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۴ء) تولد یافت اولاد پیش سید پیر محمد خلف مولوی سید محمد فاضل رسولدار الحسینی القنوجی تلمذ نمود بعد ازان در سندیله رفته متداولات بر سید ملا عبد الله خلف الصدق مولوی زین العابدین (تلمیذ علامه کمال فتح پوری) قرارت کرد و شرح عقائد ملا سعد مع حاشیه خیالی و عبد الحکیم و شرح وقایه و نزائض شریفی و شرح هدایة الحکمت میبذی وغیرهما مختصرات و بعض مطولات پر مولوی دین محمد بن شیخ وجیه الدین گذرانید آخر الامر در قصبهٔ ملاوه رفت و مطولات فنون و حدیث از مشکوٰة تا صحاح سته و تفسیر بیضاوی پیش ملا محمد عظیم ملاوی تحقیق کرد و در ۱۲۲۷ھ وفات یافت۔ حواشی شرح وقایه و ترجمه الدرة الفاخره للجامی (در تصوف) و رسالهٔ سبحات فی تاریخ القضاة و دیگر کتب و رسائل انه یادگار اند (رک: نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۱۴۱ و تاریخ خطه بلگرام ۲۰۰-۲۰۳ ؛ [۲] بن کفایت الله الفاروقی الگوپاموی (المتوفی بعد سنه ۱۱۶۰ھ) در منطق و فلسفه یگانه بود فنون حکمت از قطب الدین بن شهاب الدین گوپاموی (سنه ۱۱۶۰ھ) اخذ کرد و فنون حدیث را بر شیخ صفة الله بن شیخ مدینه الله الحسینی الخیرآبادی (سنه ۱۱۵۷ھ) قرارت کرد و سند حدیث ازوی حاصل کرد و متعدد کتب ازو یادگار اند (شرح سلم العلوم) (حاشیه شرح هدایة الحکمت للشیرازی) (حاشیه میرزاهد) (حاشیه میرزاهد ملاجلال) (حاشیه میرزاهد شرح مواقف) (رک: نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۶۲۸) ؛ [۳] رک: رقم ۷۰ ذکر فضلاء ؛ [۴] رک: رقم ۱۷۱ ذکر فضلاء ؛ [۵] رقم ۷۲ ذکر فضلاء ؛

Marfat.com

محمد سهالوی فتح پوری گذراند۔ وچون حقوق مولوی احمد اللہ بیشتر بود فاتحۂ فراغ باستر ضائر خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد اللہ گرفت[۱]۔ و در زمرۂ اقران خود به امتیاز برآمد مشارالیه بعد ختم این نسخه در اواخر سنه ۱۱۶۸ ثمان وستین ومائة والف به تقریبی از بلگرام رخت سفر جانب آنکات وترچناپلی کشید۔ و بستم ذی الحجه سال مذکور وارد اورنگ آباد شد و ایامے چند ان فقیر خانه بود۔ و نوزدهم محرم سنه ۱۱۶۹ تسع وستین ومائة والف با سفریه سمت مسطور برلسبت۔ کنون خامه مواد طلب احوال اساتذه که آسامی ایشان درین ترجمه برزبان گذشت به تحریر می آرد و قدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد۔

(۷۰) مولوی قطب الدین گوپاموئی

از قبیلهٔ قضاة واعیان آن مکان است نسبش با امیر المؤمنین فاروق رضی اللہ عنه منتهی می شود۔ پدرش قاضی شہاب الدین از علماء اعلام وقت بود[۲]۔ کسب کمال از خدمت مولوی عبدالرحیم مراد آبادی[۳] تلمیذ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نمود[۴]۔ و در جمیع علوم سیما هیئت وهندسه عدیم المثل بود۔ وفاتش در عشرهٔ ثالث بعد مائة والف واقع شد۔ مولوی قطب الدین شاگرد پدر بزرگوار و در همه علوم معقول ومنقول سرآمد روزگار بود۔ بحکم ارث در فنون ریاضی رایت مهارت بآسمان می افراخت واهلهٔ مستفیدان را به اشعهٔ کمال لبریزی ساخت۔ بست وپنجم رمضان سنه ۱۱۶۰ ستین ومائة والف در آغوش بهشت آرمید۔ محمد سطور گوید ؎

مولوی زمانه قطب الدین — کرد از عالم فنا رحلت
سال تاریخ او طلب کردم — هاتفی گفت وارث جنت ۱۱۶۰ھ

---

[۱] مرقوم ۱۲ ذکر فضلاء در ضمن احوال حاجی صفت اللہ وایضاً نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۴۵۲ ؛ [۲] حسین بن عبدالسلام بن احمد بن الشہاب العمری الحنفی الکاموپاموی ابن بنت الشیخ العلامه محب اللہ العمری الہ آبادی قرارت کتب متداوله بر قطب سهالوی کرد ولد ۱۱۲۵ھ وفات یافت ۱۲ [۳] عبدالرشید البہاری ثم المراد آبادی المتوفی حوالی سنه ۱۱۸۰ مدت نه سال بخدمت ملا عبدالحکیم گذرانید شیخ سعداللہ بلگرامی نیز از تلامذه اوست (نزهة الخواطر رقم ۳۳۷) [۴] مرقوم ۲۲ ذکر فضلاء ؛

Marfat.com

(۱۷) حاجی صفت اللہ خیرآبادیؒ

از احفاد امجاد شیخ الہدایہ خیرآبادی قدس سرہٗ واز اجلۂ مشائخ وصنادید فضلا ست در فنون عقلی ونقلی شانی عظیم۔ ودر وادیِ فقر منہجی قویم داشتہ۔ شاگرد مولوی قطب الدین شمس آبادی[۲] ست ومرید حاجی عبداللہ سیاح[۳]۔ از فرزندان غوث الثقلین جیلانی رضی اللہ عنہ۔ سالہا مسند تدریس آراست۔ فضلای کثیر از گوشۂ دامن او برخاستند۔ در ۱۱۲۴ھ اربع وعشرین ومائۃ والف احرام دیار عرب بربست وبعد تقدیم مراسم حج وزیارت چندے در حرمین شریفین زادہما اللہ کرامۃ توقف گزید واز شیخ محمد طاہر مدنی[۴] نور اللہ ضریحہ حدیث سند کرد۔ وہنگامۂ درس را گرمی بخشید۔ جمیع علماء بقاع مقدسہ بہ فضل وکمال او اعتراف کردند واعزاز واکرام زائد الوصف بجا آوردند۔ حلقۂ عظیم در درس گاہ او منعقد می شد وعالمے از فیض تلمذ او تمتع گرفت۔ کاتب الحروف از علماء حرمین شریفین تعریف مولوی بسیار گوش کرد مستفیدان او باستاذ تلمذ افتخار می نمودند۔ مولوی بعد ادائے سرجِ عنان

۱؎ بن مدینۃ اللہ د ابن زین العابدین بن عبدالوالی بن ابوالفتح (م ۹۰۰ھ) بن نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدایہ ۹۹۳ھ) حاجی صفت اللہ از نسل امام موسیٰ الرضا بود بہ این نسبت آن را رضوی گویند ودر رسالہ قطبیہ مرقوم است کہ حاجی مذبور نیز از شیخ قطب الدین استفادہ کردہ۔ از ان شیخ مبارک بن دائم العمری الگوپاموی د ۱۱۶۷ھ: د سید محمد طاہر شاہجہان پوری د الشیخ محمد اخذ کردند برائے تفصیل رجوع انساب ابناء الشیخ نظام الدین ونزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۲۹)۔ ۲؎ المتوفی ۱۱۲۱ھ تاریخ وفات "عفت شعار" است رک: رقم ۲۶ ذکر فضلاء ۱۲ ۳؎ مرید خلیفہ میر بدرالدین پھلواروی ودر عظیم آباد پٹنہ نیز بسر برد ودر ۱۱۱۵ھ ۱۷۰۳ء انتقال فرمود تاریخ وفات "غاب قطبًا" است۔ ۴؎ بن ابراہیم الکردی المدنی ۱۱۴۵ھ ۱۷۳۳ء د الشیخ محمد طاہر مشہور بہ ابوطاہر محمد مدنی است شاہ ولی اللہ دہلوی بحضرت ایشان تلمذ خصوصی دارند ودر انفاس العارفین ذکر ایشان خوب خوب کردہ ونیز در انتباہ (حدیث) ذکر ایشان یافتہ شیخ مزبور خزانۃ بغدادیہ را اختصار کردہ رک: سلک الدرر ۴: ۲۷ انسان العین فی مشائخ الحرمین ص ۱۳-۱۴۔ حصرات دہلی اسانید الشیخ محمد عابد الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی ص ۲۰ فہرس الفہارس ۲: ۳۷۲-۳۷۴ اعلام زرکلی ۶: ۱۹۵

Marfat.com

جانب وطن اصلی منصرف ساخت - وبعد رجوع ازان دیار فیض آثار درس معقولات
تا طبقه موقوف کرد - وتا آخر عمر به وعظ و درس تفسیر و حدیث اکتفا نمود - واوقات شریفه
را به اشتغال باطن و ریاضات شاقه معمور داشت و در ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائة والف
وارد بلگرام شد و برائے ملاقات علامه مرحوم میر عبدالجلیل[1] در دیوان خانهٔ میر تشریف آورد -
وباین تقریب رویت واتفاق افتاد - ودهم ذی القعده روز پنجشنبه ۱۱۵۷ھ سبع و
خمسین ومائة والف به جوار رحمت آسوده - طرفه اینکه تاریخ وفات حاجی صفت الله ملا نظام
الدین می شود که معاصر اوست وترجمه اش گذشت[2] - ونیز راقم اوراق گوید ؎

بحر عرفان صفت الله که بود　　عالم عامل و الا رتبت
خامهٔ فکرت من تاریخش　　ز در قصر صدر نشین جنت

۱۱۵۷ھ

عمر گرامی هشتاد سال - مرقد منور او در خیر آباد است - مولوی احمد الله خلف الصدق
او منقولات از والد شریف خود اخذ نمود - ومعقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد سهالوی
فتح پوری گذراند - وعمر گرامی به افاده علوم ظاهر وارشاد وطریق باطن به آخر رساند - شب
مشتمل رجب لیلة الرغائب ۱۱۶۷ھ سبع وستین ومائة والف در زبهت کده قدس آسود
ودر جنب احاطهٔ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود -

(۲۷) شیخ کمال الدین محمد سلمه الله تعالیٰ

از شیوخ انصاری ساکن سهالی است - واز بنی اعمام بلا نظام الدین سها قدس سره
والد او در فتح پور[3] که از سهالی سه کروه است در عشیره مخدوم زاده های آنجا که خدا شد و منصب

---

[1] در گذشت رقم ۵۰ ذکر فضلا رک : رقم ۳۳ ذکر فضلا [2] تولد مولوی احمد الله در ۱۱۱۹ھ است
مولوی غلام امام (المتوفی ۱۱۷۳ھ) ومولوی غلام صدیق (المتوفی ۱۱۹۳ھ) از فرزندان او بودند در حال حاجی صفت الله
۳۲۰-۲۲۳ [3] والد او شیخ محمد ولد ابن محمد یعقوب بن فرید بن سعد الله بن احمد بن حافظ الدین الانصاری
السهالوی ثم فتح پوری است و شیخ محمد یعقوب ابن اخت الشیخ محب الله العمری الاله آبادی بود و جد ایشان حافظ الدین ایضاً
با شیخ قطب الدین وایضاً قاضی محمد دولت هم است شیخ محمد عاشق بن عبد الواحد بلگرامی و ایشان بعد از شهادت
قطب الدین در فتحپور سکونت اختیار کردند در دهلی رفته و در زمره مؤلفین الفتاوی الهندیه شمولیت اختیار کردند در ثناء
سفر جانب سورت شهادت یافت (نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۴۷۵ ص ۴۲۷) ۱۲

Marfat.com

قضا رآن مکان ہم حاصل کرد بایں ہر دو تقریب پائے اقامت درین شہر افشرد۔ شیخ کمال الدین محمد در فتح پور متولد شد و بعد طلوع صبح شعور منازل علمی از بدایت تا نہایت بر ہمنوی ملا نظام الدین سہالوی نور دید و در تلامذۂ حضرت ملا کوس فوقیت نواخت و از حضور استاد تا زمان حال مدتے مدید بر آمدہ کہ وسادہ پیرائے تدریس و تصنیف است۔ و جمعی کثیر از مین تربیت او بہ منتہائے مرتبۂ فضیلت رسانیدند[۱۲]۔ از نتائج طبع اوست۔ العروۃ الوثقیٰ در علم کلام و حاشیہ شرح عقائد جلالیہ[۱۳]۔

(۳۷) راقم ابن سواد بندۂ آزاد

پیشتر در وصف نعال فقرا رتبہ روشناسی بہم رساند است درین انجمن نیز بہ مشارکت برادر

---

[۱] رک: رقم ۳۳ ذکر فضلا رقم ۱۲ من جملہ آنہا: محمد برکت بن عبد الرحمٰن الہ آبادی: ———) و مولانا محمد حسن (۱۱۹۹ھ) و صنو آں محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ الکہنوی (۱۱۹۶ھ) و مولانا محمد اعلم سندیلوی (۱۱۹۸ھ) و شیخ عبد اللہ بن زین العابدین سندیلوی و شیخ احمد اللہ بن صفۃ اللہ خیر آبادی (۱۱۶۷ھ) اند و چند تالیفات از و یادگار اند: شرح اکریت الاحمر و العروۃ الوثقیٰ و غیر ذالک من الرسائل و الحواشی۔ وفات در ۱۱۷۵ھ است و بر و اللہ مضجعہ۔ تاریخ وفات است: نزھۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۵۲ ص۔

[۲] رقم ۲۵۲ ص۔

[۳] علامہ جلال الدین محمد الدوانی (۸۳۰-۹۰۸ھ / ۱۴۲۷-۱۵۱۲م) ابن مولانا سعد الدین الاسعد از مشاہیر علمائے فلاسفہ است تولدش در دوان (از اعمال گازرون) است صاحب ریحانۃ الادب (۲: ۲۰۲) زرکلی در اعلام (۶: ۲۵۷) و دیگر مراجع فہرست تالیفات وی ذکر کردہ اند منجملہ آنہا ہا: انموذج العلوم (۲) شرح العقائد العضدیہ (۳) حاشیہ علی مباحث الامور العامہ (۴) شرح تہذیب المنطق (۵) شرح ہیاکل النور للسہروردی ۵۸۷ھ (۶) اخلاق جلالی (فارسی) مشہور اند۔ علامہ مزبور بر شرح تجرید الکلام از محقق طوسی (در علم کلام) از محقق علاء الدین علی بن محمد الشہیر بقوشجی کہ معروف بہ شرح جدید است یک حاشیہ نوشتہ کہ مشہور بہ "حاشیہ قدیمہ جلالیہ" است امیر سید صدر الدین شیرازی بر شرح جدید قوشجی نیز حاشیہ نوشتہ و در آں حاشیہ اعتراضات بر علامہ دوانی کردہ است علامہ مزبور بر آن حاشیۂ دیگر نوشتہ کہ مشہور بہ حاشیہ جدیدہ جلالیہ است و در آں حاشیہ نقض باعتراضات امیر سعی فرمودہ امیر مذکور جواب الجواب نوشتہ و در آں رد حاشیہ جدیدہ کرد علامہ موصوف بر آن رد ثالث تحریر کرد کہ بنام "الاجد الجلالیہ" معروف گشت درین اثنا امیر شیرازی وفات یافت و بعدہ پسرش امیر غیاث الدین منصور (۹۰۰ھ / ۹۴۸) درین معرکہ بر آمد و بر "الاجد الجلالیہ" رد نوشتہ بہ تجرید الحواشی موسوم کرد و این تمام مجموعہ رد و مشہور شد بنام "طبقات الصدریہ و الجلالیہ" در: مقالات الشعراء و حواشی آن از سید حسام راشدی ۵۵۳-۵۵۴ (۵۵۷) ؛

Marfat.com

فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ خود ما طفیلی اعزۂ کرام ساختہ۔ حالا می خواہم کہ سرگذشت حرمین
محترمین شرفہما اللہ تعالیٰ بعرض ارباب التفات رسانم و این مقام را بہ نقش حجاز دلنواز مخصوص گردانم۔ من
فدائے جلوۂ احمدی و صید بستۂ فتراک محمدی در صغر سن خوابی دیدم کہ در مسجد مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیمًا
حاضرم۔ و جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم از محرابی از مسجد قائم اند فقیر شرف ملازمت اقدس دریافتم
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات فراوان نمودند و لب بہ تبسم شیرین کردہ حرفہا پرسیدند۔ ہنوز جمال باکمال
خصوص لمعان تبسم مبارک در نظر من است۔ ازان وقت ہرگاہ این رؤیا بہ یاد می آید سلسلۂ شوق می
جنباند۔ آخر جذبۂ عنایت محمدیہ مرا از خود در ربود و شرار ناتوانی را ہمت برق آسمان سیر کرامت نمود۔
رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۱۵۰ خمسین و مائۃ والف مطابق عدد سفر خیز پیادہ تنہا از بلگرام رخت سفر بربستم
و احیاد اقربا را طوری غافل ساختم کہ اگر اینہا سراغی می یافتند سد راہ مقصود می شدند۔ راقم الحروف
در واقعات این سفر مثنوی پرداختہ و طلسم اعظم کہ ہم تاریخ افتتاح است نام مقرر ساختہ۔ آغاز مطلب
باین عنوان می کند ؎

دم صبحی کہ مہر عالم تاب — سر برآورد از نشیمن خواب
جلوہ گر شد بکرسی مینا — با دل گرم و دیدہ بینا
داد رنگِ صفا بہ چہرۂ زرد — کہ وضوئے ز آب شبنم کرد
بسکہ در سجدہ سود پیشانی — کرد سیمائے خویش نورانی
گرم شد در رہ خدا طلبی — بست احرام جانب غربی
شد جلو ریز سوئے بیت اللہ — بہ سر و دیدہ ز قدم در راہ
طرفہ بانگے بگوشِ ما آمد — از پسِ پردہ این ندا آمد
کائے میان بستہ در مقام ادب — آتش تازۂ نسیم طلب
گوہرت شبنمی است قابلِ دید — خیز از جا کہ خواندت خورشید
گر ترا نیست طاقتِ پائے — روز بخشید ترا توانائے
بال بر ہم زن از طپیدنِ دل — رشتہ بر پا اگر بود بگسل

لہ میر محمد یوسف متوفی ۱۱۷۱ھ برادر خالہ زاد آزاد بلگرامی رک: رقم ۶۶ ذکر فضلاء

Marfat.com

گرچہ باشد ترا بپا زنجیر　　قطرہ زن، ہمچو آب باز نجیر
این صدا شور عشق در جان ریخت　　صد گلِ داغ در گریبان ریخت
دامن ہمتی زدم بہ کمر　　جستم از قید سنگ ہمچو شرر

اہلبیت فقیر بعد سہ روز آگاہ شدند و انگشت تحیر بدندان گزیدند۔ سید غلام حسن عفران پناہ برادر اعیانی فقیر تا سہ منزل تعاقب کرد۔ آخر وحشی از دام جستہ را بدست آوردن و شوار دیدہ برگشت چہ از راہ دور بینی نعل در آتش زدم و راہے کہ غیر متعارف بود پیش گرفتم کلک سخن ریز در صعوبت راہ زبان می کشاید ؎

داغ این راہ مرغ دہم و خیال　　زخم مقراض بیم در پر و بال
رہزنان صف کشیدہ چون صف خار　　ہمہ مضراب تشنہ رگ تار
برنہ خیزد ز پا فتادۂ او　　مار خوابیدہ است جادۂ او
پیک این راہ تیز ناوک وار　　جامہ از تن کند دم رفتار
رہزنش کاسہ از گدا گیرد　　خارا دامنِ ہوا گیرد!

القصہ تا حدود سرونج از توابع مالوا پیادہ راہ طے شد از انجا کہ قدم گاہے بہ پیادہ گردی آشنا بنمود آبلہا پا را خوشہ ناک ساخت۔ خارہا طرح خانۂ زنبور انداخت ؎

می بریدم رہے بہ بے پائی　　بار فیقے کہ بود تنہائی
صبح تا شام راہ می رفتم　　خون چکان ترز آہ می رفتم
ہمہ کہسار و دشتِ ناہموار　　قدم مور و این رہِ دشوار
ہر قدم رودہا و جیحو نہا　　چون دم تیغ تشنہ خو نہا
موج خوناب و جوشش آبلہا　　ریخت در راہِ رنگ سلسلہا
فکرہا دست زد بہ دامن دل　　کرد شمشیر کلفتم بسمل

اتفاقاً رایات نواب آصف جاہ[1] طاب ثراہ دران ایام سایہ افگن دیار مالوا شدہ بود قاندر قسمت زمام مرا باین لشکر کشید، عنایت تازہ ربانی جلوہ افروز گردید۔ یعنی عزیزے بے سبق آشنائی در ہمان خانہ خود جا داد و مراسم نیاز مندی فوق الحد بتقدیم رساند و دست

---

[1] نظام الملک آصف جاہ اول بانی سلطنت آصفیہ حیدر آباد دکن (رک حواشی و ذیل)

Marfat.com

مکلفی برائے سواری تواضع کرد۔ زبان خامہ در تعریف رت می گردد ؎

رتِ رنگین لباس خوش الوان — راہ رفتے بسانِ تختِ روان
تازہ گردون دو تور پیش نگاہ — در چپ و راست چار ہالۂ ماہ
این چہ گردون برمے ہامون است — این چہ تدویرہائے موزون است
رقص تدویرہا بچشم خیال — گردشِ نرگس رمیدہ غزال
کشتی تازۂ روان در بر — نکند طے راہ بے لنگر
مے کشد کوہ کوہ بار گران — سیر و دورش چہ مایۂ فیض رسان
مختلف کارہا ز دہ حاصل — مرکبِ راہ و خیمۂ منزل
بالش و فرش و خوش مکان دارد — مجلس ساکن و روان دارد
قدم سالکانہ دارد و پیش — نہند پا بردن ز جادۂ خویش
چہ عجب گر ز یادہ راہ رود — ہر قدم برد و جادہ راہ رود
حسن خلقی عجب بکار برد — خادمِ نحویش را سوار برد
پادرین خانہ بشکن و بشتاب — در سفر لذتِ وطن دریاب

بست و دوم شعبان سال مذکور ملاقاتِ نواب آصف جاہ طاب ثراہ اتفاق افتاد و این رباعی بنامی نتیجہ فکر قاصر بر زبان آمد ؎

اے حامی دین محیط جود و احسان — حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد — تو آل نبی را بہ درِ کعبہ رسان

فقیر باوصف موزونی طبع مدۃ العمر زبان بہ مدح اعنا نہ کشودہ ام الا این رباعی کہ در استعانت سفر بیت اللہ سرزد و دو بیت عربی کہ در دفتر ثانی در ترجمۂ نواب نظام الدولہ شہید مذکور می شود۔[1]

القصہ دران حدود نواب آصف جاہ متوجہ تنبیہ افواج مرہٹہ بود تمام رمضان در سواد شہر

---

[1] نواب نظام الدولہ بسیار در ناصر جنگ شہید ابن نواب آصف جاہ میر ابراہیم نواب راہ در سر آزاد از ۱۸ تا ۱۹ اگست ۱۹۰۰ء اشعار کہ در حسن گفتہ بر صفحہ ۱۹۹ باید دید فرمودند: نواب عدل گستر عالی جناب رفت۔ فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت۔ در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد ؛ تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت ؛ نیز برائے ابراہیم نواب شہید باید دید مآثر الامرا ج ۳ ص ۸۴۹ و حواشی رقم ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

Marfat.com

بھوپال آتش حرب اشتعال داشت و زلزله ساعت قائم بود۔ درین میدان کمیتِ قلم جولان می نماید ؎

فوج اسلام و کفر صف آراست — طرفہ شور قیامتے برخاست
کرۂ آتشین توپ و تفنگ — کرۂ نار ساخت عرصۂ جنگ
کافران چون سپند در فریاد — رفت از خاک آتشین بر باد
چون بہانادکِ سبک رفتار — زدہ در مغز استخوان منقار
من ہم آن روز در صف اسلام — با یکے ذوالفقار خون آشام
قدمِ پیش دلانہ افشردم — حملہ ہا بر مخالفان بردم
تشنگیہائے روزۂ رمضان — کردہ از کام تا جگر بریان
سفر کعبہ و صیام و جہاد — این سہ دولت بہم مرا دداد

آخر رمضان صلح واقع شد و بہ اعانت نواب زاد در احلۂ خاطر خواہ دست بہم داد در اوائل شوال آن سال از شہر بھوپال برآمدم و بست و یکم منہ بہ گلگشت دارالسرور برہانپور مسرور گردیدم و ہم ذی القعدہ سال مذکور وصول سورت صورت بست و چہارم منہ در جہاز نشستم۔ و از کرۂ خاکی بہ کرہ آبی درآمدم ہلال اول سنہ ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائۃ والف در عین دریا گوشہ ابرد انمود۔ ہژدہم محرم کشتی بکنار جدہ برخورد۔ نور دہم منہ دبلدۂ فاخرہ جدہ نازل شدم۔ شیخ محمد فاخر متخلص بہ زار الہ آبادی کہ ترجمہ اش در مجلد ثانی می آید در جدہ تشریف داشت خبر قدوم فقیر از مردم جہازی کہ دو روز پیش از جہاز ما رسیدہ بود یافتہ بر لب دریا استقبال می کشید ہمین کہ قدم از بحر بہ خشکی گذاشتم ملاقات شد۔ و سرور عجبی دست داد۔ و بست و سیوم منہ بوصول ام القریٰ شرفہا اللہ تعالیٰ سرمایۂ سعادت اندوختم۔ و چہلم نیاز بآستان سنائی بیت اللہ برافروختم از آنجا کہ شوق مدینہ سکینہ جا نمی ریزد طاقت صبر در خود نیافتہ بست و ششم منہ روز جمعہ بعد ادائے نماز جمعہ رو براہ مدینۂ مقدسہ آوردم بست و پنجم ماہ صفر کہ درین تاریخ از کتم عدم بہ شہرستان ہستی وارسیدہ ام و قدم در مرحلہ سی و ششم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینہ منورہ سرمۂ سعادت در چشم کشیدم۔ و دیدۂ آرزومند را بر قبۂ روضۂ اقدس مالیدم۔ و در شہور اقامت این بلدۂ طیبہ صحیح بخاری را خدمت مولائی و استادی شیخ محمد حیات السندی المدنی لو ہا اللہ ضریحہ سند کردم و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا برگرفتم۔ شبہا در مسجد نبوی

لہ رک ہمرہ آزاد رقم ۹۷ و ایضاً ضمیمہ این کتاب از راقم الحروف ۱۲ رک ہ رقم ۱۳، ذکر فقرار ۱۳ کتاب تسلیۃ الفؤاد فی قصائد

Marfat.com

بایں ہیبت و منبر والا می نشستم۔ و بہ مطالعہ صحیح بخاری می پرداختم۔ و این غزل در مدح اقدس بزبان نیاز ادا شد ؎

نمود جلوہ اعجاز شمع مطلبی — نہ ماند شوخی چشم شرار بولہبی
فدائے خاصیت وادی عقیق شوم — کہ کرد ریگِ روانش علاج تشنہ لبی
زیارت تو کند آفتاب ہر شب نادر — رود صباح جلو ریز جانب غربی
زبسکہ ذوق شکست تو داشت ساغر ماہ — گرفت رنگِ نزاکت ز شیشۂ حلبی
خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم — نصیب ذائقہ ام کن حلاوتِ رطبی
بہ آفتاب نبوت رسانده ایم نسب — توان ز ذرۂ ما دید نور خوش نسبی
بملک ہند چو من نیست طوطی آزاد — کہ کرد تربیت من شکر لب عربی

ذیل قصیدۂ عربی در لغت والا بہ سلک نظم رسیدہ و بر روضۂ منورہ معروض گردیدہ در نسخۂ تسلیۃ الفوادنی قصاید آزاد کہ[1] درین ایام بہ عبارت عربی بہ تحریر می آید مندرج می شود انشاء اللہ تعالیٰ۔ چہاردہم شوال سال مسطور از بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رخصت اداے حج گرفتم۔ و بیست و ششم منہ نزول مکہ معظمہ عروج طالع بخشید۔ و در ذی الحجہ مناسک حج بہ تقدیم رسید و وقوف عرفات روز پنجشنبہ اتفاق افتاد۔ عمل اعظم۔ تاریخ ادائے حج یافتہ شد اللھم اصلح اعمالنا و حقق آمالنا بالرکن و المقام و عتبۃ سید الانام علیہ و علی آلہ و صحبہ الوف الصلوٰۃ و السلام۔ در مکہ معظمہ و طائف معدن اللطائف صحبت شیخ عبد الوہاب طنطاوی[2] قدس سرہ دریافتم و فوائد فن حدیث برگرفتم۔ سال جدید یعنی اثنین و خمسین و مائۃ و الف در مکہ معظمہ چہرہ برافروخت۔ در شہر ربیع الاول این سال سیر خطۂ طائف اتفاق افتاد و بزیارت مرقد مطہر سیدنا عبد اللہ بن عباس[3] رضی اللہ عنہما سرمایۂ سعادت بدست آمد۔ محرر اوراق گوید ؎

اے صبا و بمزار پسر عم نبی — خاک آن روضہ کم از عنبر تر نشناسی
کردہ ام خوب تماشا چمن طائف را — نرسیدم بگل او بہ گلِ عباسی

و اواخر شہر ربیع الآخر سنہ مذکور طواف وداع بجا آوردم و بہ بندر جدہ عطف عنان نمودم۔ سیوم جمادی الاولی ہمیں سال در جہاز نشستم۔ و در عرض ہشت روز بہ ساحل مخا کہ از مشاہیر بنادر یمن است رسیدم۔ چہار

---

[1] ل [2] ۲ [3] ۳ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف الہاشمی ابو العباس ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سہ سال قبل از ہجرت در شعب ابو طالب متولد شد و در مدینہ وفات آنحضرت سیزدہ سالہ بود و در ۶۸ھ در طائف وفات یافت۔ رمک، اصابہ ابن حجر ۳۳۲ - و ۳۳۲ حرف العین ۱۲

Marfat.com

روز محاذی مخا جہاز را لنگر زدند۔ و بسیر این مقام فرخندہ انجام میسر شد۔ و زیارت ضریح مبارک شاذلی[۱] قدس سرہٗ افتادہ فرادان انوار نمود بست و نہم جمادی الاولیٰ جہاز بہ ساحل صورت برخورد۔ دوم جمادی الآخرہ نزول۔ بندر مبارک دست داد۔ و سفر حجاز فیض طراز بانجام رسید۔ بتاریخ معاودت سفر بخیر یافتہ شد دب اختم سفرنا بالخیر والسلامۃ وارزقنا ثقل الموازین یوم القیامۃ بجاہ فص خاتم جلالہ وخاتم صحیفۃ الرسالہ علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات واین غزل دریا دام القری وتذکر عہود حمی سرزد ؎

من از بوس حجر در کعبہ دل را شاد می کردم
مسی مالیدہ یاقوتِ کسے را یاد می کردم

زیارت می نمودم کعبہ را از گردش رنگی
بحکم شوق طوفِ تازۂ ایجاد می کردم

درین دار الامان مشتاق تیغ قاتلی بودم
زبیتابی طوافِ خانۂ صیاد می کردم

چو آوازِ جرس از کاروان ہم پیش می رفتم
بیاد لیلی محمل نشین فریاد می کردم

بصحرا ہا غزالان را سلام از دور می گفتم
بہ گلشنہا زمین بوس گل و نسرین می کردم

ز عکس غیر صافی داشتم آئینۂ دل را
بہ صاحب خانۂ این خانہ را آباد می کردم

اگر آزاد پائے سعی من از کار وا ماندی
بہ پائے ہمت والائے خود امداد می کردم

الحال گلی تاریخی کہ از چمن اعجاز چیدہ ام باید دید و عطر اعلائے کہ از عنبر دریائے قدس کشیدہ ام باید شنید ؎

این نامۂ خاص روح پرور — ما اطیب تمامہ مسک
انجام بعون ایزدی یافت — تاریخ شنو ختامہ مسک ۱۱۶۲ھ

تمت بالخیر

---

[۱] ابوالحسن علی بن عبداللہ شاذلی (۵۹۱ - ۶۵۶ھ) شاذلہ قریہ است در افریقیہ و طائفہ شاذلیہ بدو منسوب است وفات وی در ۶۵۶ھ است و مدفون در صحرا عیداب شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ مواحوال وی جزو مستقل تالیف کردہ شیخ احمد ابو العباس (المتوفی ۷۸۶ھ) از اعظم خلفاء وی است نام او داد وی موسوم بہ "حزب الشاذلی" معروف است و ماسوا او رسالہ در آداب تصوف "الابریز" و "السر الجلیل فی خواص حسبنا اللہ ونعم الوکیل" و این ہیہ بر حزب الشاذلی رو نوشتہ و عبدالوہاب شعرانی شاذلی را حمایت کرد احمد بن محمد بن عباد در سیرت و طریقہ شاذلی نام "مفاخر العلیہ فی المآثر الشاذلیہ" کتاب مستقل نوشتہ (درکہ: نکت الہمیان ۲۱۳ و طبقات الشعرانی ۲: ۴ - ۲ انوار الابصار ۲۳۴ و التاج للزبیدی ۷: ۳۸۸)

Marfat.com

خزینۃ الکتب

ضروری گزارش

معزز ناظرین! روشن خیال اور مہذّب اصحاب کو معلوم ہے کہ تجارت کو تہذیب و شائستگی سے کیا گہرا تعلق ہے۔ ہماری کتب کے مفہوم و مقصود میں نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت بھی شامل ہے۔ شائقانِ علوم لطیفہ و فنون نفیسہ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم اعلیٰ درجہ کی علمی مذاق کی کارآمد و مفید کتابیں فروخت کیلئے مہیا کرتے ہیں

مفردات القرآن (امام راغب اصفہانی) اُردو ترجمہ و حواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ صاحب۔ آسان اور عام فہم زبان۔ قرآن پاک کی مکمّل لغات اور علمی فوائد کا ذخیرہ مع مقدمہ تفسیر قرآن پاک۔

قیمت: ۴۲ روپے۔ نیوز پرنٹ طبع اوّل: ۳۶ روپے

مُرقع زرّیں چھٹا ایڈیشن اشاعت خاص مع اضافہ مرقع تاج۔ خطاط الملک تاج الدین زرّیں رقم (مرحوم) کے فن کتابت کے شاہکاروں کا مجموعہ۔ خوش نویسی سیکھنے کے لیے راہنما۔ حسن طباعت کا دلکش نمونہ،

سوانح تاج الدین از قلم سیّد انور حسین نفیس رقم۔ قیمت: ۷/۵۰ روپے۔

شعرناب۔ تالیف غلام نظام الدین ایم فارسی ایم اے اُردو۔ انتخاب کلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، مولانا روم شیخ سعدی۔ مولانا فخر الدین عراقی۔ بوعلی قلندر، مولانا جامی۔ گرامی۔ بلھے شاہ۔ میاں میر۔ خواجہ غلام فرید اور پیر مہر علی۔ کتابت شاہکار سیّد انور حسین نفیس رقم۔ مع نمونہ جات خطاطی حافظ محمد یوسف سدیدی۔ صُوفی خورشید عالم تزئین و آرائش۔ مصوّر مشرق جناب عبدالرحمان چغتائی۔ قیمت: ۱۵ روپے

کتب متفرق اُردو، فارسی، عربی (مطبوعہ پاکستان)

نسخ خطی۔ حصّہ اوّل و دوم ترتیب عبدالقیوم۔ تہذیب سیّد انور حسین نفیس رقم۔ نسخ سیکھنے کے لیے ممد و معاون خطوط کی مختلف اشکال، حروف پیوند الفاظ اور حروف کی مشق پر مبنی۔ قیمت ہر حصّہ، ایک روپیہ

مجموعہ وظائف۔ چشتیہ۔ نظامیہ۔ سدیدیہ۔ کتابت جناب خورشید عالم خورشید رقم۔ قیمت: ۱/۵۰۰ روپے

نفائس القلم۔ سیّد انور حسین نفیس رقم کی خطاطی کے چند نمونے۔ شائقین فن کے لیے ایک قیمتی تحفہ۔ قیمت: ۳ روپے (بغیر پلاسٹک کور)

تعلیم النسخ۔ قواعد حروف الہجاء العربیہ مفرد و حروف۔ بخط حافظ محمد یوسف سدیدی الخطاط آسان اور عام فہم انداز۔ خطاطی کا شاہکار۔ مبتدیوں کے لیے راہنما۔ قیمت: ۱/۵۰۰ روپے

Marfat.com

مکتوباتِ سعیدیہ۔ از حضرت اقدس شیخ محمد سعید ابن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی سرہندی۔ قدس سرہٗ۔
قیمت: دس روپے

مکاتیب شریف:۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی۔ جانشین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ
ہدیہ: چار روپے۔

ارشاد الطالبین:۔ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہدیہ:۔ ۵۰-۲ روپے

کنز الہدایت:۔ حضرت مولانا محمد باقر لاہوری خلیفہ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم۔ ہدیہ ۵۰/۳ روپے
(خلاصہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہدیہ ۵۰/۳ روپے

معارف لدنیہ:۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہٗ۔

مبداء و معاد:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و ذکر کا مجموعہ۔ ہدیہ دو روپے

اذکار معصومیہ:۔ از حضرت اقدس خواجہ محمد معصوم۔ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ ہدیہ:۔ ۵ روپے

اُردو زبان کی قدیم تاریخ: عین الحق فرید کوٹی: قیمت: ۲۰/۰۰ روپے

A Philosophical Interpretation of History

by Abdul Hamid Siddiqi Rs. 10/-

المشتہر:
مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ۔ ۳۹ شارع علامہ اقبال لاہور
پتہ خط و کتابت:۔ التصویر۔ ۶۲، چیمبرلین روڈ۔ لاہور

ملنے کے پتے:

کواپرا۔ شارع قائدِ اعظم۔ لاہور
فیروز سنز لمیٹڈ۔ شارع قائدِ اعظم۔ لاہور۔
مکتبہ علمیہ۔ لیک روڈ۔ لاہور
مکتبہ خاور۔ اُردو بازار۔ لاہور
نفیس اکیڈیمی کراچی ——— کتب خانہ عزیزیہ کراچی

Marfat.com